

# سُجُودُ الْبَلَاءِ

عَلَامَةُ السَّيِّدِ الشَّرِيفِ الرَّضِيِّ (طَابَتْ لَهُ)

○ ترجمہ، تشریح، تفسیر، تقدیم ○

عَلَامَةُ السَّيِّدِ زَيْنِ جَدِّ حَوَادِي

مَحْفُوظَاتُكَ اِحْتِسَابِي \* مَارِطَن رَوڈ  
كَرَلِجِي

Tel: 424286 - 4917823 Fax: 4917823

سید الشریف رضی  
2002/55  
2002/55

جملہ حقوق بہ حق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: \_\_\_\_\_ نسخ البلاغہ  
مترجم: \_\_\_\_\_ علامہ السید ذیشان حیدر جوادی  
پہلا ایڈیشن (ہندوستان): \_\_\_\_\_ مارچ ۱۹۹۸ء  
پہلا ایڈیشن (پاکستان): \_\_\_\_\_ مارچ ۱۹۹۹ء  
تعداد: \_\_\_\_\_ ۱۰۰۰  
ناشر (ہندوستان): \_\_\_\_\_ تنظیم المکاتب، لکھنؤ  
ناشر (پاکستان): \_\_\_\_\_ محفوظ بک ایجنسی۔ کراچی  
قیمت: \_\_\_\_\_ ڈیکس ایڈیشن -/250  
سادہ ایڈیشن -/225

ضروری گذارش

پہلے ایڈیشن میں عربی حوالہ جات کے نشانات واضح نہیں  
ہیں۔ قارئین کی آسانی کے لیے اس ایڈیشن میں نشانات کو  
○ دائرے اور اعداد کے ذریعے نمایاں کیا گیا ہے۔

## سہ ماہی لائبریری

”نہج البلاغہ“ — باب مدنیۃ العلم اور خطیب منبر سلونی کے خطبات و مکتوبات پر مشتمل محض ایک جامع کتاب ہی نہیں بلکہ اپنے اسلوبی و فکری البعاذ ثلاثہ کے اعتبار سے ایک مکمل جامعہ کا درجہ بھی رکھتی ہے۔

یہ منزلت، اس کتاب ادب نصاب اور حکمت مآب کو وحی ربانی اور حدیثِ رسولِ آخر زمانی سے بلاغتاً و فصاحتاً متصل ہونے کے سبب ظہور میں آئی ہے۔

لاریب، اس کتاب مظہر العجائب کو تحت کلام الخالق و فوق کلام المخلوق سمجھنا ایک علمی دیانت و طہارت کا النسب اظہار ہے۔

علوم و معارف امامیہ کی نشر و اشاعت کے ضمن میں محفوظ بک ایجنسی ابین القوامی سطح پرائیٹ قابل اعتماد روایت کی حامل ہو چکی ہے۔ اسی روایت کی استواری و پاسداری میں ادارہ، بعد از قرآن افضل ترین کتاب، نہج البلاغہ کے ایک جدید، عام فہم اور مفرد ترجمے کی اشاعتی سعادت سے مشرف ہو رہا ہے۔

عہدِ حاضر میں یہ ترجمہ اہل خبر نظر کے لیے ایک نعمت ہے اور یہ نعمت علامہ سید ذیشان حیدر جوادی، مظاہر نے مرحمت فرمائی ہے۔

اس بے مثال کاوش کے توسط سے علامہ سید ذیشان حیدر جوادی، مظاہر ایک لائق و فائق مترجم اور شایع کی حیثیت سے حرفِ ظفر کی بزم میں جلوہ افروز ہوئے ہیں۔

رئیس احمد جعفری، مولانا مفتی جعفر حسین اور مرزا یوسف حسین کے تراجم کی اہمیت اپنی جگہ  
 مسلم لیکن پیش نظر ترجمہ عصری ملحوظات اور محققانہ رسائیوں کے باعث اردو تراجم کی صف میں ایک  
 امتیازی نوعیت سے باریاب ہوا ہے۔ اس امتیازی نوعیت میں ترجمے کی زبان نہایت سلیس  
 رکھی گئی ہے۔ الفاظ کی تراکیب اور محاورات سازی سے یکسر گریز کیا گیا ہے۔ خطبات و کلمات  
 کے حوالہ جات کی تحقیقی توسیع کے باوجود احتیاط کو مقدم رکھا گیا ہے۔

مزید برآں، تاریخی واقعات کو تفہیم و تشریح کی حدوں سے متجاوز ہونے نہیں دیا گیا  
 ہے۔ علاوہ ازیں، اس ترجمے کی سب سے نمایاں فضیلت یہ بھی ہے کہ الفاظ کی ایک مختصر فرہنگ  
 اور خطبات و کلمات کے جواز اور مقاصد پر بڑی جانگسل محنت کی گئی ہے۔

آخر میں، صاحب نوح البلاغہ کی بارگاہ برکت پناہ میں، دست بردہا ہوں کہ وہ  
 اپنی توجہ خاص سے علامہ سید ذیشان جید جوادی، نطلہ کی توفیقات میں اضافہ فرمائے (آمین)  
 میں ادارے کے محترم کرم فرما جناب نصیر ترائی کا بھی انتہائی ممنون ہوں کہ انہوں نے اس ترجمے  
 کے اشاعتی مراحل میں اپنے بے لوث مشوروں سے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

نیاز کیشہ

سید اعنایت حسین

# تیسرے مضامین

## نبی الیکٹہ: حصہ اول

صفحہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	خطبہ نمبر	صفحہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	خطبہ نمبر
۵۹	اشعث ابن قیس کی غداری اور نفاق کا ذکر	۱۹	۲۴	تخلیق کائنات - تخلیق جناب آدم -	۱
	غفلت سے آگاہی اور حق کی طرف	۲۰	۲۳	انتخاب انبیائے کرام - بعثت رسول اکرم	۲
۶۱	لوٹ آنے کی دعوت	۲۱	۳۵	قرآن اور احکام شرعیہ - ذکر حج بیت اللہ	۳
۶۱	موت کی ہولناکی اور اس سے عبرت آموزی	۲۱	۳۵	صفین سے دہلی پر آپ کا ایک خطبہ	۴
	کچھ لوگوں کی طرف سے آپ کی بیعت	۲۲	۳۹	خطبہ شقشقیہ	۵
۶۳	تورنے کے بعد منہرا	۲۲	۴۲	لوگوں کو وعظ و نصیحت اور گمراہی سے ہدایت کی جانب راہنمائی	۶
	فقرا، گورہ دار اور سرمایہ داروں کو شفقت کی	۲۳	۳۵	وفات حضرت رسول خدا کے وقت جب عیاش اور ابو سفیان نے آپ سے بیعت کا مطالبہ کیا	۷
۶۳	ہدایت	۲۳	۳۴	طلحہ اور زبیر کی اتباع نہ کرنے کا مشورہ دیا گیا	۸
۶۴	اطاعت خدا کی طرف دعوت	۲۴	۳۴	شیطان ان کی مذمت	۹
	بسر بن ابی اریطہ کے مظالم سے تنگ آ کر	۲۵	۳۹	زبیر کے بارے میں ارشاد گرامی	۱۰
۶۴	واپس آنے والے صحابیوں سے خطاب	۲۵	۳۹	اصحاب جمل کے اوصاف کا تذکرہ	۱۱
۶۹	قبل از بعثت عرب کی حالت کا ذکر	۲۶	۳۹	شیطان یا شیطان صفت کے بارے میں	۱۲
۷۱	شکر معاویہ کی انبار پر حملہ کرنے کے بعد خطاب	۲۶	۳۹	میدان جمل میں لپٹے فرزند محمد بن الحنفیہ سے خطاب	۱۳
	دُنیا کی بے ثباتی اور ناز و آفت کی اہمیت	۲۸	۵۱	اصحاب جمل پر کامیابی کے وقت ارشاد	۱۴
۷۵	کا تذکرہ	۲۹	۵۱	اہل بصرہ کی مذمت میں	۱۵
	ضحاک بن قیس کے حملہ کرنے کے بعد لوگوں	۲۹	۵۲	اہل بصرہ کی ہی مذمت میں	۱۶
۷۷	کو جہاد کیلئے آمادہ کرنے کیلئے خطاب	۳۰	۵۲	حضرت عثمان کی جاگیریں واپس کرتے وقت	۱۷
۷۹	حضرت عثمان کے قتل کے بارے میں ارشاد	۳۱	۵۳	بیعت مدینہ کے وقت بیعت کی قسمیں	۱۸
	عبداللہ بن عباس کو زبیر کی طرف دہانگی	۳۱	۵۳	بیعت ان کی	۱۹
۷۹	کے وقت کا ارشاد	۳۲	۵۴	سند اقتدار پر نا اہلوں کے بارے میں بیان	۲۰
	تذکرہ زمانہ کے ظلم کا اور اہل دنیا کی	۳۲		اختلاف فتویٰ کے بارے میں علماء کی مذمت	۲۱
۷۹	۵ قسمیں	۳۳		اور قرآن کی مرجعیت کا ذکر	
۸۳	جنگ جمل کے موقع پر اہل بصرہ سے خطاب	۳۳			
۸۵	قصہ خوارج کے بعد اہل شام سے خطاب	۳۳			
۸۷	تجسیم کے بارے میں خطاب	۳۵	۵۹		

خطبہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر	خطبہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر
۳۶	اہل نہروان کو ان کے انجام سے مطلع کیا	۸۹	۵۶	میں تاخیر کے وقت	۱۰۷
۳۷	واقعہ نہروان کے بعد اپنے فضیلت اور کارناموں کا ذکر	۹۱	۵۷	صفین میں صلح کے حکم کے وقت اصحاب رسول کا تذکرہ	۱۰۷
۳۸	شجرہ کی وجہ تسمیہ	۹۱	۵۸	ایک قابل مذمت شخص کے بارے میں	۱۰۷
۳۹	عین التمر پر حملہ کے وقت لوگوں کو نصرت پر آمادہ کرنے کے بارے میں۔	۹۱	۵۹	لا احکم الا اللہ کا نعرہ لگانے والوں سے خطاب	۱۰۹
۴۰	خوارج کے مقولہ "لا احکم الا اللہ" کے بارے میں ارشاد	۹۳	۶۰	خوارج کی ہزیمت کے بارے میں آپ کی پیشگوئی	۱۰۹
۴۱	غداروں کی مذمت اور اس کے نتائج	۹۳	۶۱	خوارج کے قتل کے بعد آپ کا ارشاد	۱۱۱
۴۲	اتباع خواہشات اور لمبی امیدوں سے ڈرا جائیگا ہے	۹۵	۶۲	خوارج کے بارے میں ارشاد	۱۱۱
۴۳	اصحاب کو اہل شام سے آمادہ جنگ کرنا	۹۵	۶۳	آپ کو قتل کی دھمکی لینے کے بعد ارشاد	۱۱۱
۴۴	مصلح بن عبیدہ شیبانی کی بددیانتی اور موقع سے نثار ہو جانا۔	۹۷	۶۴	دُنیا کی بے ثباتی کا تذکرہ	۱۱۱
۴۵	ارشاد کی عظمت و جلال اور مذمت دنیا کے بارے میں خطاب	۹۷	۶۵	نیک اعمال کی طرف مہمت کے بارے میں علم الہی کے لطیف ترین مباحث کی طرف اشارہ	۱۱۳
۴۶	بروقت روانگی شام	۹۹	۶۶	جنگ صفین میں تسلیمِ حرب کے سلسلے میں ارشاد	۱۱۵
۴۷	شہر کوفہ کے بارے میں	۹۹	۶۷	سقیفہ بنی ساعدہ کی کارروائی کے بعد آپ کا ارشاد و گزراہی	۱۱۷
۴۸	کوفہ سے نکلنے وقت مقامِ خلیفہ پر ارشاد	۹۹	۶۸	شہادتِ محمد بن ابی بکر کے بعد	۱۱۷
۴۹	پروردگار کی مختلف صفات اور اس کے علم کا ذکر	۱۰۱	۶۹	لیپنے اصحاب کی لیے رُخی کے بارے میں فرماتے ہیں	۱۱۹
۵۰	تباہ کن فتنوں کا ذکر اور ان کے اثرات	۱۰۱	۷۰	شبِ ضریرت کے وقت آپ کا ارشاد و گزراہی	۱۱۹
۵۱	جب معادیر کے ساتھیوں نے آپ کے ساتھیوں پر پانی بند کر دیا	۱۰۱	۷۱	اہل عراق کی مذمت کے بارے میں	۱۲۱
۵۲	زہد کی ترغیب۔ زاہد کا ثواب اور مخلوقات پر خالق کی نعمتوں کا تذکرہ	۱۰۳	۷۲	صلوات کی تعلیم اور صفاتِ خدا و رسول	۱۲۱
۵۳	دشمنان کی صفات کا تذکرہ	۱۰۵	۷۳	مردان بن الحکم سے بصرہ میں خطاب	۱۲۵
۵۴	اپنی بیعت کا تذکرہ	۱۰۵	۷۴	جب لوگوں نے حضرت عثمان کی بیعت کرنے کا ارادہ کر لیا	۱۲۵
۵۵	اہل صفین سے جہاد کی اجازت دینے	۱۰۵	۷۵	جب لوگوں نے حضرت عثمان کے قتل	

صفحہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	خطبہ نمبر	صفحہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	خطبہ نمبر
۱۹۵	رسول اکرم اور اہلبیت کے بارے میں	۱۰۱	۱۲۵	کا الزام لگایا	۷۶
۱۹۵	حوادث زمانہ کا ذکر	۱۰۲	۱۲۷	عمل صالح کی ترغیب	۷۷
۱۹۷	قیامت کے دن کا ذکر	۱۰۳	۱۲۸	جب سعید بن العاص نے آپ کو اپنے	۷۸
۱۹۹	زہد و تقویٰ کے بارے میں	۱۰۴	۱۲۹	حق سے محروم کر دیا	۷۹
۲۰۱	آپ کے خطبے کا ایک حصہ	۱۰۵	۱۳۰	آپ کے دعائیں کلمات	۸۰
۲۰۳	رسول اکرم کے اوصاف اور بنی امیہ کی تہدید	۱۰۶	۱۳۱	جنگ خوارج کے موقع پر آپ کا ارشاد گرامی	۸۱
۲۰۵	اسلام کی فضیلت اور اصحاب رسول کی ملامت	۱۰۷	۱۳۲	عورتوں کے فطری نقائص	۸۲
۲۰۷	جنگ صفین کے دوران خطبے	۱۰۸	۱۳۳	زہد کے بارے میں ارشاد گرامی	۸۳
۲۰۹	پیغمبر کی توصیف اور بنی امیہ کے گونا گوں حالات کے سلسلے میں منسرایا	۱۰۹	۱۳۴	دُنیا کی صفات کے بارے میں ارشاد	۸۴
۲۱۱	پروردگار کی عظمت - ملائکہ کی رفعت اور	۱۱۰	۱۳۵	عجیب و غریب خطبہ غزیر جس میں خلقت کے	۸۵
۲۱۹	آخرت کا ذکر	۱۱۱	۱۳۶	درجات اور پند و نصائح بیان کیے گئے ہیں۔	۸۶
۲۱۹	ارکان اسلام کے بارے میں	۱۱۲	۱۳۷	عمرو ابن عاص کے بارے میں	۸۷
۲۱۹	مذمت دُنیا کے بارے میں	۱۱۳	۱۳۸	پروردگار کی ۸ صفات کا ذکر	۸۸
۲۲۳	ملک الموت کے مروج قبض کرنے کے بارے میں منسرایا	۱۱۴	۱۳۹	صفات خالق اور تقویٰ کی نصیحت	۸۹
۲۲۳	مذمت دُنیا کے بارے میں	۱۱۵	۱۴۰	مُتَّقِین اور فاسقین کی صفات کا تذکرہ	۹۰
۲۲۵	لوگوں کو نصیحت	۱۱۶	۱۴۱	مہلک اسباب کا بیان	۹۱
۲۲۵	طلب باران کے سلسلے میں	۱۱۷	۱۴۲	رسول اکرم اور تبلیغ امام کے بارے میں	۹۲
۲۲۹	اپنے اصحاب کو نصیحت	۱۱۸	۱۴۳	معبود کے قیام اور عظمت مخلوقات کا بیان	۹۳
۲۳۳	خدا کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرنے کے متعلق	۱۱۹	۱۴۴	خطبہ اشباح	۹۴
۲۳۳	اپنے اصحاب کے نیک کردار افراد کے بارے میں	۱۲۰	۱۴۵	قرآن مجید میں صفات پروردگار کا ذکر	۹۵
۲۳۵	جہاد کی تلقین کے وقت لوگوں کے سکوت کے موقع پر	۱۲۱	۱۴۶	جب لوگوں نے آپ کی بیعت کا ارادہ کیا	۹۶
۲۳۷	اپنی فضیلت کا ذکر	۱۲۲	۱۴۷	بنی امیہ کے فتنہ کی طرف آگاہی	۹۷
۲۳۷	لیلۃ الہمیر کے بعد لوگوں سے منسرایا	۱۲۳	۱۴۸	خداوند عالم کی حمد و ثنا - محمد رسول اللہ کے فضائل اور مواظب حسنہ کا ذکر	۹۸
			۱۴۹	رسول اکرم کے فضائل و مناقب کا ذکر	۹۹
			۱۵۰	پروردگار اور رسول اکرم کی صفات	
			۱۵۱	اپنے اصحاب اور اصحاب رسول کا موازنہ	
			۱۵۲	بنی امیہ کے مظالم کی طرف اشارہ	
			۱۵۳	ترک دنیا اور سیرتِ نبی عالم کی طرف اشارہ	

صفحہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر
۲۶۹	دنیا کے فتنہ ہونے کے بارے میں	۱۳۵	۲۳۹	حکیم کے منکر لوگوں سے خطاب
	جب حضرت عمرؓ نے غزوہ فارس میں شرکت	۱۳۶	۲۴۱	جنگ صفین میں اپنے اصحاب سے خطاب
۲۷۱	کے لیے مشورہ کیا		۲۴۱	اصحاب کو آادہ جنگ کرنا
۲۷۱	بعثت پیغمبر کی غرض و غایت کے بارے میں	۱۳۷	۲۴۲	تحکیم کو قبول کرنے کے وجہ اور اسباب
۲۷۵	طلحہ و زبیر کے بارے میں	۱۳۸		بیت المال میں برابر کی تقسیم جاری کرنے پر
۲۷۵	اپنی شہادت سے قبل ارشاد	۱۳۹	۲۴۵	پچھ لوگوں نے اعتراض کیا تو فرمایا
	زمانہ کے حادثات اور گمراہوں کے	۱۴۰	۲۴۷	خوارج کے عقائد کے رد میں فرمایا
۲۷۷	گروہ کا ذکر	۱۴۱		بصرہ میں برپا ہونے والے فتنوں کی خبر
	فتنوں سے لوگوں کو ڈرایا	۱۴۱	۲۴۹	دیتے ہوئے فرمایا
۲۷۹	گیا ہے	۱۴۲	۲۵۱	دنیا کی بے ثباتی اور اہل دنیا کی حالت
	خداوند عالم کی عظمت و جلال اور ائمہ طاہرین		۱۴۳	حضرت ابو ذر کو مدینہ سے رخصت
۲۸۱	کے اوصاف کا تذکرہ		۲۵۳	کرتے وقت فرمایا
۲۸۳	گمراہوں اور منافقوں کی حالت زار کا ذکر	۱۴۳		خلافت کو قبول کرنے کی وجہ اور والی و احکام
۲۸۵	فضائل اہلبیت کا ذکر	۱۴۴	۲۵۳	کے اوصاف
۲۸۷	چمکا دینے کی عجیب و غریب خلقت کا تذکرہ	۱۴۵	۲۵۵	لوگوں کو ہند و نصیحت اور زہد کی ترغیب
۲۸۹	اہل بیت سے کو حادثہ سے آگاہ کرنا	۱۴۶	۲۵۵	خداوند عالم کی عظمت اور قرآن کی جلالت کا ذکر
۲۹۳	تقویٰ کی طرف آمادہ کرنا	۱۴۷		جب حضرت عمرؓ نے غزوہ روم میں شرکت
	بعثت رسول، فضیلت قرآن اور نبی امیتہ	۱۴۸	۲۵۷	کا ارادہ ظاہر کیا
۲۹۵	کی حکومت کا ذکر			جب مغیرہ ابن افسس نے حضرت عثمانؓ کی
۲۹۷	لوگوں کے ساتھ اپنا حسن سلوک	۱۴۹	۲۵۹	حمایت میں بولنا چاہا
	خداوند عالم کی توصیف، خوف ورجاء	۱۵۰	۲۵۹	بیعت کے بارے میں
۲۹۹	انبیاء کی زندگی کے متعلق	۱۵۱	۲۵۹	طلحہ و زبیر اور اپنی بیعت کے بارے میں
	صفات رسول، فضیلت اہل بیت	۱۵۲	۲۶۱	مستقبل کے حادثات کی طرف اشارہ
۳۰۳	تقویٰ اور اتباع رسول کی دعوت کا تذکرہ		۲۶۲	شوریٰ کے موقع پر
۳۰۵	ایک شخص کے سوال کا جواب	۱۵۳	۲۶۳	لوگوں کو نیت سے روکتے ہوئے فرمایا
	اللہ کی توصیف، خلقت انسان اور ضروریات	۱۵۴	۲۶۵	نیت اور حق و باطل کا فرق
۳۰۷	زندگی کی طرف راہنمائی	۱۵۵	۲۶۵	اہل کے ساتھ احسان کا سلوک
	حضرت علیؓ کا حضرت عثمانؓ سے مکالمہ اور	۱۵۶	۲۶۵	طلب بارش کے سلسلہ میں
۳۰۹	ان کی دامادی پر ایک نظر	۱۵۷	۲۶۷	بعثت انبیا کا تذکرہ



صفحہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تفسیر خطابت	خطبہ نمبر	صفحہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تفسیر خطابت	خطبہ نمبر
۳۳۵	حالت اور شہداء مصغین پر اظہارِ تاسف	۱۸۳	۳۱۱	مور کی عجیب و غریب خلقت اور جنت	۱۶۵
۳۵۱	خداوند عالم کی توصیف، فضیلت قرآن اور تقویٰ کی وصیت	۱۸۴	۳۱۹	کے وافر بنی مائتہ کا زوال	۱۶۶
۳۵۵	برج بن ہرطالی سے خطاب	۱۸۵	۳۲۱	حقوق و فرائض کی نگہداشت اور اللہ سے خوف کھانے کی نصیحت	۱۶۷
۳۵۵	خداوند عالم کی عظمت و توصیف اور بعض مخلوق کا ذکر	۱۸۵	۳۲۳	جب لوگوں نے حضرت عثمان کے ساتھ آئین سے قصاص لینے کی فرمائش کی	۱۶۸
۳۶۱	مسائل الہیات (توحید) کے بنیادی اصول کا تذکرہ	۱۸۶	۳۲۳	جب اصحاب جبل بصرہ کی جانب روانہ ہوئے	۱۶۹
۳۶۶	حوادث روزگار کا تذکرہ	۱۸۶	۳۲۵	حجرت قائم ہونے پر دو جب استبلاغ حق میں ان مصغین میں جب دشمن سے رو بہ رو لڑنے کا ارادہ کیا	۱۷۰
۳۶۶	خداوند عالم کے احسانات، کرنے والوں کی حالت اور دنیا کی بے ثباتی کا تذکرہ	۱۸۸	۳۲۵	حمید خدا، ایوم ثوری اور قریش کے مظالم اور اصحاب جبل کی غارتگریوں کا ذکر	۱۷۱
۳۶۹	ایمان اور دو جب، ہجرت کے بارے میں	۱۸۹	۳۲۷	رسول اکرم کے بارے میں اور خلافت کے حقدار کے بارے میں وضاحت	۱۷۲
۳۷۱	حمد خدا، شانے رسول اور تقویٰ کی اہمیت	۱۹۰	۳۲۹	طلحہ دزبیر کی جنگ کے لیے بصرہ روانہ ہوتے وقت	۱۷۳
۳۷۱	خداوند عالم کی توصیف، تقویٰ کی نصیحت اور ذنوب اور اہل دنیا کی حالت	۱۹۱	۳۳۱	غفلت کرنے والوں کو تنبیہ اور آپ کے علم کی برجستگی	۱۷۴
۳۷۵	خطبہ قاصد، اس میں اہلیں کی مذمت، اس کے بکھرے ہوئے اور سابقہ امتوں کے وقائع اور حالات	۱۹۲	۳۳۱	پند و نصیحت قرآن کے فضائل اور نظم کی اقسام	۱۷۵
۳۷۹	صحابہ ان تقویٰ کے لہذا اور ابن کواکب کی غلط فہمی کا ازالہ	۱۹۳	۳۳۳	مصغین کے بعد حکمیں کے بارے میں ارشاد	۱۷۶
۳۹۹	مش تقویٰ کی حالت کا تذکرہ	۱۹۴	۳۳۹	شہادت، ایمان اور تقویٰ کے بارے میں	۱۷۷
۴۰۵	خداوند عالم کی توصیف، تقویٰ کی نصیحت اور آثارِ قیامت	۱۹۵	۳۳۹	ذعلب یرمان کے خدا کو دیکھنے کے بارے میں سوال اور آپ کا جواب	۱۷۸
۴۰۷	سکر کارو عالم کی مدح	۱۹۶	۳۳۱	اپنے اقران اصحاب کی مذمت میں مشربا	۱۷۹
۴۱۱	پیغمبر کے ساتھ آپ کی خصوصیات اور ان کی تعلیمات کی فضیلت	۱۹۷	۳۳۳	اس جماعت کے متعلق ارشاد جو خوارج سے مل جانے کا نتیجہ کیے ہوئے تھی	۱۸۰
۴۱۱	خداوند عالم کے علم کی ہمہ گیری اور تقویٰ کے فوائد	۱۹۸	۳۳۳	خداوند عالم کی تسبیح و تقدیس۔ پہلی آیتوں کی	۱۸۱
۴۱۳	نماز، زکوٰۃ اور امانت کے بارے میں	۱۹۹			۱۸۲

صفحہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر
۳۳۵	جمل میں متقول دیکھا	۳۱۹	اصحاب کو وصیت	۲۰۸
۳۳۵	مشتقی و پرہیزگار کے اوصاف	۳۲۱	معاویہ کی عن دراری کے بارے میں	۲۰۹
۳۳۵	اللَّهُمَّ الْكَافِرُ ○ حَتَّى زُرْتُمُ	۳۲۱	راہ ہدایت پر چلنے کی نصیحت	۲۱۰
۳۳۵	الْمَقَابِرِ ○ کی تلاوت کے وقت فرمایا	۳۲۳	جناب سیدہ کی تدفین کے موقع پر	۲۱۱
۳۵۱	رَجَالٌ لَا تَلْهِمُهُمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ	۳۲۴	دُنْيَا كَيْ بَشَاتِي اور زادِ آخرت ہیت	۲۱۲
۳۵۱	عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ كِتَابَاتِ كَيْ وَوَقْتُ	۳۲۳	کرنے کیلئے فرمایا	۲۱۳
۳۵۵	يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّبَكَ بِرَبِّكَ	۳۲۳	اپنے اصحاب کو عقبن کے خطرات سے آگاہی	۲۱۴
۳۵۵	الْكَرْبِ نَحْوِ كَيْ تِلَاوَاتِ كَيْ وَوَقْتُ	۳۲۳	طلحہ و زبیر کی آپ پر ناراضگی کا اظہار	۲۱۵
	ظلم و غضب سے کنارہ کشی عقیل کی حالتِ غیر	۳۲۵	کے موقع پر	۲۱۶
۳۵۶	اور اشعث ابن قیس کی رشوت کی پیشکش		میران صفین میں بعض اصحاب کے بارے	۲۱۷
۳۶۱	آپ کے دُعائیہ کلمات	۳۲۴	میں خطاب	۲۱۸
۳۶۱	دُنْيَا كَيْ بَشَاتِي اور اہل قبور کی حالتِ بچاگی	۳۲۶	میران صفین میں جب امام حسنؑ تیزی سے	۲۱۹
۳۶۳	آپ کے دُعائیہ کلمات	۳۲۶	آگے بڑھے	۲۲۰
۳۶۳	اپنے صحابی کا ذکر جو دُنْيَا سے چلا گیا	۳۲۸	جب آپ کا لشکر تحکیم کے سلسلہ میں	۲۲۱
۳۶۵	اپنی بیعت کے متعلق ارشاد	۳۲۹	سُكْرِي پُرَاتْرَا يَا	۲۲۲
	تقریبی کی نصیحت اور موت سے خائف رہتے اور	۳۳۰	صحابی علاء بن زیاد حارثی کی عیادت کو ان کے	۲۲۳
۳۶۵	زہراؑ ضیاء کرنے والوں کے متعلق	۳۳۰	گھر تشریف لے گئے	۲۲۴
۳۶۹	بصرہ کی طرف جاتے ہوئے ارشاد فرمایا	۳۳۱	اختلافِ احوال و وجہ اور اسباب اور	۲۲۵
	عبداللہ ابن زبیر نے جب آپ سے مال کا	۳۳۲	بدلتی احوال و وجہ کے احکام کے بارے میں	۲۲۶
۳۶۹	مطالبہ کیا	۳۳۳	حیرت انگیز اور تخلیق کائنات کے بارے میں	۲۲۷
۳۶۹	جب جبہ بن ہبیرہ مخزومی خطبہ لے سکے	۳۳۵	اصحاب کو اہل شام سے جہاد کیلئے آمادگی	۲۲۸
	لوگوں کے اختلافِ صورت و سیرت کے	۳۳۵	خداوند عالم کی عظمت اور پیغمبری تو صیفت رحمت	۲۲۹
۳۷۱	وجہ و اسباب	۳۳۵	رسول اکرم کی تعریف اور علماء کی توصیف	۲۳۰
۳۷۱	رسول اکرمؐ کے غسل دیکھنے دینے وقت	۳۳۴	آپ کے دُعائیہ کلمات	۲۳۱
	ہجرت پیغمبرؐ کے بعد آپ سے ملحق ہونے	۳۳۶	مقام صفین میں حکمران اور رعیت کے باہمی	۲۳۲
۳۷۱	کے حالات کا ذکر	۳۳۹	حقوق کے بارے میں	۲۳۳
	موت سے پہلے اپنے عمل میں تیز رفتاری	۳۳۶	قریش کے مظالم کا تذکرہ	۲۳۴
۳۷۳	کی دعوت	۳۳۳	بصرہ پر چڑھائی کرنے والوں کے بارے میں	۲۳۵
۳۷۳	حکیمین کے حالات اور اہل شام کی مذمت	۳۳۳	جب طلحہ اور عبدالرحمن بن عتاب کو جنگ	۲۳۶

خطبہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر	خطبہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر
۲۳۶	آل محمد کی توصیف اور فضائل کا ذکر	۲۴۵	۲۳۷	اپنے اصحاب کو آئادہ جنگ کرنے کیلئے فرمایا	۲۴۷
۲۳۷	جب آپ کو مقام بیع جانے کیلئے کہا گیا	۲۴۷			

## نبج البکافہ: حصہ دوم مکاتیب و رسائل فرامین و مہود وصایا و نصائح

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	مدینہ سے بصرہ روانہ ہوتے وقت	۲۲	۲۱	عبداللہ بن عباس کے نام	۵۰۵
۲	اہل کوفہ کے نام	۲۳	۲۲	ابن لجم کے حملہ کے بعد حضرت کی وصیت	۵۰۵
۳	جنگ جمل کے غارت پر اہل کوفہ کے نام	۲۴	۲۳	جنگ صفین کی واپسی پر اوقاف کے متعلق وصیت	۵۰۷
۴	قاضی مشرہج بن الحارث کے نام	۲۵	۲۴	صدقات جمع کر نیوالوں کو ہدایت	۵۰۷
۵	عثمان بن حنیف کے نام	۲۶	۲۵	صدقات کی جمع آوری کرنے والے کا نذر کے نام	۵۱۱
۶	آذربائیجان کے عامل اشعث بن قیس کے نام	۲۷	۲۶	محمد بن ابی بکر کے نام	۵۱۳
۷	معاویہ کے نام	۲۸	۲۷	معاویہ کے ایک خط کا جواب	۵۱۵
۸	معاویہ ہی کے نام	۲۹	۲۸	اہل بصرہ کے نام	۵۲۱
۹	جریر بن عبداللہ بن جمل کے نام	۳۰	۲۹	معاویہ کے نام	۵۲۱
۱۰	معاویہ کے نام	۳۱	۳۰	جنگ صفین سے واپسی پر امام حسن کو	
۱۱	اپنے لشکر کو دشمن کی طرف روانہ کرتے وقت	۳۲	۳۱	وصیت	۵۲۳
۱۲	مفضل بن قیس رباحی کے نام	۳۳	۳۲	معاویہ کے نام	۵۲۳
۱۳	اپنے ایک سردار کے نام	۳۴	۳۳	قشم بن عباس مائل مکر کے نام	۵۲۳
۱۴	اپنے لشکر کو جنگ صفین شروع ہونے سے پہلے	۳۵	۳۴	محمد بن ابی بکر کے نام	۵۲۳
۱۵	دشمن سے دُور ہوتے وقت دعا یہ کلمات	۳۶	۳۵	عبداللہ بن عباس کے نام	۵۲۵
۱۶	جنگ کے موقع پر فرج کو ہدایت	۳۷	۳۶	اپنے بھائی عقیل کے خط کے جواب میں خط	۵۲۵
۱۷	معاویہ کے ایک خط کا جواب	۳۸	۳۷	معاویہ کے نام	۵۲۷
۱۸	عالم بصرہ عبداللہ بن عباس کے نام	۳۹	۳۸	مالک اشتر کی ولایت کے موقع پر	
۱۹	اپنے ایک عہدہ دار کے نام	۴۰	۳۹	اہل مصر کے نام	۵۲۹
۲۰	زیاد ابن ابیسہ کے	۴۱	۴۰	عمرو بن العاص کے نام	۵۲۹
			۴۱	اپنے چچ زاد بھائی عبداللہ بن عباس کے نام	۵۵۱
				" "	۵۵۱



صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۵۱	ناکامی کا خیال نہ کرو	۶۹	اجرو و ثواب	۳۲	تدبیر کی بے چارگی	۱۶
"	افراط و تفریط	۷۰	بندہ کا خدا سے راضی ہونا	۳۳	خضاب	۱۷
"	کمال عقل	۷۱	قابلِ مباحر کیا	۳۴	غیر جانبداری	۱۸
"	زمانہ کا روئے	۷۲	موسم و مٹافق	۳۵	طولِ امل	۱۹
"	پیشوا کے اوصاف	۷۳	احسان گناہ	۳۶	پاسِ مروت	۲۰
"	ایک ایک سانس ہر	۷۴	قدر ہر کس بقدر بہت اوست	۳۷	شرم و حیا	۲۱
"	کی طرف ایک ایک قدم ہے	"	حزم و اعتدال	۳۸	حق سے محرومی	۲۲
"	رفتاری و گذشتگی	۷۵	شریف و رزق	۳۹	عمل اور نوب	۲۳
"	آغاز و انجام	۷۶	دل و دشت پسند	۵۰	دستگیری	۲۴
"	ضرر کا بیان	۷۷	خوش بختی	۵۱	بہلت	۲۵
۱۵۳	قبضہ و قدر الہی	۷۸	عفو و درگزر	۵۲	بات چپ نہیں سکتی	۲۶
"	حرفِ حکمت	۷۹	سخاوت کے معنی	۵۳	بہمت نہ چھوڑو	۲۷
۱۵۵	سراپہ حکمت	۸۰	عقل جیسی کوئی دولت نہیں ہے	۵۴	اختلافِ زہد	۲۸
"	انسان کی قدر و قیمت	۸۱	صبر کی دو قسمیں	۵۵	موت	۲۹
"	پانچ نصیحتیں	۸۲	فتنہ و غناہ	۵۶	پروردہ پوشی	۳۰
۱۵۷	مدحِ سرانی	۸۳	فتنہ اعدا	۵۷	ایمان کے ۴۴ ستون	۳۱
"	بقیۃ السیف (تلوار)	۸۴	مال و دولت	۵۸	عدل، جہاد، صبر، یقین	
"	ہمدانی	۸۵	ناصح کی تلخ بیانی	۵۹	نیکی و بدی	۳۲
"	بڑوں کا مشورہ	۸۶	زبان کی درندگی	۶۰	مینا نہ روی	۳۳
"	استغفار	۸۷	عورت ایک بچھو ہے	۶۱	ترکِ آرزو	۳۴
"	ایک لطیف استنباط	۸۸	احسان کا بدلہ	۶۲	مرحمانہ رنج	۳۵
۱۵۹	اللہ سے خوش معاملگی	۸۹	سفاکش	۶۳	طولِ امل	۳۶
"	پورا علم	۹۰	دینا و الون کی عظمت	۶۴	تعظیم کا ایک طریقہ	۳۷
"	دل کی خستگی	۹۱	دوستوں کو کھوٹنا	۶۵	امام حسن کو نصیحت	۳۸
"	علم بے عمل	۹۲	نااہل سے سوال	۶۶	فرائض کی اہمیت	۳۹
"	فتنہ کی تفسیر	۹۳	سائل کو ناکام نہ پھیرو	۶۷	دانا و نادان	۴۰
۱۶۱	خیر کی تشریح	۹۴	عفت و شکر	۶۸	عاقبتِ دامن	۴۱

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
	فضیلت علم، آپ کا ارشاد الہی	۱۳۷		دو عمل	۱۲۱		معیار عمل	۹۵
	جانب کبیل بن زبیر			ان کے پاس نہ رکھنے والی آٹکھ	۱۲۲		معیار تقرب	۹۶
۶۸۷	نام و سخن، گفتہ باشد	۱۳۸		اور نہ رکھنے والی غسل			ایک خارجی کی عبادت	۹۷
	تدریجاً	۱۳۹		چند صفات حمیدہ	۱۲۳		روایت و روایت	۹۸
	پند و مواعظ	۱۵۰	۶۷۵	غیر مردوزن	۱۲۴		إِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ کی تفسیر	۹۹
۶۸۹	انجام آخر	۱۵۱		حقیقی اسلام	۱۲۵		جواب مدح	۱۰۰
	نیستی و بربادی	۱۵۲		تعب انگیز چیزیں	۱۲۶		حاجت روائی	۱۰۱
	صبر و شکیبائی	۱۵۳		کو تابی اعمال کا نتیجہ	۱۲۷		ایک پیشین گوئی	۱۰۲
	عمل اور اس پر رضامندی	۱۵۴		بہار و خزاں میں احتیاط	۱۲۸		۲ ناسازگار دشمن	۱۰۳
	کا گناہ		۶۷۷	عظمت جنات	۱۲۹	۶۶۵	لوف بکالی کا بیان	۱۰۴
	عہد و پیمان	۱۵۵		مرنے والوں سے خطاب	۱۳۰		فرائض کی پابندی	۱۰۵
۶۹۱	معرفت امام	۱۵۶		دنیا کی ستائش	۱۳۱	۶۶۷	دین سے بے متنائی	۱۰۶
	پند و نصیحت	۱۵۷	۶۷۹	فرشتے کی نماز	۱۳۲		غیر مفید علم	۱۰۷
	بُران کا بدلہ بھلائی	۱۵۸		بے شبہ آنی دنیا	۱۳۳		دل کی حالت	۱۰۸
	مواقع تہمت	۱۵۹		دوستی کی شرائط	۱۳۴		مرکز ہدایت	۱۰۹
	جانبداری	۱۶۰	۶۸۱	چار چیزیں	۱۳۵	۶۶۹	حاکم کے اوصاف	۱۱۰
	خود رانی	۱۶۱		بعض عبادات کی تشریح	۱۳۶		سہل ابن حذیف	۱۱۱
	رازداری	۱۶۲		صدقہ	۱۳۷		محبت اہل بیت	۱۱۲
	فست و ناداری	۱۶۳		دریا و دل	۱۳۸		پسندیدہ اوصاف	۱۱۳
	حق کی ادائیگی	۱۶۴		رزق و روزی	۱۳۹		غوش گمانی و بدگمانی	۱۱۴
	اطاعت مخلوق	۱۶۵		کفایت شعاری	۱۴۰	۶۷۱	مزاج پرسی کا جواب	۱۱۵
۶۹۳	حق سے دستبرداری	۱۶۶		راحت و آسودگی	۱۴۱		ابتلا و آزمائش	۱۱۶
	خود پسندی	۱۶۷		میل و محبت	۱۴۲		دوست و دشمن	۱۱۷
	قرب موت	۱۶۸		ہم و غنم	۱۴۳		فصحت کو مرنے کا نتیجہ	۱۱۸
	صبح کا اُجالا	۱۶۹		صبر بقدر مصیبت	۱۴۴		دُنیا مثل ایک سانپ	۱۱۹
	توبہ میں مشکلات	۱۷۰	۶۸۳	عمل بے روح	۱۴۵		قریش کی خصوصیات	۱۲۰
	حرص و طمع	۱۷۱		صدقہ و زکوٰۃ	۱۴۶	۶۷۳		

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
"	حسد کون؟	۲۲۵	"	خوارج کا لغو	۱۹۸	"	جہل و نادانی	۱۶۲
"	طمع	۲۲۶	"	عوام	۱۹۹	"	مشورہ	۱۶۳
"	ایمان کی تعریف	۲۲۷	۷۰۱	تماشائی	۲۰۰	"	نیت کا روزہ	۱۶۴
"	غم دنیا اختیار نہ کرو	۲۲۸	"	محاذ فرشتے	۲۰۱	"	خوف کا علاج	۱۶۵
"	قناعت اختیار کرو	۲۲۹	"	بجواب طلحہ و زبیر	۲۰۲	۶۹۵	سرور کی علامت	۱۶۶
۷۱۱	شرکت اختیار کرو	۲۳۰	"	موت کی گرفت	۲۰۳	"	بڑی سے روکنے کا طریقہ	۱۶۷
"	عدل و احسان	۲۳۱	۷۰۳	کفرانِ نعمت	۲۰۴	"	دل کی صفائی	۱۶۸
"	اس ہاتھ سے اس ہاتھ لے	۲۳۲	"	علم کا ظرف	۲۰۵	"	ضداد و ہتھ دھری	۱۶۹
"	دعوتِ جنگِ نہ دنیا	۲۳۳	"	علم و ہبہ	۲۰۶	"	طمع	۱۷۰
"	عورت و مرد کی صفات	۲۳۴	"	بُرد باری کا اظہار	۲۰۷	"	دورانِ پیشی	۱۷۱
"	عاقل و جاہل	۲۳۵	"	نفس کا محاسبہ	۲۰۸	"	خاموشی و گویائی کا محل	۱۷۲
۷۱۳	دنیا کی بے قدری	۲۳۶	"	مظلوموں پر احسان	۲۰۹	"	دو مختلف دعوتیں	۱۷۳
"	عبادت کی قسمیں	۲۳۷	۷۰۵	آخرت کی منزل	۲۱۰	"	یعین	۱۷۴
"	عورت کی بُرائی	۲۳۸	"	کلمہ حکمت	۲۱۱	"	صدقِ نسیان	۱۷۵
"	قابل و عیب جوئی	۲۳۹	"	خود پسندی	۲۱۲	۶۹۷	ظلم کا انجام	۱۷۶
"	غصہ ہی پتھر	۲۴۰	"	صبر و تحمل	۲۱۳	"	چل چلاؤ کا وقت	۱۷۷
"	ظالم و مظلوم	۲۴۱	۷۰۹	زری و لامنت	۲۱۴	"	حق سے روگردانی	۱۷۸
"	خوفِ خدا	۲۴۲	"	مخالفتِ بیجا	۲۱۵	"	صبر	۱۷۹
"	جوابات کی کثرت	۲۴۳	"	کھلاؤںِ نعمت	۲۱۶	"	معیارِ خلافت	۱۸۰
"	شکر و سپاس	۲۴۴	"	نشیب و فراز	۲۱۷	"	دنیا کی حالتِ زار	۱۸۱
۷۱۴	خواہشات کی کمی	۲۴۵	"	حسد	۲۱۸	۶۹۹	دوسروں کا حق	۱۸۲
"	کفرانِ نعمت	۲۴۶	"	طمع و حرص	۲۱۹	"	خوش دلی و بد دلی	۱۸۳
"	جس بے کرم	۲۴۷	"	بد بختی	۲۲۰	۶۹۹	غصہ اور انتقام	۱۸۴
"	حسن ظن	۲۴۸	"	بندگانِ خدا پر ظلم	۲۲۱	"	انجامِ دنیا اور انجامِ لذاتِ دنیا	۱۸۵
"	نفس کا ملامت	۲۴۹	"	چشم پوشی	۲۲۲	"	عبرت کی قدر و قیمت	۱۸۶
"	خدا شناسی	۲۵۰	"	شرم و حیا	۲۲۳	"	دلوں کی خستگی	۱۸۷
"	تلخی و شیرینی	۲۵۱	"	چند اوصاف	۲۲۴	"		

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۲۵۲	فرائض کے حکم و مصالح	۲۶۷	"	مستقبل کی فکر	۲۶۷	۲۹۳	بے وقوف کی مصاحبت	۷۳۹
۲۵۳	جھوٹی قسم	۲۶۸	"	دوستی و دشمنی میں احتیاط	۲۶۸	۲۹۴	مغرب مشرق کا فاصلہ	"
۲۵۴	امور خیر کی وصیت	۲۶۹	"	عمل و نیا و عملِ آخرت	۲۶۹	۲۹۵	تین دوست اور تین دشمن	"
۲۵۵	غیظ و غضب	۲۷۰	"	خانہ کعبہ کے زیور	۲۷۰	۲۹۶	ایذارسانی	"
۲۵۶	حسد	۲۷۱	۷۳۱	بیت المال کی چوری	۲۷۱	۲۹۷	عبت و بصیرت	"
۲۵۷	حاجت روانی	۲۷۲	"	احکام میں ترمیم	۲۷۲	۲۹۸	جھگڑوں سے پرہیز	"
۲۵۸	صدقہ	۲۷۳	"	تندرستی و تندرستی	۲۷۳	۲۹۹	توبہ	"
۲۵۹	وفاداری و غداری	۲۷۴	"	علم و یقین	۲۷۴	۳۰۰	حساب و کتاب	"
۲۶۰	ابستلا و آزمائش	۲۷۵	۷۳۳	طبع و حرص	۲۷۵	۳۰۱	فائدہ	۷۴۱
<b>تشریح طلبے کلام</b>								
۱	ظہورِ حجت	۲۷۶	"	ظاہر و باطن	۲۷۶	۳۰۲	محتاجِ دُعا	"
۲	خطیبِ ماہر	۲۷۷	"	ایک قسم	۲۷۷	۳۰۳	ابنائے دنیا	"
۳	لڑائی جھگڑا	۲۷۸	"	مضبوط عمل	۲۷۸	۳۰۴	خدا کا فرستادہ	"
۴	شوہر کے انتخاب کا حق	۲۷۹	"	فرائض کی اہمیت	۲۷۹	۳۰۵	غیر مذکورہ زمانہ میں کرتا	"
۵	ایمان	۲۸۰	"	آخرت کی تیاری	۲۸۰	۳۰۶	پاسبانِ زندگی	"
۶	دینِ ظنون	۲۸۱	۷۳۵	عقل کی راہبری	۲۸۱	۳۰۷	مال سے لگاؤ	"
۷	عازب کی تعریف	۲۸۲	"	غفلت کا پردہ	۲۸۲	۳۰۸	دوستی و قربت	"
۸	کامیابی کی امید	۲۸۳	۷۳۳	عالم و جاہل	۲۸۳	۳۰۹	ظنِ مومن	"
۹	میدانِ جنگ	۲۸۴	"	قطعِ عذر	۲۸۴	۳۱۰	ایمانِ کامل	۷۴۳
۲۶۱	بے وفاساھی	۲۸۵	"	طلبِ مہلت	۲۸۵	۳۱۱	جھوٹ کا انجام	"
۲۶۲	حارث ابن حوط	۲۸۶	"	بُرادین	۲۸۶	۳۱۲	دنوں کی حالت	"
۲۶۳	مصاحبِ سلطان	۲۸۷	۷۳۶	قضا و قدر	۲۸۷	۳۱۳	قرآن کی جامعیت	"
۲۶۴	حسنِ سلوک	۲۸۸	"	عسلم سے مخدومی	۲۸۸	۳۱۴	پتھر کا جواب پتھر ہے	"
۲۶۵	کلامِ حکماء	۲۸۹	"	ایک نئی بھائی کی تعریف	۲۸۹	۳۱۵	خط کی دیدہ زری	"
۲۶۶	ایمان کی تعریف	۲۹۰	۷۳۷	ترکِ معصیت	۲۹۰	۳۱۶	لیسویب المؤمنین	۷۳۵
		۲۹۱	"	تعزیت	۲۹۱	۳۱۷	ایک یہودی کا طعنہ	"
		۲۹۲	۷۳۹	قبرِ رسولی پر	۲۹۲	۳۱۸	غلبہ کا سبب	"
			"			۳۱۹	فتر و فلق کا خوف	"



صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۴۶۵	امیر المعروف و نبی عن المسکر	۳۴۳	"	مدح میں حد اعتدال	۳۴۷	"	طرز سوال	۳۲۰
"	جہاد کی تعریف	۳۴۵	"	بڑا کتاہ	۳۴۸	"	ایک مشورہ	۳۲۱
"	حق و باطل کا نتیجہ	۳۴۶	"	اچھے اور بُرے اوصاف	۳۴۹	"	مردوں پر گریہ کرنا	۳۲۲
"	امید و یاس	۳۴۷	۴۵۵	ظالم کی علامتیں	۳۵۰	۴۳۷	خارج نہروان	۳۲۳
"	بجھل (کنجوسی)	۳۴۸	"	سختی کے بعد آسانی	۳۵۱	"	خدا کی نافرمانی سے ڈرو	۳۲۴
۴۶۷	رزق و روزی	۳۴۹	"	زن و فرزند سے رگاو	۳۵۲	"	محمد ابن ابی بکر کی موت	۳۲۵
"	زندگی و موت	۳۸۰	"	عیب جوئی	۳۵۳	"	عذر پذیریری کی حد	۳۲۶
"	زبان کی نگہداشت	۳۸۱	"	تہنیتِ شہر زند	۳۵۴	"	غلط طریقے سے کامیابی	۳۲۷
"	سکوت	۳۸۲	"	دولت کے آثار	۳۵۵	"	فقر کا حصہ	۳۲۸
"	معصیت و اطاعتِ خدا	۳۸۳	"	رزق کی رسائی	۳۵۶	۴۶۹	عذر خواہی	۳۲۹
"	دینا داری جہالت ہے	۳۸۴	"	تعزیت	۳۵۷	"	نعمت کا مشر جیسا	۳۳۰
۴۶۹	دنیا کی حقارت	۳۸۵	۴۵۷	نعمت و نعمت	۳۵۸	"	ادائے فرض کا موقع	۳۳۱
"	جویندہ یا بندہ	۳۸۶	۴۵۹	اصلاحِ نفس	۳۵۹	"	بادشاہ کی حیثیت	۳۳۲
"	نیکی اور بُدی	۳۸۷	"	بدگمانی	۳۶۰	"	مومن کے اوصاف	۳۳۳
"	سب سے بڑی نعمت	۳۸۸	"	دُعا کا طریقہ	۳۶۱	"	فرب آرزو	۳۳۴
"	حسب و نسب	۳۸۹	"	عزت کی نگہداشت	۳۶۲	"	دو حصے دار	۳۳۵
۴۶۹	مومن کے اوقات	۳۹۰	"	موقع و محل	۳۶۳	۴۵۱	وعدہ و وفائی	۳۳۶
"	زہد و دنیا	۳۹۱	"	بے فائدہ سوال	۳۶۴	"	بے عمل کی دُعا	۳۳۷
۴۷۱	تامر و سخن گفتہ باشد	۳۹۲	"	پسندیدہ صفتیں	۳۶۵	"	علم کی دو قسمیں	۳۳۸
"	طلبِ دنیا	۳۹۳	"	علم و عمل	۳۶۶	"	رائے کی درستی	۳۳۹
"	بات کا اثر	۳۹۴	"	تغییر و انعتاب	۳۶۷	"	پاکِ امامانی اور شکر	۳۴۰
"	قیامت	۳۹۵	۴۶۱	ثواب و عقاب	۳۶۸	"	ظالم و مظلوم	۳۴۱
"	زمانہ اور نون کا نام ہے	۳۹۶	"	آنبولے دور کی پیش گوئی	۳۶۹	"	بڑی دولت مندی	۳۴۲
"	بہترین خوشبو	۳۹۷	"	دُنیا و آخرت	۳۷۰	"	کچھ لوگوں کی حالت	۳۴۳
"	فخر و سربلندی	۳۹۸	"	فقوی و پرہیزگاری	۳۷۱	۴۵۳	دُنیا و آخرت کا خسارہ	۳۴۴
"	فرزند و پدر کے حقوق	۳۹۹	"	دین و دنیا کا قیام	۳۷۲	"	گناہوں سے درماندگی	۳۴۵
۴۷۳	با اثر اور بے اثر	۴۰۰	۴۶۳	ہدایت کا راستہ	۳۷۳	"	آبرو کا سودا	۳۴۶

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
"	فسر و غرور	۴۵۴	"	اشتر کا شکوہ	۴۲۷	"	اخلاق میں ہم آہستگی	۴۰۱
"	امرار القیس	۴۵۵	"	روز عید	۴۲۸	"	اپنی اوقات میں رہو	۴۰۲
"	ترک دنیا	۴۵۶	"	حسرت و اندوہ	۴۲۹	"	طلب الکل فوت الکل	۴۰۳
"	دو طلب گار	۴۵۷	"	ناکام کوشش	۴۳۰	"	لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ کے معنی	۴۰۴
"	ایمان کی علامت	۴۵۸	۷۸۳	رزق و روزی	۴۳۱	۷۷۵	مغیرہ ابن شعبہ	۴۰۵
"	تقدیر و تدبیر	۴۵۹	"	اولیاء خدا کی آٹھ صفات	۴۳۲	"	تواضع و خودداری	۴۰۶
۷۹۱	بلند ہمتی	۴۶۰	"	موت کی یاد	۴۳۳	"	عقل	۴۰۷
"	فیض	۴۶۱	"	آزمائش	۴۳۴	"	حق سے شکر آؤ	۴۰۸
"	حسن شمار	۴۶۲	"	اللہ کی شان	۴۳۵	"	دل	۴۰۹
"	دنیا	۴۶۳	"	ابن کرم	۴۳۶	"	تقویٰ	۴۱۰
"	بنی امیہ	۴۶۴	۷۸۵	انصاف کا کمال	۴۳۷	"	استاد کا احترام	۴۱۱
"	انصار مدینہ	۴۶۵	"	جہالت ایک شمن ہے	۴۳۸	"	نفس کی تربیت	۴۱۲
۷۹۳	ایک استعارہ	۴۶۶	"	زہد کی تعریف	۴۳۹	"	قہری صبر	۴۱۳
"	ایک حاکم	۴۶۷	"	غفلت کی نیند	۴۴۰	۷۷۷	تعزیت	۴۱۴
"	آپس میں حسن و بولک	۴۶۸	"	حکومت	۴۴۱	"	دنیا کی حالت	۴۱۵
"	دشمن و دوست	۴۶۹	"	بہترین شہر	۴۴۲	"	امام حسنؑ کو ہدایت	۴۱۶
"	توحید و عدل	۴۷۰	"	مالک اشتر کی تعریف	۴۴۳	"	استغفار کے معنی	۴۱۷
"	کلام اور خاموشی	۴۷۱	"	استقلال	۴۴۴	۷۷۹	علم و برابری	۴۱۸
۷۹۵	طلب باران	۴۷۲	۷۸۷	صفات میں ہم رنگی	۴۴۵	"	پوشیدہ موت	۴۱۹
"	ترکِ خضاب	۴۷۳	"	غالب ابن صعصعہ	۴۴۶	"	بیباک نگاہیں	۴۲۰
"	عفت	۴۷۴	"	تجارت بغیر فقر کے	۴۴۷	"	عقل کی راہبری	۴۲۱
"	قناعت	۴۷۵	"	بڑی مصیبت	۴۴۸	"	چھوٹی اور بڑی نیکی	۴۲۲
"	زیادہ ابن ابیہ سے شہرا	۴۷۶	"	عزتِ نفس	۴۴۹	۷۸۱	اللہ سے خوش معاملگی	۴۲۳
۷۹۶	سہل انگاری	۴۷۷	"	مزاج	۴۵۰	"	علم و عقل	۴۲۴
"	تعلیم و تعلم	۴۷۸	"	خودداری	۴۵۱	"	حقوق نعمت	۴۲۵
"	تکلف	۴۷۹	"	فقر و غنا	۴۵۲	"	صحت و ثروت	۴۲۶
"	مفارقت	۴۸۰	۷۸۹	عبداللہ ابن زبیر	۴۵۳	"		

۱۳۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں لوگوں کو نصیحت فرمائی ہے اور زہد کی ترغیب دی ہے)

شکر ہے خدا کا اس پر بھی جو دیا ہے اور اس پر بھی جو لے لیا ہے۔ اس کے انعام پر بھی اور اس کے امتحان پر بھی۔ وہ ہر محنتی کے امور کا بھی علم رکھتا ہے اور ہر بلا شدہ امر کے لئے حاضر بھی ہے۔ دلوں کے اندر چھپے ہوئے اسرار اور آنکھوں کی بات سب کو بخوبی جانتا ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور حضرت محمد اس کے بھیجے گئے رسول ہیں اور اس گواہی میں باطن ظاہر سے اور دل زبان سے ہم آہنگ ہے۔

خدا کی قسم وہ شے جو حقیقت ہے اور کھیل تماشہ نہیں ہے۔ حق ہے اور جھوٹ نہیں ہے وہ صرف موت ہے جس کے داعی نے ہی آواز سب کو سنا دی ہے اور جس کا ہنکانے والا جلدی بچائے ہوئے ہے لہذا خبردار لوگوں کی کثرت تمہارے نفس کو دھوکہ میں نہ آئے۔ تم دیکھ چکے ہو کہ تم سے پہلے والوں نے مال جمع کیا۔ افلاس سے خوفزدہ رہے۔ انجام سے بے خبر رہے۔ صرف لمبی امیدوں اور موت کی تاخیر کے خیال میں رہے اور ایک مرتبہ موت نازل ہو گئی اور اس نے انھیں وطن سے بے وطن کر دیا۔ محفوظ مقامات سے رخصت کر لیا اور تابوت پر اٹھوایا جہاں لوگ کا ہنکھول پر اٹھائے ہوئے۔ انگلیوں کا سہارا دئے ہوئے ایک دوسرے کے حوالے کر رہے تھے۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دور دراز امیدیں رکھتے تھے اور مستحکم مکانات بناتے تھے اور بے تحاشہ مال جمع کرتے تھے کہ کس طرح ان کے گھر قبروں میں تبدیل ہو گئے اور سب کیا دھرتیاہ ہو گیا۔ اب اموال و رزق کے لئے ہیں اور ازواج دوسرے لوگوں کے لئے۔ زندگیوں میں اضافہ کر سکتے ہیں اور زبیرائیوں کے سلسلہ میں رضائے الہی کا سامان فراہم کر سکتے ہیں۔ یاد رکھو جس نے تقویٰ کو شعار بنایا وہی آگے نکل گیا اور اسی کا عمل کامیاب ہو گیا۔ لہذا تقویٰ کے موقع کو غنیمت سمجھو اور جنت کے لئے اس کے اعمال انجام دے لو۔ یہ دنیا تمہارے قیام کی جگہ نہیں ہے۔ یہ فقط ایک گذر گاہ ہے کہ یہاں سے ہمیشگی کے مکان کے لئے سامان فراہم کرو لہذا جلدی تیاری کرو اور سواروں کو کوچ کے لئے اپنے سے قریب تر کرو۔

۱۳۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں اللہ کی عظمت اور قرآن کی جلال کا ذکر ہے اور پھر لوگوں کو نصیحت بھی کی گئی ہے)

(پرووردگار) دنیا و آخرت دونوں نے اپنی باگ ڈور اسی کے حوالہ کر رکھی ہے اور زمین و آسمان نے اپنی کنجیاں اسی کی خدمت میں پیش کر دی ہیں۔ اس کی بارگاہ میں صبح و شام سرسبز و شاداب درخت سجود پر بندھے ہیں اور اپنی لکڑیوں سے چمکدار آگ نکالتے رہتے ہیں اور اسی کے حکم کے مطابق پکے ہوئے پھل پیش کرتے رہتے ہیں۔

یہ انسانی زندگی میں کامیابی کا راز ہی ایک نکتہ ہے کہ یہ دنیا انسان کی منزل نہیں ہے بلکہ ایک گذر گاہ ہے جس سے گذر کر ایک عظیم منزل کو طرف جانا ہے اور یہ مالک کا کام ہے کہ اس نے یہاں سے سامان فراہم کرنے کی اجازت دیدی ہے اور یہاں کے سامان کو وہاں کے لئے کارآمد بنا لیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ دونوں جگہ کا فرق یہ ہے کہ یہاں کے لئے سامان رکھا جاتا ہے تو کام آتا ہے اور وہاں کے لئے رُواہ خدا میں دے دیا جاتا ہے تو کام آتا ہے۔ غنی اور مالدار دنیا سما سکتے ہیں لیکن آخرت نہیں بنا سکتے ہیں۔ وہ صرف کریم اور صاحب خیر افراد کے لئے ہے جن کا شعار تقویٰ ہے اور جن کا اعتماد وعدہ الہی پر ہے۔

نخل - کینہ اور اس پر اتفاق

وَمِنْ - غلاظت کا ڈھیر

استہام - حیران و سرگردان ہو گیا

حوزه - جسے الٹ بچ کر کے اس کی

حفاظت کرے

۱) انسان اپنی زندگی کے لئے ایک

ٹھکانے کا محتاج ہوتا ہے جہاں سکون

کی زندگی بسر کر سکے اور ایک حیثیت

کا محتاج ہوتا ہے جس سے دنیا میں

قابل احترام ہو سکے اور پھر حقائق

کے انظار کے لئے ایک نطق کا محتاج

ہوتا ہے جس سے اپنے ضروریات کی

نگہیں کر سکے اور ہر مرحلہ پر ہدایت

حاصل کر سکے - اسلام نے تینوں

ضروریات کا انتظام ایک قرآن مجید

سے کر دیا ہے کہ یہی ٹھکانہ بھی ہے اور

یہی عزت بھی ہے اور اسی کے ہدایت سے

زندگی کا دستور مرتب کیا جاسکتا ہے -

۲) ایک اندھے کی آنکھ اور صاحب

بصیرت کی آنکھ میں یہی فرق ہوتا ہے کہ

اندھے کی آنکھ جہالت کو چاک کرنے کی

صلاحیت نہیں رکھتی ہے اور بصیرت

کی آنکھ جہالت کو چاک کرتی ہے -

دنیا دار کی آنکھ اندھے کی آنکھ ہوتی ہے

جس میں ماوراء جہالت دیکھنے کی

صلاحیت نہیں ملتی اور دنیا دار کی آنکھ

### الفرار

منہا: وَكِتَابُ اللَّهِ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ لَا يَمَسُّهُ الْإِنْسَانُ، وَبَيْنَ يَدَيْكُمْ أَرْكَانُهُ،  
وَ عِزٌّ لَا تُهْرَمُ أَعْوَانُهُ.

### رسول اللہ ﷺ

منہا: أُرْسِلْتُ عَلَىٰ حِينٍ فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ، وَ تَنَازَعٍ مِنَ الْأَلْسِنِ، فَتَقَىٰ بِهِ الرُّسُلَ  
وَ خَتَمَ بِهِ السُّوْخِي، فَجَاهَدَ فِي اللَّهِ الْمُدْبِرِينَ عَنَّهُ، وَالْعَادِلِينَ بِهِ.

### الدنيا

منہا: وَإِنَّمَا الدُّنْيَا مُتَنَبِّئَةٌ بِصَرِّ الْأَعْمَى، لَا يُبْصِرُ بِمَا وَرَاءَهَا شَيْئًا، وَالْبَصِيرُ  
يَسْتَفْذُهَا بَصَرُهُ، وَ يَعْلَمُ أَنَّ الدَّارَ وَرَاءَهَا. فَالْبَصِيرُ مِنْهَا شَاخِصٌ، وَالْأَعْمَى  
إِلَيْهَا شَاخِصٌ. وَالْبَصِيرُ مِنْهَا مُتَرَوِّدٌ، وَالْأَعْمَى لَهَا مُتَرَوِّدٌ. كَلِمَةٌ

### عظة الفار

منہا: وَأَعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا وَ يَكَادُ صَاحِبُهُ يَشْفَعُ مِنْهُ وَ يَسْتَلِمُهُ إِلَّا الْمُنِيَّةَ  
فَسَائِهِ لَا يَجِدُ فِي الْمَوْتِ رَاحَةً. وَ إِنَّمَا ذَلِكَ بِمَنْزِلَةِ الْمَسْكَةِ الَّتِي هِيَ حَيَاةٌ لِقَلْبٍ  
الْمَيْتِ، وَ بَصَرٌ لِعَيْنِ الْعَمِيَاءِ، وَ سَمْعٌ لِلْأَذْنِ الصَّمَاءِ، وَ رِيٌّ لِلظَّمْآنِ، وَ فِيهَا الْغَفَى  
كُلُّهُ وَالسَّلَامَةُ. كِتَابُ اللَّهِ يُبْصِرُونَ بِهِ، وَ تَسْطِقُونَ بِهِ، وَ تَسْمَعُونَ بِهِ، وَ يَنْطِقُ بِغَضَّةٍ  
بِبَعْضٍ، وَ يَشْهَدُ بِغَضَّةٍ عَلَى بَعْضٍ، وَ لَا يَخْتَلِفُ فِي اللَّهِ، وَ لَا يَخْتَلِفُ بِصَاحِبِهِ عَنِ اللَّهِ.  
قَدْ أَضَلَّخْتُمْ عَلَى السَّبِيلِ فِيمَا بَيْنَكُمْ، وَ نَسَبْتَ الْمَرْعَى عَلَى دِمَائِكُمْ، وَ تَصَافَيْتُمْ عَلَى  
حُبِّ الْأَسَالِ، وَ تَعَادَيْتُمْ فِي كَسْبِ الْأَسْوَالِ. لَقَدْ اسْتَهَامَ بِكُمْ الْخَيْبُ، وَ تَاءَ بِكُمْ  
الْفُرُورُ، وَ اللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى نَفْسِي وَ أَنْفُسِكُمْ.

۱۳۴

### و من كلام له ﷺ

وقد شاوره عمر بن الخطاب في الخروج إلى غزو الروم  
وَقَدْ تَوَكَّلَ اللَّهُ لِأَهْلِ هَذَا الدِّينِ بِإِعْزَازِ الْمَسْوُودِ، وَ سِنْرِ الْعَوُودِ،  
وَالَّذِي نَصَرَهُمْ، وَ هُمْ قَلِيلٌ لَا يَسْتَصِيرُونَ، وَ مَسْتَعْتَمُونَ وَ هُمْ قَلِيلٌ لَا

ہمیشہ آخرت کے مناظر پر نگاہ رکھتی ہے لہذا وہ دنیا سے بے نیاز بھی ہوتا ہے اور آخرت سے خوفزدہ بھی رہتا ہے -

قرآن حکم

ہوتے ہیں۔ ہر

رسول

رسولوں کے سدا

والوں سے جم

(دنیا)

اس بار نکل

ظن کو چھوڑ

(موعظہ)

راحت نہیں

ساعت اور

یہ کتاب

اور ایک دوسرے

نے آپس میں

ہوادریال جمع

ہی میرے اور

اللہ

کرے گا۔ اور

ذکر سکتے تھے

اگر چہ دنیا

اور اس کے

اور اسی کے

اس سے دیر

(قرآن حکیم) کتاب خدا نگاہ کے سامنے ہے۔ یہ وہ ناطق ہے جس کی زبان عاجز نہیں ہوتی ہے اور یہ وہ گھر ہے جس کے ارکان منہم نہیں تھے ہیں۔ یہی وہ عزت ہے جس کے اعوان و انصار شکست خوردہ نہیں ہوتے ہیں۔

(رسول اکرم) اللہ نے آپ کو اس وقت بھیجا جب رسولوں کا سلسلہ رکا ہوا تھا اور زبانیں آپس میں ٹکرا رہی تھیں۔ آپ کے ذریعہ لوگوں کے سلسلہ کو تمام کیا اور وحی کے سلسلہ کو موقوف کیا تو آپ نے بھی اس سے انحراف کرنے والوں اور اس کا ہمسر ٹھہرانے والوں سے جم کر جہاد کیا۔

(دنیا) یہ دنیا اندھے کی بصارت کی آخری منزل ہے جو اس کے ماورا کچھ نہیں دیکھتا ہے جب کہ صاحب بصیرت کی نگاہ اس پر نکل جاتی ہے اور وہ جانتا ہے کہ منزل اس کے ماورا ہے۔ صاحب بصیرت اس سے کوچ کرنے والا ہے اور اندھا اس کی رون کوچ کرنے والا ہے۔ بصیر اس سے زاد راہ فراہم کرنے والا ہے اور اندھا اس کے لئے زاد راہ اکٹھا کرنے والا ہے (۵۲)

(موعظہ) یاد رکھو کہ دنیا میں جو شے بھی ہے اس کا مالک میر ہو جاتا ہے اور اکتا جاتا ہے علاوہ زندگی کے کہ کوئی شخص موت میں راحت نہیں محسوس کرتا ہے اور بیات اس صکت کی طرح ہے جس میں مردہ دلوں کی زندگی، اندھی آنکھوں کی بصارت، بہرے کانوں کی سماعت اور پیسے کی سیرابی کا سامان ہے اور اسی میں ساری مالداری ہے اور مکمل سلامتی ہے۔

یہ کتاب خدا ہے جس میں تمہاری بصارت اور سماعت کا سارا سامان موجود ہے۔ اس میں ایک حصہ دوسرے کی وضاحت کرتا ہے اور ایک دوسرے کی گواہی دیتا ہے۔ یہ خدا کے بارے میں اختلاف نہیں رکھتا ہے اور اپنے ساتھی کو خدا سے الگ نہیں کرتا ہے۔ مگر تم نے آپس میں کینہ و حسد پر اتفاق کر لیا ہے اور اسی گھورے پر سبزہ آگ آیا ہے۔ امیدوں کی محبت میں ایک دوسرے سے ہم تنگ ہو اور مال جمع کرنے میں ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ شیطان نے تمہیں سرگرداں کر دیا ہے اور فریب نے تم کو بہکا دیا ہے۔ اب اللہ کی میرے اور تمہارے نفسوں کے مقابلہ میں ایک ہمارا ہے۔

۱۳۴۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب عمر نے روم کی جنگ کے بارے میں آپ سے مشورہ کیا)

اللہ نے صاحبان دین کے لئے یہ ذمہ داری لے لی ہے کہ وہ ان کے حدود کو تقویت دے گا اور ان کے محفوظ مقامات کی حفاظت کرے گا۔ اور جس نے ان کی اُس وقت مدد کی ہے جب وہ قلت کی بنا پر انتقام کے قابل بھی نہ تھے اور اپنی حفاظت کا انتظام بھی نہ کر سکتے تھے وہ ابھی زندہ ہے اور اس کے لئے موت نہیں ہے۔

اے اگرچہ دنیا میں زندہ رہنے کی خواہش عام طور سے آخرت کے خوف سے پیدا ہوتی ہے کہ انسان اپنے اعمال اور انجام کی طرف سے مطمئن نہیں ہوتا ہے اور اسی لئے موت کے تصور سے لرز جاتا ہے لیکن اس کے باوجود یہ خواہش عیب نہیں ہے بلکہ یہی جذبہ ہے جو انسان کو عمل کرنے پر آمادہ کرتا ہے اور اسی کے لئے انسان دن اور رات کو ایک کر دیتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس خواہش حیات کو حکمت کے ساتھ استعمال کرے اور اس سے دیرسای کام لے جو حکمت صمیم اور فکر سلیم سے لیا جاتا ہے ورنہ یہی خواہش وبال جان بھی بن سکتی ہے۔

يَتَّبِعُونَ، حَتَّى لَا يَمُوتَ

إِنَّكَ مَتَى تَسِرْ إِلَى هَذَا الْعَدُوِّ بِنَفْسِكَ، فَتَلْقَهُمْ فَتُكَلِّبَ، لَا تَكُنْ لِلْمُسْلِمِينَ  
كَسَائِفَةً دُونَ أَقْصَى بِلَادِهِمْ. لَسَيْسَ بَعْدَكَ مَرْجِعٌ يَرْجِعُونَ إِلَيْهِ، فَأَبْعَثْ إِلَيْهِمْ  
رَجُلًا مَحْرَبًا، وَآخِزْ مَعَهُ أَهْلَ الْبَلَاءِ وَالنَّصِيحَةِ، فَإِنْ أَظْهَرَ اللَّهُ قُدْرَكَ مَا نَحِيْنَا،  
وَإِنْ تَكُنِيَ الْآخِرَى، كُنْتَ رَدًّا لِلنَّاسِ وَمَتَابَةً لِلْمُسْلِمِينَ.

۱۳۵

### و من کلام له ﴿۱۳۵﴾

و قد وقعت مشاجرة بينه وبين عثمان فقال المغيرة بن الأحنس لعثمان:

أنا أكفيك، فقال علي ﴿۱۳۵﴾ للمغيرة:

يَا بَنِي اللَّعِينِ الْأَبْتَرِ: وَالشَّجَرَةَ الَّتِي لَا أَضِلُّ لَهَا وَلَا فَرْعَ، أَنْتَ تَكْفِيَنِي؟ قَوْلَ اللَّهِ  
مَا أَعَزَّ اللَّهُ مِنْ أَنْتَ نَاصِرُهُ، وَلَا قَامَ مِنْ أَنْتَ مُنْهَضُهُ، أَخْرَجَ عَنَّا أَبْعَدَ اللَّهِ  
نَوَالِكَ، ثُمَّ أَبْلَغَ جَهْدَكَ، فَلَا أَبْقَى اللَّهُ عَلَيْكَ إِنْ أَبْقَيْتَ!

۱۳۶

### و من کلام له ﴿۱۳۶﴾

عنه في أمر البيعة

لَمْ تَكُنْ بَسِيئَتِكُمْ إِسَاءِي قَلْتَهُ، وَلَيْسَ أَمْرِي وَأَمْرُكُمْ وَاحِدًا، إِنْ أُرْسِدْتُمْ  
لِلَّهِ وَأَنْتُمْ تُسْرِدُونَنِي لِأَنْفُسِكُمْ.  
أَيُّهَا النَّاسُ، أَعْيُونِي عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَآمِنُوا لِلَّهِ لِأَنْفُسِكُمْ مِنَ الظَّالِمِينَ  
وَلَا قُوَّةَ لِلظَّالِمِينَ بِنِعْمَتِهِ، حَتَّى أُوْرِدَهُ مَسْئِلَ الْحَقِّ وَإِنْ كَانَ كَارِهًا.

۱۳۷

### و من کلام له ﴿۱۳۷﴾

في شأن طلحة والزبير وفي البيعة له

لیکن اب کوئی اس طرح کی بیعت کرے گا تو واجب القتل ہو جائے گا۔

تم اگر خود دشمن کو  
جانے لگی اور تمہارا  
سچ دوا اور اس کے  
اگر اس کے خلاف:

اجب آپ کے اور  
اسے بد نسل ملعون  
اس کے لئے عزت نہ  
لے لے خواجہ تھپیرا

میرے ہاتھوں  
چاہتا ہوں اور تم  
لوگو! اپنی نفس  
میں نکیل ڈال کر

جان جنگ میں نکلتا  
اور زبیر تمہارے میں  
دوباب کا وقار برقرار  
ب دیتی ہے اور بجا

یہ بھی امیر المومنین  
اللہ کے حق میں  
لٹا ہے اور اسلما

کائفہ - پناہ گاہ  
حضر - تیزی سے چکانا  
اہل ایلاء - اہلین جنگ  
رودہ - بجا  
شابہ - مرجع  
اہتر - جس کی کوئی نسل نہ ہو  
نومی - دور - گھر  
فلتہ - بے سوچے سمجھے کام کرنا  
خزاسہ - نکیل

۱۳۵) مغیرہ کا باپ احنس مشہور ترین  
مناضین میں تھا جس نے فتح مکہ کے موقع  
پر جبراً اسلام قبول کر لیا تھا اور اس کا  
دوسرا بیٹا احد میں صامت صامت اسلام  
سے برسرِ پیکار تھا اور امیر المومنین کی  
تواری سے قتل بھی ہوا تھا جس کے نتیجہ  
میں مغیرہ کو دونوں طرف سے آپ سے  
عداوت ہو گئی۔ بھائی کا قتل بھی سب

بنا اور باپ کا نفاق بھی  
مغیرہ کا تعلق قبیلہ ثقیف سے تھا  
جسے بروایتی سرکار دو عالم نے ملعون  
قرار دیا ہے جب تک اس میں کسی کی  
شرافت کروا ثابت نہ ہو جائے۔  
امیر المومنین نے انھیں خصوصاً  
کا لحاظ کر کے اسے ملعون بھی قرار دیا اور ان کے  
باپ کو ابتر بھی کہہ کر انہیں ہونے کے  
برابر ہی اور ایسی اصل کا وجود اس کے  
عدم کے مساوی ہے بلکہ اس سے بھی بترک  
۱۳۶) یہ حضرت عمرؓ کے اس قول کی طرف  
اشارہ ہے کہ اگر بیکری بیعت ایک ناگمان  
عادت تھی جس کے شر سے خدائے بچایا  
لیکن اب کوئی اس طرح کی بیعت کرے گا تو واجب القتل ہو جائے گا۔

مصادر خطبہ ۱۳۵، الفتوح احمد بن اعثم کوئی ۲ ص ۱۶۵

مصادر خطبہ ۱۳۶، ارشاد مفید ص ۱۲۱، نہایت ابن اثیر ص ۳ ص ۳۶۴

مصادر خطبہ ۱۳۷، الاستیعاب ابن عبد البر ص ۲ ص ۱۱۱، اسد الغابہ ص ۱۱۱، کتاب اہل بیعت ص ۱۳۳، نہایت ابن اثیر ص ۳ ص ۳۱۱، الامت والبیات ص ۱۱۱

طبری ۶ ص ۳۳۳، ارشاد مفید ص ۱۱۱، القدر القریب ص ۱۳۵

اگر خود دشمن کی طرف جاؤ گے اور ان کا سامنا کرو گے اور نکتہ میں مبتلا ہو گے تو مسلمانوں کے لئے آخری شہر کے علاوہ کوئی پناہ گاہ  
 نہ گی اور تمہارے بعد میدان میں کوئی مرکز بھی نہ رہ جائے گا جس کی طرف رجوع کر سکیں لہذا مناسب یہی ہے کہ کسی تجربہ کار آدمی  
 کو اور اس کے ساتھ صاحبانِ خیر و مہارت کی ایک جماعت کو کرو۔ اس کے بعد اگر خدا نے غلبہ دے دیا تو یہی تمہارا مقصد ہے  
 اس کے خلاف ہو گیا تو تم لوگوں کا سہارا اور مسلمانوں کے لئے ایک پلٹنے کا مرکز رہو گے۔

۱۳۵۔ آپ کا ارشاد گرامی

جب آپ کے اور عثمان کے درمیان اختلاف پیدا ہوا اور غیرہ بن اخص نے عثمان سے کہا کہ میں ان کا کام تمام کر سکتا ہوں تو اپنے فرمایا  
 اے بنی سلیمان! اور اس درخت کے پھل جس کی نر کوئی اصل ہے اور نہ فرع۔ تو میرے لئے کافی ہو جائے گا؛ خدا کی قسم کہ تو درگاہ  
 اس کے لئے عزت نہیں ہے اور جسے تو اٹھائے گا وہ کھڑے ہوئے کے قابل نہ ہوگا۔ نکل جا۔ اللہ تیری منزل کو دور کرے۔ جا اپنی گوشنیں  
 لے۔ خدا تجھ پر رحم نہ کرے گا اگر تو مجھ پر تمس بھی کھائے۔

۱۳۶۔ آپ کا ارشاد گرامی

(بیعت کے بارے میں)

میرے ہاتھوں پر تمہاری بیعت کوئی ناگہانی حادثہ نہیں ہے اور میرا اور تمہارا معاملہ ایک جیسا بھی نہیں ہے۔ میں تمہیں اللہ کے  
 ہاتھوں اور تم مجھے اپنے فائدہ کے لئے چاہتے ہو۔  
 لوگو! اپنی نفسانی خواہشات کے مقابلہ میں میری مدد کرو۔ خدا کی قسم میں مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلاؤں گا اور ظالم کو اس کی  
 میں نکیل ڈال کر کھینچوں گا تاکہ اسے چشمہ حق پر وارد کروں چاہے وہ کسی قدر ناراض کیوں نہ ہو۔

۱۳۷۔ آپ کا ارشاد گرامی

(ظلم و ذہب اور ان کی بیعت کے بارے میں)

میرا جنگ میں نکتہ و روانی کے احوال کے ساتھ کسی مرد میدان کے بھیجے کا مشورہ اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ میدانِ جہاد میں نجات قدم تمہاری تالیخ نہیں  
 اور نہ تمہارے بس کا کام ہے لہذا مناسب یہی ہے کہ کسی تجربہ کار شخص کو ماہرین کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ کرو تاکہ اسلام کی روانی نہ ہو سکے  
 و جب کا وقار برقرار رہے۔ اس کے بعد تمہیں فاتح اعظم کا لقب تو بہر حال مل ہی جائیگا کہ جس کے دور میں علاقہ فتح ہوتا ہے تاریخ اسی کو فاتح  
 لقب دیتی ہے اور مجاہدین کو کیسے نظر انداز کر دیتی ہے۔

یہ بھی امیر المومنین کا ایک حوصلہ تھا کہ شدید اختلافات اور بے پناہ مصائب کے باوجود مشورہ سے دریغ نہیں کیا اور وہی مشورہ دیا جو اسلام اور  
 مافوق کے حق میں تھا۔ اس لئے کہ آپ اس حقیقت سے بہر حال باخبر تھے کہ افراد سے اختلاف مقصد اور مذہب کی حفاظت کی ذمہ داری سے بے نیاز نہیں  
 سکتا ہے اور اسلام کے تحفظ کی ذمہ داری ہر مسلمان پر عائد ہوتی ہے چاہے وہ برسرِ اقتدار ہو یا نہ ہو۔

نصف - انصاف

فلکہ - جس کا مطالبہ کیا جائے

حما - رشتہ دار

اعدت - ڈھانک یا

زاح - دور ہو گیا

نصاب - اصل

شغب - شرکاء بھارنا

افراط الخوض - چھلک گیا

ماح - پانی نکالنے والا

عبت - بلا سانس لے لینا

حشی - ہوا زمین جا پانی جمع

ہوتا ہے

عوذ - جمع عائد - نئی بچہ دینے والی دوشی

مطافیل - جمع مطفل - بچہ دار

مآتب - نسا کرنا

وقار - جنگ میں داخل ہو جانا

غط - انکار کر دیا

نواجذ - دھاڑ

① میدان جنگ وہ موت کا حوض

ہے جس سے سیراب ہو کر نکل جانا ہر

ایک کے بس کا کام نینچ اور اس کا

چھلکانا بھی مرد میدان کے علاوہ کسی

کے امکان میں نہیں ہے۔

امیر المومنین نے اس جملہ سے

ظالموں کو ان کے بدترین انجام سے

آگاہ کر دیا ہے اور بتا دیا ہے کہ اس

بغاوت کا آخری حشر کیا ہونے والا ہے۔

## طلحة و الزبير

وَاللّٰهُ سَا اَنْكُرُوْا عَلٰى مُسْكِرًا، وَلَا جَعَلُوْا بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ نَضْفًا، وَ اِيْتَهُمْ  
 لَيَطْلُبُوْنَ حَقًّا هُمْ تَرَكَوْهُ، وَ دَمًا هُمْ سَفَكُوْهُ، فَاِنْ كُنْتُ شَرِيْكَهُمْ فِيْهِ، فَاِنْ  
 لَّمْ تَصِيْبِهِمْ مِنْهُ، وَاِنْ كَانُوْا وَاوُوْهُ دُوْنِيْ فَا الطَّلِيْئَةُ اِلَّا قَبْلَهُمْ، وَاِنْ  
 اُوْلَ عَذِيْبِهِمْ لَلْحُكْمُ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ، اِنْ مَعِيَ لَبِيْرِيْ مَا لَبِثْتُ وَا لَا لَيْسَ عَلٰى  
 وَاِيْتَهَا لَفِيْئَةُ السَّبَاعِيَّةِ فِيْهَا الْحَمَاءُ وَالْحَمِيْمَةُ، وَالشُّبُهَةُ الْمَغْدِفَةُ، وَاِنْ اَلْاَنْسُوْ  
 لَوَاضِحٌ، وَ قَدْ زَاخَ الْبَاطِلُ عَنْ نِصَابِيْهِ، وَ اَنْقَطَعَ لِسَانُهُ عَنْ شَعِيْبِيْهِ، وَ اِيْمَانِيْهِ  
 لَا فِرْطَنٌ هُمْ حَوْضًا اَنَا مَلِيْحُهُ، لَا يَصْدُرُوْنَ عَنْهُ بَرِيْرِيْ، وَ لَا يَبْعُوْنَ بَعْدَهُ فِيْ حَسْبِيْ! طه

## امر البيعة

وَمِنْهُ: فَاَقْبَلْتُمْ اِلٰى اِيْتَالِ الْعُوْدِ الْمَطَافِيْلِ عَلٰى اَوْلَادِيْهَا، تَقُوْلُوْنَ: اَلْبَيْعَةُ اَلْبَيْعَةُ  
 قَبِضْتُ كَفِّيْ فَسَطَطْتُمُوْا، وَ تَارَعْتُمْ بِيْدِيْ فَجَادْتُمُوْهَا، اَللّٰهُمَّ اِيْتَا قَطْعَانِيْ وَ طَلْحَانِيْ  
 وَ نَكْتَا بِنْتِيْ، وَ اَلْبَا النَّاسَ عَلٰى، فَاخْلُلْ مَا عَقَدَا، وَ لَا تُحْكِمْ لَهَا مَا اَبْرَمَا، وَ اَرِهْنَا  
 الْمَسَاةَ فِيْمَا اَسْلَا وَ عَمِلَا، وَ لَقَدْ اَسْتَبَيْتُمَا قَبْلَ الْعِتَالِ، وَ اَسْتَأْتَيْتُ بِهِيَ اُمَّتًا  
 اَلْوِقَاعِ، فَغَطَطَا الشُّعْمَةَ، وَ رَدَا الْعَاقِبَةَ.

۱۳۸

## و من خطبة له ﴿۱۳۸﴾

یومی، فیہا الی ذکر الملاحم

يَنْطِفُ الْمَوِيَّ عَلٰى اَلْمَدِيَّ، اِذَا عَطَفُوْا اَلْمَدِيَّ عَلٰى الْمَوِيَّ، وَ يَنْطِفُ الرَّايُّ عَلٰى  
 اَلْقُرْآنِ اِذَا عَطَفُوْا الْقُرْآنَ عَلٰى الرَّايِّ.  
 وَ مِنْهَا: حَتّٰى تَقُوْمَ الْمَسْرُوْبُ بِكُمْ عَلٰى سَاقٍ، بِاَدِيَابٍ تَسَاجِدُهَا

خدا کی قسم  
 ایسے حق  
 ہے۔ اگر میں  
 سے پہلے اٹھیں  
 (الحمد للہ)  
 وہ ہیں جن میں  
 بالکل واضح  
 خدا کی قسم  
 اس کے بعد  
 مسد بین  
 بچوں کی طرف  
 آگے گرا رہ  
 آیا ہے۔ اب  
 ایمانوں اور  
 اتنے سے پ

وہ بندہ  
 قرآن کی طرف  
 (دوسرا حصہ)

یہ لوگوں کے  
 اور  
 یہی خون عثمان  
 جاریہ دیا ہے کہ  
 ان پر قائم رہ جا



خدا کی قسم ان لوگوں نے نہ میری کسی واقعی بُرائی کی گرفت کی ہے اور نہ میرے اور اپنے درمیان انصاف سے کام لیا ہے۔ ایسے حق کا مطالبہ کر رہے ہیں جس کو خود انھوں نے نظر انداز کیا ہے اور ایسے خون کا بدلہ چاہتے ہیں جس کو خود انھوں نے پسند کیا ہے۔ اگر میں اس معاملہ میں شریک تھا تو ایک حصہ ان کا بھی ہو گا اور اگر یہ تہا ذمہ دار تھے تو مطالبہ خود انھیں سے ہونا چاہئے اور پیلے انھیں اپنے خلاف فیصلہ کرنا چاہئے۔

(الحمد للہ) میرے ساتھ میری بعیت ہے نہیں نے اپنے کو دھوکہ میں رکھا ہے اور نہ مجھے دھوکہ دیا جا سکا ہے۔ یہ لوگ ایک باغی ہیں جن میں میرے قرا بدار بھی ہیں اور چھو کا ڈنک بھی ہے اور پھر حقائق کی پردہ پوشی کرنے والا شبہ بھی ہے۔ حالانکہ اکل واضح ہے اور باطل اپنے مرکز سے ہٹ چکا ہے اور اس کی زبان شور و شغب کے سلسلہ میں کٹ چکی ہے۔

خدا کی قسم میں ان کے لئے ایسا حوض چھلکاؤں گا جس سے پانی نکالنے والا بھی میں ہی ہوں گا۔ یہ نہ اس سے میرا ہو کر جا سکیں گے اس کے بعد کسی تالاب سے پانی پینے کے لائق رہ سکیں گے (۱۵)

(سلسلہ بیعت) تم لوگ کل "بیعت بیعت کا شور مچاتے ہوئے میری طرف اس طرح آئے تھے جس طرح نئی جننے والی اڈٹنی بچوں کی طرف دوڑتی ہے۔ میں نے اپنی مٹھی بند کر لی مگر تم نے کھول دی۔ میں نے اپنا ہاتھ روک لیا مگر تم نے کھینچ لیا۔ تو گواہ رہنا کہ ان دونوں نے مجھ سے قطع تعلق کر کے مجھ پر ظلم کیا ہے اور میری بیعت توڑ کر لوگوں کو میرے خلاف کیا ہے۔ اب تو ان کی گڑبوں کو کھول دے اور جو رسی انھوں نے بس ہے اس میں استحکام نہ پیدا ہونے دے اور انھیں ایاموں اور ان کے اعمال کے بدترین نتائج کو دکھلا دے۔ میں نے جنگ سے پہلے انھیں بہت روکنا چاہا اور میدان جہاد کرنے سے پہلے بہت کچھ ہمت دی۔ لیکن ان دونوں نے نعمت کا انکار کر دیا اور عافیت کو رد کر دیا۔

۱۳۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں مستقبل کے حوادث کا اشارہ ہے)

وہ بندہ خدا خواہشات کو ہدایت کی طرف موڑ دے گا جب لوگ ہدایت کو خواہشات کی طرف موڑ رہے ہوں گے اور وہ بڑے بڑے لوگوں کی طرف جھکا دے گا جب لوگ قرآن کو رائے کی طرف جھکا رہے ہوں گے۔

(دوسرا حصہ) یہاں تک کہ جنگ اپنے پیروں پر کھڑی ہو جائے گی دانت نکالے ہوئے اور تھنوں کو پڑے ہوئے۔ لیکن اس طرح

کہ اگر بارز لیمان کے دورے نوائی فطرت میں داخل ہو گیا ہے کہ جب دنیا کی نگاہیں اپنی غلطی کی طرف اٹھنے لگیں تو فوراً دوسرے کی غلطی کا نعروں لگا دیا جائے تاکہ اس کو بوجائے اور لوگ حقانی کا صحیح ادراک نہ کر سکیں۔ قتل عثمان کے بعد یہی کام حضرت عائشہ نے کیا کہ پہلے لوگوں کو قتل عثمان پر آمادہ کیا۔ اس کے بعد ہی خون عثمان کی دعویٰ مار بن گئیں اور پھر ان کے ساتھ مل کر یہی زمانہ اقدام ظلو و زبر نے بھی کیا۔ اسی لئے امیر المؤمنین نے اس کلام میں اپنے مرد میدان چونے کا ارادہ دیا ہے کہ مردان جنگ اس طرح کی نوائی حرکات نہیں کیا کرتے ہیں۔ بلکہ شریف محرمیں بھی اپنے کو ایسے کردار سے ہمیشہ الگ رکھتی ہیں اور حق کا ساتھ دیتی ہیں۔ ان کے کردار میں دورنگی نہیں ہوتی ہے۔

اخلاص - جمع غلط - تھن  
افالینہ - جمع افلاذ جمع فلدہ کلکتہ  
فحص - بحث  
کوفان - کونہ

ضروس - کاٹ کھانے والی  
فخرت فاغرتہ - جنگلے سے کھول یا  
لیشر وکم منتشر کر دے گا  
عوازیب احلام - گمشدہ عقلمیں  
یستی - آسان کر دیتا ہے  
تنقضى - کھینچ لی جاتی ہیں  
المصنوع الیهم - احسان کیا گیا ہے  
کما جاتا ہے کہ اس سے عبد الملک  
بن مردان مراد ہے جس نے شام میں  
خروج کیا اور پھر عراق پر حملہ کر کے  
کوفہ میں صعب بن زبیر وغیرہ کو تیغ  
کر دیا اور بے پناہ قتل و غارت کا  
مظاہرہ کیا۔

اس حد قریب سے مراد خود آپ کی  
ذات گرامی ہے جس میں نبوت کے  
جملہ آثار پائے جاتے ہیں کہ رسول کریم  
نے آپ کو اپنا جز و قرار دیا ہے اور  
اپنے لئے ہارون موسیٰ وجر عطا فرمایا  
ہے۔

تَسْلُوةٌ أَخْلَافُهَا، حُلُورٌ رِضَاعُهَا، عَلَقَمًا عَابِيَّتُهَا، أَلَا وَ فِي عَدِيٍّ وَسَيَاتِي عَدِيَّتَا  
لَا تَعْرِفُونَ - يَأْخُذُ الْوَالِي مِنْ غَيْرِهَا عُلْمًا عَلَى مَسَاوِيءِ أَعْيَانِهَا، وَ تَخْرُجُ لَهُ  
الْأَرْضُ أَقَالِيدَ كَيْدِهَا، وَ تُلْقَى إِلَيْهِ يَلْمًا مَقَالِيدَهَا، فَيُرِيكُمْ كَيْفَ عَدَلُ السُّبُورِ،  
وَ يُجِيبِي مَيْتَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ.

منہا: کاتی یہ قد نعت بالشام، و فخص برایاتہ فی ضواجی کوفان، فمطقت علیہا  
عطف الضروس، و فزحش الأرض بالرؤوس. قد فخرت فاغرتہ، و تفلت فی الأرض  
وطائتہ، بسید الجسوة، عظیم الصولة، والله لیشر دتکم فی أطراف الأرض حتی  
لا یستی منکم إلا قلیل، کما کھل فی العین، فلا تزلون کذلک، حتی تؤوب  
إلی العرب عوازیب احلامہا! فالزموا السنن القایمة، والآثار السیئة،  
والمعد القریب الذی علیہ باقی السبوة، واعلموا أن الشیطان إنما  
یسئنی لکم طرقة لیستعوا عقیته.

۱۳۹

### و من کلام له ﴿۱۳۹﴾

فی وقت النوری

لَنْ یُشْرَعَ أَحَدٌ قَبْلِي إِلَى دَعْوَةِ حَقٍّ، وَصِلَةِ رَجِمٍ، وَ عَائِدَةٍ كَرَمٍ، فَاسْتَمُوا  
قَوْلِي، وَ عُوا مَنَظِرِي، عَسَى أَنْ تَرَوْا هَذَا الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِ هَذَا الْيَوْمِ تُسْتَضَى  
فِيهِ الشُّيُوفُ، وَ تُخْسَنُ فِيهِ الْعُهُودُ، حَتَّى يَكُونَ بَعْضُكُمْ أَيْمَةً لِأَهْلِ الضَّلَالَةِ،  
وَ شِيعَةً لِأَهْلِ الْجَهَالَةِ.

۱۴۰

### و من کلام له ﴿۱۴۰﴾

فی النهی عن غیبة الناس

وَ إِنَّمَا یَسْبِغِي لِأَهْلِ الْعِصْمَةِ وَالْمُصْنُوعِ إِلَيْهِمْ فِي السَّلَامَةِ أَنْ يَزُجَمُوا أَهْلَ  
الدُّنُوبِ وَالْمَغْصِيَةِ، وَ يَكُونَ الشُّكْرُ هُوَ الْغَالِبَ عَلَيْهِمْ، وَ الْحَاجِزُ هُمْ عَنْهُمْ.  
فَكَيْفَ بِالْقَائِبِ الَّذِي عَابَ أَحْسَاهُ وَ غَيْرَهُ بِبَلْوَاهُ! أَمَا ذَكَرَ مَوْضِعَ سَفَرِ اللَّهِ عَلَيْهِ  
مِنْ ذُنُوبِهِ بِمَا هُوَ أَكْبَرُ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِي عَابَهُ بِهِ! وَ كَيْفَ يَذُمَّ بِذَنْبٍ قَدْ رَكِبَ بِمِثْلِهِ  
فَإِنْ لَمْ يَكُنْ رَكِبَ ذَلِكَ الذَّنْبَ بِعَيْبِهِ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ فِيمَا سِوَاهُ، بِمَا هُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ.  
وَ إِنَّمَا اللَّهُ لَسِنٌ لَمْ يَكُنْ عَصَاهُ فِي الْكَبِيرِ، وَ عَصَاهُ فِي الصَّغِيرِ، بِجَرَاءَتِهِ عَلَى

مصادر خطبة ۱۳۹ تاریخ طبری ۵ ص ۳۹، تہذیب اللغة تہری ۱ ص ۳۲، تنبیہ الخواطر شیخ درام - الجمع بین الغریبین ہروی - ج ۱ ص ۳۳  
مصادر خطبة ۱۴۰ غرر الحکم آدمی ص ۱۳۵، ص ۳۵۹

اور خطا  
کو دیکھ  
کتاب ہے  
درج مذم  
جو اس  
اور سرز

۱۳۹  
۱۴۰

کا دودھ پینے میں شیریں معلوم ہو گا اور اس کا انجام بہت بُرا ہو گا۔ یاد رکھو کہ کل اور کل بہت جلد وہ حالات لے کر آنے والا ہے۔ انہیں اندازہ نہیں ہے۔ اس جماعت سے باہر کا والی تمام عمال کی بد اعمالیوں کا محاسبہ کرے گا اور زمین تمام جگر کے پل کو نکال دے گی اور نہایت آسانی کے ساتھ اپنی گنجیاں اس کے حوالہ کر دے گی اور پھر وہ تمہیں دکھلانے کا کہنا دلالت کرتی ہے اور مردہ کتاب دست کو کس طرح زندہ کیا جاتا ہے۔

(تیسرا حصہ) میں یہ منظر دیکھ رہا ہوں کہ ایک شخص شام میں لٹکار رہا ہے اور کو فز کے گرد اس کے جھنڈے لہرا رہے ہیں۔ اس کی طرف کاٹنے والی ادنیٰ کی طرح متوجہ ہے اور زمین پر سروں کا فرش بچھا رہا ہے۔ اس کا منہ کھلا ہوا ہے اور زمین اس کی دھک محسوس ہو رہی ہے۔ وہ دور دور تک جو لائیاں دکھلانے والا ہے اور شدید ترین حملے کرنے والا ہے۔ خدا کی قسم میں اطراف زمین میں اس طرح منتشر کر دے گا کہ صرف اتنے ہی آدمی باقی رہ جائیں گے جیسے آنکھ میں سرمہ۔ اور پھر تمہارا حشر رہے گا۔ یہاں تک کہ عربوں کی گمشدہ عقل پلٹ کر آجائے لہذا ابھی غنیمت ہے مضبوط طریقہ، واضح آثار اور اس قریبی آگے وابستہ رہو جس میں نبوت کے پائیدار آثار ہیں اور یہ یاد رکھو کہ شیطان اپنے راستوں کو ہموار رکھتا ہے تاکہ تم اس کے قدم پر راہ چلتے رہو۔

۱۳۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

(شوریٰ کے موقع پر)

(یاد رکھو) کہ مجھ سے پہلے حق کی دعوت دینے والا صلہ رحم کرنے والا اور جو دو کم کا مظاہرہ کرنے والا کوئی نہ ہو گا۔ لہذا تم نے قول پر کان دھرو اور میری گفتگو کو سمجھو کہ عنقریب تم دیکھو گے کہ اس مسئلہ پر تنواریں نکلی رہی ہیں۔ عہد و پیمان توڑے جا رہے ہیں اور تم میں سے بعض گمراہوں کے پیشوا ہوئے جا رہے ہیں اور بعض جاہلوں کے پیروکار۔

۱۴۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

(لوگوں کو بُرائی سے روکتے ہوئے)

دیکھو جو لوگ گناہوں سے محفوظ ہیں اور خدا نے ان پر اس سلامتی کا احسان کیا ہے ان کے ثایان شان یہی ہے کہ گناہ گاروں پر خطا کاروں پر رحم کریں اور اپنی سلامتی کا شکر یہی ان پر غالب رہے اور انہیں ان حرکات سے روکنا رہے۔ چہ جائیکہ انسان کو عیب دار ہو اور اپنے بھائی کا عیب بیان کرے اور اس کے عیب کی بنا پر اس کی سرزنش بھی کرے۔ یہ شخص یہ کیوں نہیں یاد رکھتا ہے کہ پروردگار نے اس کے جن عیوب کو چھپا کر رکھا ہے وہ اس سے بڑے ہیں جن پر یہ سرزنش کر رہا ہے اور اس عیب پر کس کی ذمہ داری ہے جس کا خود مرتکب ہوتا ہے اور اگر بعینہ اس کا مرتکب نہیں ہوتا ہے تو اس کے علاوہ دوسرے گناہ کرتا ہے اس سے بھی عظیم تر ہیں اور خدا کی قسم اگر اس سے عظیم تر نہیں بھی ہیں تو کتر تا ضرور ہی ہیں اور ایسی صورت میں بُرائی کرنے پر سرزنش کرنے کی جرات بہر حال اس سے بھی عظیم تر ہے۔

اسانیت اس عہد زمین کے لئے سراپا انتظار ہے جب خدائی نائنہ دنیا کے تمام حکام کا محاسبہ کر کے عدل و انصاف کا نظام قائم کرے اور زمین اپنے خزانے اگلے لے۔ دنیا میں راحت و اطمینان کا دور دورہ ہو اور دین خدا اقتدار کی کا مالک ہو جائے۔

بجیل - حق سے موڑ دیتا ہے

غارم - قرضدار

صبر نفسہ - اپنے نفس کو روک لیا ہے

تفکلم - تم پر ساری لگن ہے

حقیقت امر یہ ہے کہ دوسروں پر

تفقید کرنے کا حق انہیں افراد کو حاصل

ہے جو خود پر عیب اور نقص سے بری

ہوں ورنہ انسان کا فرض ہے کہ اپنے

عیب کی فکر کرے اور اس کی اصلاح

یا مغفرت کا انتظام کرے۔ دوسرے کے

عیوب کا معاملہ پروردگار کے ذمہ ہے اور

اس نے کسی انسان کو اس کام کا ذمہ دار

نہیں بنایا ہے۔ بعض افراد کی خصلت

ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ دوسروں کے

عیب تلاش کرتے رہتے ہیں۔ ان کی

شال ان کہیوں کی ہے جنہیں کثافت

سے دلچسپی ہوتی ہے اور پاکیزہ مقامات

سے نفرت ہوتی ہے۔

عیب گیری ہی کی طرح غیبت

کا سنا بھی ایک کرداری عیب ہے کہ

اس سے حوت باطل کی جو صلا افزائی

ہوتی ہے اور غیبت کرنے والا مزید عیب

کی تلاش میں لگ جاتا ہے اور یہ قطعاً

کوئی کار خیر نہیں ہے۔

عَنِ النَّاسِ أَكْثَرًا!

يَا عِبْدَ اللَّهِ، لَا تَعْجَلْ فِي عَيْبِ أَحَدٍ بِدِينِهِ، فَلَعَلَّهُ مَغْفُورٌ لَكَ، وَلَا تَأْسَنْ عَلَى نَفْسِكَ صَغِيرَ مَغْصَبَةٍ، فَلَعَلَّكَ مُعَذَّبٌ عَلَيْهِ. فَلْيَكْفُفْ مَنْ عَلِمَ مِنْكُمْ عَيْبَ غَيْرِهِ لِمَا يَعْلَمُ مِنْ عَيْبِ نَفْسِهِ، وَلْيَتَكِنِ الشُّكْرَ شَاغِلًا لَكَ عَلَى مُعَافَاةِ مَنْ أَسْأَلِي بِهِ غَيْرَهُ لَكَ

۱۴۱

و من کلام له ﴿۱۴۱﴾

في النهي عن سماع الغيبة وفي الفرق بين الحق والباطل  
أَيُّهَا النَّاسُ، مَنْ عَرَفَ مِنْ أَحِبِّهِ وَبَيْتِهِ دِينَ وَوَسَادَ طَرِيقِي، فَلَا يَسْمَعَنَّ فِيهِ أَقَاوِيلَ الرِّجَالِ. أَمَا إِنَّهُ قَدْ يَزِيهِ الرَّاكِبِي، وَتُخْطِئُ السَّهَامُ، وَبُحَيْلُ الكَلَامِ، وَبَاطِلُ ذَلِكِ يَبُورُ، وَاللهُ سَمِيعٌ وَشَهِيدٌ. أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَ الحَقِّ وَالبَاطِلِ إِلَّا أَرْبَعُ أَصَابِعَ.

فَسئَلُ، ﴿۱۴۱﴾، عن معنى قوله هذا، فجمع أصابعه و وضعها بين أذنه و عينه ثم قال:  
الباطل أن تقول سمعت، والحق أن تقول رأيت!

۱۴۲

و من کلام له ﴿۱۴۲﴾

المعروف في غير أهله

وَلَيْسَ لِوَأَضِعِ المَعْرُوفِ فِي غَيْرِ حَقِّهِ، وَعِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهِ، مِنَ الحِطِّ فِيهَا أُنَى إِلَّا مَحْذُودَةَ النَّوَامِ، وَنَوَاءَ الأَشْرَارِ، وَمَقَالَةَ الجُهَّالِ، مَا دَامَ مُنْعِمًا عَلَيْهِمْ، مَا أَجُودَ بَدَهُ، وَهُوَ عَنِ ذَاتِ اللهِ بِحَيْلٍ!

مواضع المعروف

فَمَنْ آتَاهُ اللهُ مَا لَا قَلْبِي لِيهِ القَرَابَةِ، وَلِيُحْسِنُ مِنْهُ الصِّفَاتَةَ، وَلِيُتَكَبَّرَ بِهِ الأَسِيرَ وَالْعَانِي، وَلِيُعْطِيَ مِنْهُ التَّقِيرَ وَالْعَارِمَ، وَلِيُضَيِّرَ نَفْسَهُ عَلَى المَقْشُوقِ وَالتَّوَابِي، أَيْتَعَاءَ التَّوَابِ؛ فَإِنَّ قُوَّةَ إِهْذِهِ الحِصَالِ شَرَفٌ مَكَارِمِ الدُّنْيَا، وَذَرَكُ فَضَائِلِ الآخِرَةِ؛ إِنَّ شَاءَ اللهُ.

۱۴۳

و من خطبة له ﴿۱۴۳﴾

في الاستسفاء

وفيه تنبيه العباد إلى وجوب استغفارة رحمة الله إذا حبس عنهم رحمة المظر  
أَلَا وَإِنَّ الأَرْضَ الَّتِي تُفْلِكُكُمْ، وَالسَّمَاءَ الَّتِي تُظِلُّكُمْ، مُطِيعَتَانِ لِربِّكُمْ، وَمَا أَضْبَحْتَا تُجْسِدَانِ لَكُمْ بِرَبِّكُمَا تَوَجُّعًا لَكُمْ، وَلَا

مصادر خطبة ۱۴۱ دستور معالم الحكم ۱۳۹، عين الادب والسياسة ابن تيمية ج ۱ ص ۲۶۵، القدر الفريد ۶ ص ۲۶۵، نايه ماده صبح

مصادر خطبة ۱۴۲ کتاب صفین ص ۲۳۵، تاریخ طبری ۶ ص ۵۹، کافی ۵ ص ۳۹، فتوح اعتم کوفی - الفارات نقض، صحف العقول ص ۱۱۲، الامالی طوسی

ص ۱۹۵، مجالس مفید

مصادر خطبة ۱۴۳ اعلام النبوة وعلی - مستدک الوسائل نورنی ص ۳۲۹، نایه ص ۱۳۵

کتاب

کتاب

باطل

اور

اور

اطاعت

کتاب

بندہ خدا۔ دوسرے کے عیب بیان کرنے میں جلدی نہ کرنا کہ خدا نے اسے معاف کر دیا ہو اور اپنے نفس کو معمولی کے بارے میں محفوظ تصور نہ کر۔ شاید کہ خدا اسی پر عذاب کر دے۔ ہر شخص کو چاہیے کہ دوسرے کے عیب بیان سے پرہیز کرے کہ اسے اپنا عیب بھی معلوم ہے اور اگر عیب سے محفوظ ہے تو اس سلامتی کے شکر یہ ہی میں شمول ہے۔

۱۴۱۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں غیبت کے سننے سے روکا گیا ہے اور حق و باطل کے فرق کو واضح کیا گیا ہے)

لوگو! جو شخص بھی اپنے بھائی کے دین کی پختگی اور طریقہ کاری کی درستگی کا علم رکھتا ہے اسے اس کے بارے میں دوسروں کو ال پر کان نہیں دھرنا چاہیے کہ کبھی کبھی انسان تیرا انداز ہی کرتا ہے اور اس کا تیرا خطا کرتا ہے اور باتیں بناتا ہے اور باطل بہر حال فنا ہو جاتا ہے اور اللہ سب کا سننے والا بھی ہے اور گواہ بھی ہے۔ یاد رکھو کہ حق و باطل میں صرف چار کا فاصلہ ہوتا ہے۔

لوگوں نے عرض کی حضور اس کا کیا مطلب ہے؟ تو آپ نے آنکھ اور کان کے درمیان چار انگلیاں رکھ کر فرمایا کہ وہ ہے جو صرف سنا سنا ہوتا ہے اور حق وہ ہے جو اپنی آنکھ کا دیکھا ہوا ہوتا ہے۔

۱۴۲۔ آپ کا ارشاد گرامی

(نا اہل کے ساتھ احسان کرنے کے بارے میں)

یاد رکھو غیر مستحق کے ساتھ احسان کرنے والے اور نا اہل کے ساتھ نیکی کرنے والے کے حصہ میں کیسے لوگوں کی تعریف بدترین افراد کی طرح و ثنا ہی آتی ہے اور وہ جب تک کم کرتا رہتا ہے جہاں کہتے رہتے ہیں کہ کس قدر کریم اور سخی ہے۔ حالانکہ اللہ کے معاملہ میں یہی شخص بخیل بھی ہوتا ہے۔

دیکھو اگر خدا کسی شخص کو مال دے تو اس کا فرض ہے کہ قرآن اور اول کا خیال رکھے۔ مہمانوں کی مہمان نوازی کرے۔ قیدیوں کو آزاد کرے۔ فقیروں اور قرضداروں کی امداد کرے۔ اپنے نفس کو حقوق کی ادائیگی اور مصائب پر آمادہ کرے اس میں ثواب کی امید پائی جاتی ہے اور ان تمام خصلتوں کے حاصل کرنے ہی میں دنیا کی شرافتیں اور کرامتیں ہیں اور انہیں آخرت کے فضائل بھی حاصل ہوتے ہیں۔ انشاء اللہ

۱۴۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(طلب بارش کے سلسلہ میں)

یاد رکھو کہ جو زمین تمہارا بوجھا ٹھکانے ہوئے ہے اور جو آسمان تمہارے سر پر سایہ افکن ہے دونوں تمہارے رب کے رحمت گزار ہیں اور یہ جو اپنی رکتیں تمہیں عطا کر رہے ہیں تو ان کا دل تمہارے حال پر نہیں کڑھ رہا ہے۔

اگر یہ بات صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے کہ مال دہی بہتر ہوتا ہے جس کا مال اور انجام بہتر ہوتا ہے تو ہر شخص کا فرض ہے کہ اپنے مال کو انہیں عطا کر دے کہ اس کی طرف اس خطبہ میں اشارہ کیا گیا ہے ورنہ بے محل صرف سے جاہلوں اور بد کرداروں کی تعریف کے علاوہ کچھ ہاتھ آنے والا نہیں ہے اور اس میں ذخیرہ دنیا ہے ورنہ آخرت۔ بلکہ یہ دنیا اور آخرت دونوں کی تباہی اور بربادی کا سبب ہے۔ پروردگار ہر شخص کو اس جہالت اور ریاکاری سے محفوظ رکھے۔

زلزلہ - قریب

سنوں - جمع سبتہ - قحط

وعرہ - دشوار گزار

اجاڑتے ایسے - مجبور کر دیا

مقاطط - جمع قحط - قحط کا زمانہ

تلاحت - ایک دوسرے سے جڑنے کے

واجب جس کی بیخ و بن سے زبان بند ہو جائے

جیا - بارش اور شاہابی

قیعان - جمع قاع - ہموار زمین

بطنان - جمع بطن - پست زمین

تستورق - پتے نکل آئیں

کشف الخلق - بہر حال میں ان کے

حالات سے باخبر ہے

Ⓛ واضح رہے کہ ابتلا اور آزمائش

عذاب آگے کے علاوہ ایک اور شے ہے

جس کا مقصد یا انسان کو غفلت سے

ہوش میں لانا ہوتا ہے یا اس کے

مدارج کو بلند کرنا ہوتا ہے کہ سونا جوق

تپا یا جاتا ہے اسی قدر اس کی قدر

و قیمت کا اندازہ ہوتا ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ استغفار کا اثر

صرف آخرت میں نہیں ہوتا ہے بلکہ دنیا

میں بھی اس کے بے شمار اثرات ہوتے

ہیں اور شاہد انہیں اثرات کے پیش نظر

خاصاں خدا سلسل استغفار کیا کرتے

تھے۔ ورنہ ان کی زندگی میں خطاؤں کا

گذر نہیں تھا کہ وہ عذاب آخرت کے بارے میں خوفزدہ ہو جائیں۔

دنیا ابتلا کی منزل ہے اور آخرت عذاب کا مورد۔

زُلْفَةً إِلَيْكُمْ، وَلَا يَحْسِبُ سُجُودًا مِنْكُمْ، وَلَكِنْ أَمْرًا بِمَنَافِعِكُمْ قَاطِعًا،  
وَأَمْرًا عَلَى حُدُودِ مَصَالِحِكُمْ قَامِتًا.

إِنَّ اللَّهَ يَبْتَلِي عِبَادَهُ عِنْدَ الْأَعْمَالِ الشَّيْئَةَ يَنْقُصُ الْقِسْمَاتِ، وَحَسْبُ الْبَرَكَاتِ،  
وَإِعْلَاقِ خَزَائِنِ الْخَيْرَاتِ، لِيَتُوبَ تَائِبٌ، وَيُقْلِعَ مُقْلِعٌ، وَيَتَذَكَّرَ مُتَذَكِّرٌ، وَيَزِدَّجِرَ  
مُزِدِّجِرٌ. وَقَدْ جَعَلَ اللَّهُ سُجُودَهُ أَلْسِنَةً لِذُرُورِ الرُّزْقِ وَرَحْمَةً لِلْخَلْقِ،  
فَقَالَ سُجُودًا: اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا.  
وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتَجِيءُ بِكُمْ جَنَّاتٌ وَتَجْعَلُ لَكُمْ أَنْهَارًا،  
فَرِحِمَ اللَّهُ أَمْرًا اسْتَقْبَلَ تَوْبَتَهُ، وَاسْتَقَالَ حَاطِبَتَهُ، وَبَادَرَ مَسِيئَتَهُ!

اللَّهُمَّ إِنَّا خَرَجْنَا إِلَيْكَ مِنْ تَحْتِ الْأَشْجَارِ وَالْأَكْثَانِ، وَبَعْدَ عَجِيجِ الْبَهَائِمِ  
وَالْوِلْدَانِ، رَاجِعِينَ فِي رَحْمَتِكَ، وَرَاجِعِينَ فَضْلَ نِعْمَتِكَ، وَخَائِفِينَ مِنْ عَذَابِكَ وَنِعْمَتِكَ.  
اللَّهُمَّ فَاسْقِنَا غَيْثَكَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقَانِطِينَ، وَلَا تُهِنَّا بِالسِّنِينَ، «وَلَا  
تُؤَاخِذْنَا بِمَا فَعَلَ الشُّفَهَاءُ مِنَّا» يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اللَّهُمَّ إِنَّا خَرَجْنَا إِلَيْكَ تَشْكُو  
إِلَيْكَ مَا لَا يَحْسِبُ عَلَيْكَ، حِينَ الْجَمَاسِيقِ الْوَعْرَةِ، وَأَجَاءَنَا الْمَقَاطِطُ  
الْجَدِيدَةُ، وَأَعْيَيْنَا الْطَالِبَ الْمَعْتَرَةَ، وَتَلَاخَمَتْ عَلَيْنَا الْغَيْنُ الْمَضْجِعَةُ. اللَّهُمَّ  
إِنَّا نَسْأَلُكَ إِلَّا تُرَدِّدَنَا خَائِبِينَ، وَلَا تَقْلِبْنَا وَاجِمِينَ وَلَا تُخَاطِبْنَا بِذُنُوبِنَا،  
وَلَا تُسْقِئْنَا بِأَعْمَالِنَا. اللَّهُمَّ أَنْشُرْ عَلَيْنَا غَيْثَكَ وَبَرَكَاتِكَ، وَرِزْقَكَ وَرَحْمَتَكَ،  
وَأَسْقِنَا سُقْيَا نَاقِعَةً مُرْوِيَةً (مرید) مُغْنِيَةً، تُثَبِّتُ بِهَا مَا قَدْ قَامَ، وَتُحْيِي بِهَا مَا قَدْ  
مَاتَ، نَاقِعَةً الْغَيْنَا، كَثِيرَةَ الْمَجْتَنِّي، وَتُرْوِي بِهَا الْقِيْعَانَ، وَتُسِيلُ الْبَطْنَانَ،  
وَتَسْتَوْرِقُ الْأَشْجَارَ، وَتُوْحِصُ الْأَشْعَارَ، «إِنَّكَ عَلَى مَا نَشَاءُ قَدِيرٌ».

۱۴۴

### و من خطبة له ﴿﴾

مبعث الرسل ﴿﴾

بَعَثَ اللَّهُ رَسُولَهُ بِمَا خَصَّ بِهِ مِنْ وَحْيِهِ، وَجَعَلَهُمْ حُجَّةً لَهُ عَلَى خَلْقِهِ.  
لَسْنَا نَجِبُ الْحُجَّةَ لَمْ يَتَرَكَ الْأَعْدَاءُ إِلَيْهِمْ، فَدَعَاهُمْ بِلِسَانِ الصِّدْقِ  
إِلَى سَبِيلِ الْحَقِّ. أَلَا إِنَّ اللَّهَ تَسَعَّى قَدْ كَشَفَ الْخَلْقَ كَشْفَةً، لَا أَنَّهُ  
جَاهِلٌ مَا أَخْفَوْهُ مِنْ مَسْئُورِهِمْ وَمَكْسُورِ ضَمَائِرِهِمْ؛ «وَلَكِنْ

مصادر خطبہ ۱۴۴ غرار حکم آدمی

اور  
گیا  
جاتی  
حاصل  
مخلو  
بہت  
مدد  
سے  
ہیں  
خدا  
ہم  
سخن  
فتور  
ہمارے  
اور  
والی  
فائدہ  
بازار

اور نہ یہ تم سے تقرب چاہتے ہیں اور نہ کسی خیر کے امیدوار ہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ انہیں تمہارے فائدوں کے بارے میں حکم دے دیا گیا ہے تو یہ اطاعت پروردگار کر رہے ہیں اور انہیں تمہارے مصالح کے حدود پر کھڑا کر دیا گیا ہے تو کھڑے ہوئے ہیں۔

یاد رکھو کہ اللہ بڑا عملیوں کے موقع پر اپنے بندوں کو ان مصائب میں مبتلا کر دیتا ہے کہ پھل کم ہو جاتے ہیں۔ برکتیں رک جاتی ہیں۔ خیرات کے خزانوں کے منہ بند ہو جاتے ہیں تاکہ توبہ کرنے والا توبہ کر لے اور باز آجانے والا باز آجائے۔ نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کر لے اور گناہوں سے ڈکنے والا ڈک جائے۔ پروردگار نے استغفار کو رزق کے نزول اور مخلوقات پر رحمت کے ورود کا ذریعہ قرار دے دیا ہے۔ اس کا ارشاد گرامی ہے کہ "اپنے رب سے استغفار کرو کہ وہ بہت زیادہ بخشنے والا ہے۔ وہ استغفار کے نتیجے میں تم پر سلاخا دھار پانی برسائے گا۔ تمہاری اموال اور اولاد کے ذریعہ بڑھ کرے گا۔ تمہارے لئے باغات اور نہریں قرار دے گا۔" اللہ اس بندہ پر رحم کرے جو توبہ کی طرف متوجہ ہو جائے خطاؤں سے معافی مانگے اور موت سے پہلے نیک اعمال کر لے۔

خدا یا ہم پر دوس کے پیچھے اور ملکات کے گوشوں سے تیری طرف نکل پڑے ہیں۔ ہمارے بچے اور جانور سب فریادی ہیں۔ ہم تیری رحمت کی خواہش رکھتے ہیں۔ تیری نعمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب اور غضب سے خوفزدہ ہیں۔ خدا یا ہمیں باران رحمت سے سیراب کر دے اور ہمیں مایوس بندوں میں قرار نہ دینا اور نہ قحط سے ہلاک کر دینا اور نہ ہم سے ان اعمال کا محاسبہ کرنا جو ہمارے جاہلوں نے انجام دئے ہیں۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے! خدایا۔ ہم تیری طرف ان حالات کی فریاد لے کر آئے ہیں جو تجھ سے مخفی نہیں ہیں اور اس وقت نکلے ہیں جب ہمیں نعمت تنگیوں نے مجبور کر دیا ہے اور قحط مایلوں نے بے بس بنا دیا ہے اور شدید حاجت مندوں نے لاچار کر دیا ہے اور دشوار کاموں نے تابو توڑ چلے کر رکھے ہیں۔ خدایا ہماری التماس یہ ہے کہ ہمیں محروم واپس نہ کرنا اور ہمیں نامراد نہ پلٹانا۔ ہم سے ہمارے گناہوں کی بات نہ کرنا اور ہمارے اعمال کا محاسبہ نہ کرنا بلکہ ہم پر اپنی بارش رحمت، اپنی برکت اپنے رزق اور کم کا دامن پھیلا دے اور ہمیں ایسی سیرابی عطا فرما جو تشنگی کو مٹانے والی۔ سیر و سیراب کرنے والی اور سبزہ آگاہی والی ہو۔ تاکہ جو کھیتیاں گئی گذری ہو گئی ہیں دوبارہ آگ آئیں اور جو زمینیں مردہ ہو گئی ہیں وہ زندہ ہو جائیں۔ سیرابی فائدہ مند اور بے پناہ پھلوں والی ہو جس سے ہموار زمینیں سیراب ہو جائیں اور وادیاں بہ نکلیں۔ درختوں میں پتے نکل آئیں اور بازار کی قیمتیں نیچے آجائیں کہ تو ہر شے پر قادر ہے۔

۱۴۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں بعثت انبیاء کا تذکرہ کیا گیا ہے)

پروردگار نے مسلمانوں کو مخصوص وحی سے نواز کر بھیجا ہے اور انہیں اپنے بندوں پر اپنی حجت بنا دیا ہے تاکہ بندوں کی یہ حجت تمام نہ ہونے پائے کہ ان کے عذر کا خاتمہ نہیں کیا گیا ہے۔ پروردگار نے ان لوگوں کو اسی لسان صدق کے ذریعہ راہ حق کی طرف دعوت دی ہے۔ اسے مخلوقات کا حال مکمل طور سے معلوم ہے وہ زمان کے چھپے ہوئے اسرار سے بے خبر ہے اور نہ ان پوشیدہ باتوں سے ناواقف ہے جو ان کے دلوں کے اندر مخفی ہیں۔

لِيَتَلَوْهُمْ، أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا، فَيَكُونَ الثَّوَابُ جَزَاءً، وَالْعِقَابُ بَوَاءً.

### انمۃ الدبیر ﴿۱۱۱﴾

أَيُّنَ الَّذِينَ رَعَمُوا أَيُّهُمْ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ دُونَنَا، كَذِبًا وَتَغْيًا عَلَيْنَا، أَنْ رَفَعْنَا اللَّهَ وَوَضَعْنَا لَهُمْ، وَأَعْطَيْنَا وَحَرَمْنَا، وَأَخْرَجْنَا وَأَخْرَجْتُمْ، بِنَا يُسْتَعْتَبُ الْهَدَى، وَ يُسْتَجَلَى الْعَمَى، إِنَّ الْأَيُّمَةَ مِنْ قُرَيْشٍ غُرِسُوا فِي هَذَا الْبَطْنِ مِنْ هَاهُنَا، لَا تَضْلُعُ عَلَى سِوَاهُمْ، وَلَا تَضْلُعُ الْوَلَدُ مِنْ غَيْرِهِمْ. ۱۱

### اهل الخلال

منها: آثروا عاجلاً وَأَخْرُو آجلاً، وَتَرَكُوا صَافِياً، وَشَرِبُوا آجناً، كَمَا أَنِّي أَنْظُرُ إِلَى قَاسِيَتِهِمْ وَقَدْ صَحِبَ الْمُنْكَرَ قَالِقَهُ، وَبَسِيَ بِهِ وَوَافِقَهُ، حَتَّى ثَابَتَ عَلَيْهِ مَسْفَرَقُهُ، وَصُغِفَتْ بِهِ خَلَاتِقُهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ مُزِيدًا كَالثَّيَارِ لَا يُبَالِي مَا غَرِقَ، أَوْ كَوَقَعَ النَّارُ فِي الْهَيْسِمِ لَا يَحْفَلُ مَا حَرَقَ! أَيُّنَ الْعُقُولِ الْمُسْتَضِيحَةُ بِصَاصِيحِ الْهَدَى، وَ الْأَبْصَارُ اللَّامِيحَةُ إِلَى مَنَارِ السَّقْوَى، أَيُّنَ الْقُلُوبِ الَّتِي وَهَيْتَ لَهَا، وَعَوَقِدَتْ عَلَى طَاعَةِ اللَّهِ أَرَادُوا عَلَى الْمَطَامِ، وَتَسَاحَوْا عَلَى الْحَرَامِ، وَرَفِعَ لَهُمْ عِلْمَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَصَرَفُوا عَنِ الْجَنَّةِ وَجُوهَهُمْ، وَأَقْبَلُوا إِلَى النَّارِ بِأَعْيُنِهِمْ، وَدَعَاهُمْ رَبُّهُمْ فَتَقَرَّوْا وَوَلَّوْا، وَدَعَاهُمْ الشَّيْطَانُ فَاسْتَجَابُوا وَأَقْبَلُوا!

۱۴۵

### و من خطبة له ﴿۱۱۲﴾

#### فناء الدنيا

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّمَا أَنْتُمْ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا غَرَضٌ تَنْتَضِلُ فِيهِ النَّبَاتُ، تَمَحُّ كُلُّ جِزَعَةٍ شَرِقَ، وَ فِي كُلِّ أَكْلَةٍ غَضَضٌ! لَا تَتَّالُونَ مِنْهَا نِعْمَةً إِلَّا بِفِرَاقِ أُخْرَى، وَ لَا يَمَعَمُّ مَعَمَّرٌ مِنْكُمْ يَوْمًا مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا بِهَدْمِ آخَرَ مِنْ أَجَلِهِ، وَ لَا تُجَدِّدُ لَهُ زِيَادَةٌ فِي أَكْلِهِ إِلَّا بِسُقَاوِ مَا قَبْلَهَا مِنْ رِزْقِهِ، وَ لَا يَحْيَا لَهُ أَنْسٌ إِلَّا مَاتَ لَهُ أَنْسٌ، وَ لَا يَسْتَجِدُّ لَهُ جَدِيدٌ إِلَّا بَعْدَ أَنْ يَخْلُقَ لَهُ جَدِيدٌ، وَ لَا تَقُومُ لَهُ نَابِتَةٌ إِلَّا وَتَسْقُطُ مِنْهُ تَحْصُودَةٌ، وَ قَدْ مَضَتْ أَصُولُ نَحْنُ قُرُوعُهَا، فَمَا بَقَاءُ قُرُوعٍ بَعْدَ ذَهَابِ أَصْلِهَا!

ہوار۔ ہلاکت

عقاب۔ بدلہ

آجرن۔ گندہ

بسیبی۔ مالوس ہو گیا

خلاتق۔ پختہ عادات

لا یحفل۔ کوئی پرواہ نہیں کرتا ہے

حطام۔ مال دنیا

تنتضل فیہ۔ تیر اندازی کرتی رہتی

ہیں

یخلق۔ برسیدہ ہو جاتا ہے

﴿۱﴾ مولک کا ثبات کا باب مدنیہ علم

ہونا صحیح ترمذی اور مسند احمد دونوں

میں مذکور ہے اور آپ کا دعوائے

سلطان زبان زد خلایق ہے۔ اس

لے کس کی مجال ہے جو آپ کے مقابلہ

میں راسخ فی العلم ہونے کا تصور کر سکے

﴿۲﴾ اس حقیقت کا تذکرہ بخاری اور

سلم دونوں میں موجود ہے کہ پروردگار

نے نبی ہاشم کو افضل خلایق قرار دیا ہے

اور سرکارِ دود عالم کو افضل نبی ہاشم قرار

دیا ہے اور ظاہر ہے کہ جب ایسے منصب

کی نیابت اور خلافت کا سوال پیدا ہوگا

تو اس کے لئے بھی ایسے ہی عظیم مرتبہ

کی ضرورت ہوگی تاکہ جو ہر عظمت

کو مرکزِ عظمت ہی پر رکھا جاسکے۔!



وہ اپنے احکام کے ذریعہ ان کا امتحان لینا چاہتا ہے کہ حسن عمل کے اعتبار سے کون سب سے بہتر ہے تاکہ جزا میں ثواب عطا کرے اور پاداش میں مبتلائے عذاب کر دے۔

(اہلبیت علیہم السلام) کہاں ہیں وہ لوگ جن کا خیال یہ ہے کہ ہمارے بجائے وہی راسخون فی العلم ہیں اور یہ خیال صرف جھوٹ اور ہمارے خلاف بغاوت سے پیدا ہوا ہے کہ خدا نے ہمیں بلند بنا دیا ہے اور انھیں پست رکھا ہے۔ ہمیں کمالات عنایت فرمادئے ہیں اور انھیں محروم رکھا ہے۔ ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر لیا ہے اور انھیں باہر رکھا ہے۔ ہمارے ہی ذریعہ سے ہدایت طلب کی جاتی ہے اور اندھیروں میں روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ یاد رکھو قریش کے سارے امام جناب ہاشم کی اسی کشت زار میں قرار دئے گئے ہیں اور یہ امانت زمان کے علاوہ کسی کو ذیبت دیتی ہے اور نہ ان سے باہر کوئی اس کا اہل ہو سکتا ہے (۱۴۵)

(گمراہ لوگ) ان لوگوں نے حاضر دنیا کو اختیار کر لیا ہے اور دیر میں آنے والی آخرت کو پیچھے ہٹا دیا ہے۔ صاف پانی کو نظر انداز کر دیا ہے اور گندہ پانی کو پی لیا ہے۔ گویا کہ میں ان کے فاسق کو دیکھ رہا ہوں جو منکرات سے مانوس ہے اور برائیوں سے ہم رنگ و ہم آہنگ ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ اسی ماحول میں اس کے سر کے بال سفید ہو گئے ہیں اور اسی رنگ میں اس کے اخلاقیات رنگ گئے ہیں۔ اس کے بعد ایک سیلاب کی طرح اٹھا ہے جسے اس کی فکر نہیں ہے کہ کس کو ڈبو دیا ہے اور بھوسہ کی ایک آگ ہے جسے اس کی پرواہ نہیں ہے کہ کیا کیا جلا دیا ہے۔

کہاں ہیں وہ عقلیں جو ہدایت کے چراغوں سے روشنی حاصل کرنے والی ہیں اور کہاں ہیں وہ نگاہیں جو منارہ تقویٰ کی طرف نظر کرنے والی ہیں۔ کہاں ہیں وہ دل جو اللہ کے لئے دئے گئے ہیں اور اطاعت خدا پر جم گئے ہیں۔ لوگ تو مال دنیا پر ٹوٹ پڑے ہیں اور حرام پر باقاعدہ جھگڑا کر رہے ہیں اور جب جنت و جہنم کا پرچم بلند کیا گیا تو جنت کی طرف سے منہ کو موڑ لیا اور اپنے اعمال کے ساتھ جہنم کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ان کے پروردگار نے انھیں بلایا تو منہ پھر کر بھاگ نکلے اور شیطان نے دعوت دی تو تیک کہتے ہوئے آگئے۔

۱۴۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(دنیا کی فنا کے بارے میں)

لوگو! تم اس دنیا میں زندگی گزار رہے ہو جہاں موت کے تیروں کے مستقل ہدف ہو۔ یہاں ہر گھونٹ کے ساتھ اچھوٹے اور ہر لقمہ کے ساتھ گلے کا پھندہ۔ یہاں کوئی نعمت اس وقت تک نہیں ملتی ہے جب تک دوسری ہاتھ سے نکل نہ جائے اور یہاں کی زندگی میں ایک دن کا بھی اضافہ نہیں ہوتا ہے جب تک ایک دن کم نہ ہو جائے۔ یہاں کے کھانے میں زیادتی بھی پہلے رزق کے خاتمہ کے بعد ہاتھ آتی ہے اور کوئی اثر بھی پہلے نشان کے مٹ جانے کے بعد ہی زندہ ہوتا ہے۔ ہر جدید کے لئے ایک جدید کو قدیم بنا پڑتا ہے اور ہر گھاس کے اگنے کے لئے ایک کھیت کو کاٹنا پڑتا ہے۔ پرانے بزرگ جو ہماری اصل تھے گذر گئے اب ہم ان کی شاخیں ہیں اور کھلی ہوئی بات ہے کہ اصل کے چلے جانے کے بعد فرع کی بقا ہی کیا ہوتی ہے۔

⊙ امیر المؤمنین نے اس نکتہ کی طرف

بار بار اشارہ کیا ہے کہ میدان جنگ

میں استقامت آپ کے بس کا کام

نہیں ہے اور نہ کبھی آپ کی سیرت

رہی ہے اور اس وقت آپ کی شہیت

عالم اسلام کے مرکز کی ہے لہذا مناسب

یہ ہے کہ آپ فوج کو میدان میں بھیج

دیں اور خود جب دستور قدیم محفوظ مقام

پر رہیں تاکہ شرکت اسلام محفوظ رہے

اور عورت اسلام خطروں میں نہ پڑنے پائے

⊙ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ

انسان کو بت پرستی سے نکال کر خدا پرستی

تک پہنچانے والا اور اطاعت شیخان

سے بچا کر عبادت رحمان کے راستہ پر

لگانے والا قرآن سے بہتر کوئی نظام

نہیں ہے جس نے تعلیمات کے ساتھ

بشارت اور اتزار کے تمام اسباب

جمع کر لئے ہیں اور ان کے ذریعہ عالم بشریت

کو صراطِ مستقیم پر لگانا دیکھئے

ذم البذعة

منها: وما أخذت بذعة إلا أشرك بها سنة. فأتقوا البذع، و الزموا المسبغ.  
إن عوازم الأمور أفضلها، وإن أخذتاتها شرارها.

۱۴۶

و من كلام له

وقد استشاره عمر بن الخطاب في الشخوص لقتال الفرس بنفسه

إن هذا الأمر لم يكن نصرة ولا خذلاً لأنه بكثرة ولا بقلية. وهو دين الله الذي أظهره، وجنده الذي أعدّه وأمدّه، حتى يبلغ ما يبلغ، وطلع حيث طلع، ونحن على موعود من الله، والله منجز وعده، وناصير جنده، ومكان القيم بالأمر مكان النظام من الخرز يجمعه ويضمه: فإن أنقطع النظام تفرق الخرز وذهب، ثم لم يمتنع بخذافيره أبداً. والعرب اليوم، وإن كانوا قليلاً، فهم كثيرون بالاشلام عزيزون بالإجماع! فكن قطباً، واستدبر الرخا بالعرب، وأصلهم دونك نار الحرب، فإني إن شخصت من هذه الأرض أنتقضت عليك العرب من أطرافها وأقطارها، حتى يكون ما تدع وراءك من العورات أهم إليك مما بين يديك.

إن الأعاجم إن ينظروا إليك غداً يقولوا: هذا أصل العرب، فإذا اقتطعتوه أشركتم، فيكون ذلك أشد لكيلهم عليكم، وطعمهم فيك، فأما ما ذكرت من سير القوم إلى قتال المسلمين، فإن الله سبحانه هو أكرمهم بسيرهم منك، وهو أقدر على تغيير ما يكره، وأما ما ذكرت من عدوهم، فإننا لم نكن نقاتل فيما مضى بالكثرة، وإنما كنا نقاتل بالنصر والمؤونة!

۱۴۷

و من خطبة له

الغاية من البصنة

فبعت الله محمدًا، صلى الله عليه وآله، بالحق ليخرج عباده من عبادة الأوثان إلى عبادتي، ومن طاعة الشيطان إلى طاعتي. بقرآن قد بيته وأحكته، ليعلم العباد ربهم إذ جهلوه، وليبصروا به بعد إذ جهدوه، وليبصروا به بعد إذ أنكروه. فتجلى لهم سبحانه في كتابه من غير أن يكونوا رأوه بما أراهم من قدرته، و خوفهم من سطوته، وكيف يحق من بحق بالكلية، واختص من اختص بالفضائل!

مصادر خطبة ۱۳۱ الاخبار الطوال دینوری ۱۳۳۳، الفتوح اعثم کوفی ۲ ص ۳۴، تاریخ طبری ۳ ص ۳۳۵، ارشاد مفید

مصادر خطبة ۱۳۲ روضه کافی ۳ ص ۳۵، تحف العقول حرانی ۱ ص ۱۶۳

غالب گیا کرنے جانے اتحاد الگ کا اور سب ہو جائے کے لئے اور ہے اور الگ پروردگار پر ان طرف سے راہ دیا ہے ان میں ہم میں تیر

(بذمت بدعت) کوئی بدعت اس وقت تک ایجاد نہیں ہوتی ہے جب تک کوئی سنت مرتز جلتے۔ لہذا بدعتوں سے روکنا اور سیدھے راستے پر قائم رہنا کہ مستحکم ترین معاملات ہی بہتر ہوتے ہیں اور دین میں جو عبادتیں یا عبادات ہی بدترین تھے ہوتی ہیں۔

۱۴۶۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب عمر بن الخطاب نے فارس کی جنگ میں جانے کے بارے میں مشورہ طلب کیا)

یاد رکھو کہ اسلام کی کامیابی اور ناکامیابی کا دار و مدار قلت و کثرت پر نہیں ہے بلکہ یہ دین، دین خدا ہے جسے اسی نے غالب بنایا ہے اور یہ اسی کا لشکر ہے جسے اسی نے تیار کیا ہے اور اسی نے اس کی امداد کی ہے یہاں تک کہ اس منزل تک پہنچ گیا ہے اور اس قدر پھیلاؤ حاصل کر لیا ہے۔ ہم پروردگار کی طرف سے ایک وعدہ پر ہیں اور وہ اپنے وعدہ کو بہر حال پورا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر کی بہر حال مدد کرے گا۔

ملک میں ننگوں کی منزل ہر دوں کے اجتماع میں دھاگے کی ہوتی ہے کہ وہی سب کو جمع کئے رہتا ہے اور وہ اگر ٹوٹ جائے تو سارا سلسلہ بکھر جاتا ہے اور پھر کبھی جمع نہیں ہو سکتا ہے۔ آج عرب اگر یہ قلیل ہیں لیکن اسلام کی بنا پر کثیر ہیں اور اپنے اتحاد و اتفاق کی بنا پر غالب آنے والے ہیں۔ لہذا آپ مرکز میں رہیں اور اس جنگی کو انھیں کے ذریعہ گردش دیں اور جنگ کی آگ کا مقابلہ انھیں کو کرنے دیں آپ زحمت نہ کریں کہ اگر آپ نے اس سرزمین کو چھوڑ دیا تو عرب چاروں طرف سے ٹوٹ پڑیں گے اور سب اس طرح شریک جنگ ہو جائیں گے کہ جن محفوظ مقامات کو آپ چھوڑ کر گئے ہیں ان کا مسئلہ جنگ سے زیادہ اہم ہو جائے گا۔

ان مجبوں نے اگر آپ کو میدان جنگ میں دیکھ لیا تو کہیں گے کہ عربیت کی جان بھی ہے اس جوتہ کو کاٹ دیا تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے راحت مل جائے گی اور اس طرح ان کے حملے شدید تر ہو جائیں گے اور وہ آپ میں زیادہ ہی طمع کریں گے۔ اور یہ جو آپ نے ذکر کیا ہے کہ لوگ مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے آرہے ہیں تو یہ بات خدا کو آپ سے زیادہ ناگوار ہے اور وہ جس چیز کو ناگوار سمجھتا ہے اس کے بدل دینے پر قادر بھی ہے۔

اور یہ جو آپ نے دشمن کے عدد کا ذکر کیا ہے تو یاد رکھئے کہ ہم لوگ ماضی میں بھی کثرت کی بنا پر جنگ نہیں کرتے تھے بلکہ پروردگار کی نصرت اور اعانت کی بنیاد پر جنگ کرتے تھے۔

۱۴۷۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

پروردگار عالم نے حضرت محمد کو حق کے ساتھ مبعوث کیا تاکہ آپ لوگوں کو بت پرستی سے نکال کر عبادت الہی کی منزل کی طرف لے آئیں اور شیطان کی اطاعت سے نکال کر رحمان کی اطاعت کرائیں۔ اس قرآن کے ذریعہ جسے اس نے واضح اور حکم قرار دیا ہے تاکہ بندے خدا کو نہیں پہچانتے ہیں تو پہچان لیں اور اس کے منکر ہیں تو اقرار کر لیں اور بہت دھری کے بعد اسے مان لیں۔ پروردگار اپنی قدرت کاملہ کی نشانیوں کے ذریعہ بغیر دیکھے جلوہ نما ہے اور اپنی سلطوت کے ذریعہ انھیں خوفزدہ بنائے ہوئے ہے کہ کس طرح اس نے عقوبتوں کے ذریعہ اس کے متحقین کو تباہ و برباد کر دیا ہے اور عذاب کے ذریعہ انھیں تہس نہس کر دیا ہے۔

انفق - زیادہ راج

زیر کتابت

مشکوٰۃ - سنوادی

فریہ - جھوٹ

موجود - موت جس کا وعدہ دیا گیا ہے

قارعہ - عظیم مصیبت

باری - مرض سے صحت پانے والا

سقم - مرض

شہادت کی بات کہ مسلمان کہنے آتا

کا سلسلہ آتا ہے تو یہ کہہ کر جان بچا لیتا

ہے کہ امام سے مراد قرآن مجید ہے اور

قرآن مجید کے ہوتے ہوئے ہیں کسی

امام کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن جب

قرآن مجید پر عمل کرنے کی بات آتی ہے تو

قرآن مامون بن جاتاہے اور خود قرآن کا

امام بننے کی صلاحیت کا اعلان کرنے

لگتا ہے۔

میراث کی متعدد آیات کے ہوتے

ہوئے دختر بنو نوح کو میراث سے محروم

کر دینا۔ انی جاہل فی الارض خلیفہ

جیسی آیت کے ہوتے ہوئے خلافت ساری

کا کاروبار کرنا۔ آیت تطہیر کے ہوتے

ہوئے اہلبیت کی گواہی کا رد کر دینا۔

حسبنا کتاب اللہ کا اعلان کرنے کے

بعد سقیفہ میں قرآن مجید کا نام نہ لینا۔

خلافت کے کسی مرحلہ پر قرآن کو حکم نہ

بنانا۔ حکیم کے موقع پر بھی قرآن کا نظر انداز کر دینا۔

نیزوں پر بلند کرنے کے بعد بھی اس کے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرنا قرآن کو مامون بنانے کی بدترین مثالیں

ہیں جن کے بعد اس دعویٰ کی کوئی حقیقت نہیں رہ جاتی ہے کہ "القرآن امامی"

حقیقت امر یہ ہے کہ مسلمانوں کا امام ان کا مفاد اور ان کی خواہش ہے۔ اس کے علاوہ کوئی امام نہیں ہے جس طرح کہ کفار "وان الکافرین

لا مولیٰ لہم"!

الزمان العجل

وَإِنَّ سَيِّئَاتِي عَلَيْكُمْ بَيْنَ يَدَيْ زَمَانٍ لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ أَحَقُّ مِنِّي مِنَ الْحَقِّ، وَلَا أَظْهَرُ  
مِنَ الْبَاطِلِ، وَلَا أَكْفَرُ مِنَ الْكُذِبِ عَلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَلَيْسَ عِنْدَ أَهْلِ ذَلِكَ الزَّمَانِ  
سِلْعَةٌ أَبْرَزُ مِنَ الْكِتَابِ إِذَا نُلِيَ حَقٌّ تِلَاوَتِهِ، وَلَا أَنْفَقُ سِنَةً إِذَا حُرِفَ عَنْ مَوَاضِعِهِ،  
وَلَا فِي الْبِلَادِ شَيْءٌ أَنْكَرَ مِنَ الْمَعْرُوفِ، وَلَا أَعْرَفَ مِنَ الْمُنْكَرِ فَقَدْ نَبَذَ الْكِتَابَ  
حَمَلَتُهُ، وَتَنَاسَاهُ حَقْفَتُهُ، فَالْكِتَابُ يَوْمَئِذٍ وَأَهْلُهُ طَرِيدَانِ سَفِيحَانِ، وَصَاحِبَانِ  
مُضْطَجِعَانِ فِي طَرِيقٍ وَاحِدٍ لَا يُؤْوِيهِمَا مَوْجٌ، فَالْكِتَابُ وَأَهْلُهُ فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ فِي  
النَّاسِ وَلَيْسَا فِيهِمْ، وَمَعَهُمْ وَلَيْسَا مَعَهُمْ لِأَنَّ الصَّلَاةَ لَا تُؤَافِقُ الْقَدَى، وَإِنْ اجْتَمَعَا  
فَاجْتَمَعَ الْقَوْمُ عَلَى الْفُرْقَةِ، وَافْتَرَقُوا عَلَى الْجَمَاعَةِ، كَانَتْهُمْ أُمَّةَ الْكِتَابِ وَلَيْسَ  
الْكِتَابُ إِسْمًا لَهُمْ، فَلَمْ يَبْقَ عِنْدَهُمْ مِنْهُ إِلَّا اسْمُهُ، وَلَا يَعْرِفُونَ إِلَّا خَطُّهُ وَزَيْمُهُ  
وَمِنْ قَبْلِ مَا سَأَلُوا بِالصَّالِحِينَ كُلِّ مُثَلِّبٍ، وَسَمَوْا صِدْقَهُمْ عَلَى اللَّهِ فِرْيَةً، وَجَعَلُوا  
فِي الْحَسَنَةِ عُقُوبَةَ الشَّيْئَةِ.

وَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يَطُولُ أَمَانِهِمْ وَتَغَيَّبَ أَجَالِهِمْ، حَتَّى نَزَلَ بِهِمُ الْمُؤْعَدُ  
الَّذِي تُرِدُّ عَنْهُ الْمُعَذِرَةُ، وَتُرْفَعُ عَنْهُ التَّوْبَةُ، وَتَحُلُّ مَعَهُ الْقَارِعَةُ وَالنَّفْثَةُ.

عظة الناس

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهُ مِنَ اسْتَنْصَحَ اللَّهُ وَفَقِيَ، وَمَنْ أَخَذَ قَوْلَهُ دَلِيلًا هُدًى «لَلَّيْ هِيَ أَسْمُومٌ»؛  
فَبَانَ جَارَ اللَّهِ آمِينَ، وَعَدُوَّهُ خَائِفٌ، وَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِمَنْ عَرَفَ عَظَمَةَ اللَّهِ أَنْ يَسْتَعْظِمَ،  
فَإِنَّ رِفْعَةَ الَّذِينَ يَعْلَمُونَ مَا عَظَمَتُهُ أَنْ يَتَوَاضَعُوا لَهُ، وَسَلَامَةَ الَّذِينَ يَعْلَمُونَ مَا  
قُدْرَتُهُ أَنْ يَسْتَشْلِمُوا لَهُ، فَلَا تَنْفِرُوا مِنَ الْحَقِّ نِفَارَ الصَّحِيجِ مِنَ الْأَجْرَبِ، وَالْبَارِي  
مِنْ ذِي السَّقَمِ، وَأَعْلَمُوا أَنَّكُمْ لَنْ تَعْرِفُوا الرُّشْدَ حَتَّى تَعْرِفُوا الَّذِي تَرَكْتُمْ، وَلَنْ تَأْخُذُوا  
بِمِثَاقِي الْكِتَابِ حَتَّى تَعْرِفُوا الَّذِي نَقَضْتُمْ، وَلَنْ تَمْسُكُوا بِهِ حَتَّى تَعْرِفُوا الَّذِي نَبَذْتُمْ،  
فَالْتَمِسُوا ذَلِكَ مِنْ عِنْدِ أَهْلِهِ، فَإِنَّهُمْ عَيْنُ الْعِلْمِ، وَمَوْتُ الْجَهْلِ، هُمْ الَّذِينَ يُخْبِرُكُمْ  
حُكْمُهُمْ عَنِ عِلْمِهِمْ، وَصَمْتُهُمْ عَنِ نَطْقِهِمْ، وَظَاهِرُهُمْ عَنِ بَاطِنِهِمْ، لَا يُخَالِفُونَ الَّذِينَ  
وَلَا يَخْتَلِفُونَ فِيهِ، فَهَوَّ يَتَّبِعُهُمْ شَاهِدٌ صَادِقٌ وَصَامِتٌ نَاطِقٌ.

نمایار  
شاعر  
بشارت  
قرآن  
کونی  
نہیں  
افراد  
کا نام  
کہ چکے

کردہ  
درد

داہنہ  
ہمیشہ  
تواضع  
اس طرح  
پہچان  
توڑنے  
حق کو  
خاموشی  
اکس

لہذا  
میں  
طرح

یاد رکھو۔ میرے بعد تمہارے سامنے وہ زمانہ آنے والا ہے جس میں کوئی شے حق سے زیادہ پوشیدہ اور باطل سے زیادہ نمایاں نہ ہوگی۔ سب سے زیادہ رواج خدا و رسول پر افترا کا ہوگا اور اس زمانہ والوں کے نزدیک کتاب خدا سے زیادہ بے قیمت کوئی شے نہ ہوگی اگر اس کی واقعی تلاوت کی جائے اور اس سے زیادہ کوئی فائدہ مند بضاعت نہ ہوگی اگر اس کے مفہم کو ان کی جگہ سے یاد کیا جائے۔ شہروں میں منکر سے زیادہ معروف اور معروف سے زیادہ منکر کچھ نہ ہوگا۔ عاملان کتاب کو تھوڑے اور حافظان قرآن کو بھلا دیں گے۔ کتاب اور اس کے واقعی اہل شہر بدر کر دئے جائیں گے اور دونوں ایک ہی راستہ پر اس طرح چلیں گے کہ کوئی بناہ دینے والا نہ ہوگا۔ کتاب اور اہل کتاب اس دور میں لوگوں کے درمیان رہیں گے لیکن واقفانہ رہیں گے۔ انھیں کے ساتھ رہیں گے لیکن حقیقتاً الگ رہیں گے۔ اس لئے کہ گمراہی ہدایت کے ساتھ نہیں چل سکتی ہے چاہے ایک ہی مقام پر رہے۔ لوگوں نے افتراق پر اتحاد اور اتحاد پر افتراق کر لیا ہے جیسے یہی قرآن کے پیروا ہیں اور قرآن ان کا پیشوا نہیں ہے۔ اب ان کے پاس صرف قرآن کا نام باقی رہ گیا ہے اور وہ صرف اس کی کتابت و عبارت کو پہچانتے ہیں اور بس! اس کے پہلے بھی یرنیک کرداروں کو پیدا زیت کر چکے ہیں اور ان کی صداقت کو افترا کا نام دے چکے ہیں اور انھیں نیکیوں پر برائیوں کی سزا دے چکے ہیں۔

تمہارے پہلے والے صرف اس لئے ہلاک ہو گئے کہ ان کی امیدیں دراز تھیں اور موت ان کی نگاہوں سے اوجھل تھی یہاں تک کہ وہ موت نازل ہو گئی جس کے بعد محذرت واپس کر دی جاتی ہے اور توبہ کی مہلت اٹھالی جاتی ہے اور مصیبت و عذاب کا ورود ہو جاتا ہے۔

ایہا الناس! جو پروردگار سے واقفانہ نصیحت حاصل کرنا چاہتا ہے اسے توفیق نصیب ہو جاتی ہے اور جو اس کے قول کو واقفانہ براہمنانا چاہتا ہے اسے سردھے راستہ کی ہدایت مل جاتی ہے۔ اس لئے کہ پروردگار کا سایہ ہمیشہ امن و امان میں رہتا ہے اور اس کا دشمن ہمیشہ خوفزدہ رہتا ہے۔ یاد رکھو جس نے عظمت خدا کو پہچان لیا ہے اسے بڑائی زیب نہیں دیتی ہے کہ ایسے لوگوں کی رفعت و بلندئی قاضی اور خاکساری ہی میں ہے اور اس کی قدرت کے پہچاننے والوں کی سلامتی اس کے سامنے تسلیم خم کر دینے ہی میں ہے۔ خبردار حق اس طرح نہ بھاگو جس طرح صحیح و سالم خارش زدہ سے، یا صحت یافتہ بیمار سے فرار کرتا ہے۔ یاد رکھو تم ہدایت کو اس وقت تک نہیں پہچان سکتے ہو جب تک اسے چھوڑنے والوں کو نہ پہچان لو اور کتاب خدا کے عہد و پیمانہ کو اس وقت تک اختیار نہیں کر سکتے ہو جب تک اس کے ٹوڑنے والوں کی معرفت حاصل نہ کر لو اور اس سے تم تک اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک اسے نظر انداز کرنے والوں کا عرفان ہو جائے۔ حق کو اس کے اہل کے پاس تلاش کرو کہ یہی لوگ علم کی زندگی اور جہالت کی موت ہیں۔ یہی لوگ وہ ہیں جن کا حکم ان کے علم کا اور ان کی خاموشی ان کے تسلیم کا اور ان کا ظاہر ان کے باطن کا پتہ دیتا ہے۔ یہ لوگ دین کی مخالفت نہیں کرتے ہیں اور نہ اس کے بارے میں آپس میں اختلاف کرتے ہیں۔ دین ان کے درمیان بہترین سچا گواہ اور خاموش بولنے والا ہے۔

لے یہ ہر دور کا خاصہ ہے اور سرکارِ دو عالم کے بعد بنی امیہ نے تو اس افترا کا بازار اس طرح گرم کیا تھا کہ بعد کے محدثین کو لاکھوں حدیثوں کے ذخیرہ کے لئے چند ہزار کے علاوہ کوئی حدیث صحیح نظر نہ آئی اور ان میں بھی بعض حدیثیں دوسرے علماء کی نظر میں مشکوک ہی رہ گئیں۔

خدا و رسول پر افترا کے اعتبار سے زمانوں کو تقسیم کیا جائے تو شاید آج کا دور صدر اسلام سے بہتر ہی نظر آئے گا کہ اس بد عملی کی کثرت کے باوجود اس طرح کی بیدینی کا رواج یقیناً کم ہو گیا ہے اور اب سلطان اس قسم کی روایت سازی کو پسند نہیں کرتے ہیں۔ اگرچہ جہتمتی سے جعلی روایات بر عمل کر رہے ہیں۔

## و من کلام له ﴿۱۴۸﴾

فی ذکر اهل البصره

كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يَرْجُو الْأَمْرَ لَهُ، وَيَعْظُمُهُ عَلَيْهِ دُونَ صَاحِبِهِ، لَا يَمْتَنَانِ إِلَى اللَّهِ بِحَيْلٍ، وَلَا يَمْتَدَّانِ إِلَيْهِ بِسَبَبٍ. كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَامِلٌ صَبًّا لِصَاحِبِهِ، وَعَمَّا قَلِيلٍ يُكْتَسَفُ قِتَاعُهُ يَدَا وَاللَّهُ تَعَالَى الَّذِي يُرِيدُونَ لِيَنْتَزِعَ عَنْ هَذَا نَفْسَ هَذَا، وَلِيَتَأْتِيَنَّ هَذَا عَلَى هَذَا، قَدْ قَامَتِ الْفِتْنَةُ الْبَاغِيَّةُ، فَأَيُّنَ الْمُحْتَسِبِينَ! فَقَدْ سُنَّتْ لَهُمُ السُّنَنُ، وَقُدِّمَ لَهُمُ الْخَبَرُ، وَلِكُلِّ ضَلَّةٍ عِلَّةٌ، وَلِكُلِّ نَائِبَةٍ شُبُهَةٌ، وَاللَّهُ لَا أَكُونُ كَمُسْتَمِعِ اللَّذَمِّ، يَسْمَعُ النَّاعِي، وَيَخْضُرُ النَّبَائِي، ثُمَّ لَا يَتَعْتَبِرُوا

## و من کلام له ﴿۱۴۹﴾

قبل شهادتہ

أَيُّهَا النَّاسُ، كُلُّ أَمْرِي يَدْرِي مَا يَفْعَلُ مِنْهُ فِي فِرَارِهِ، الْأَجَلُ مَسَاقُ النَّفْسِ، وَالْهَرَبُ مِثْلُ مَوَاقِفَاتِهِ، كَمْ أَطْرَدْتُ الْأَيَّامَ أَنْجَمْتُهَا عَنْ مَكُونِ هَذَا الْأَمْرِ، فَأَبَى اللَّهُ إِلَّا الْإِخْفَاءَ، هَمِيَاتٍ! عَلِمْتُ تَخْزُونَ! أَمَّا وَصِيَّتِي، فَاللَّهُ لَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَمُحَمَّدًا ﴿ﷺ﴾، فَلَا تُضَيِّعُوا سُنَّتَهُ، أَقِيمُوا هَذَيْنِ الْعَمُودَيْنِ، وَأَوْقِدُوا هَذَيْنِ الْمُصْبِحَيْنِ، وَخَلَاكُمْ ذَمٌّ مَا لَمْ تَشْرُدُوا، حَمَلْتُ كُلَّ أَمْرِي، وَمِنْكُمْ بِجَهْدِي، وَخَفَّتْ عَنِ الْجَهْلَةِ رَبِّ رَحِيمٍ، وَدِينٌ قَوِيمٌ، وَإِسْمَاءٌ عَلِيمٌ، أَنَا بِأَلَانِسٍ صَاحِبِكُمْ، وَأَنَا الْيَوْمَ عِبْرَةٌ لَكُمْ، وَغَدَاً مَفَارِقُكُمْ! غَفَرَ اللَّهُ لِي وَلَكُمْ! إِنِّي تَكَيْتُ السَّوْطَةَ فِي هَذِهِ الْمَرْزَلَةِ فَذَلِكَ، وَإِنِّي تَدَخَّضْتُ الْقَدَمَ قَائِمًا كُنَّا فِي أُنْيَاءِ أَغْصَانٍ، وَمَسْهَابٍ رِيَّاحٍ، وَتَحْتِ ظِلِّ غَمَامٍ، أَضْمَحَلْتُ فِي الْجَوْ مُتَلَفِّفَهَا، وَعَمَّا فِي الْأَرْضِ مَخْطَهَا.

لا یتنان - قریب نہیں ہوتے ہیں۔

سبب - رسی

صب - کینہ

محتسبون - جو اپنی نیت قربت کا

الہام کرتے ہیں

لذم - سرور سینہ پیننا

مساق النفس - جدھر زندگی ہنسا کر

یجاتی ہے

اطرو - نکال باہر کیا

خلاکم ذم - مذمت سے بری

تشرودا - حق سے انحراف

تثبت الوطأة - زخم سے تچا پانا

مرزلہ - لغزش کی جگہ

وحضت القدم - قدم پھسل گئے

انفاء - جمع نی - سایہ

متلفن - فضا میں جمع شدہ ابر کے

مکڑ

عفا - مٹ گیا

مخط - نشان زمین

ادرا  
اپنے  
ہے  
میں  
ہورمنزل  
کا  
کو  
انھیں  
طار  
راہنما  
الشر

ہواؤ

لے  
جور  
ام  
میں  
لے  
حصہ  
ریا

مصادر خطبہ ۱۳۸ کتاب الجمل ابو مخنف (شرح نوح البلاغ ص ۱۳۲) ارشاد مفید ص ۱۳۲

مصادر خطبہ ۱۳۹ اصول کافی ص ۲۹۹، مروج الذهب ۲ ص ۳۳، اثبات الوصیۃ مسعودی ص ۱۰۳، تاریخ ابن عساکر مخطوط،

بحار الانوار باب شہادت امیر المومنین جلد ہفتم

۱۴۸۔ آپ کا ارشاد گرامی  
اہل بصرہ (طلحہ و زبیر) کے بارے میں

یہ دونوں ار خلافت کے اپنی ہی ذات کے لئے امیدوار ہیں اور اسے اپنی ہی طرف موڑنا چاہتے ہیں۔ ان کا اللہ کے کسی وسیلے سے رابطہ اور کسی ذریعے سے تعلق نہیں ہے۔ ہر ایک دوسرے کے حق میں کینہ رکھتا ہے اور عنقریب اس کا پردہ اٹھ جائے گا۔ خدا کی قسم اگر انھوں نے اپنے مدعا کو حاصل کر لیا تو ایک دوسرے کی جان لے کر چھوڑیں گے اور اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیں گے۔ دیکھو باغی گروہ اٹھ کھڑا ہوا ہے تو راہ خدا میں کام کرنے والے کہاں چلے گئے جب کہ ان کے لئے راستے مقرر کر دئے گئے ہیں اور انھیں اس کی اطلاع دی جا چکی ہے؟ میں جانتا ہوں کہ ہر گز ایسی کامیابی کا ایک سبب ہوتا ہے اور ہر عہد شکن ایک شہید ڈھونڈ لیتا ہے لیکن میں اس شخص کے مانند نہیں ہو سکتا ہوں جو ماتم کی آواز سنتا ہے۔ موت کی سنانی کا دن تک آتی ہے۔ لوگوں کا گریہ دیکھتا ہے اور پھر عبرت حاصل نہیں کرتا ہے۔

۱۴۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

(اپنی شہادت سے قبل)

لوگو! دیکھو ہر شخص جس وقت سے فرار کر رہا ہے اس سے بہر حال ملاقات کرنے والا ہے اور موت ہی ہر نفس کی آخری منزل ہے اور اس سے بھاگنا ہی اسے پالینا ہے۔ زمانہ گزر گیا جب سے میں اس راز کی جستجو میں ہوں لیکن پروردگار موت کے اسرار کو پردہ راز ہی میں رکھنا چاہتا ہے۔ یہ ایک علم ہے جو خزانہ قدرت میں محفوظ ہے۔ البتہ میری وصیت یہ ہے کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ قرار دینا اور پیغمبر اکرم کی سنت کو ضائع نہ کر دینا کہ یہی دونوں دین کے ستون ہیں انھیں کو قائم کرنا اور انھیں دونوں چراغوں کو روشن رکھنا۔ اس کے بعد اگر تم منتشر نہیں ہو گے تو تم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ہر شخص اپنی طاقت بھر بوجھ کا ذمہ دار بنایا گیا ہے اور جاہلوں کا بوجھ بٹکار کھا گیا ہے کہ پروردگار رحیم و کریم ہے اور دین مستحکم ہے اور راہنما بھی عظیم و دانائے۔ میں کل تمہارے ساتھ تھا اور آج تمہارے لئے منزل عبرت میں ہوں اور کل تم سے جدا ہوجاؤں گا۔ اللہ تمہیں اور مجھے دونوں کو معاف کرے۔

دیکھو! اس منزل لغزش میں اگر ثابت رہ گئے تو کیا کہنا۔ ورنہ اگر قدم پھسل گئے تو مادی رکھنا کہ ہم بھی انھیں شاخوں کی چھاؤں۔ انھیں ہواؤں کی گڈرگاہ اور انھیں بادلوں کے سایہ میں تھے لیکن ان بادلوں کے ٹکڑے ٹھکانے میں منتشر ہو گئے اور ان ہواؤں کے نشانات زمین سے محو ہو گئے۔

لے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مسلمانوں نے خلافت کا جھگڑا دین پیغمبر سے پہلے ہی شروع کر دیا تھا اور پھر اسے سلسل جاری رکھا اور مختلف انداز سے جوڑ توڑ کے ذریعہ خلافتوں کا فیصلہ ہوتا رہا لیکن کسی دور میں بھی خلافت کے فیصلہ کے لئے تلوار اور جنگ کا سہارا نہیں لیا گیا۔ یہ بدعت صرف حضرت ام المومنین کی ایجاد ہے کہ انھوں نے طلحہ و زبیر کی خلافت کے لئے تلوار کا بھی سہارا لے لیا اور پھر معاویہ کے لئے زمین ہموار کر دی اور اس کے نتیجے میں خلافت کا فیصلہ جنگ و جدال سے شروع ہو گیا اور اس راہ میں ہزار جانیں ضائع ہوتی رہیں۔

لے افسوس کہ جنگ جمل اور صفین میں تو مشبہ کی بھی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ حضرت عائشہ، طلحہ، زبیر، معاویہ، عمر و عاص کوئی ایسا نہیں تھا جو حضرت علی کی شخصیت اور ان کے بارے میں ارشادات پیغمبر سے باخبر نہ ہو۔ اس کے بعد مشبہ یا خطائے اجتہادی کا نام دے کر عوام ان اس کو تو دھوکہ دیا جاسکتا ہے، داد و محشر کو دھوکہ نہیں دیا جاسکتا ہے۔

وَإِنَّمَا كُنْتُ جَارًا جَاوَزَكُمْ بَدَنِي أَيَّامًا، وَاسْتَعْتَبُونَ مِنِّي جُسَّةَ خَلَاءٍ، سَائِحَةً بَعْدَ  
حَرَائِكِ، وَصَامِتَةً بَعْدَ نَطْقِي، لِيُعِظَكُمُ هُدُوءِي، وَخُنُوفَ إِطْرَاقِي، وَسُكُونَ أَطْرَاقِي،  
فَسَائِحَةً أَوْ عَظًّا لِمُعْتَبِرِينَ مِنَ الْمُنْطِقِ الْبَلِيغِ وَالْقَوْلِ الْمَسْمُوعِ، وَدَاعِيَةً لَكُمْ  
وَدَاعٍ أَمْرِي بِمُرْصِدٍ لِلتَّلَاقِ إِغْدَا تَرَوْنَ أَيَّامِي، وَتُكْشَفُ لَكُمْ عَنْ سَرَائِرِي،  
وَ تَعْرِفُونَنِي بَعْدَ خُلُوقِ مَكَانِي وَ قِيَامِ غَيْرِي سَقَامِي. له

10۰

### و من خطبہ الہ (۱۰۰)

یومی فیہا ال الملاحم و یصف فئہ من اهل الضلال

وَ أَخَذُوا مَيْمِنًا وَ شِمَالًا ظَنَعْنَا فِي مَسَالِكِ الْغَيِّ، وَ تَرَكَآ لِمَذَاهِبِ الرُّشْدِ، فَلَا  
تَسْتَعْجِلُوا مَا هُوَ كَائِنٌ مُرْصَدٌ، وَ لَا تَسْتَبْطِئُوا مَا يَجِيءُ بِهِ الْغَدُّ فَكَمْ مِنْ  
مُسْتَعْجِلٍ بِمَا إِنْ أَدْرَكَهُ وَدَّ أَنَّهُ لَمْ يُدْرِكْهُ، وَ مَا أَقْرَبَ الْيَوْمَ مِنْ  
تَسْبِيبِ غَدَا يَا قَوْمَ، هَذَا إِتَانُ (ایمان) وَ زُودُ كُلِّ مُوَعُودٍ، وَ دُؤُؤُ مِنْ طَلْعَةِ  
مَا لَا تَعْرِفُونَ، أَلَا وَإِنَّ مَنَ أَدْرَكَهَا مِنَّا يَسْرِي فِيهَا بِسِرَاجِ مُنِيرٍ، وَ يَخْذُو  
فِيهَا عَلَى مَسَالِ الصَّالِحِينَ، لِيَخْلُقَ فِيهَا رِيقًا، وَ يُعْتِقَ فِيهَا رِقًا، وَ يَضْدَعُ شَعْبًا،  
وَ يَشْعَبُ صَدْعًا، فِي سُرْرَةٍ عَنِ النَّاسِ لَا يُبْصِرُ الْقَائِفُ أَثَرَهُ وَ لَوْ تَابَعَ نَظْرَهُ،  
ثُمَّ لِيُشْعَذَنَّ فِيهَا قَوْمٌ سَخَدَ الْقَيْنِ النَّضْلَ، تُجَلِّي بِالتَّزْيِيلِ أَبْصَارَهُمْ،  
وَ يُرْمَى بِالتَّقْسِيرِ فِي مَسَامِعِهِمْ، وَ يُغْبِقُونَ كَأَنَّ الْحِكْمَةَ بَعْدَ الصُّبُوحِ!

### غیر الضلال

مِنْهَا: وَ طَالَ الْأَمْدُ بِهِمْ لِيَسْتَحْمِلُوا الْحِزْيَ، وَ يَسْتَوْجِبُوا الْغَيْرَ  
حَتَّى إِذَا أَخْلَوْنَ الْأَجَلَ، وَ انْتَرَحَ قَوْمٌ إِلَى الْغَيْثِ، وَ أَشْأَلُوا عَنِ لِقَاحِ  
حَزْبِهِمْ، ثُمَّ يَمُتُوا عَلَى اللَّهِ بِالصَّبْرِ، وَ لَمْ يَسْتَعْظِمُوا بِذَلِّ أَنْفُسِهِمْ  
فِي الْحَقِّ، حَتَّى إِذَا وَاقَسَ وَارِدُ الْقَطَاءِ أَنْ يَقْطَعَ مُدَّةَ الْبَلَاءِ،

جسٹہ خلاء - بے جان  
خفوت - سکون - خاموشی  
اطراف - اعضاء و جوارح  
مرصد - منتظر  
تباہی - ادائل امر  
ایمان - وقت

دو - قرب

یوق - گرہ دار رستی

یصدع شعبا - اجتماع کو پرانہ

کر دے گا

قالت - تیانہ شناس

یشخذ - چھری تیز کرے

قین - لوہار

نصل - دھار

یغبقون - شام کے وقت میراب

کیا جاتا ہے

صبوح - صبح کی شراب

غیر - حوادث زمانہ

خلوق - آخری وقت آگیا

شالت النافر و نہا - یعنی تلوار

اگلیں

یک زندگی کے آخری لمحات میں

لائے کاٹات نے بے ثباتی و نیا

بہترین نقطہ پہنچ دیا ہے بشرطیکہ

تفا کوئی "دیرہ عبرت نگاہ" ہو!



میں کل تھا کہ ہمایہ میں رہا۔ میرا بدن ایک عرصہ تک تھارے درمیان رہا اور عنقریب تم اسے جتہ بلا روح کی شکل میں دیکھو گے جو حرکت کے بعد ساکن ہو جائے گا اور تکلم کے بعد ساکت ہو جائے گا۔ اب تو تمہیں اس خاموشی اس سکوت اور اس سکون سے نصیحت حاصل کرنی چاہیے کہ یہ صاحبانِ عبرت کے لئے بہترین مقرر اور قابلِ سماعت بیانات سے زیادہ بہتر نصیحت کرنے والے ہیں۔ میری تم سے جدائی اس شخص کی جدائی ہے جو ملاقات کے انتظار میں ہے۔ کل تم میرے زمانہ کو پہچانو گے اور تم میرے اسرارِ منکشف ہوں گے اور تم میری صحیح معرفت حاصل کرو گے جب میری جگہ خالی ہو جائے گی اور دوسرے لوگ اس منزل پر قابض ہو جائیں گے (۷)

۱۵۰۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں زمانہ کے حوادث کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور گمراہوں کے ایک گروہ کا تذکرہ کیا گیا ہے)

ان لوگوں نے گمراہی کے راستوں پر چلنے اور ہدایت کے راستوں کو چھوڑنے کے لئے داہنے بائیں راستے اختیار کر لئے ہیں مگر تم اس امر میں جلدی نہ کرو جو بہر حال ہونے والا ہے اور جس کا انتظار کیا جا رہا ہے اور اسے دور نہ سمجھو جو کل سامنے والا ہے کہ کتنے ہی جلدی کے طلبکار جب مقصد کو پالیتے ہیں تو سوچتے ہیں کہ کاش اسے حاصل نہ کرتے۔ آج کا دن کل کے سویرے کے سقندرِ قریب ہے۔

لوگو! یہ ہر وعدہ کے درود اور ہر اس چیز کے ظہور کی قربت کا وقت ہے جسے تم نہیں پہچانتے ہو لہذا جو شخص بھی ان حالات تک باقی رہ جائے اس کا فرض ہے کہ روشن چراغ کے سہارے قدم آگے بڑھائے اور صالحین کے نقش قدم پر چلے تاکہ ہر گزہ کو کھول سکے اور ہر غلامی سے آزادی پیدا کر سکے، ہر مجمع کو بوقتِ ضرورت منتشر کر سکے اور ہر ایشاد کو جمع کر سکے اور لوگوں سے یوں مخفی رہے کہ قیادش اس بھی اس کے نقش قدم کو نا حد نظر نہ پاسکیں۔ اس کے بعد ایک قوم پر اس طرح صیقل کی جائے گی جس طرح لوہا تلوار کی دھار پر صیقل کرتا ہے۔ ان لوگوں کی آنکھوں کو قرآن کے ذریعہ روشن کیا جائے گا اور ان کے کانوں میں تفسیر کو مسلسل پہنچایا جائے گا اور انہیں صبح و شام حکمت کے جاموں سے سیراب کیا جائے گا۔

ان گمراہوں کو مہلت دی گئی تاکہ اپنی رسوائی کو مکمل کر لیں اور ہر توجیر کے حقدار ہو جائیں۔ یہاں تک کہ جب زمانہ کافی گذر چکا اور ایک قومِ فتنوں سے مانوس ہو چکی اور جنگ کی تم پاشیوں کے لئے کھڑی ہو گئی۔ تو وہ لوگ بھی سامنے آگئے جو اللہ پر اپنے صبر کا احسان نہیں جتاتے اور راہِ خدا میں جان دینے کو کوئی کارنامہ نہیں تصور کرتے۔ یہاں تک کہ جب آنے والے حکمِ قضا نے آزمائش کی مدت کو تمام کر دیا۔

۱۵۱۔ امیر المؤمنین نے اپنے بعد پیدا ہونے والے فتنوں کی طرف بھی اشارہ کیا ہے اور اس نکتہ کی طرف بھی متوجہ کیا ہے کہ زمانہ بہر حال حجتِ خدا سے خالی نہ رہے گا اور اس اندھیرے میں بھی کوئی نہ کوئی سراجِ مزید ضرور ہے گا لہذا تمہارا فرض ہے کہ اس کا سہارا لے کر آگے بڑھو اور بہترین نتائج حاصل کرو۔  
۱۵۲۔ اس کا بہترین دور امام باقر اور امام صادق کا دور ہے جہاں چار ہزار اصحابِ فکر و نظر امام کے مدرس میں حاضری لے رہے تھے اور آپ کے تعلیمات سے اپنے دل و دماغ کو روشن کر رہے تھے۔ کانوں میں قرآنِ صامت کی آوازیں تھیں اور نگاہوں میں قرآنِ ناطق کا جلوہ۔

حلو البصائر عمقا کی تلوار نکال لی  
ولایح - جمع ولیح - مخفی امور  
غمرہ - شدت  
بارو - مضطرب ہو گئے  
وحر - ہتکانا  
مخاض - کینگاہ  
فتہ - مرسلین سے خالی زمانہ  
برائق - جمع بائقہ - ہتک

تعام - عباہ  
عشوہ - تاریکی  
شباب - آغاز کار  
سلام - سخت پتھر  
اراح اللحم - بدبودار کر دیا

تلواروں کو کاندھوں پر اٹھا کر  
گردنوں پر مسلط کر دینا ہر ایک کو  
آہستہ لیکن بصیرت کو تلواروں پر  
مسلط کر دینا اور بصیرت کے بغیر  
تلوار نہ اٹھانا یا اٹھی ہوئی تلوار کو  
روک لینا ہر ایک کے بس کی بات  
نہیں ہے اس کیلئے وہ نگاہ درکار  
ہے جو شترپشت ہتک کے اصحاب میں  
نورایان کی جلوہ گرمی دیکھ سکتی ہو۔

حَلُّوا بَصَائِرَهُمْ عَلَىٰ أَسْيَابِهِمْ، وَذَانُوا لِرَبِّهِمْ بِأَسْرٍ وَعَظِيمٍ؛  
حَتَّىٰ إِذَا قَبِضَ اللَّهُ رُسُولَهُ ﴿صَلَّىٰ﴾ رَجَعَ قَوْمٌ عَلَى الْأَعْقَابِ، وَغَالَتِهُمُ  
السُّبُلُ، وَأَتَكَلُّوا عَلَى السُّلُوبِ، وَوَضَلُّوا غَيْرَ الرَّحْمِ، وَهَجَرُوا السَّبَبَ  
الَّذِي أَمَرُوا بِمُودَتِهِ، وَنَقَلُوا الْبِنَاءَ عَنِ أَسَابِهِ؛ فَبَيَّنُوهُ  
فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ. مَعَادِنَ كُلِّ خَطِيئَةٍ، وَأَبْوَابَ كُلِّ ضَارِبٍ فِي غَمْرَةٍ.  
قَدْ مَارُوا فِي الْحَيْرَةِ، وَذَهَلُوا فِي الشُّكْرِ، عَلَى سُنَّةٍ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ،  
مِنْ مُنْقَطِعٍ إِلَى الدُّنْيَا رَاكِبِينَ، أَوْ مُفَارِقِي لِبَدَيْنِ مُتَبَايِنِينَ.

۱۵۱

و من خطبة له ﴿صَلَّى﴾

يحذر من الفتن

التهاديات

وَأَمْتَدَّ اللَّهُ وَأَسْتَعِينُهُ عَلَى مَدَاجِرِ الشَّيْطَانِ وَمَزَاجِرِهِ،  
وَالْإِعْتِصَامِ مِنْ حَبَائِلِهِ وَتَحَابِلِهِ. وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،  
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَنَجِيَّهُ وَصَفْوَتُهُ. لَا يُسَازِي  
قَضْلُهُ، وَلَا يُجْبِرُ قَفْضُهُ. أَحْسَابُ بَدِ الْبِلَادِ بَعْدَ الضَّلَالَةِ الظُّلْمَةِ،  
وَالْجِهَالَةِ الْقَلْبِيَّةِ، وَالْجَنُودِ الْجَمَافِيَّةِ، وَالنَّاسِ يَسْتَحِلُّونَ الْمَسْرِيَةَ،  
وَيَسْتَذِلُّونَ الْحَكِيمَةَ، يَحْبِسُونَ عَلَى فِتْرَةٍ وَيَسْتَوْتُونَ عَلَى كَفْرَةٍ

التحذير من الفتن

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ، فَاتَّقُوا سَكْرَاتِ السُّعْتَةِ،  
وَأَحْذَرُوا بَسْوَاتِ السُّعْتَةِ؛ وَتَنَبَّهُوا فِي قِتَامِ الْعَشْوَةِ، وَأَعْوِجَاجِ الْفَيْتَةِ  
عِنْدَ طُلُوعِ جَنِينِهَا، وَظُهُورِ كَمِينِهَا، وَأَنْتِصَابِ قَطْبِهَا، وَمَدَارِ رَحَاهَا. تَبَدُّأُ فِي  
مَدَارِجِ خَفِيَّتِهَا، وَتَسْوُولُ إِلَى قِسْطِهَا جَلِيَّتِهَا. سَبَابُهَا كَسْبَابِ الْعُلَامِ، وَأَنْسَارُهَا  
كَأَنْسَارِ السَّلَامِ، يَسْتَوَارُهَا الظُّلْمَةُ بِالْمُهْرَةِ أَوْ لَمَمِ قَائِدِ لَاحِرِهِمْ، وَآخِرُهُمْ  
مُسْتَقْتَدِ بِأَوْطَانِهِمْ؛ يَسْتَأْفِسُونَ فِي دُنْيَا دُنْيَا، وَيَتَكَابِرُونَ عَلَى حَيْفَةٍ مُرِيحَةٍ. وَعَنْ

مصادر خطبة ۱۵۱ بحار الانوار ۸ ص ۲۶۸ ، الطراز للسيد اليماني ۱ ص ۲۳۳

وَأَمْتَدَّ

بِحَبَابِ

أَوْرَاقِ

الْمَسْرِيَةِ

كَمَا

و انہوں نے اپنی بعیت کو اپنی تلواروں پر مسلط کر دیا اور اپنے نصیحت کہنے والے کے حکم سے پروردگار کی بارگاہ میں جھک گئے۔ مگر اس کے بعد جب پروردگار نے پیغمبر اکرم کو اپنے پاس بلا لیا تو ایک قوم لٹے پاؤں پلٹ گئی اور اسے مختلف راستوں نے تباہ کر دیا۔ انہوں نے مہمل عقائد کا سہارا لیا اور غیر قربت دار سے تعلقات پیدا کئے اور اس سبب کو نظر انداز کر دیا جس سے مودت کا حکم دیا گیا تھا۔ عمارت کو جوڑنے سے اکھاڑ کر دوسری جگہ پر قائم کر دیا جو ہر غلطی کا معدن و مخزن اور ہر گمراہی کا دروازہ تھے۔ حیرت میں سرگرداں اور آل فرعون کی طرح نشہ میں غافل تھے ان میں کوئی دنیا کی طرف مکمل کٹ کر آگیا تھا اور کوئی دین سے مستقل طریقہ پر الگ ہو گیا تھا۔

۱۵۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں فتنوں سے ڈرایا گیا ہے)

میں خدا کی حمد و ثنا کرتا ہوں اور اس کی مدد چاہتا ہوں ان چیزوں کے لئے جو شیاطین کو ہٹا سکیں۔ بھٹکا سکیں اور اس کے چھندوں اور تھکنڈوں سے محفوظ رکھ سکیں اور میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور حضرت محمد اس کے بندہ اور رسول۔ اس کے منتخب اور مصطفیٰ ہیں ان کے فضل کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہے اور ان کے فقدان کی کوئی تلافی نہیں ہے۔ ان کی وجہ سے تمام شہر ضلالت کی تاریکی۔ جہالت کے غلبہ اور بدسرشتی اور بد اخلاقی کی شدت کے بعد جب لوگ حرام کو حلال بنائے ہوئے تھے اور صاحبانِ حکمت کو ذلیل سمجھ رہے تھے۔ رسولوں سے خالی دور میں زندگی گزار رہے تھے اور کفر کی حالت میں مردے تھے۔ منور اور روشن ہو گئے۔

(فتنوں سے آگاہی) اس کے بعد تم اے گروہ عرب ان بلاؤں کے نشانہ پر ہو جو قریب آچکی ہیں لہذا نعمتوں کی مدد ہوشیاری سے بچو اور ہلاک کرنے والے عذاب سے ہوشیار رہو۔ اندھیروں کے دھند لوگوں میں قدم جھانکے رہو اور فتنوں کی گجروی سے ہوشیار رہو جس وقت ان کا پرشہ خدا سے ملنے آ رہا ہو اور محض اندیشہ ظاہر ہو رہا ہو اور کھوٹا مضبوط ہو رہا ہو۔ یہ فتنے ابتدا میں مخفی راستوں سے شروع ہوتے ہیں اور آخر میں واضح مہاسب تک پہنچ جاتے ہیں۔ ان کا آغاز بچوں کے آغاز جیسا ہوتا ہے لیکن ان کے آثار نقش کا لچر جیسے ہوتے ہیں۔ دنیا کے ظالم بائیس ہمد و پیمان کے ذریعہ ان کے وارث بنتے ہیں۔ اول آخر کا قائد ہوتا ہے اور آخر اول کا مقتدی۔ حقیر دنیا کے لئے ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں اور بڑا دار مردہ پر آپس میں جنگ کرتے ہیں۔

۱۵۲۔ صحیح بخاری کے کتاب الفتن میں اسی صورت حال کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہر پر بعض اصحاب کا شہرہ دیکھ کر انہیں ہکا بکا جا رہا ہے۔ فریاد کریں گے کہ کیا یہ میرے اصحاب ہیں تو ارشاد ہو گا کہ تمہیں نہیں معلوم کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا بدعتیں ایجاد کی ہیں اور کس طرح دین خدا سے منحرف ہو گئے ہیں۔

۱۵۳۔ انسانی بعیت کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انسان فتنہ کو پہلے مرحلہ پر پہچان لے اور وہیں اس کا سدباب کر دے ورنہ جب اس کا رواج ہو جاتا ہے تو اس کا روکنا ناممکن ہو جاتا ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ اس کا آغاز اتنے مخفی اور حسین انداز سے ہوتا ہے کہ اس کا پہچانا ہر ایک کے بس کا کام نہیں ہے اور اس طرح عوام ان اس لئے مخصوص عقائد و نظریات یا عواطف و جذبات کی بنا پر ان فتنوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور آخر میں ان کی مصیبت کا علاج ناممکن ہو جاتا ہے۔ علماء، اعلام اور مفکرین اسلام کی ضرورت اسی لئے ہوتی ہے کہ وہ فتنوں کو آغاز ہی سے پہچان سکتے ہیں اور ان کا سدباب کر سکتے ہیں بشرطیکہ عوام الناس ان کے اوپر اعتماد کریں اور ان کی بعیت سے فائدہ اٹھانے کے لئے تیار ہوں!

تیزایون - ایک دوسرے سے  
 الگ ہو جائیں گے  
 رجوت - بچہ مضطرب  
 قاصمہ - کم توڑ  
 زحوف - شدید حمل آور  
 نجوم - فلور  
 یکانامون - ایک دوسرے کو کاٹ  
 کھالے گا

عاندہ - گدھوں کی جماعت  
 تفتیس - پانی کم ہو جائے گا  
 تدق - پس ڈالے گا  
 مشعل - تھوڑا  
 رض - کرشنا  
 کلکل - سینہ  
 وصلان - الگ - الگ - اکا دکا  
 عبط - خالص اور تازہ  
 تشلم - توڑ ڈالے گا اور منہدم  
 کر دے گا

ایک اس - جمع کیسے - عقلندہ  
 ارجاس - جمع جس - طبیعت  
 مظلول - جس کا خون رائیگاں ہو گیا  
 انصاب - مرکز  
 لعتق - جمع لعتق - لقمہ  
 انکم بعینہ - وہ تمہیں دیکھ رہے ہیں  
 لاتسلمہ - اس تک پہنچ نہیں  
 سکتے

قَلِيلٍ يَتَّبِعُ النَّسَائِعَ مِنَ الشُّبُوحِ، وَالْقَائِدُ مِنَ الْقَوَدِ، فَيَتَرَايُونَ بِالْبُقْضَاءِ،  
 وَيَتَلَاعَنُونَ عِنْدَ اللَّقَاءِ، ثُمَّ يَأْتِي بَعْدَ ذَلِكَ طَالِعُ الْفَيْتَةِ الرَّجُوفِ، وَالْقَاصِمَةِ  
 الرَّحُوفِ، فَتَرِيحُ قُلُوبُ بَعْدَ اسْتِقَامَتِهِ، وَتَضِلُّ رِجَالُ بَعْدَ سَلَامَتِهِ، وَتَخْتَلِفُ الْأَهْوَاءُ  
 عِنْدَ هُجُومِهَا، وَتَلْتَبِسُ الْأَرْأَاءُ عِنْدَ نُجُومِهَا، مَنْ أَشْرَفَ لَهَا قَصَمَتَهُ، وَمَنْ سَعَى  
 فِيهَا حَطَمَتَهُ، يَتَكَادَمُونَ فِيهَا تَكَادُمَ الْحُسْرِ فِي الْعَانَةِ! قَدْ اضْطَرَبَ مَعْفُودُ الْحَبْلِ،  
 وَعَمِيَ وَجْهُ الْأَمْرِ، تَقِيضُ فِيهَا الْحِكْمَةُ، وَتَنْطِقُ فِيهَا الظَّلْمَةُ، وَتَدُقُّ أَهْلَ الْبَيْتِ  
 بِمَسْحَلِهَا، وَتَرْضُضُهُمْ بِكَلْكَلِهَا! يَضِيعُ فِي غُبَارِهَا الْوُحْدَانُ، وَيَهْلِكُ فِي طَرِيقِهَا  
 الرُّكْبَانُ، تَرِدُ بِمِرِّ الْقَضَاءِ، وَتَحْلُبُ عَيْطَ الدَّمَاءِ، وَتَثْلِمُ مَنَارَ الدِّينِ، وَتَنْقُضُ  
 عَقْدَ الْيَقِينِ، يَهْرُبُ مِنْهَا الْأَكْيَاسُ، وَيُدْبِرُهَا الْأَرْجَاسُ، يَرْعَادُ مِرْبَاقُ كَاشِفَةِ  
 عَزِّ سَاقِي، تَقْطَعُ فِيهَا الْأَرْحَامُ، وَيَفَارِقُ عَلَيْهَا الْإِسْلَامُ! بَرِيئًا سَقِيمٍ، وَطَاعِنًا مُقِيمٍ  
 مِنْهَا: بَيْنَ قَتِيلٍ مَظْلُولٍ، وَخَائِفٍ مُسْتَجِيرٍ، يَخْتَلُونَ بِعَقْدِ الْإِيمَانِ وَبِعُرْوَةِ  
 الْإِيمَانِ: فَلَا تَكُونُوا أَنْصَابَ الْفَيْتِ، وَأَعْلَامَ الْبِدْعِ، وَالرَّمُومَ مَا عَقِدَ عَلَيْهِ حَبْلُ  
 الْجَسَاعَةِ، وَبُنِيَتْ عَلَيْهِ أَرْكَانُ الطَّاعَةِ، وَأَقْدَمُوا عَلَى اللَّهِ مَظْلُومِينَ، وَلَا تَقْدَمُوا  
 عَلَيْهِ ظَالِمِينَ؛ وَأَنْفِقُوا مَدَارِجَ الشَّيْطَانِ، وَمَهَابِطَ الْعُدْوَانِ؛ وَلَا تُدْخِلُوا بُطُونَكُمْ  
 لَعْنَةَ الْحَرَامِ، فَإِنَّكُمْ بَيْنَ مَنْ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ الْمَعْصِيَةَ، وَسَهَّلَ لَكُمْ سُبُلَ الطَّاعَةِ.

۱۵۲

### و من خطبة له ﴿﴾

في صفات الله جل جلاله، وصفات أئمة الدين ﴿﴾

الْحَمْدُ لِلَّهِ الدَّالُّ عَلَى وُجُودِهِ بِخَلْقِهِ، وَبِمُخْدَبِ خَلْقِهِ عَلَى أَرْكَانِهِ، وَبِإِسْتِثْنَائِهِمْ  
 عَلَى أَنْ لَا شِبْهَ لَهُ، لَا تَسْتَلِمُهُ النَّسَائِعُ، وَلَا تَحْمِلُهُ السَّوَابِرُ، لَا فِرَاقَ الصَّانِعِ

مصادر خطبہ ۱۵۲ اصول کافی ۱۳۹، غرر الحکم ۲۳۲، توحید صدوق ص ۳

جاء  
 وقت  
 حلا  
 اس  
 تڑ  
 کے  
 اور  
 اکیلے  
 وارد  
 جائے  
 چکے  
 الگ

انہیں  
 کو  
 خرد  
 نگاہ

بانی

لے  
 طرف

بنکر

کہ عنقریب کرپا پنے پیر اور پیر اپنے مرید سے برائت کہے گا اور بعض وعداوت کے ساتھ ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے اور  
 ملاقات ایک دوسرے پر لعنت کریں گے۔ اس کے بعد وہ وقت آئے گا جب زلزلہ انگن فتنہ سر اٹھائے گا جو کہ توڑ ہو گا اور شدید طور پر  
 آؤر ہو گا۔ جس کے تجویز میں بہت سے دل استقامت کے بعد کجی کا شکار ہو جائیں گے اور بہت سے لوگ سلامتی کے بعد بہک جائیں گے۔  
 کے هجوم کے وقت خواہشات میں مگراؤ ہو گا اور اس کے ظہور کے منکام افکار مشتبه ہو جائیں گے۔ جو ادھر سر اٹھا کر دیکھے گا اس کی کمر  
 اور دیں گے اور جو اس میں دوڑ دھوپ کرے گا اسے تباہ کر دیں گے۔ لوگ یوں ایک دوسرے کو کاٹنے دوڑیں گے جس طرح بھیڑ  
 کے اندر گدھے۔ خدائی رسی کے بل کھل جائیں گے اور حقائق کے راستے مشتبه ہو جائیں گے۔ حکمت کا چشمہ خشک ہو جائے گا  
 اور ظالم بولنے لگیں گے۔ دیہاتیوں کو ہتھوڑوں سے کوٹ دیا جائے گا اور اپنے سینہ سے دبا کر کچل دیا جائے گا۔ اکیلے  
 اکیلے افراد اس کے غبار میں گم ہو جائیں گے اور اس کے راستے میں سوار ہلاک ہو جائیں گے۔ یہ فتنے قضاء الہی کی تخی کے ساتھ  
 وارد ہوں گے اور دودھ کے بدلے تازہ خون نکالیں گے۔ دین کے نوازے (علماء) ہلاک ہو جائیں گے اور یقین کی گرہیں ٹوٹ  
 جائیں گی۔ صاحبان ہوش ان سے بھاگنے لگیں گے اور حیثیت النفس افراد اس کے مدار المہام ہو جائیں گے۔ یہ فتنے گرجنے والے  
 مکنے والے اور سراپا تیار ہوں گے۔ ان میں رشتہ داروں سے تعلقات توڑنے جائیں گے اور اسلام سے جدائی اختیار کر لی جائے گی۔ اس سے  
 الگ رہنے والے بھی مریض ہوں گے اور کوچ کر جانے والے بھی گویا مقیم ہی ہوں گے۔

اہل ایمان میں بعض ایسے مقتول ہوں گے جن کا خون بہا تک نہ لیا جاسکے گا اور بعض ایسے خوفزدہ ہوں گے کہ پناہ کی تلاش میں ہوں گے۔  
 بعض پختہ قسموں اور ایمان کی فریب کاریوں میں مبتلا کیا جائے گا لہذا خبردار تم فتنوں کا نشانہ اور بدعتوں کا نشانہ مت بنا اور اسی راستہ  
 کو پکڑے رہنا جس پر ایمانی جماعت قائم ہے اور جس پر اطاعت کے ارکان قائم کئے گئے ہیں۔ خدا کی بارگاہ میں مظلوم بن کر جاؤ۔  
 مردانہ ظالم بن کر مت جانا۔ شیطان کے راستوں اور ظلم کے مرکزوں سے محفوظ رہو اور اپنے شکم میں لقمہ حرام کو داخل مت کرو کہ تم اس کی  
 بارگاہ کے سامنے ہو جس نے تم پر مصیبت کو حرام کیا ہے اور تمہارے لئے اطاعت کے راستوں کو آسان کر دیا ہے۔

۱۵۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں پروردگار کے صفات اور ائمہ ظاہرین کے اوصاف کا ذکر کیا گیا ہے)

ماری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنی تخلیق سے اپنے وجود کا اپنی مخلوقات کے جادت ہونے سے اپنی اذیت کا اور ان کی  
 باہمی شاہنت سے اپنے بے نظیر ہونے کا پتہ دیا ہے۔ اس کی ذات تک جو اس کی رسائی نہیں ہے اور پھر بھی پردے سے پوشیدہ نہیں کر سکتے ہیں۔

۱۔ ائمہ ظاہرین میں قسم کے فتنوں کی طرف اشارہ کیا ہے ان کا سلسلہ اگرچہ آپ کے بعد ہی سے شروع ہو گیا تھا لیکن ابھی تک بوقت نہیں ہوا اور زنی الحال موقوف ہونے کے امکانات ہیں۔ جس  
 طرف دیکھو وہی صورت حال نظر آ رہی ہے جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے اور انہیں مظالم کی گرم بازاری ہے جن سے آپ نے ہوشیار کیا ہے۔  
 فرد شہ ہے کہ صاحبان ایمان ان ہدایات سے فائدہ اٹھائیں فتنوں سے محفوظ رہیں۔ صاحبان بعیت سے وابستہ رہیں اور کم سے کم اتنا خیال رکھیں کہ خدا کی بارگاہ میں مظلوم  
 بن کر حاضر ہونے کی کوئی ذلت نہیں ہے بلکہ اسی میں دائمی عزت اور ابدی شرافت ہے۔ ذلت ظلم میں ہوتی ہے مظلومیت میں نہیں!۔

نصوح واضح رہے کہ یہ خطبہ حضرت نے

قتل عثمان کے بعد ارشاد فرمایا ہے

اور اس میں جدید ترین آثار خیر برکت

کی طرف اشارہ کیا ہے۔ گویا حالات

تبدیل ہو رہے ہیں اور امت کی

سعادت کا وقت قریب آ گیا ہے۔

لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ

آل عمر سے مکمل طور پر وابستگی اختیار

کی جائے کہ ان سے وابستگی کے بغیر

جنت میں داخلہ کا کوئی امکان نہیں ہے

اور وابستگی میں بھی یہ شرط ہے کہ

انسان انہیں اپنا قائد تسلیم کرے

اور وہ اسے اپنا غلام اور پیر تسلیم

کر لیں ورنہ اس کے ایک طرف دعوتِ محبت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

وَالْمَضْجُوعِ، وَالْحَادِ وَالْمَخْدُودِ، وَالرَّبِّ وَالْمَرْبُوبِ؛ الْأَخْدِ بِلَا تَأْوِيلٍ عَدِيدٍ،  
وَالْحَالِقِ لَا يَسْتَفِي حَرَكَتَهُ وَنَصَبِ، وَالشَّيْبِ لَا يَأْدَأُ، وَالْبَصِيرِ لَا يَتَفَرَّقُ الْيَدِ،  
وَالشَّاهِدِ لَا يَسْتَأْجِبُ، وَالْبَتَّانِ لَا يَسْتَرَاخِي مَسَافِقَهُ، وَالظَّاهِرِ لَا يَسْرُؤِيهِ، وَالْبَاطِنِ  
لَا يَلْطَافِيهِ، بِنَانَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ بِأَقْفَرِ لَهَا، وَالْقُدْرَةِ عَلَيْهَا، وَبِنَانَتِ الْأَنْبِيَاءِ،  
مِنْهُ بِالْمَضْجُوعِ لَهُ، وَالرُّجُوعِ إِلَيْهِ، مَنْ وَصَفَهُ فَقَدْ حَدَّهُ، وَمَنْ حَدَّهُ فَقَدْ عَدَّهُ،  
وَمَنْ عَدَّهُ فَقَدْ أَبْطَلَ أَرْزَلَهُ، وَمَنْ قَالَ: «كَيْفَ» فَقَدْ اسْتَوْصَفَهُ، وَمَنْ قَالَ: «أَيْسَرُ»  
فَقَدْ حَبَّرَهُ، عَالِمٌ إِذَا لَا مَعْلُومَ، وَرَبٌّ إِذَا لَا مَرْبُوبَ، وَقَادِرٌ إِذَا لَا مَقْدُورَ.

انہ الہدیہ

منہا: قَدْ طَلَعَ طَالِعٌ، وَلَمَعَ لَامِعٌ، وَوَلَّحَ لَاحِعٌ، وَأَعْتَدَلَ مَائِلٌ؛ وَأَسْتَبَدَلَ اللَّهُ بِسَوْمٍ  
قَسُومًا، وَبِیَوْمٍ یَسُومًا، وَأَسْتَظَرْنَا الْفِیْرَ أَنْتَظَرَ الْجَدِبَ الْمَطَرَ، وَإِنَّا الْأَمْنَةُ  
قُسُومًا اللَّهُ عَلَى خَلْقِهِ، وَعُرْفَاؤُهُ عَلَى عِبَادِهِ؛ وَلَا يَدْخُلُ الْجَمْعُ إِلَّا مَنْ عَرَفْتُمْ  
وَعَرَفْتُمْ، وَلَا يَدْخُلُ النَّسْرُ إِلَّا مَنْ أَنْكَرْتُمْ وَأَنْكَرْتُمْ، إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَصَّكُمْ  
بِالْإِسْلَامِ، وَأَسْتَخْلَصَكُمْ لَهُ، وَذَلِكَ لِأَنَّهُ أَسْمَ سَلَامَةٍ، وَجَمَاعَ كَرَامَةٍ  
أَصْطَفَى اللَّهُ تَعَالَى مِنْهُجَةً وَبَيَّنَّ حُجَجَهُ، مِنْ ظَاهِرِ عِلْمِهِ، وَبَاطِنِ حِكْمِهِ، لَا تَفْنَى  
غَرَابِئُهُ، وَلَا تَنْقُضِي عَجَائِبُهُ، فِيهِ مَرَايِعُ السَّعْمِ، وَمَصَابِيحُ الظُّلْمِ،  
لَا تُفْتَحُ الْخَبْرَاتُ إِلَّا بِمَفَاتِيحِهِ، وَلَا تُكْتَفَى الظُّلُمَاتُ إِلَّا بِمَصَابِيحِهِ  
وَقَدْ أَحْسَنَ جَمَاءَهُ، وَأَزْعَى مَرْعَاهُ، فِيهِ شِفَاءُ الْمُسْتَشْفِي، وَكِفَايَةُ الْمَكْتَفِي.

و من خطبہ لہ

صفة الصالح

وَهُوَ فِي مُهَلَّةٍ مِنَ اللَّهِ يَنْسُوِي مَعَ الْغَافِلِينَ، وَيَسْتَفْذُو مَعَ الْمُتَذِينَ،  
بِلَا سَبِيلٍ قَاصِدٍ، وَلَا إِتْمَانٍ قَانِدٍ.

صفات الغافلین

منہا: حَتَّىٰ إِذَا كَفَفَ لَكُمْ عَنْ جَزَائِهِ مَغْفِيَتِهِمْ، وَأَسْتَخْرِجْتَهُمْ مِنْ  
جَلَابِيبِ غَفْلَتِهِمْ أَنْسَبْتُمْ لَوْا مُدْبِرًا، وَأَسْتَدْبِرُوا مُسْقِلًا، فَلَمْ يَسْتَفِيحُوا  
بِمَا أَدْرَكُوا مِنْ طَلَبَتِهِمْ، وَلَا بِمَا قَضَوْا مِنْ وَطَرِهِمْ.  
إِنِّي أَحْذَرُكُمْ، وَتَسْفِي، هَذَا الْمَرْزَلَةُ، فَلْيَسْتَفِيحُوا أَنْسَرُوا بِسَفِيهِهِ

لے کہ مضوع صانع۔  
ہے مگر عدد کے اعتبار  
ہاں نکلیں کھولنے کے  
وہ حاضر ہے مگر  
ہے لیکن جسم کی رطا  
ہے خصوصاً و خصوصاً  
میں لا کر کھر کر

اس نے الگ سے  
سے عالم ہے جب  
ہے جب مقدرات  
(اگر دین) دیکھا  
کی سیدھی ہو چکی ہے  
کا اسی طرح ارتقا  
کے بندوں کو اس کے  
حضرات سے اپنا

نکار کر دیں۔ پرورد  
رامت کا سرمایہ ہے۔  
اس کے غراب نذ  
کے دروازے  
بڑی بڑا گاہ کو عام کر

(گراہ) یہ انسا  
روں کے ساتھ صبح  
(غافلین) یہا  
سے نہیں پھرتے  
بھی کوئی فائدہ  
دیکھو میں تمہیں او

موضوع صالح سے اور حد بندی کرنے والا محدود سے اور پرورش کرنے والا پرورش پانے والے سے بہر حال الگ ہوتا ہے۔ وہ  
مگر عدد کے اعتبار سے نہیں۔ وہ خالق ہے مگر حرکت و تعب کے ذریعہ نہیں۔ وہ سمیع ہے لیکن کانوں کے ذریعہ نہیں اور وہ بصیر ہے  
لیکن کھولنے کے ذریعہ نہیں۔

وہ حاضر ہے مگر چھو نہیں جاسکتا اور وہ دور ہے لیکن مسافتوں کے اعتبار سے نہیں۔ وہ ظاہر ہے لیکن دیکھا نہیں جاسکتا ہے اور وہ  
لیکن جسم کی لطافت کی بنا پر نہیں۔ وہ اشارے الگ ہے اپنے قہر و غلبہ اور قدرت و اختیار کی بنا پر اور مخلوقات اس سے جدا گانہ  
موضوع و مشرع اور اس کی بارگاہ میں بازگشت کی بنا پر۔ جس نے اس کے لئے الگ سے اوصاف کا تصور کیا اس نے اسے اعداد  
میں لا کر کھڑا کر دیا اور جس نے ایسا کیا اس نے اسے حادث بنا کر اس کی ازلیت کا خاتمہ کر دیا اور جس نے یہ سوال کیا کہ وہ کیسا  
اس نے الگ سے اوصاف کی جستجو کی اور جس نے یہ دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے؟ اس نے اسے مکان میں محدود کر دیا۔ وہ اس  
نے عالم ہے جب معلومات کا پتہ بھی نہیں تھا اور اس وقت سے مالک ہے جب مملو کات کا نشان بھی نہیں تھا اور اس وقت سے  
نے جب مقدرات پر وہ عدم میں پڑے تھے۔

(انمردین) دیکھو طلوع کرنے والا طالع ہو چکا ہے اور چمکنے والا روشن ہو چکا ہے۔ ظاہر ہونے والے کا ظہور سامنے آچکا  
ہے اور اللہ ایک قوم کے بدلے دوسری قوم اور ایک دور کے بدلے دوسرا دور لے آیا ہے۔ ہم نے حالات کی  
اسی طرح انتظار کیا ہے جس طرح قحط زدہ بارش کا انتظار کرتا ہے۔ انمرد حقیقت اللہ کی طرف سے مخلوقات کے نگران اور  
بندوں کو اس کی معرفت کا سبق دینے والے ہیں۔ کوئی شخص جنت میں قدم نہیں رکھ سکتا ہے جب تک وہ انھیں نہ پہچان لے  
حضرات سے اپنا نہ کہہ دیں اور کوئی شخص جہنم میں جا نہیں سکتا ہے مگر یہ کہ وہ ان حضرات کا انکار کر دے اور وہ بھی اسے پہچاننے  
کا کر دیں۔ پروردگار نے تم لوگوں کو اسلام سے نوازا ہے اور تمہیں اس کے لئے منتخب کیا ہے۔ اس لئے کہ اسلام سلامتی کا نشان  
البت کا سرمایہ ہے۔ اللہ نے اس کے راستے کا انتخاب کیا ہے۔ اس کے دلائل کو واضح کیا ہے۔ ظاہری علم اور باطنی حکمتوں کے  
اس کے غائب بنا ہونے والے اور اس کے عجائب ختم ہونے والے نہیں ہیں۔ اس میں نعمتوں کی بہار اور ظلمتوں کے چراغ ہیں۔  
کے دروازے اس کی کنیوں سے کھلتے ہیں اور تاریکیوں کا ازالہ اسی کے چراغوں سے ہوتا ہے۔ اس نے اپنے حدود کو محفوظ کر لیا ہے  
اور بارگاہ کو عام کر دیا ہے۔ اس میں طالب شفا کے لئے شفا اور امید دار کفایت کے لئے بے نیازی کا سامان موجود ہے۔

۱۵۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(گراہوں اور غافلوں کے بارے میں)

(گراہ) یہ انسان اللہ کی طرف سے مہلت کی منزل میں ہے۔ غافلوں کے ساتھ تباہیوں کے گڑھے میں گڑ پڑتا ہے اور  
دوں کے ساتھ صبح کرتا ہے۔ نہ اس کے سامنے سیدھا راستہ ہے اور نہ قیادت کرنے والا پیشوا۔

(غافلین) یہاں تک کہ جب پروردگار نے ان کے گناہوں کی سزا کو واضح کر دیا اور انھیں غفلت کے پردوں سے باہر نکال  
نے سے نہ پھرتے تھے اسی کی طرف دوڑنے لگے اور جس کی طرف توجہ تھی اس سے نہ پھرنے لگے۔ جن مقاصد کو حاصل کر لیا تھا  
بھی کوئی فائدہ نہیں اٹھایا اور جن حاجتوں کو پورا کر لیا تھا ان سے بھی کوئی نتیجہ نہیں حاصل ہوا۔

دیکھو۔ میں تمہیں اور خود اپنے نفس کو بھی اس صورت حال سے ہوشیار کر رہا ہوں۔ ہر شخص کو چاہئے کہ اپنے نفس سے فائدہ اٹھائے۔

مناوی - جمع نواہ شہمات

کہہ - فرش کردیا

تیرے - عیب دار بناوے

بستنج - کامیابی طلب کرے

سکین - خاضع

ناظر القلب - دل کی آنکھ

غور - پست زمین

نجد - بلند زمین

○ دنیا بے پناہ ترقی کر گئی۔ جاہلیت

کا دور سیکڑوں سال پہلے گزرا چکا لیکن

عورت کے مزاج سے زینت زندگی

کی اہمیت کا تصور نہ جاسکا بلکہ روز بروز

ترقی ہی ہو رہی ہے اور آج ہر زینت

اب اس - آرائش - سیک اپ) کو

ایک مستقل علم اور فن کی حیثیت حاصل

ہو گئی اور سب کا سلسلہ واقعی حدود

سے تجاوز کر گیا ہے لوگوں کی پوری پوری

تخاؤ عورت کی آرائش پر خرچ ہو رہی

ہے اور آرائش کی ایک ایک قسم سوسو

طرح کے فسادات پیدا کر رہی ہے۔

کاش دور حاضر کی ترقی یافتہ اور تعلیم یافتہ

عورت اس فساد کی طرف توجہ دے سکتی

اور زندگی کو سادہ بنانے کی کوشش

کر سکتی۔

فَإِنَّمَا الْبَصِيرُ مَنْ سَمِعَ فَتَفَكَّرَ، وَ تَنظَرَ فَأَبْصَرَ، وَ انْتَفَعَ بِالْبَصِيرِ  
جَدِّدًا وَاضِحًا يَتَجَنَّبُ فِيهِ الصَّرْعَةَ فِي الْمَهَاوِي، وَالضَّلَالَ فِي الْمَغَاوِي وَ  
عَلَى تَفْسِيهِ الْقَوَاةَ يَتَعَسَّفُ فِي حَقِّ، أَوْ تَحْرِيفٍ فِي نَطْقٍ، أَوْ تَخَوُّفٍ مِنْ صِدْقٍ

عظمتہ الناس

فَأَقْبَقَ أَيُّهَا السَّامِعُ مِنْ سَكَرَتِكَ، وَ اسْتَحْيَظَ مِنْ غَفْلَتِكَ، وَ اخْتَصِمَ مِنْ عَدْوَانِكَ  
وَ انْسَمِعَ الْفَيْكُورَ فَيَسْتَأْجِزُكَ عَلَى لِسَانِ النَّسِيِّ الْأَلْمَسِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
بِمَا لَا بُدَّ مِنْهُ وَ لَا يَحِيصُ عَنْهُ، وَ خَالِفَ مَنْ خَالَفَ ذَلِكَ إِلَى غَيْرِهِ، فَمَا  
وَ مَا رَضِيَ لِنَفْسِهِ، وَ ضَعَّ فَعْوَكُ، وَ أَحْطَطَ كِبْرَكَ، وَ أَذْكَرَ قَبْرَكَ، فَمَا  
تَمَسَّرَكَ، وَ كَمَا تَدْوِينُ ثَدَانُ، وَ كَمَا تَرْزَعُ تَحْضُدُ، وَ مَا قَدَّمْتَ لِيَوْمِ تَقْدِيرِكَ  
غَدَا، قَامَهُذَ لِسَدْمِكَ وَ قَدَّمَ لِيَوْمِكَ، فَالْحَذَرُ الْحَذَرُ أَيُّهَا الْمُسْتَمِعُ  
الْجَمْدُ أَيُّهَا الْعَاقِلُ! «وَ لَا تُشَبِّكَ مِثْلَ خَبِيرٍ»

إِنَّ مِنْ عَزَائِمِ اللَّهِ فِي الذِّكْرِ الْحَكِيمِ، الَّتِي عَلَيْهَا يُنْبِئُ وَ يُعَاقِبُ، وَ لَهَا يَرْضَى  
أَنَّهُ لَا يَنْفَعُ غَدَاً - وَ إِنِ اجْتَهَدَ نَفْسَهُ، وَ أَخْلَصَ فِعْلَهُ - أَنْ يَخْرُجَ مِنَ الدُّنْيَا لَوْ  
بِعِضَلَةٍ مِنْ هَذِهِ الْخِصَالِ لَمْ يُشَبَّ بِهَا، أَنْ يُشْرِكَ بِاللَّهِ فِيهَا أَفْتَرَضَ عَلَيْهِ مِنْ  
أَوْ يَنْشِئُ غَيْظَهُ بِهَلَاكِ نَفْسِهِ، أَوْ يَسْعُرَ بِأَمْرِ فَعَلَهُ غَيْرُهُ، أَوْ يَسْتَشْجِعُ  
النَّاسَ بِإِظْهَارِ بِدْعَةٍ فِي دِينِهِ، أَوْ يُلْقِيَ النَّاسَ بِسُؤْفَةٍ، أَوْ يَمْتَشِي فِيهِمْ  
أَعْقَلَ ذَلِكَ فَإِنَّ الْمَثَلَ دَلِيلٌ عَلَى شَيْءٍ

إِنَّ التَّهَانِمَ هَتَّهَا يُطَوِّئُهَا، وَ إِنِ السَّبَاعَ هَتَّهَا أَلْعَدُونَ عَلَى غَيْرِهَا، وَ إِنِ  
هَتَّهِنَّ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ الْقَسَادَةُ فِيهَا، إِنَّ الْمُؤْمِنِينَ مُسْتَكِينُونَ، إِنَّ  
مُسْتَفِقُونَ، إِنَّ الْمُؤْمِنِينَ خَائِفُونَ

و من خطبہ لہ

یذکر فیہا فضائل اہل البیت

وَ نَاطِرٌ قَلْبِ اللَّسِيبِ بِهِ يُبْصِرُ أَمَدَهُ، وَ يَسْرِفُ غَوْرَهُ وَ نَجْدَهُ  
دَعَا، وَ زَاغَ رَعْنُ، فَاسْتَجِيبُوا لِلسَّلَاةِ عِيسَى، وَ اتَّبِعُوا الرَّاعِي  
قَدْ خَاضُوا بِحَمَارِ الْفَيْقَنِ، وَ أَخَذُوا بِالسُّبْحِ دُونَ الشُّبْحِ

اچھو پاویوں کا سارا بہن  
دنیا کی زینت اور  
اس کی بارگاہ میں تر

من ندوہ ہے جو در  
نے والا دعوت دے  
کی آواز پر لبیک کہے



صاحب بصیرت دہکا ہے جو سنے تو غور بھی کرے اور دیکھے تو نگاہ بھی کرے اور پھر عبرتوں سے فائدہ حاصل کر کے اس  
دوروشن راستہ پر چل پڑے جس میں گمراہی کے گڑھے میں گرنے سے پرہیز کرے اور شبہات میں پڑ کر گمراہ نہ ہو جائے۔  
کے خلاف گمراہوں کی اس طرح مدد نہ کرے کہ حق کی راہ سے انحراف کر لے یا گھٹکیوں میں تحریف سے کام لے یا سچ بولنے  
اشکار ہو جائے۔

سری بات سننے والو! اپنی مدہوشی سے ہوش میں آ جاؤ اور اپنی غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ سامان دنیا مختصر کر لو اور ان  
نور و فکر کو جو تمہارے پاس پیغمبر اسی کی زبان مبارک سے آئی ہیں اور جن کا اختیار کرنا ضروری ہے اور ان سے کوئی  
بھی نہیں ہے۔ جو اس بات کی مخالفت کرے اس سے اختلاف کر کے دوسرے راستہ پر چل پڑو اور اسے اس کی مرضی  
دو۔ نخر و مباحات کو چھوڑ دو۔ تکبر کو ختم کر دو اور قبر کو یاد کر دو کہ اسی راستہ سے گزرنا ہے اور جیسا کرو گے ویسا ہی  
لے گا اور جیسا لو گے ویسا ہی کاٹنا ہے اور جو آج بھیج دیا ہے کل اسی کا سامنا کرنا ہے۔ اپنے قدموں کے لئے زمین  
راور اس دن کے لئے سامان پہلے سے بھیج دو۔ ہوشیار ہو شیاد اے سننے والو اور محنت، محنت اے غفلت والو!  
نہج جیسے باخبر کی طرح کوئی نہ بتائے گا۔“

یہو! قرآن مجید میں پروردگار کے مستحکم اصولوں میں جس پر ثواب و عذاب اور رضا و ناراضگی کا دار و مدار ہے۔ یہ بات  
کہ انسان اس دنیا میں کسی قدر محنت کیوں نہ کرے اور کتنا ہی مخلص کیوں نہ ہو جائے اگر دنیا سے نکل کر اللہ کی بارگاہ  
جائے اور درج ذیل خصلتوں سے تو بہ نہ کرے تو اسے یہ جدوجہد اور اخلاص عمل کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا ہے۔  
عبادت الہی میں کسی کو شریک قرار دے۔ اپنے نفس کی تسکین کے لئے کسی کو ہلاک کرے۔ ایک کے کام پر دوسروں  
لگا دے۔ دین میں کوئی بدعت ایجاد کر کے اس کے ذریعہ لوگوں سے فائدہ حاصل کرے۔ لوگوں کے سامنے  
پالیسی اختیار کرے۔ یاد و زبانوں کے ساتھ زندگی گزارے۔ اس حقیقت کو سمجھ لو کہ ہر شخص اپنی نظیر کی دلیل  
ہے۔

یقیناً جو پاپوں کا سارا ہدف ان کا پیٹ ہوتا ہے اور دوزخوں کا سارا نشانہ دوسروں پر ظلم ہوتا ہے اور عورتوں کا سارا  
دنگانی دنیا کی نریت اور فساد پر ہوتا ہے۔ لیکن صاحبان ایمان حضور و حضور رکھنے والے، خوف خدا رکھنے  
اور اس کی بارگاہ میں ترساں اور لرزاں رہتے ہیں۔

۱۵۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں فضائل اہلبیتؑ کا ذکر کیا گیا ہے)

مقلند وہ ہے جو دل کی آنکھوں سے اپنے انجام کار کو دیکھ لیتا ہے اور اس کے نشیب و فراز کو پہچان لیتا ہے۔  
بے نیلے والاد دعوت دے چکا ہے اور نگرانی کرنے والا نگرانی کا فرض ادا کر چکا ہے۔ اب تمہارا فریضہ ہے کہ دعوت  
اللہ کی آواز پر لبیک کہو اور نگران کے نقش قدم پر چل پڑو۔

الْمُؤْمِنُونَ، وَتَطَّقَ الضَّالُّونَ الْمَكْدُوبُونَ، تَحْسَنَ الشُّعَارُ وَالْأَضْحَابُ، وَالْحَسْرَةَ وَالْأَجْوَابُ،  
وَلَا تُؤْتِي التَّبِيثُ إِلَّا مِنْ أَوْبَاهَا، قَسَنَ أَتَاهَا مِنْ غَيْرِ أَوْبَاهَا سُمِّيَ سَارِقًا.  
منها: فِيهِمْ كَرَامَاتُ الْقُرْآنِ، وَهُمْ كُنُوزُ الرَّحْمَنِ، إِنْ تَطَقُوا صَدَقُوا، وَإِنْ صَسَمُوا  
لَمْ يُسَبِّتُوا، فَلْيَصْذُقْ زَائِدًا أَهْلَهُ، وَلْيَحْضِرْ عَقْلَهُ، وَلْيَكُنْ مِنَ أَسْنَامِ الْآخِرَةِ،  
فَسَائَهُ مِنْهَا قَدِيمٌ، وَإِلَيْهَا يَسْتَقَلِبُ، فَالْأَنْظُرُ بِالْقَلْبِ، الْعَامِلُ بِالنَّبْضِ، يَكُونُ  
مُسْتَبْدًا عَلَيْهِ أَنْ يَعْلَمَ: أَعْلَمَهُ عَلَيْهِ أَمْ لَهُ؟ فَإِنْ كَانَ لَهُ مَضَى فِيهِ، وَإِنْ كَانَ  
عَلَيْهِ وَقَفَ عَنْهُ، فَإِنَّ الْعَامِلُ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَالسَّائِرِ عَلَى غَيْرِ طَرِيقٍ، فَلَا يَزِيدُهُ  
بُعْدَهُ عَنِ الطَّرِيقِ الْوَاضِحِ إِلَّا بُعْدًا مِنْ حَاجَتِهِ، وَالْعَامِلُ بِالْعِلْمِ كَالسَّائِرِ  
عَلَى الطَّرِيقِ الْوَاضِحِ، فَلْيَنْظُرْ تَأْطُرًا: أَسَائِرٌ هُوَ أَمْ رَاجِعٌ؟  
وَاعْلَمْ أَنَّ لِكُلِّ ظَاهِرٍ بَاطِنًا عَلَى مِثَالِهِ، فَمَا طَابَ ظَاهِرُهُ طَابَ بَاطِنُهُ، وَمَا  
خَبِثَ ظَاهِرُهُ خَبِثَ بَاطِنُهُ، وَقَدْ قَالَ الرَّسُولُ الصَّادِقُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ -  
«إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ، وَيُبْغِضُ عَمَلَهُ، وَيُحِبُّ الْعَمَلَ وَيُبْغِضُ بَدَنَهُ».  
وَاعْلَمْ أَنَّ لِكُلِّ عَمَلٍ نَبَاتًا، وَكُلُّ نَبَاتٍ لَا غِنَى بِهِ عَنِ الْمَاءِ، وَالْمِيَاءُ مَحْتَلِفَةٌ،  
فَمَا طَابَ سَقِيئِهِ، طَابَ غَرْسُهُ وَحَلَّتْ ثَمَرَتُهُ، وَمَا خَبِثَ سَقِيئِهِ خَبِثَ غَرْسُهُ وَأَمْرَتْ ثَمَرَتُهُ.

100

و من خطبہ لہ ﴿۱۰۰﴾

بذکر نہا بدیع خلقۃ الخفاش

حمد اللہ و تتریبہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي ائْتَسَرَتِ الْأَوْصَافُ عَنْ كُنْهِهِ مَعْرِفَتِهِ، وَرَدَعَتْ عَظَمَتُهُ الْعُقُولَ،  
فَسَلَّمَ تَجَمُّدًا مَسَاغًا إِلَى بُلُوغِ غَايَةِ مَلَكُوتِهِ!  
هُوَ اللَّهُ الْمَسْقُ الْمَسِينُ، أَحَقُّ وَأَبْسِنُ بِمَا تَرَى السُّيُونَ، لَمْ تَبْلُغْهُ الْعُقُولُ  
بِاسْتَدْيَادِهِ فَيَكُونُ مُسْتَهْبَأً، وَلَمْ تَقْعْ عَلَيْهِ الْأَوْهَامُ بِاسْتَقْدِيرِهِ فَيَكُونَ مُسْتَلًّا،  
خَلَقَ الْخَلْقَ عَلَى غَيْرِ تَمَثُّلٍ، وَلَا مَشَوْرَةَ مُشِيرٍ، وَلَا مَسْعُوتَةَ وَشِعِينَ،  
فَسَمَّ خَلْقَهُ بِأَسْرِهِ، وَأَذْعَنَ لِبَطَاعَتِهِ، فَأَجَابَ وَلَمْ يُدَافِعْ، وَأَنْقَادًا

ہو اسے کہ ایک ضرورت عبادت ثقلین پر بھاری ہو جاتی ہے۔

شعار - جو پاس بدن سے متصل ہے

کرا لم - جمع کریم - شریف

انحسرت - عاجز ہو گئی ہیں

﴿۱۰۰﴾ اس مقام پر ابن ابی الحدید نے

رسول اکرم کی ۲۳ احادیث کا ذکر کیا

ہے جن میں مولائے کائنات کے مخصوص

فضائل و کمالات کا تذکرہ ہے تاکہ

ہر شخص کو یہ اعزاز ہو جائے کہ حضرت

کا اس طرح کا اعلان کسی غور اور تکبر

کی بنا پر نہیں ہے بلکہ ایک حقیقت کا

اظہار ہے جس کے بغیر آپ کی معرفت

مکن نہیں ہے اور معرفت کے بغیر قوم

آپ کے کمالات و علوم سے استفادہ

نہیں کر سکتی ہے۔

﴿۱۰۱﴾ انسان کے ظاہر و باطن کے ارتباط

کی بہترین مثال یہ ہے کہ ظاہر ہی عمل

کی جڑیں باطن میں ہوتی ہیں اور درخت

کو بار آور بنانے کے لئے جڑوں کو پانی

دیا جاتا ہے۔ اب اگر پانی صاف ہے

تو درخت بھی شاداب رہے گا اور

پھل بھی شیریں ہوں گے ورنہ درخت

بھی تباہ ہو جائے گا اور پھل بھی

تعمیر استعمال ہو جائیں گے

اعمال کی سیجائی ہمیشہ اخلاص

کے پانی سے ہوتی ہے اور اسی کے

اعتبار سے ان کی قدر و قیمت کا تعین

یہ  
ہوئے ہیں  
در  
میں اور ظا  
انجھ  
کہتے ہیں ا  
الئے اور  
ہے۔ یقیناً  
لئے مفید ہے  
الاعظیما  
میں کرنے ا  
ہے اور  
ہر جمیث  
ان اس کے  
یاد رکھ  
ہوئے ہ  
کوئی تپیدا

ساری

ہوئے ہ

وہ خدا

کا کردہ کسی ا

ہر اور کسی

ہر بلا تو قضا

یہ لوگ فتنوں کے دریاؤں میں ڈوب گئے ہیں اور صنت کو چھوڑ کر بدعتوں کو اختیار کر لیا ہے۔ مومنین گوشت و کنار میں دبے ہیں اور گمراہ اور افتراء پر دانا مصروف کلام ہیں۔

در حقیقت ہم اہلبیت ہی دین کے نشان اور اس کے ساتھی، اس کے احکام کے خزانہ دار اور اس کے دروازے اور ظاہر ہے کہ گھروں میں داخلہ دروازوں کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے ورنہ انسان چور کہا جائے گا۔

انہیں اہلبیت کے بارے میں قرآن کریم کی عظیم آیات ہیں اور یہی رحمان کے خزانہ دار ہیں۔ یہ جب بولتے ہیں تو سچ ہیں اور جب قدم آگے بڑھاتے ہیں تو کوئی ان پر سبقت نہیں لے جا سکتا ہے۔ ہر ذمہ دار قوم کا فرض ہے کہ اپنے قوم سے سچ لے اور اپنی عقل کو گم نہ ہونے دے اور فرزند ان آخرت میں شامل ہو جائے کہ ادھر وہی سے آیا ہے اور ادھر ہی پلٹ کر جانا یقیناً دل کی آنکھوں سے دیکھنے والے اور دیکھ کر عمل کرنے والے کے عمل کی ابتدا اس علم سے ہوتی ہے کہ اس کا عمل اس کے مفید ہے یا اس کے خلاف ہے۔ اگر مفید ہے تو اسی راستہ پر چلتا رہے اور اگر مفید ہے تو پھر جائے کہ علم کے بغیر عمل کرنے غلط پر راستہ پر چلنے والے کے مانند ہے کہ جس قدر راستہ طے کرتا جائے گا منزل سے دور تر ہوتا جائے گا اور علم کے ساتھ کرنے والا واضح راستہ پر چلنے کے مانند ہے۔ لہذا ہر آنکھ والے کو یہ دیکھ لینا چاہئے کہ وہ آگے بڑھ رہا ہے یا پیچھے ہٹ رہا ہے اور یاد رکھو کہ ہر ظاہر کے لئے اسی کا جیسا باطن بھی ہوتا ہے لہذا اگر ظاہر پاکیزہ ہو گا تو باطن بھی پاکیزہ ہو گا اور اگر باطن بھی ہو گا تو باطن بھی خبیث ہو جائے گا۔ رسول صادق نے سچ فرمایا ہے کہ "اللہ کبھی کبھی کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے اس کے عمل سے بیزار ہوتا ہے اور کبھی عمل کو دوست رکھتا ہے اور خود اسی سے بیزار رہتا ہے۔"

یاد رکھو کہ ہر عمل سبزہ کی طرح کرنے والا ہوتا ہے اور سبزہ پانی سے بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے اور پانی بھی طرح طرح ہوتے ہیں لہذا اگر سببائی پاکیزہ پانی سے ہوگی تو پیداوار بھی پاکیزہ ہوگی اور پھل بھی شیریں ہوگا اور اگر سببائی ہی غلط یا پیداوار بھی خبیث ہوگی اور پھل بھی کڑے ہوں گے۔

۱۵۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں چمگادڑ کی عجیب و غریب خلقت کا ذکر کیا گیا ہے)

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس کی معرفت کی گہرائیوں سے ادھات عاجز ہیں اور جس کی عظمتوں نے عقلوں کو آگے سے روک دیا ہے تو اب اس کی سلطنتوں کی حدود تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں رہ گیا ہے۔

وہ خولے برحق و آشکار ہے۔ اس سے زیادہ ثابت اور واضح ہے جو آنکھوں کے مشاہدہ میں آجاتا ہے۔ عقلمیں اس کی حد بندی نہیں کر سکتے اور وہ کسی کی شبیہ قرار سے دیا جائے اور خیالات اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے ہیں کہ وہ کسی کی مثال بنا دیا جائے۔ اس نے مخلوقات کو بغیر کسی اور کسی شیر کے مشورہ یا مددگار کی مدد کے بنا لیا ہے۔ اس کی تخلیق اس کے امر سے تکمیل ہوئی ہے اور پھر اسی کی اطاعت کے لئے سب سجدہ و اتواقت اس کی آواز پر تیک کہتی ہے اور بغیر کسی اختلاف کے اس کے سامنے سرنگوں ہوتی ہے۔

وَلَمْ يَنزَعِ

خلقۃ الخفا

وَمِنْ لَطَائِفِ صَنَعَتِهِ، وَعَجَائِبِ خَلْقَتِهِ، مَا أَرَاتْنَا مِنْ غَوَامِضِ الْحِكْمَةِ فِي هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ الَّتِي يَتَقَبَّضُ الضِّيَاءُ الْبَاسِطُ لِكُلِّ شَيْءٍ، وَ يَبْسُطُهَا الظُّلَامُ الْقَائِضُ لِكُلِّ حَيٍّ، وَ كَيْفَ عَشِيَتْ أُعْيُنُهَا عَنِ أَنْ تَشْتَدَّ مِنَ الشَّمْسِ الْمُضِيئَةِ نُورًا تَهْتَدِي بِهِ فِي مَذَاهِبِهَا، وَ تَحْتَلِبُ بِغَلَابَتِهِ بُرْهَانَ الشَّمْسِ إِلَى مَعَارِفِهَا، وَ زَدَعَهَا بِتَلَاوُحِ ضِيَائِهَا عَنِ الْمُضِيِّ فِي سُحُبَاتِ إِشْرَاقِهَا، وَ أَكْثَبَهَا فِي مَكَامِهَا عَنِ الذَّهَابِ فِي بُلُجِ انْتِلَاقِهَا، فَهِيَ مُنْدَلَّةُ الْجُفُونِ بِالنَّهَارِ عَلَى حِدَاقِهَا، وَ جَاعِلَةٌ اللَّيْلِ سِرَاجًا تَسْتَدِلُّ بِهِ فِي التَّيَمَّاسِ أَرْزَاقِهَا، فَلَا يَرُدُّ أَبْصَارَهَا بِإِنْدَافِ ظُلْمَتِهِ، وَ لَا تَمْتَشِعُ مِنَ الْمُضِيِّ فِيهِ لِيَسْتَقِيَ دُجُثِيهِ، فَإِذَا أَلْفَتِ الشَّمْسُ فَنَاعَهَا، وَ بَدَتْ أَوْضَاعُ نَهَارِهَا، وَ دَخَلَ مِنَ إِشْرَاقِ نُورِهَا عَلَى الضُّبَابِ فِي وَجَارِهَا، أَطْبَقَتِ الْأَجْفَانَ عَلَى مَا قَبِهَا، وَ تَبَلَّغَتْ بِمَا أَكْتَسَبَتْهُ مِنَ الْمَغَاسِ فِي ظَلَمِ لَيْلِهَا، فَسُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ اللَّيْلَ لَهَا نَهَارًا وَ مَعَاشًا وَ النَّهَارَ سَكْنًا وَ قَرَارًا، وَ جَعَلَ لَهَا أُجْنِبَةً مِنْ لَحْمِهَا تَعْرُجُ بِهَا عِنْدَ الْحَاجَةِ إِلَى الطَّيْرِانِ، كَأَنَّهَا سَطَّابَا الْأَذَانِ، غَيْرَ ذَوَاتِ رِيحٍ وَ لَا قَصَبٍ، إِلَّا أَنَّكَ تَرَى مَوَاضِعَ الْمُرُوقِ بَيِّنَةً أَعْلَامًا، لَهَا جَنَاحَانِ لَهَا سِرْقًا فَيَسْتَقْفَا، وَ لَمْ يَغْلُظَا فَيَسْتَقْفَلَا، تَطِيرُ وَ وَلَدُهَا لَا حِسَابَ لَهَا لَأَجْسَاءِ السَّنَاءِ، يَسْمَعُ إِذَا وَقَعَتْ، وَ يَرْتَفِعُ إِذَا أَرْتَفَعَتْ، وَ لَا يُفَارِقُهَا حَتَّى تَشْتَدَّ أَرْكَانُهُ، وَ يَحْمِلُهُ لِسُلْهُوِ جَنَاحِهِ، وَ يَعْرِفُ مَذَاهِبَ عَيْشِهِ، وَ تَصَالِحُ نَفْسِهِ فَسُبْحَانَ الْبَارِيءِ لِكُلِّ شَيْءٍ، عَلَى غَيْرِ مِثَالٍ خَلَا مِنْ غَيْرِهِ!

۱۵۶

و من كلامه له

خاطب به أهل البصرة على جهة اقتصاص الملاحم  
 قَسْنِ اسْتَطَاعَ عِنْدَ ذَلِكَ أَنْ يَسْتَقْبَلَ نَفْسَهُ عَلَى اللَّهِ، عَزَّ وَجَلَّ، فَلْيَقْتُلْ فَإِنْ  
 أَطَعْتُمُونِي قَسَائِي حَامِلِكُمْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَلَى سَبِيلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَتْ ذَا مَسْقَبَةٍ  
 سَدِيدَةٍ وَ مَذَاقَةٍ سَرِيرَةٍ  
 وَأَمَّا فَلَانَةٌ فَأَذْرِكُهَا رَأْيِي النَّسَاءِ، وَ حِضْفَرُ غَلَا فِي صَدْرِهَا كَسِرْجَانِ

کیا ہے  
 اس کی  
 روشنی  
 سے  
 میں اد  
 میں آ  
 چہرہ  
 رات  
 وسیلہ  
 وقت  
 رگوں  
 اتنے غا  
 نیچے آ  
 اس کے  
 مصلحت  
 کسی دا

اگر تم  
 میں لوہار

اے اس لفظ  
 ہے ایک  
 کا اس کے  
 حضرت

عشا - اندھاپن  
 سجات - درجات  
 اخلاق - چک دک  
 کبج - ضو  
 اسدت - تاریکی ہوگئی  
 وجہ - ظلت  
 اوضاح - وضوح - سفید صبح  
 ضباب - بخار  
 و چار - سوراخ  
 مان - صبح آن - گوش چشم  
 تبلفت - آتھار کیا  
 شظایا - جمع فطیہ - غلات  
 قصبہ - عمود  
 اعلام - نشان  
 خلاصن غیرہ - سب سے آگے بڑھ گیا  
 مہل - پتیل  
 عظمت و کبریا پروردگار کا  
 اندازہ کرنا ہے تو پہلے اس قدر  
 ضعیف اور کمزور مخلوق کی عظمت کا  
 ادراک کرنا ہوگا تاکہ اس کے تسلسل  
 سے مزید مخلوقات کی صنعت کا اندازہ  
 کیا جاسکے اور اس اعتبار سے جلالت  
 خان کا اعتراف کیا جاسکے۔

مصادر خطبہ ۱۵۵۱ احتجاج طبرسی ۳۲۶، کنز العمال ۸ ص ۳۱۵، مستحب کنز العمال ۱ ص ۳۱۵، تلخیص الشافی ۳۲۶، مختصر بصائر الدرجات ۱۱۵، بحار الانوار باب الفتن، الجاسس سفیہ ص ۱۱۱، تحف العقول ص ۱۰۹، کتاب سلیم بن قیس ص ۳

اس کی لطیف ترین صنعت اور عجیب ترین خلقت کا ایک نمونہ ہے جو اس نے اپنی دقیق ترین حکمت سے چمکا در کی تخلیق میں پیش ہے کہ جسے ہر شے کو وسعت دینے والی روشنی بیکسر دیتی ہے اور ہر زندہ کو سکیر دینے والی تاریکی وسعت عطا کر دیتی ہے۔ کس طرح کی آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہیں کہ روشن آفتاب کی شعاعوں سے مدد حاصل کر کے اپنے راستے طے کر سکے اور کھلی ہوئی آفتاب کی روشنی کے ذریعہ اپنی جانی منزلوں تک پہنچ سکے۔ فوراً آفتاب نے اپنی چمک دمک کے ذریعہ اسے روشنی کے طبقات میں آگے بڑھنے سے روک دیا ہے اور روشنی کے اچالے میں آنے سے روک کر خفی مقامات پر چھپا دیا ہے۔ دن میں اس کی پلکیں آنکھوں پر لٹک آتی ہیں اور رات کو چراغ بنا کر وہ تلاش رزق میں نکل پڑتی ہے۔ اس کی نگاہوں کو رات کی تاریکی نہیں پلٹا سکتی ہے اور اس کو راستہ مانا آگے بڑھنے سے شدید ظلمت بھی نہیں روک سکتی ہے۔ اس کے بعد جب آفتاب اپنے نقاب کو الٹ دیتا ہے اور دن کا روشن ہرہ سامنے آجاتا ہے اور آفتاب کی کرنیں بخو کے سوراخ تک پہنچ جاتی ہیں تو اس کی پلکیں آنکھوں پر لٹک آتی ہیں اور جو کچھ اس کی تاریکیوں میں حاصل کر لیا ہے اسی پر گزارا شروع کر دیتی ہے۔ کیا کہنا اس معبود کا جس نے اس کے لئے رات کو دن اور دن کو رات بنا دیا ہے اور دن کو وجہ سکون و قرار مقرر کر دیا ہے اور پھر اس کے لئے ایسے گوشت کے پرنیادے ہیں جس کے ذریعہ اس کی ضرورت پرواز بھی کر سکتی ہے۔ گویا کہ یہ کان کی لویں ہیں جن میں نہ پڑیں اور نہ کریاں مگر اس کے باوجود تم دیکھو گے کہ لوں کی جھگوں کے نشانات بالکل واضح ہیں اور اس کے ایسے دو پرنے ہیں جو نہ اتنے باریک ہیں کہ پھٹ جائیں اور نہ اتنے غلیظ ہیں کہ پرواز میں زحمت ہو۔ اس کی پرواز کی شان یہ ہے کہ اپنے بچہ کو ساتھ لے کر سینے سے لگا کر پرواز کرتی ہے۔ جب بچہ اترتی ہے تو بچہ ساتھ ہوتا ہے اور جب اوپر اڑتی ہے تو بچہ ہمراہ ہوتا ہے اور اس وقت تک اس سے الگ نہیں ہوتا ہے جب تک اس کے اعضاء مضبوط نہ ہو جائیں اور اس کے پر اس کا بوجھ اٹھانے کے قابل نہ ہو جائیں اور وہ اپنے رزق کے راستوں اور صلحتوں کو خود پہچان نہ لے۔ پاک و بے نیاز ہے وہ ہر شے کا پیدا کرنے والا جس نے کسی ایسی مثال کا سہارا نہیں لیا جو اس کا دوسرے سے حاصل کی گئی ہو۔

۱۵۶۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں اہل بصرہ سے خطاب کر کے انھیں حوادث سے باخبر کیا گیا ہے)

ایسے وقت میں اگر کوئی شخص اپنے نفس کو صرف خدا تک محدود رکھنے کی طاقت رکھتا ہے تو اسے ایسا ہی کرنا چاہئے پھر تو تم میری اطاعت کرو گے تو میں تمہیں انشاء اللہ جنت کے راستے پر چلاؤں گا چاہے اس میں کتنی ہی زحمت اور تلخی کیوں نہ ہو۔  
 رہ گئی فلاں خاتون کی بات تو ان پر عورتوں کی جذباتی رائے کا اثر ہو گیا ہے اور اس کیلئے اثر کر دیا ہے جو ان کے سینے کو لہار کے کڑھاؤ کی طرح کھول رہا ہے۔

اس لفظ سے مراد سلم طور پر حضرت عائشہ کی ذات ہے لیکن آپ نے انھیں نام کے ساتھ قابل ذکر نہیں قرار دیا ہے اور ان کی دو عظیم کمزوریوں کی طرف توجہ کیا ہے۔ ایک یہ ہے کہ ان میں عام عورتوں کی جذباتی کمزوری پائی جاتی ہے جو اکثر احکام دین اور مرضی پروردگار پر غالب آجاتی ہے جب کہ ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند تر ہونا چاہئے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ان کے دل میں کینہ پایا جاتا ہے کہ ان کے بارے میں رسول اکرم کے وہ ارشادات نہیں ہیں جو ان کے بارے میں ہیں اور انھیں قدرت نے قابل اولاد بنا کر نسل علی کو نسل پیغمبر بنا دیا ہے۔!

فقین - لوہار

مقصر - نزل

مترقبین - تیز رفتار

شخصوا - پیٹے گئے

اجداث - قبریں

مصائر الغایات - آخری انجام

نفع العطش - پیاس بچھ گئی

یستعقب - مطاہر رضامندی

اخلفہ - پرانا بنا دیا

ولوح السبع - بات کا کان بن چل ہوا

حیزت - بچھ سے محفوظ کر لی گئی -

ایسیر المؤمنین کا کمال کر دیا ہے

کہ آپ کے اعمال پر جذبہ بائیت کا

غلبہ نہیں ہوتا ہے اور ہر قدم ام

نباہت درجہ متوازن اور احکام الہیہ

کے مطابق ہوتا ہے - آپ نے اس

نکتہ کی طرف اشارہ کرنا چاہا ہے کہ

عائشہ کی ایک نسبت پیغمبر اکرم کی طرف

ہے لہذا جس سلسلہ کا بھی پیغمبر اسلام

سے تعلق ہوگا اس کے اعتبار سے ان کا

احترام ہر حال کیا جائے گا - لیکن

یہ بات انہیں خدائی محاسبہ سے محفوظ

نہیں بنا سکتی ہے اور ان کے اقدامات

کو تنقید و تبصرہ سے بالا تر قرار دے سکتی

ہے -

اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے ان کے

عقیدہ و کردار کی کوری کی بنا پر ان سے جہاد کیا اور ان کی نسبت رسول اکرم کی بنا پر انہیں احرام کے ساتھ مدینہ واپس کر دیا کہ آپ کا مقام

ہے یہ ان جنگ نہیں ہے -

۵۲ اس مقام پر حضرت نے قرآن مجید کے دس صفات کا ذکر فرمایا ہے اور ہر صفت عظمت قرآن کو پہچاننے کا بہترین وسیلہ ہے جس پر وقت

ساتھ نظر کرنی چاہئے -

الْقَيْنِ، وَلَوْ دُعِيَتْ لِسَالٍ مِنْ غَيْرِي مَا أَتَيْتُ إِلَيْكَ، لَمْ تَفْعَلْ، وَهَذَا يَسْتَدْرِكُ حُزْمَتَهَا الْأُولَى، وَالْحِسَابُ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى.

وصف الایمان

منه: سَبِيلُ أَيْلَاجِ الْمُنْهَاجِ، أَسْوَرُ السَّرَاجِ، قِبَالَ الْإِيمَانِ يُسْتَدَلُّ عَلَى الصَّالِحَاتِ، وَبِالصَّالِحَاتِ يُسْتَدَلُّ عَلَى الْإِيمَانِ، وَبِالْإِيمَانِ يُعْمَرُ الْعِلْمُ، وَبِالْعِلْمِ يُرْمَى مَرْمِي الْمَوْتِ، وَبِالْمَوْتِ تُحْمَرُ الدُّنْيَا، وَبِالدُّنْيَا تُحْمَرُ الْآخِرَةُ، وَبِالْقِيَامَةِ تُرْفَعُ الْحَسَنَةُ، «وَتُسَبَّرُ الْجَحِيمُ لِلنَّارِيِّينَ»، وَإِنَّ الْخَلْقَ لَا مَقْصَرَ لَهُمْ عَنِ الْقِيَامَةِ، مُرْقِلِينَ فِي مِضْمَارِهَا إِلَى الْغَايَةِ الْقَضْوَى.

حال اہل القبور فی القیامہ

منه: قَدْ شَخَّصُوا مِنْ مُسْتَعْرِ الْأَجْدَاتِ، وَصَارُوا إِلَى مَصَائِرِ الْغَايَاتِ، لِكُلِّ دَارٍ أَهْلُهَا لَا يَسْتَبْدِلُونَ بِهَا وَلَا يَنْقَلِبُونَ عَنْهَا. وَإِنَّ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ، لِحُلُقَانِ مِنْ خُلُقِي اللَّهِ سُبْحَانَهُ، وَإِنَّهُمَا لَا يُفَرِّقَانِ مِنْ أَجَلٍ، وَلَا يَنْقُصَانِ مِنْ رِزْقٍ، وَعَلَيْكُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ، «فَأِنَّهُ الْحَسْبُ الْكَلْبِيُّ، وَالسُّورُ الْمِيْنُ»، وَالشَّفَاءُ الشَّافِعِ، وَالرِّبِّيُّ النَّاسِغِ، وَالْعِصْمَةُ لِلْمُتَمَسِّكِ، وَالنَّجَاةُ لِلْمُتَعَلِّقِ، لَا يَفْجُجُ قِيَامًا، وَلَا يَنْزِعُ قِيَامَتًا، «وَلَا تُخَلِّقُهُ كَثْرَةُ الرَّدِّ»، وَوُلُوجُ السُّعْبِ، «مَنْ قَالَ بِهَ صَدَقَ، وَمَنْ عَمِلَ بِهَ سَبَّحَ».

وقام اليه رجل فقال: يا أمير المؤمنين، أخبرنا عن الفتنة، وهل سألت

رسول الله صلى الله عليه وآله - عنها؟ فقال ﴿بلى﴾:

إِنَّهُ لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ، قَوْلُهُ: «الْمُ أَحْسِبَ النَّاسَ أَنْ يَتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ» عَلِمْتُ أَنَّ الْفِتْنَةَ لَا تَنْزِلُ بِنَا وَرَسُولِ اللَّهِ ﴿بلى﴾ بَيْنَ أَظْهُرِنَا، فَسَأَلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا هَذِهِ الْفِتْنَةُ الَّتِي أَخْبَرَكَ اللَّهُ تَعَالَى بِهَا؟ فَقَالَ: «يَا عَلِيُّ، إِنَّ أُمَّتِي سَيُفْتَنُونَ مِنْ بَعْدِي»، فَسَأَلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَوْ لَيْسَ قَدْ قُلْتَ لِي يَوْمَ أُحُدٍ حَيْثُ أَشْتَهِدُ مِنْ أَشْتَهِدُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَحَيْرَتٌ عَنِّي الشَّهَادَةُ، فَسَأَلْتُ ذَلِكَ عَلِيَّ، فَقُلْتُ لِي: «أَبِئْسَ قِسْمٌ الشَّهَادَةُ مِنْ وَرَائِكَ؟» فَقَالَ لِي: «إِنَّ ذَلِكَ لَكَذَلِكَ، فَكَيْفَ صَبْرُكَ إِذْ؟» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَيْسَ هَذَا مِنْ مَوَاطِنِ الصَّبْرِ، وَلَكِنْ مِنْ مَوَاطِنِ الْبِشْرَى

انہیں ا  
اور ان کا  
ایمان  
دیکھتے  
ہرگز نہیں  
دیا جائے  
ایک  
دیکھتے ہیں  
یقیناً  
ہرگز نہیں  
دیا جائے  
اس کی تائید  
اس  
دیکھ دیا  
انہیں  
ال کیا کر  
نے عرض  
یہ سخت آ  
اس وقت  
اس فقرہ کو  
ان سے  
ہرگز نہیں  
دیا جائے  
ایمان  
دیکھتے ہیں  
ایک

میں اگر میرے علاوہ کسی اور کے ساتھ اس بڑاؤ کی دعوت دی جاتی تو کبھی نہ آتیں لیکن اس کے بعد بھی مجھے ان کی سابقہ حرمت کا خیال  
ان کا حساب بہر حال پروردگار کے ذمہ ہے (۷۰)

ایمان کا راستہ بالکل واضح اور اس کا پورا عمل طور پر ذرا نشان ہے۔ ایمان ہی کے ذریعہ نیکوں کا راستہ حاصل کیا جاتا ہے اور نیکوں ہی  
سے ایمان کی پہچان ہوتی ہے۔ ایمان سے علم کی دنیا آباد ہوتی ہے اور علم سے موت کا خوف حاصل ہوتا ہے اور موت ہی پر دنیا کا  
ہے اور دنیا ہی کے ذریعہ آخرت حاصل کی جاتی ہے اور آخرت ہی میں جنت کو قریب کر دیا جائے گا اور جہنم کو گراہوں کے لئے بالکل نمایاں  
کئے گا۔ مخلوقات کے لئے قیامت سے پہلے کوئی منزل نہیں ہے۔ انھیں اس میدان میں آخری منزل کی طرف بہر حال دوڑ لگانا ہے۔  
(ایک دوسرا حصہ) وہ اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی آخری منزل کی طرف چل پڑے۔ ہر گھر کے اپنے اہل ہوتے ہیں جو گھر  
لے ہیں اور اس سے منتقل ہو سکتے ہیں۔

یقیناً امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یہ دو خدائی اخلاق ہیں اور یہ نہ کسی کی موت کو قریب بناتے ہیں اور نہ کسی کی روزی کو کم کرتے ہیں تمھارا  
کے کتاب خدا سے وابستہ رہو کہ وہی مضبوط رسیاں ہر ایت اور روشن ذرا لہی ہے۔ اسی میں منفعت بخش شفا ہے اور اسی میں پیاس  
سے والی سیرانی ہے۔ وہی تمک کرنے والوں کے لئے وسیلہ عصمت کر دار ہے اور وہی رابطہ رکھنے والوں کے لئے ذریعہ نجات ہے۔ اسی  
کی نہیں ہے جسے میدھا کیا جائے اور اسی میں کوئی انحراف نہیں ہے جسے درست کیا جائے۔ مسلسل تکرار سے پرانا نہیں کر سکتی ہے اور برابر سننے  
کی تازگی میں فرق نہیں آتا ہے۔ جو اس کے ذریعہ کلام کریگا وہ سچا ہوگا اور جو اس کے مطابق عمل کریگا وہ سبقت لے جائے گا (۷۱)

اس درمیان ایک شخص کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا یا امیر المؤمنین ذرا فتنہ کے بارے میں بتلائیے؟ کیا آپ نے اس سلسلہ میں رسول اکرم  
دریافت کیا ہے؟ فرمایا جس وقت آیت شریفہ نازل ہوئی "کیا لوگوں کا خیال ہے کہ انھیں ایمان کے دعویٰ ہی پر چھوڑ دیا جائیگا  
میں فتنہ میں مبتلا نہیں کیا جائے گا" تو ہمیں اندازہ ہو گیا کہ جب تک رسول اکرم موجود ہیں فتنہ کا کوئی اندیشہ نہیں ہے لہذا میں نے  
کیا کہ یا رسول اللہ یہ فتنہ کیسے جس کی پروردگار نے آپ کو اطلاع دی ہے؟ فرمایا یا علی! یہ امت میرے بعد فتنہ میں مبتلا ہوگی  
عرض کی کیا آپ نے احد کے دن جب کچھ مسلمان راہِ خدا میں شہید ہو گئے اور مجھے شہادت کا موقع نصیب نہیں ہوا اور مجھے یہ  
فتنہ تکلیف دہ محسوس ہوئی۔ تو کیا یہ نہیں فرمایا تھا کہ یا علی! ایشارت ہو۔ شہادت تمھارے پیچھے آرہی ہے؟ فرمایا بے شک!  
اس وقت تمھارا صبر کیسا ہوگا؟ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ ڈھبر کا موقع نہیں ہے بلکہ مسرت اور شکر کا موقع ہے۔

مذکورہ کو دیکھنے کے بعد کوئی شخص ایمان و عمل کے رابطہ کو نظر انداز نہیں کر سکتا ہے اور نہ ایمان کو عمل سے بے نیاز بنا سکتا ہے۔  
ایمان سے لیکر آخرت تک اتنا حسین تسلسل کسی دوسرے انسان کے کلام میں نظر نہیں آسکتا ہے اور یہ مولائے کائنات کی اعجاز بیانی کا ایک  
نمونہ ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں پیدا ہونے والے ہر شیطانی و مومرہ کا جواب ان کلمات میں موجود ہے اور ان دونوں کی عظمت کے لئے اتنا ہی کافی  
ان کاموں میں الگ بھی بندوں کے ساتھ شریک ہے بلکہ اس نے پہلے امر و نہی کیا ہے۔ اس کے بعد بندوں کو امر و نہی کا حکم دیا ہے۔  
ہے اس کل ایمان کا درجہ زندگی کو بہن اور مقصد نہیں بلکہ وسیلہ خیرات تصور کرتا ہے اور جب یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ زندگی کی قربانی ہی تمام خیرات  
کا مصدر ہے تو اس قربانی کے نام پر سجدہ شکر کرتا ہے اور لفظ صبر و تحمل کو برداشت نہیں کرتا ہے۔

رصد - نگران

رتاج - بڑا دروازہ

منزل و صدقہ - قبر

صیحر - ندائے آسمانی

زاحت - درہوگے

ہجرت - نیند

مبسم - حکم

بیت مدردور - شہری اور دیہاتی

کانات

ترجہ - رنج و الم

اصفیتم - اپنے لئے مخصوص کریا۔

قرآن مجید کے سحرات میں سے

ایک سحرہ یہ بھی ہے کہ اس میں ماضی

کے اخبار بھی ہیں اور مستقبل کی پیش گوئی

بھی لیکن ماضی کی کوئی خیر غلطی ہے اور

مستقبل کی کوئی پیشین گوئی اب تک

غلط ثابت ہو سکی ہے

یہ اور بات ہے کہ اس اعجاز

کا دار و مدار اس کے الفاظ کی صحیح

تعمانی پر ہے اور یہ ہر شخص کے بس

کی بات نہیں ہے۔ اس کے لئے جرت

اور امانت کا علم درکار ہے اور مالک

کانات کی طرف سے مخصوص تعلیم اور

تائید کی ضرورت ہے جس کے بغیر ایسے

علم کا کوئی امکان نہیں ہے

عِبَادَ اللَّهِ، أَحْذَرُوا يَوْمًا تُفْخَصُ فِيهِ الْأَعْمَالُ، وَتُكْتَبُ فِيهِ الرِّزْوَالُ، وَتُنشِبُ فِيهِ الْأَطْفَالُ،  
 أَعْلَمُوا، عِبَادَ اللَّهِ أَنَّ عَلَيْكُمْ رِصْدًا مِنْ أَنْفُسِكُمْ، وَعِينًا مِنْ جَوَارِحِكُمْ،  
 وَحِفَاطَ صِدْقِي يَحْفَظُونَ أَعْمَالَكُمْ، وَعَدَّةَ أَنْفُسِكُمْ، لَا تَشْتَرِكُمْ مِنْهُمْ  
 طَلْمَةَ نَيْلٍ دَاجٍ، وَلَا يُكِنُّكُمْ مِنْهُمْ بَابُ دُورِ رَتَاجٍ، وَإِنْ عَدَا مِنْ النَّيْزِمِ قَرِيبٌ،  
 يَذْهَبُ النَّيْزِمُ بِمَا فِيهِ، وَبِئْسَ الْعَدُوُّ لِحَقَائِبِهِ، فَكَأَنَّ كُلَّ أَمْرِيءٍ مِنْكُمْ قَدْ  
 بَلَغَ مِنَ الْأَرْضِ مَسْزُولَ وَحْدَتِيهِ، وَتَحَطَّ (عَطَّ) حُفْرَتِيهِ، فَبِئْسَ لَهُ مِنْ بَيْتٍ وَحْدَةٍ،  
 وَمَسْزُولٍ وَحَشِيَّةٍ، وَمُسْفُودٍ (مَقْر) غُرْبَةٍ، وَكَأَنَّ الصَّيْحَةَ قَدْ أَتَتْكُمْ، وَالسَّاعَةَ قَدْ  
 غَشِيَتْكُمْ، وَبَسْرَرْتُمْ لِغَطْلِ الْقَطَاءِ، قَدْ رَاحَتْ عَنْكُمْ الْأَبْطِيلُ، وَأَضْمَحَلَّتْ  
 عَنْكُمْ الْعِلَلُ، وَأَسْتَحَقَّتْ بِكُمْ الْحَقَائِقُ، وَصَدَرَتْ بِكُمْ الْأُمُورُ مُصَادِرَةً،  
 فَاتَّعَطُوا بِالْعَبْرِ، وَأَعْتَبُوا بِالْغَيْرِ (الغيرة)، وَأَنْتَفَعُوا بِالْأَنْذَرِ.

۱۵۸

## و من خطبہ لہ ﴿۱۵۸﴾

بینہ فیہا علی فضل الرسول الأعظم، و فضل القرآن، ثم حال دولة بنی أمیة

## النبي والقرآن

أَرْسَلَهُ عَلَيَّ جِبِينَ فَمَرَّةٍ مِنَ الرُّسُلِ، وَ طُولِ هَجْعَةٍ مِنَ الْأُمَمِ، وَ اتِّفَاقِ  
 مِنَ الْمَسْرَمِ، فَجَاءَهُمْ بِصَدِيقِي الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ، وَالشُّورِ الْمُقْتَدِي بِهِ،  
 ذَلِكَ الْقُرْآنُ فَاسْتَنْطِقُوهُ، وَكُنْ يَسْطِقُ، وَلَكِنْ أَخْبِرْكُمْ عَنْهُ: أَلَا إِنَّ فِيهِ  
 عَلِمَ مَا يَأْتِي، وَالْمَسْدِيثَ عَنِ الْمَاضِي، وَ دَوَاءَ دَائِكُمْ، وَ نَظْمَ مَا بَيْنَكُمْ.

## دولة بنی أمیة

و سنها، فَعِدَّةَ ذَلِكَ لَا يَبْقَى نَيْزِمٌ مَدِيرٌ وَلَا وَبَسٌّ إِلَّا وَأَدْخَلَهُ الظَّلْمَةُ تَرْجَحَةً، وَأَوَّلَمُوا  
 فِيهِ نِقْمَةً، فَتَيَوْمِيذٍ لَا يَبْقَى لَكُمْ فِي السَّمَاءِ عَازِرٌ، وَلَا فِي الْأَرْضِ نَاصِرٌ، أَصْفَيْتُمْ  
 بِالْأَمْرِ غَيْرَ أَهْلِيهِ، وَأَوْرَدْتُمُوهُ غَيْرَ مَسُودِيهِ، وَ سَيِّئْتُمْ اللَّهَ بِمَنْ ظَلَمَ، مَا كَلَّأَ بِمَا كَلَّ،

مصادر خطبہ ۱۵۸، نایب ابن ایشرا ص ۲ ص ۱۶۵، ۶ ص ۲۱۶، روضہ کافی ص ۱۰۸، ارشاد مفید ص ۱۱۶ بحار الانوار ۸ ص ۶۶

ہم کو  
 تاریخ  
 آ

منزل ادا  
 کی ہے  
 تم ہو  
 کر لوں۔

اللہ

کے لئے  
 اور یہ

طرحے  
 اور

ہو جائے۔  
 اور

مالک کانات

اور عن عام  
 سان کل طور

کے لئے  
 ہے

ہو جائے  
 اور



بندگانِ خدا! اس دن سے ڈرو جب اعمال کی جانچ پڑتال کی جائے گی اور زلزلوں کی بہتات ہوگی کہ بچے تک بوڑھے ہو جائیں گے۔ یاد رکھو اسے بندگانِ خدا! کہ تم پر تمہارے ہی نفس کو نگرنا بنایا گیا ہے اور تمہارے اعضاء و جوارح تمہارے لئے جاسوسوں کا کام کر رہے ہیں اور کچھ بہترین محافظ ہیں جو تمہارے اعمال اور تمہاری سانسوں کی حفاظت کر رہے ہیں۔ ان سے نہ کسی تاریک رات کی تاریکی چھپا سکتی ہے اور نہ بند دروازے ان سے اوجھل بنا سکتے ہیں۔ اور کل آنے والا دن آج سے بہت قریب ہے۔

آج کا دن اپنا ساز و سامان لے کر چلا جائے گا اور کل کا دن اس کے پیچھے آ رہا ہے۔ گویا ہر شخص زمین میں اپنی تنہائی کی منزل اور گڑھے کے نشان تک پہنچ چکا ہے۔ ہائے وہ تنہائی کا گھر۔ وحشت کی منزل اور غربت کا مکان۔ گویا کہ آواز تم تک پہنچ چکی ہے اور قیامت تمہیں اپنے گھرے میں لے چکی ہے اور تمہیں آخری فیصلہ کے لئے قبروں سے نکالا جا چکا ہے۔ جہاں تمام باطل باتیں ختم ہو چکی ہیں اور تمام جیلے بہلنے کز در پڑ چکے ہیں، حقائق ثابت ہو چکے ہیں اور اور پلٹ کر اپنی منزل پر آگئے ہیں۔ لہذا منزلوں سے نصیحت حاصل کرو۔ تغیراتِ زمانہ سے عبرت کا سامان فراہم کرو اور پھر ڈرانے والے کی نصیحت سے فائدہ اٹھاؤ۔

۱۵۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں رسول اکرمؐ کی بعثت اور قرآن کی فضیلت کے ساتھ بنی امیہ کی حکومت کا ذکر کیا گیا ہے)

اللہ نے پیغمبر کو اس وقت بھیجا جب رسولوں کا سلسلہ رکا ہوا تھا اور توہین گہری زمین میں مبتلا تھیں اور دین کی مستحکم رسی کے بل کھل چکے تھے۔ آپ نے آکر پہلے والوں کی تعددین کی اور وہ نور پیش کیا جس کی اقتدا کی جائے اور وہ ہی قرآن ہے۔ اسے بجا کر لکھو اور یہ خود نہیں بولنے گا۔ میں اس کی طرف سے ترجمانی کروں گا۔ یاد رکھو کہ اس میں مستقبل کا علم ہے اور ماضی کی داستان ہے۔

مبارک دردی دہا ہے اور تمہارے امور کی تنظیم کا سامان ہے (۱۵۸)

(اس کا دوسرا حصہ) اس وقت کوئی شہری یا دیہاتی مکان ایسا نہ بچے گا جس میں ظالم غم والم کو داخل نہ کر دیں اور اس میں سختیوں کا گدڑ بڑھ جائے۔ اس وقت ان کے لئے آسمان میں کوئی عذر خواہی کرنے والا ہوگا اور زمین میں مددگار۔ تم نے اس امر کے لئے نااہلوں کا انتخاب کیے اور انہیں دوسرے کے گھاٹ پر اتار دیا ہے اور عنقریب خدا ظالموں سے انتقام لے لیگا۔ کھانے کے بدلے میں کھانے سے

مالک کائنات نے انسان کی فطرت کے اندر ایک صلاحیت رکھی ہے جس کا کام ہے نیکیوں پر کون و اطمینان کا سامان فراہم کرنا اور برائیوں پر تنبیہ اور سرزنش کرنا۔ عام میں اسے ضمیر سے تعبیر کیا جاتا ہے جو اس وقت بھی بیدار رہتا ہے جب آدمی غفلت کی نیند سو جاتا ہے اور اس وقت بھی مصروفِ تنبیہ رہتا ہے جب انسان کل طور پر گناہوں میں ڈوب جاتا ہے۔ یہ صلاحیت اپنے مقام پر انسان میں ودیعت کی گئی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اچھائی اور بُرائی کا ادراک کبھی کبھی فطری رہتا ہے جیسے احسان کی اچھائی اور ظلم کی بُرائی۔ اور کبھی اس کا تعلق ساج، معاشرہ یا دین و مذہب سے ہوتا ہے تو جس چیز کو مذہب یا سماج اچھا دیتا ہے ضمیر اس سے مطمئن ہو جاتا ہے اور جس چیز کو بُرا قرار دیتا ہے اس پر مذمت کرنے لگتا ہے اور اس طرح یا ذمہ کا تعلق فطرت کے احکام سے ہوتا ہے بلکہ ساج یا قانون کے احکام سے ہوتا ہے۔

وَتَشْرَبًا بِمَشْرَبٍ، مِنْ مَطَايِمِ الْعَلَقَمِ، وَمَشَارِبِ الصَّبْرِ وَالْمَيْزِ، وَلِبَاسِ شِعَارِ الْخَوْفِ،  
وَدِثَارِ السَّيْفِ، وَأَيْتَاهُمْ مَطَايَا الْخَطِيبَاتِ وَزَوَائِلُ الْأَتَامِ، فَأَقْسِمُ، ثُمَّ أَقْسِمُ،  
لَسْتَعْمَتَهَا أُمَّيَّةٌ مِنْ بَعْدِي كَمَا سَلَفَتْ لَهَا، ثُمَّ لَا تَدُوُّهَا وَلَا تَطْعِمُ  
بَطْعُومَهَا أَبَدًا مَا كَرَّ الْجَدِيدَانِ!

۱۵۹

## و من خطبة له ﴿۱۵۹﴾

بین فيها حسن معاملته لرعیتہ

وَلَقَدْ أَحْسَنْتُ جِوَارِكُمْ، وَأَحْطَطُ بِجَهْدِي مِنْ وَرَائِكُمْ، وَأَسْتَعْتِكُمْ مِنْ رَبِّي الذُّلَّ،  
وَحَلَقِي الصَّبْرَ، شُكْرًا مِنِّي لِإِلِدِّ الْغَلِيلِ وَإِطْرَاقًا عَمَّ أَدْرَكَهُ الْبَصْرُ، وَشَهْدَةً  
الْبَدَنُ، مِنْ الشُّكْرِ الْكَثِيرِ.

۱۶۰

## و من خطبة له ﴿۱۶۰﴾

عظمه الله

أَمْرُهُ قَضَاءٌ وَحِكْمَةٌ، وَرِضَاءٌ أَمَانٌ وَرَحْمَةٌ، يَقْفِي بِعِلْمِهِ، وَيَسْتَوْجِبُ بِحِلْمِهِ.

حمده الله سبحانه و تعالی

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى مَا تَأْخُذُ وَ تُعْطِي، وَعَلَى مَا تُعَافِي وَ تَسْتَبِيلِي حَمْدًا يَكُونُ  
أَرْضَى الْحَمْدِ لَكَ، وَأَحَبَّ الْحَمْدِ إِلَيْكَ، وَأَفْضَلَ الْحَمْدِ عِنْدَكَ حَمْدًا يَمْلَأُ مَا  
خَلَقْتَ، وَيَمْلُغُ مَا أَرَدْتَ حَمْدًا لَا يُحْمَلُ عَمَلُكَ، وَلَا يُبْصَرُ دُونَكَ.  
حَمْدًا لَا يَنْقُصُ عَدَدُهُ، وَلَا يَنْقُصُ مَدَدُهُ، مِمَّنْ نَعْلَمُ كُنْهُ عَظَمَتِكَ إِلَّا أَنَا  
سَأَلْتُكَ أَنْتَ «حَسْبِيَ قِسْمٌ، لَا تَأْخُذُكَ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ»، لَمْ يَسْتَهْ إِلَيْكَ نَظْمٌ، وَ لَمْ  
يُدْرِكْكَ بَصْرٌ، أَدْرَكْتَ الْأَبْصَارَ، وَأَحْصَيْتِ الْأَعْمَالَ (الاعشار)، وَأَخَذْتَ «بِالنَّوَاصِي  
وَالْأَفْئَامِ»، وَ مَا أَلْبِي تَرَى مِنْ خَلْقِكَ، وَ نَعَجِبُ لَهُ مِنْ قُدْرَتِكَ، وَ نَصِفُهُ مِنْ عَظِيمِ  
سُلْطَانِكَ (شأنک)، وَ مَا تَعَفَّيْتِ عَنَّا مِنْهُ، وَ قَصُرَتْ أَبْصَارُنَا عَنْهُ، وَ انْتَهَتْ عُقُولُنَا  
دُونَهُ، وَ حَالَتْ سُورُ الْعُيُوبِ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُ أَعْظَمَ، فَمَنْ فَرَّغَ قَلْبَهُ، وَ أَعْمَلَ فِكْرَهُ،  
لِيَتَعْلَمَ كَيْفَ أَقَمْتَ عَرْشَكَ، وَ كَيْفَ ذَرَأْتَ خَلْقَكَ، وَ كَيْفَ عَلَّمْتَ فِي الْهَوَاءِ

اور پینے  
مکانوں کا  
موتک دا  
کرنانہ

ر  
تعمیر لڑ  
مکھوں

ر  
میل کرتا

ر  
پہ پہلے

ر  
اور نہ تیر

ر  
پہ اوپر

ر  
آئے تمام

ر  
سختی کا

ر  
مقل خطم  
اور اپنی  
اور نقد

لمحب  
کیا  
ران

کے بدلے پینے سے۔ خنظل کا کھانا اور ایلو اکا اور زہر بلاہل کا پینا۔ خوف کا اندرونی لباس اور تلوار کا باہر کا لباس ہوگا۔ یہ ظالم کی سواریاں اور گناہوں کے بار بردار اونٹ ہیں۔ لہذا میں بار بار قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بنی امیہ میرے بعد اس خلافت کو اس طرح اور اس کے جس طرح بلغم کو تھوک دیا جاتا ہے اور پھر جب تک شب و روز باقی ہیں اس کا مزہ چکھنا اور اس سے لذت حاصل سبب نہ ہوگا۔

۱۵۹۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں رعایا کے ساتھ اپنے حسن سلوک کا ذکر فرمایا ہے)

میں تمہارے ہمراہ میں نہایت درجہ خوبصورتی کے ساتھ رہا اور جہاں تک ممکن ہو تمہاری حفاظت اور نگہداشت کرتا رہا اور لذت کی رسی اور ظلم کے پھندوں سے آزاد کرایا کہ میں تمہاری مختصر نیکی کا شکر یہ ادا کر رہا تھا اور تمہاری ان تمام برائیوں کی غصے سے دیکھ لیا تھا اس سے چشم پوشی کر رہا تھا۔

۱۶۰۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(عظمت پروردگار) اُس کا امر فیصلہ کن اور سراپا حکمت ہے اور اس کی رضا مکمل امان اور رحمت ہے۔ وہ اپنے علم سے رہتا ہے اور اپنے علم کی بنا پر معاف کر دیتا ہے۔

(حمد خدا) پروردگار تیرے لئے ان تمام چیزوں پر حمد ہے جنہیں تو لے لیتا ہے یا عطا کر دیتا ہے اور جن بلاؤں سے نجات ہے یا جن میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ایسی حمد جو تیرے لئے انتہائی پسندیدہ ہو اور محبوب ترین ہو اور بہترین ہو۔ ایسی حمد جو ساری کائنات کو ملو کر دے اور جہاں تک چاہے پہنچ جائے۔ اور ایسی حمد جس کے ملنے نہ کوئی حاجب ہو تیری بارگاہ تک پہنچنے سے قاصر ہو۔

وہ حمد جس کا سلسلہ رک نہ سکے اور جس کی مدت تمام نہ ہو سکے ہم تیری عظمت کی حقیقت سے باخبر نہیں ہیں لیکن یہ جانتے ہیں کہ تو ہمیشہ زندہ رہتے تیرے ارادے قائم ہے۔ تیرے لئے زندہ ہے اور زندہ نگہ نہ کوئی نظر تجھ تک پہنچ سکتی ہے اور نہ کوئی نگاہ تیرا دراک کر سکتی ہے۔ تمام نگاہوں کا دراک کر لیتا ہے اور تمام اعمال کو شمار کر لیتا ہے۔ ہر ایک کی پیشانی اور قدم سب تیرے ہی قبضہ میں ہیں۔ ہم تیری جس خلقت کا شاہدہ کر رہے ہیں اور جس قدرت سے تعجب کر رہے ہیں اور جس عظیم سلطنت کی توصیف کر رہے ہیں اس کی مدت کیا ہے۔ وہ مخلوقات جو ہماری نگاہوں سے غائب ہے اور جہاں تک ہماری نگاہ نہیں پہنچ سکتی ہے اور جس کے قریب جا کر ہماری نظر گئی ہے اور جہاں غیب کے پردے حائل ہو گئے ہیں وہ اس سے کہیں زیادہ عظیم تر ہے۔ لہذا جو اپنے دل کو فارغ کر لے اپنی فکر کو استعمال کرے تاکہ یہ دریافت کر سکے کہ اپنے عرش کو کس طرح قائم کیا ہے۔ اپنی مخلوقات کو کس طرح ایجاد کیا ہے۔ افسانے بسط میں کس طرح آسانوں کو معلق کیا ہے۔

انسان انہیں مخلوقات کی حقیقت کے ادراک سے عاجز ہے چونکہ انہوں کے سامنے آ رہی ہیں اور جو ادراک احساس کے حدود کے اندر میں تو ان مخلوقات کے لئے یہ کیا کہا جاسکتا ہے جو انسانی حواس کی زد سے باہر ہیں اور جن تک عقل بشر کی رسائی نہیں ہے اور جب مخلوقات کی حقیقت تک انسانی فکر کی

انہیں تو خالق کی حقیقت کا عرفان کس طرح ممکن ہے اور انسان اس کی حمد کا حق کس طرح ادا کر سکتا ہے!۔

ظلال - مجمع نخل - منزل

تاس - اقتدا کرد

تضم - دانت سے روٹی کا ٹکڑا کاٹنا

مضم - پیٹ کا وٹس جانا

کشخ - پیلو

انحص - سب سے زیادہ خالی

مجادہ - مخالفت

نصف النعل - جوتے کا ناک

حار عاری - جس پر کوئی چیز نہ ہو

اروت - پیچھے بٹھالنا

ریاش - عمدہ لباس

اشخصها - دور کر دیا

خاصہ - خصوصیت یا اقربا

زویت - الگ کر دی گئی

زلفہ - تقرب آہی

مسلمانوں کے مجمع میں جا عیسیٰ

کے اس روحانی کردار کی طرف اشارہ

اس نکتہ کی وضاحت ہے کہ جہاں عیسیٰ

اس عظیم کردار کے مالک تھے اور انھوں

نے اس طرح دنیا کو کیسے نظر انداز

کر رکھا تھا اگر انفسوس کہ ان کے ماننے

والوں نے ان تعلیمات کو کیسے نظر انداز

کر دیا ہے اور آج دنیا میں دولت ثروت

کی دوڑ میں ان کے ماننے والے سب

سے آگے نظر آ رہے ہیں۔ ایسے جماعت

کا ذکر ہے اور نہ زہر کا۔ نہ کہیں تعوی

کا نام ہے اور نہ کہیں خوف خدا کا۔

تحتها

عيسى عليه السلام

وَإِنْ شِئْتَ قُلْتُ فِي عَيْنِي بِنِ مَزْمٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَلَقَدْ كَانَ يَتَوَسَّدُ  
الْمَجْرَى، وَيَلْبَسُ الْحَنِينِ، وَيَأْكُلُ الْجَنِينِ، وَكَانَ إِدَامَةُ الْجَمُوعِ، وَيَسْرَاجُهُ بِاللَّيْلِ  
السَّقْمَرِ، وَظِلَالُهُ فِي الشَّتَاءِ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا، وَقَاكِبَهُ وَرَحْمَانُهُ  
مَا تُنْبِتُ الْأَرْضُ لِشَيْءٍ؛ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ زَوْجَةٌ تَحْتَهُ، وَلَا وَدَّ  
يَحْتَرُّهُ (بخزنه)، وَلَا مَالٌ يَلْفِتُهُ، وَلَا طَمَعٌ يَذَلُّهُ، دَابَّتْهُ رَجُلَاهُ، وَخَادِمُهُ يَدَاها،

الرسول الاعظم عليه السلام

فَتَأَسَّ بِبَيْتِكَ الْأَطْيَبِ الْأَطْهَرِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - فَأَنَّ  
فِيهِ أُنْسُوءَ لِمَنْ تَأَسَّى، وَعَزَاءَ لِمَنْ تَعَزَّى، وَأَحَبُّ الْعِبَادِ إِلَى  
اللَّهِ التَّائِسِيُّ بِبَيْتِهِ، وَاللَّقَاتِقُ لِأَكْرَمِهِ، فَضَمَّ الدُّنْيَا قَضْمًا،  
وَأَمَّ يُعْرِضُهَا طَرْفًا، أَهْضَمَ أَهْلَ الدُّنْيَا كَشْحًا، وَأَحْمَضَمَ مِنْ  
الدُّنْيَا بَطْنًا، عُرِضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا فَأَبَى أَنْ يَسْتَبَلَّهَا، وَعَلِمَ أَنَّ  
اللَّهَ سُبْحَانَهُ أَبْغَضَ شَيْئًا فَأَبْغَضَهُ، وَحَقَّرَ شَيْئًا فَحَقَّرَهُ، وَصَغَّرَ شَيْئًا  
فَصَغَّرَهُ، وَلَوْ لَمْ يَكُنْ فِينَا إِلَّا حُبُّنَا مَا أَبْغَضَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ،  
وَتَعْظِيمُنَا مَا صَغَّرَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، لَكِنِّي بِهِ شِقَاقًا لِسُلْطَانِهِ  
وَمُحَادَّةً عَنِ أَمْرِ اللَّهِ.

وَلَقَدْ كَانَ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - يَأْكُلُ عَلَى  
الْأَرْضِ، وَيَجْلِسُ جِلْسَةَ الْعَبِيدِ، وَيَخْصِفُ بِيَدِهِ نَعْلَهُ،  
وَيَسْرُقُ بِيَدِهِ نَوْبَهُ، وَيَرْكَبُ الْمَهَارَ الْعَارِي، وَيُرْدِفُ  
خَلْفَهُ، وَيَكُونُ التَّسْرُّ عَلَى سَابِ سَيْبِهِ فَتَكُونُ فِيهِ التَّصَاوِيرُ  
فَيَقُولُ: «يَا فُلَانَةُ - لِإِخْدَى أَوْ أَوْجِهِ - غَيْبِي عَنِّي،  
فَبِئْسَ إِذَا نَظَرْتُ إِلَيْهِ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا وَرَخَّارِهَا،  
فَأَعْرَضَ عَنِ الدُّنْيَا بِقَلْبِهِ، وَأَمَاتَ ذِكْرَهَا مِنْ نَفْسِهِ،  
وَأَحَبَّ أَنْ تَغِيَّبَ رَيْسُهَا عَنِ عَيْنِهِ، لِكَيْلَا يَتَّخِذَ مِنْهَا رِيَّاسًا،  
وَلَا يَتَعَفَّدَهَا قَرَارًا، وَلَا يَرْجُوَ فِيهَا مُقَامًا، فَأَخْرَجَهَا مِنَ  
النَّفْسِ، وَأَشْخَصَهَا عَنِ الْقَلْبِ، وَغَيَّبَهَا عَنِ الْبَصَرِ.  
وَكَذَلِكَ مَنْ أَبْغَضَ شَيْئًا أَبْغَضَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهِ، وَأَنْ يُذْكَرَ عِنْدَهُ.  
وَلَقَدْ كَانَ فِي رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ -  
مَسَا يَدُلُّكَ عَلَى مَسَاوِي الدُّنْيَا وَعُيُوبِهَا: إِذْ جَاعَ فِيهَا مَعَ خَاصَّتِهِ،  
وَرَوَيْتَ عَنْهُ رَخَّارِهَا مَعَ عَظِيمِ زُلْفَتِهِ، فَلْيَنْظُرْ نَاطِرًا بِعَقْلِهِ: أَكْرَمَ

اس کے بعد چاہو تو میرے  
کرتے تھے۔ ان کے  
کا آسانی سامان تھا۔  
اور نہ کوئی اولاد تھی  
ان کی سواری تھی  
(رسول اکرم

صبر و سکون کے طلب  
اور ان کے نقش و  
زنی میں سب سے نہ  
کر دیا اور یہ دیکھا  
چھوٹا بنا دیا ہے تو  
سمجھنے لگے ہیں اور  
لے کافی تھا۔ دیکھو

تھے۔ اپنے دست  
بٹھا بھی لیا کرتے  
خبردار سے ہٹاؤ۔

اس کی یاد کو اپنے  
دل میں جگہ دیں اور  
نگاہوں سے بھی:

اور اس کے ذکر کا  
یقیناً رسول  
گھروالوں سمیت بھوکا

اب ہرانا

لے واضح رہے کہ  
راویوں نے اہلب  
مکمل طور پر آئینہ  
راہِ خدا میں صرہ

اور یہی حال جناب موسیٰ کے ماننے والے یودیوں کا ہے کہ ان کی دوڑ دنیا داری کے بارے میں شہرہ آفاق بن چکی ہے۔

مسلمانو! دیکھو جس طرح گذشتہ انبیاء کی امتوں نے اپنے رہنماؤں کے کردار کو کیسے نظر انداز کر دیا ہے اور ان سے صرف نام کا رشتہ رکھا ہے۔  
خبردار تم ایسے نہ ہو جانا اور اپنے پیغمبر کے کردار کا خیال رکھنا اور ان کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنے کی کوشش کرنا۔!

اس کے بعد چاہو تو میں عیسیٰ بن مریم کی زندگی کا حال بیان کروں۔ جو پتھر پر نیکو کرتے تھے۔ کھر در لباس پہنتے تھے اور معمولی غذا پر گزارا کیا کرتے تھے۔ ان کے کھانے میں سالن کی جگہ بھوک تھی اور رات میں چراغ کے بدلے چاند کی روشنی تھی۔ سردی میں سایہ کے بدلے شرق و مغرب کا آسانی سامان تھا۔ ان کے میوے اور پھول وہ نباتات تھے جو جانوروں کے کام آتے ہیں۔ ان کے پاس کوئی زوج نہ تھی جو انہیں شول کر لیتی اور نہ کوئی اولاد تھی جس کا رنج و غم ہوتا اور نہ کوئی مال تھا جو اپنی طرف متوجہ کر لیتا اور نہ کوئی طبع تھی جو ذلت کا شکار بنا دیتی۔ ان کے پیر ان کی سواری تھے اور ان کے ہاتھ ان کے خادم (۱۰)

(رسول اکرم) تم لوگ اپنے طیب و طاہر پیغمبر کا اتباع کرو کہ ان کی زندگی میں پیروی کرنے والے کے لئے بہترین نمونہ اور صبر و سکون کے طلبگاروں کے لئے بہترین سامان صبر و سکون ہے۔ اللہ کی نظر میں محبوب ترین بندہ وہ ہے جو اس کے پیغمبر کا اتباع کرے اور ان کے نقش قدم پر قدم اگے بڑھائے۔ انھوں نے دنیا سے صرف مختصر غذا حاصل کی اور اسے نظر بھر کر دیکھا بھی نہیں۔ ساری دنیا میں سب سے زیادہ خالی شکم اور شکم ہی میں بھر کرنے والے وہی تھے ان کے سامنے دنیا پیش کی گئی تو اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور یہ دیکھ لیا کہ پروردگار اسے پسند نہیں کرتا ہے تو خود بھی ناپسند کیا اور خدا حقیر سمجھتا ہے تو خود بھی حقیر سمجھا اور اس نے چھوٹا بنا دیا ہے تو خود بھی چھوٹا ہی قرار دیا۔ اور اگر ہم میں اس کے علاوہ کوئی عیب نہ ہوتا کہ ہم خدا و رسول کے معنوں کو محبوب سمجھنے لگے ہیں اور خدا و رسول کی نگاہ میں صغیر و حقیر کو عظیم سمجھنے لگے ہیں تو یہی عیب خدا کی مخالفت اور اس کے حکم سے انحراف کے لئے کافی تھا۔ دیکھو پیغمبر اکرم ہمیشہ زمین پر بیٹھ کر کھاتے تھے۔ غلاموں کے انداز سے بیٹھتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے اپنی جوتیاں ٹانگتے تھے۔ اپنے دست مبارک سے اپنے کپڑوں کو پیوند لگاتے تھے۔ بغیر چار جامہ کے سواری پر سوار ہوتے تھے اور کسی نہ کسی کو ساتھ بٹھا بھی یا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنے مکان کے دروازہ پر ایسا پردہ دیکھ لیا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں تو ایک زوجہ سے فرمایا کہ خبردار اسے ہٹاؤ۔ میں اس کی طرف دیکھوں گا تو دنیا اور اس کی آرائش یاد آئے گی۔ آپ نے دنیا سے دل سے کنارہ کشی فرمائی اور اس کی یاد کو اپنے دل سے محو کر دیا اور یہ چاہا کہ اس کی زینت نگاہوں سے دور رہے تاکہ نہ بہترین لباس بنائیں اور نہ اسے اپنے دل میں جگہ دیں اور نہ اس دنیا میں کسی مقام کی آرزو کریں۔ آپ نے دنیا کو نفس سے نکال دیا اور دل سے دور کر دیا اور نگاہوں سے بھی غائب کر دیا اور یہی ہر انسان کا اصول ہے کہ جس چیز کو ناپسند کرتا ہے اس کی طرف دیکھنا بھی نہیں چاہتا ہے اور اس کے ذکر کو بھی ناپسند کرتا ہے۔

یقیناً رسول اللہ کی زندگی میں وہ ساری باتیں پائی جاتی ہیں جو دنیا کے عجب اور اس کا خوابوں کی نشاندہی کر سکتی ہیں کہ آپ اپنے گھروں میں بیت بھوکا رہنا گوارا کیا ہے اور خدا کی بارگاہ میں انتہائی قرب کے باوجود دنیا کی زینتوں کو آپ سے الگ رکھا گیا ہے۔ اب ہر انسان کو نگاہ عقل سے دیکھنا چاہیے اور یہ سوچنا چاہیے کہ اس صورت حال اور اس طرح کی زندگی سے پروردگار نے

لے واضح رہے کہ اس واقعہ کا تعلق ازواج کی زندگی اور ان کے گھروں سے ہے۔ اس کا اہلیت کے گھر سے کوئی تعلق نہیں ہے جسے بعض راویوں نے اہلیت کی طرف موڑ دیا ہے تاکہ ان کی زندگی میں بھی عیش و عشرت کا اثبات کر سکیں۔ جب کہ اہلیت کی زندگی تاریخ اسلام میں مکمل طور پر آئینہ ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ ان حضرات نے تہمتراختیارات کے باوجود اپنی زندگی انتہائی سادگی سے گزار دی ہے اور سارا مال دنیا راہ خدا میں صرف کر دیا ہے۔

اللَّهُ مُحَمَّدًا بِذَلِكَ أَمْ أَهَانَهُ؟ قَالُوا قَالُوا: أَهَانَهُ، فَقَدْ كَذَبَ - وَاللَّهُ الْعَظِيمُ - بِالْإِفْكِ الْعَظِيمِ، وَإِنْ قَالَ: أَكْرَمَهُ، فَلْيَعْلَمَنَّ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهَانَ غَيْرَهُ حَيْثُ بَسَطَ الدُّنْيَا لَهُ، وَذَوَّاهَا عَنْ أَقْرَبِ النَّاسِ مِنْهُ، فَتَأْسَى مُتَأَسِّسٌ بِنَبِيِّهِ، وَاقْتَصَّ أَتْرَهُ، وَوَجَّحَ مَوْجِيَهُ، وَإِلَّا فَلَا يَأْمَنُ الْمَلَائِكَةُ، قَالُوا اللَّهُ جَعَلَ مُحَمَّدًا - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - عَلَمًا لِلسَّاعَةِ، وَمُبَشِّرًا بِالْجَنَّةِ، وَمُنذِرًا بِالعُقُوبَةِ، خَرَجَ مِنَ الدُّنْيَا حَمِيصًا، وَوَزَدَ الآخِرَةَ سَلِيمًا لَمْ يَضَعْ حَجْرًا عَلَى حَجْرٍ، حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، وَأَجَابَ دَائِمِي رَبِّي، قَسَا أَعْظَمَ بَيْتَهُ اللَّهُ عِنْدَنَا حِينَ أَنْعَمَ عَلَيْنَا بِهِ سَلَفًا نَسْتَعْمُهُ، وَقَانِدًا نَطَأُ عَلَيْهِ؛ وَاللَّهُ لَقَدْ رَفَعَتْ يَدْرَعَتِي هَذِهِ حَتَّى اسْتَحْشَيْتُ مِنْ رَاتِعِهَا، وَلَقَدْ قَالَ لِي قَائِلٌ: أَلَا تَشْهَدُهَا عَنكَ؟ فَقُلْتُ: أَعْرُوبُ (اعزب) عَنِّي، فَعِنْدَ الصَّبَاحِ يَحْتَمِدُ القَوْمُ الشُّرَى!

۱۶۱

### ومن خطبة له ﷺ

في صفة النبي وأهل بيته وأتباع دينه، و

فيها يعظ بالتقوى

الرسول وأهله وأتباع دينه.

إِنْسَعَمْتُ بِالنُّورِ الْمَضِيءِ، وَالْبُرْهَانِ الْجَلِيِّ، وَالْمِنْهَاجِ السَّبَاطِيِّ، وَالْكِتَابِ الْمَادِيِّ، أَشْرَفُهُ خَيْرُ أَسْرَةٍ، وَشَجَرَتُهُ خَيْرُ شَجَرَةٍ؛ أَغْصَانُهَا مُعْتَدِلَةٌ، وَغَارُهَا مُسْتَدَلَّةٌ، مَوْلِدُهُ بِمَكَّةَ، وَهَجْرَتُهُ بِطَيْبَةَ، عَلَاهَا ذِكْرُهُ، وَأَمْتَدَّ مِنْهَا صَوْتُهُ، أَرْسَلَهُ بِحُجَّةٍ كَافِيَةٍ، وَمَوْعِظَةٍ شَافِيَةٍ، وَدَعْوَةٍ مُتَلَفِّفَةٍ، أَظْهَرَ بِهِ الشَّرَائِعَ الْمَجْهُولَةَ، وَقَمَعَ بِهِ الْيَدَعَ الْمَذْخُولَةَ، وَبَيَّنَّ بِهِ الْأَحْكَامَ الْمَقْضُولَةَ، فَسَنَ بِسَبْعِ غَيْرِ الْإِسْلَامِ دِينًا تَسْتَحَقُّ شِقْوَتَهُ، وَتَنْقِصُ عُرْوَتَهُ، وَتَعْظُمُ كِبَوْتَهُ، وَيَكُونُ تَأْبَهُ إِلَى الْحُزْنِ الطَّوِيلِ وَالْعَذَابِ الْوَبِيلِ، وَأَتَوَكَّلُ عَلَى اللَّهِ تَوَكُّلَ الْإِنْسَانِيَةِ إِلَيْهِ، وَأَسْتَرْشِدُهُ السَّبِيلَ الْمُؤَدِّيَةَ إِلَى جَنَّتِهِ، الْقَاصِدَةَ إِلَى حَمَلِ رَغْبَتِهِ.

النصح بالتقوى

بادی - ظاہر

تمہد لہ - جھکے ہوئے - تزیین

طیبہ - مدینہ منورہ

متلافیہ - جاہلیت کے تمام امور کی

تلافی کرنے والا

مفصولہ - واضح طور پر بیان کے معنی

کیونہ - منہ کے جھل گرنا

انابہ - رجوع

مآب - بازگشت کی جگہ

کس قدر غلطی گفتگو ہے کس سرکار کا

کا دنیا کی لذتوں سے محروم رہنا پورا

کی طرفتِ عمرت و اکرام کی علامت ہے

تو اپنے پاس دولت و ثروت کی فراوانی

ذلت و حقارت کے علاوہ اور کیا

ہو سکتی ہے؟

بعض حضرات نے اس لفظ سے

یہ استفادہ کرنا چاہا ہے کہ آپ کا وجود

علامتِ قیامت تھا اور آپ کے بعد

کوئی نبی آنے والا نہیں ہے اور

اس طرح آپ کے خاتم النبیین ہونے

کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ حالانکہ

ایسا کچھ نہیں ہے علامتِ قیامت سے

مراد ختمِ نبوت نہیں ہے۔ اس کا مقصد

عزت یہ ہے کہ آپ نے قیامت کی مکمل

طور پر وضاحت کر دی ہے اور اپنی

بشارت اور اپنے اخطار کے ذریعہ

ذہنوں کو آخرت کی طرف موڑ دیا ہے۔

حقیقت امر یہ ہے کہ دینِ خدا کا ناسخہ اور امت کا صحیح راہنما وہی ہے جو اسلام کی سادگی کی کرداری وضاحت کر سکے اور کمزور ترین فرد کی جینی ہوگی

گزار سکے اور امیر المومنین اس معیارِ قیادت کا مکمل نمونہ تھے جس کی کوئی مثال دوسرے افراد کی زندگی میں نہیں پائی جاتی ہے۔

بندگانِ خدا! اس دن سے ڈرو جب اعمال کی جانچ پڑتال کی جائے گی اور زلزلوں کی بہتات ہوگی کہ بچے تک بوڑھے ہو جائیں گے۔ یاد رکھو اسے بندگانِ خدا! کہ تم پر تمہارے ہی نفس کو نگرنا بنایا گیا ہے اور تمہارے اعضاء و جوارح تمہارے لئے جاسوسوں کا کام کر رہے ہیں اور کچھ بہترین محافظ ہیں جو تمہارے اعمال اور تمہاری سانسوں کی حفاظت کر رہے ہیں۔ ان سے نہ کسی تاریک رات کی تاریکی چھپا سکتی ہے اور نہ بندروانے ان سے اوجھل بنا سکتے ہیں۔ اور کل آنے والا دن آج سے بہت قریب ہے۔

آج کا دن اپنا ساز و سامان لے کر چلا جائے گا اور کل کا دن اس کے پیچھے آ رہا ہے۔ گویا ہر شخص زمین میں اپنی تنہائی کی منزل اور گڑھے کے نشان تک پہنچ چکا ہے۔ ہائے وہ تنہائی کا گھر و دشت کی منزل اور غربت کا مکان۔ گویا کہ آواز تم تک پہنچ چکی ہے اور قیامت تمہیں اپنے گھر سے لے چکی ہے اور تمہیں آخری فیصلہ کے لئے قبروں سے نکالا جا چکا ہے۔ جہاں تمام باطل باتیں ختم ہو چکی ہیں اور تمام جیلے پہلنے کمر در پڑ چکے ہیں، حقائق ثابت ہو چکے ہیں اور مور پلٹ کر اپنی منزل پر آگئے ہیں۔ لہذا قبروں سے نصیحت حاصل کرو۔ تغیرات زمانے سے عبرت کا سامان فراہم کرو اور پھر ڈرانے والے کی نصیحت سے فائدہ اٹھاؤ۔

۱۵۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں رسول اکرم کی بعثت اور قرآن کی نصیحت کے ساتھ بنی امیہ کی حکومت کا ذکر کیا گیا ہے)

اللہ نے پیغمبر کو اس وقت بھیجا جب رسولوں کا سلسلہ رکا ہوا تھا اور توہین گہری زمین میں مبتلا تھیں اور دین کی مستحکم رسی کے بل کھل چکے تھے۔ آپ نے آکر پہلے والوں کی تعددین کی اور وہ نور پیش کیا جس کی اقتدا کی جائے اور وہ یہی قرآن ہے۔ اسے بجا کر پکھو اور یہ خود نہیں بولے گا۔ میں اس کی طرف سے ترجمانی کروں گا۔ یاد رکھو کہ اس میں مستقبل کا علم ہے اور ماضی کی داستان ہے۔ ہمارے درد کی دوا ہے اور تمہارے امور کی تنظیم کا سامان ہے (۱۵۸)

(اس کا دوسرا حصہ) اس وقت کوئی شہری یا دیہاتی مکان ایسا نہ بچے گا جس میں ظالم غم و الم کو داخل نہ کر دیں اور اس میں سختیوں کا گزرا ہو جو بولے۔ اس وقت ان کے لئے نہ آسمان میں کوئی عذر خواہی کرنے والا ہوگا اور نہ زمین میں مددگار۔ تم نے اس امر کے لئے نااہلوں کا انتخاب لیا ہے اور انہیں دوسرے کے گھاٹ پر اتار دیا ہے اور عنقریب خدا ظالموں سے انتقام لے لیگا۔ کھانے کے بدلے میں کھانے سے

مالک کائنات نے انسان کی فطرت کے اندر ایک صلاحیت رکھی ہے جس کا کام ہے نیکیوں پر کون والہیتان کا سامان فراہم کرنا اور برائیوں پر توبہ اور سزا دینا۔ یہ عام میں اے ضمیر سے تعبیر کیا جاتا ہے جو اس وقت بھی بیدار رہتا ہے جب آدمی غفلت کی نیند سو جاتا ہے اور اس وقت بھی مصروف تہنہ رہتا ہے جب انسان کل طور پر گناہوں میں ڈوب جاتا ہے۔ یہ صلاحیت اپنے مقام پر ہر انسان میں ودیعت کی گئی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اچھائی اور بُرائی کا ادراک کبھی کبھی فطری ہوتا ہے جیسے احسان کی اچھائی اور ظلم کی بُرائی۔ اور کبھی اس کا تعلق سماج، معاشرہ یا دین و مذہب سے ہوتا ہے تو جس چیز کو مذہب یا سماج اچھا دیتا ہے ضمیر اس سے مطمئن ہو جاتا ہے اور جس چیز کو بُرا قرار دے دیتا ہے اس پر مذمت کرنے لگتا ہے اور اس مدح یا مذم کا تعلق فطرت کے احکام سے ہوتا ہے بلکہ سماج یا قانون کے احکام سے ہوتا ہے۔

وَمَشْرَبًا بِمَشْرَبٍ، مِنْ مَطَاعِمِ الْعَلَقَمِ، وَمَشَارِبِ الصَّبْرِ وَالْمَيْرِ، وَلِبَاسِ شِعَارِ الْحَوَافِ،  
وَدِنَارِ السَّيْفِ، وَإِنَّمَا مَطَايَا الْمَطِيئَاتِ وَزَوَائِلُ الْأَتَامِ، فَأَقْسِمُ، ثُمَّ أَقْسِمُ،  
لَسْتَنْخَمَنَّهَا أُمَّيَّةً مِنْ بَعْدِي كَمَا تُلْفِظُ النُّخَامَةَ، ثُمَّ لَا تَذُوقُهَا وَلَا تَطْعِمُ  
بَطْعِمِهَا أَبَدًا مَا كَسَرَ الْجَسَدَ يَدَانِ!

۱۵۹

## و من خطبة له ﴿۱۵۹﴾

بین فیہا حسن معاملتہ لرعبتہ

وَلَقَدْ أَحْسَنْتُ جَوَارِكُمْ، وَأَحْطَطُ بِمُهْدِي مِنْ وَرَائِكُمْ، وَأَعْتَقْتُكُمْ مِنْ رَيْقِ الذُّلِّ،  
وَحَلَقِي الصَّبْرَ، شُكْرًا مَنَى لِبَلَدِ الْقَلِيلِ وَإِطْرَاقًا عَمَّا أَدْرَكَهُ الْبَصْرُ، وَشَهْدَةً  
أَتْبَدَنُ، مِنْ الْمُسْكِرِ الْكَثِيرِ.

۱۶۰

## و من خطبة له ﴿۱۶۰﴾

عظمتہ اللہ

أَمْرُهُ قَضَاءٌ وَحِكْمَةٌ، وَرِضَاءٌ أَمَانٌ وَرَحْمَةٌ، يَتَّقِي بِعِلْمٍ، وَيَتَّقُو بِحِلْمٍ.

حمد اللہ سبحانہ و تعالیٰ

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى مَا تَأْخُذُ وَتُعْطِي، وَعَلَى مَا تُعَافِي وَتَسْبِيحِي حَمْدًا يَكُونُ  
أَرْضَى الْحَمْدِ لَكَ، وَأَحَبَّ الْحَمْدِ إِلَيْكَ، وَأَفْضَلَ الْحَمْدِ عِنْدَكَ، حَمْدًا يَبْلَأُ مَا  
خَلَقْتَ، وَيَبْلُغُ مَا أَرَدْتَ حَمْدًا لَا تُحِجُّ عَنْكَ، وَلَا يُضْمِرُ دُونَكَ.

حَمْدًا لَا يَنْقُصُ عَدَدُهُ، وَلَا يَنْقُصُ مَدَدُهُ، سَبَّحْتَ سَلَّمَ كُنْهُ عَظَمَتِكَ إِذْ أُنْزِلَ  
سَلَّمَ أَنْكَ «حَسْبِي قِيَوْمٌ، لَا تَأْخُذُكَ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ»، لَمْ يَسْتَهْ إِلَيْكَ نَظَرٌ، وَنَمْ  
يُذَرِّكَ بَصْرًا، أَدْرَكَتِ الْأَبْصَارُ، وَأَخْصِيَتِ الْأَعْيَالُ (الاعمار)، وَأَخَذَتْ بِالنَّوَاصِي  
وَالْأَقْدَامِ، وَ مَا أَلْبِي تَرَى مِنْ خَلْقِكَ، وَ تَعَجَّبُ لَهُ مِنْ قُدْرَتِكَ، وَ تَصِفُهُ مِنْ عَظِيمِ  
سُلْطَانِكَ (شأنك)، وَ مَا تَعَجَّبَ عَنَّا مِنْهُ، وَ قَضَرَتْ أَبْصَارُنَا عَنْهُ، وَأَنْتَ هَتْ عُنُقُونَا  
دُونَهُ، وَ حَالَتْ سُورُ الْعُيُوبِ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ أَعْظَمُ، فَمَنْ فَرَّغَ قَلْبَهُ، وَ أَعْمَلَ فِكْرَهُ،  
لَسَلَّمَ كَسَيْفَ أَقْمَتِ عَسْرَتِكَ، وَ كَسَيْفَ ذُرَاتِ خَلْقِكَ، وَ كَسَيْفَ عَلَقَتْ فِي السَّمَوَاتِ

مصادر خطبہ ۱۵۹ بحار ۸ ص ۶۰

مصادر خطبہ ۱۶۰ ربيع الابراز محشری باب ایاس والقضاء جمع الاضال ۲ ص ۳

اور اپنے  
سازوں کی  
شوکت د  
کرنے میںہر  
تعمیر اور  
تعمیرر  
عمل کرتا

ر

ر

ر

ر

ر

ر

ر

ر

ر

ر

ر

ر

الحجبا  
کے ایک  
رسانے



کے بدلے پینے سے خطل کا کھانا اور ایلو کا اور زہر بلا بل کا پینا۔ خوف کا اندرونی لباس اور تلوار کا باہر کا لباس ہوگا۔ یہ ظالم کی سواریاں اور گناہوں کے بار بردار اونٹ ہیں۔ لہذا میں بار بار قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بنی امیہ میرے بعد اس خلافت کو اس طرح لوں گے جس طرح بلغم کو تھوک دیا جاتا ہے اور پھر جب تک شب و روز باقی ہیں اس کا مزہ پکھنا اور اس سے لذت حاصل نہیں نہ ہوگا۔

۱۵۹۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں رعایا کے ساتھ اپنے حسن سلوک کا ذکر فرمایا ہے)

میں تمہارے ہمسایہ میں نہایت درجہ خوبصورتی کے ساتھ رہا اور جہاں تک ممکن ہوا تمہاری حفاظت اور نگہداشت کرتا رہا اور لذت کی رسی اور ظلم کے پھندوں سے آزاد کرایا کہ میں تمہاری مختصر نیکی کا شکر یہ ادا کر رہا تھا اور تمہاری ان تمام برائیوں کی نہیں کرنے دیکھ لیا تھا اس سے چشم پوشی کر رہا تھا۔

۱۶۰۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(عظمت پروردگار) اُس کا امر فیصلہ کن اور سربراہ حکمت ہے اور اس کی رضا مکمل امان اور رحمت ہے۔ وہ اپنے علم سے رہتا ہے اور اپنے علم کی بنا پر سعادت کر دیتا ہے۔

(حمد خدا) پروردگار تیرے لئے ان تمام چیزوں پر حمد ہے جنہیں تو لے لیتا ہے یا عطا کر دیتا ہے اور جن بلاؤں سے نجات دے یا جن میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ایسی حمد جو تیرے لئے انتہائی پسندیدہ ہو اور محبوب ترین ہو اور بہترین ہو۔ ایسی حمد جو ساری کائنات کو ملو کر دے اور جہاں تک چلے پھوچ جائے۔ اور ایسی حمد جس کے سنانے نہ کوئی حاجب ہو تیری بارگاہ تک پہنچنے سے قاصر ہو۔

وہ حمد جن کا سلسلہ رک نہ سکے اور جس کی مدت تمام نہ ہو سکے ہم تیری عظمت کی حقیقت سے باخبر نہیں ہیں لیکن یہ جانتے ہیں کہ تو ہمیشہ زندہ رہتے تیرے ارادے قائم ہے۔ تیرے لئے نہ خند ہے اور نہ ادگہ نہ کوئی نظر تجھ تک پہنچ سکتی ہے اور نہ کوئی نگاہ تیرا دراک کر سکتی ہے۔ تمام نگاہوں کا اور اک کر لیلے اور تمام اعمال کو شمار کر لیلے۔ ہر ایک کی پیشانی اور قدم سب تیرے ہی قبضہ میں ہیں۔ ہم تیری جس خلقت کا شاہدہ کر رہے ہیں اور جس قدرت سے تعجب کر رہے ہیں اور جس عظیم سلطنت کی توصیف کر رہے ہیں اس کی کس کیا ہے۔ وہ مخلوقات جو ہماری نگاہوں سے غائب ہے اور جہاں تک ہماری نگاہ نہیں پہنچ سکتی ہے اور جس کے قریب جا کر ہماری نظر نہیں پہنچتی ہے اور جہاں غیب کے پردے حائل ہو گئے ہیں وہ اس سے کہیں زیادہ عظیم تر ہے۔ لہذا جو اپنے دل کو فارغ کر لے اپنی فکر کو استعمال کرے تاکہ یہ دریافت کر سکے کہ اپنے عرش کو کس طرح قائم کیا ہے۔ اپنی مخلوقات کو کس طرح ایجاد کیا ہے انہیں بسط میں کس طرح آسائوں کو معلق کیا ہے۔

انسان انہیں مخلوقات کی حقیقت کے ادراک سے عاجز ہے جو نگاہوں کے سامنے آ رہی ہیں اور جو ادراک احساس کے حدود کے اندر ہیں تو ان مخلوقات کے لئے میں کیا کہا جاسکتا ہے جو انسانی حواس کی زد سے باہر ہیں اور جن تک عقل بشر کی رسائی نہیں ہے اور جب مخلوقات کی حقیقت تک انسانی فکر کی

انہیں تو خالق کی حقیقت کا عرفان کس طرح ممکن ہے اور انسان اس کی حمد کا حق کس طرح ادا کر سکتا ہے!۔

سَمَاوَاتِكَ، وَ كَيْفَ مَدَدْتَ عَلَى مَوْرِ الْمَاءِ أَرْضَكَ، رَجَعَ طَرْفُهُ خَيْرًا،  
وَعَقْلُهُ مَبْهُورًا، وَسَمْعُهُ وَالْهَاءُ، وَفِكَرُهُ خَائِرًا.

### صيف يظهور الرجل.

منها: يَدْعِي بَرْعِهِ أَنَّهُ يَرْجُو اللَّهَ، كَذَبَ وَالْعَظِيمُ! مَا بَالُهُ لَا يَسْتَبِينُ  
رَجَاؤُهُ فِي عَمَلِهِ؟ فَكُلُّ مَنْ رَجَا عُرْفَ رَجَاؤُهُ فِي عَمَلِهِ، وَكُلُّ رَجَاءٍ - إِلَّا رَجَاءَ  
اللَّهِ تَعَالَى - فَإِنَّهُ مَدْخُولٌ وَكُلُّ خَوْفٍ حَقُّقٌ، إِلَّا خَوْفَ اللَّهِ فَإِنَّهُ مَسْغُولٌ  
يَرْجُو اللَّهَ فِي الْكَبِيرِ، وَ يَرْجُو الْعِبَادَ فِي الصَّغِيرِ، فَيُعْطِي الْعَبْدَ مَا لَا يُعْطِي  
الرَّبَّ! فَمَا بَالُ اللَّهِ جَلَّ تَنَاؤُهُ يُفَضِّرُ بِهِ عَمَّا يُضَعُّ بِهِ لِعِبَادِهِ؟ لَهُ  
أَخْشَاءُ أَنْ تَكُونُوا فِي رَجَائِكُمْ لَهُ كَأَذْيَابِ؟ أَوْ تَكُونُوا لَا تَسْرَاهُ لِلرَّجَاءِ  
مَوْضِعًا؟ وَكَذَلِكَ إِنْ هُوَ خَافَ عِبْدًا مِنْ عِبِيدِهِ، أَعْطَاهُ مِنْ خَوْفِهِ مَا لَا  
يُعْطِي رَبَّهُ، فَجَعَلَ خَوْفَهُ مِنَ الْعِبَادِ نَقْدًا، وَخَوْفَهُ مِنْ خَلْقِهِ ضَمَارًا وَوَعْدًا  
وَكَذَلِكَ مَنْ عَظَمَتِ الدُّنْيَا فِي عَيْنِهِ، وَكَبُرَ مَوْقِعُهَا مِنْ قَلْبِهِ، آتَرَهَا عَلَى  
اللَّهِ تَعَالَى، فَانْقَطَعَ إِلَيْهَا، وَصَارَ عَبْدًا لَهَا.

### رسول الله ﷺ

وَلَقَدْ كَانَ فِي رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - كَافٍ لَكَ فِي الْأَشْوَةِ،  
وَكَاسِلٌ لَكَ عَلَى ذِمِّ الدُّنْيَا وَعَيْنِيهَا، وَكَثْرَةِ عَمَارَتِهَا وَمَسَاوِيهَا، إِذْ قُبِضَتْ  
عَنْهُ أَطْرَافُهَا، وَوُطِئَتْ لِسَعِيرِ أَوْكُنَافِهَا، وَفُطِمْ عَنْ  
رَضَاعِهَا، وَرُويَ عَنْ رَحَارِهَا.

### موسى ﷺ

وَإِنْ شِئْتَ تَنَيْتُ بِمُوسَى كَلِيمِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - حَيْثُ  
يَسْأَلُ: «رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ». وَاللَّهُ، مَا سَأَلَهُ  
إِلَّا خَيْرًا يَأْكُلُهُ، لِأَنَّهُ كَانَ يَأْكُلُ بِقَلَّةِ الْأَرْضِ، وَلَقَدْ كَانَتْ خُضْرَةٌ  
الْبَقْلِ تُزَى مِنْ شَفِيفِ صِفَاقِ بَطْنِهِ، هُرَّالِيهِ وَتَشَدَّبَ لِحَبِيهِ.

### داوود ﷺ

وَإِنْ شِئْتَ تَلْتُ بِدَاوُدَ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - صَاحِبِ  
الْمَرْامِيرِ، وَقَارِيءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَقَدْ كَانَ يَغْتَلُ سَفَاقَتِ الْمَوْصِ بِبَيْدِهِ، وَ  
يَسْأَلُ لِجُلَسَائِهِ: أَلَيْكُمْ يَكْفِي بَيْتُهَا وَ يَأْكُلُ قُرْصَ الشَّعِيرِ مِنْ

مور - موج

حسير - عاجز

مبهور - مغلوب

واله - مدحوش

مدخول - غير خالص

محقق - ثابت

مسغول - غير ثابت

ضمار - جن و عددوں کا اعتبار نہ ہو

اسوہ - نمونہ

الکاف - اطراف

شفيف - ہلکا

صفاق - نازک جلد

تشذب - قلت

سفافت - ٹوکریاں

سہ حیرت انگیز بات ہے کہ انسان

بندوں سے رسولی امید بھی رکھتا ہے

تو ان کے دروازہ پر صبح و شام حاضر

دیتا ہے اور ان کی مرضی کے مطابق

ہر عمل انجام دیتا ہے بلکہ وقتاً فوقتاً

تخفہ بھی پیش کرتا رہتا ہے لیکن

پورے روز سے عظیم ترین آخرت کا مطالبہ

کرتا ہے باوجود صبح و شام مصلى

پر حاضری دیتا ہے۔ نہ اس کے احکام

کی پرواہ کرتا ہے اور نہ اس کے مطالبہ

کے باوجود خمس و زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔

کیا اس صورت حال میں یہ تصور

حق بجانب نہیں ہے کہ اس کا ایمان صرف بندوں پر ہے پروردگار پر نہیں ہے یا اس کی نظریں صرف دنیا ہے اور آخرت نہیں ہے۔ جبکہ دنیا کی  
بے ثباتی اور بے وقعتی انبیاء و کرام کے کردار سے واضح ہے۔ جنہیں ماری دنیا کا اختیار حاصل تھا لیکن وہ اس دنیا کو اپنی ذات پر صرف نہیں  
کرنا چاہتے تھے اور اسے صرف وسیلہ آخرت کے طور پر استعمال کیا کرتے تھے۔ دنیا مقصد ہوتی ہے تو اپنی ذات پر صرف ہوتی ہے اور وسیلہ  
ہوتی ہے تو دوسروں کے حوالہ کر دی جاتی ہے جو انبیاء و کرام اور ائمہ معصومین کے کردار کا واضح ترین نمونہ ہے۔

پانی کی موجوں پر کس طرح زمین کا فرش بچھایا ہے تو اس کی نگاہ تھک کر پلٹ آئے گی اور عقل مدہوش ہو جائے گی اور کان حیران دسر سیر  
جائیں گے اور فکر راستہ گم کر دے گی۔

(اسی خطبہ کا ایک حصہ) بعض افراد کا اپنے زعم ناقص میں یہ دعویٰ ہے کہ وہ رحمتِ خدا کے امیدوار ہیں حالانکہ خدا نے عظیم گواہ ہے کہ ہر لوگ  
بڑے ہیں آخر کیا وجہ ہے کہ ان کی امید کی جھلک ان کے اعمال میں نظر نہیں آتی ہے جب کہ ہر امیدوار کی امید اس کے اعمال سے واضح ہو جاتی ہے تو  
درد گار سے لو لگانے کے کہ یہی امید مشکوک ہے اور اسی طرح ہر خوف ثابت ہو جاتا ہے سوائے خوفِ خدا کے کہ یہی غیر یقینی ہے۔ انسان اللہ سے  
بڑی بڑی امیدیں رکھتا ہے اور بندوں سے چھوٹی امیدیں رکھتا ہے لیکن بندوں کو وہ سارے آداب و حقوق دے دیتا ہے جو پروردگار کو نہیں دیتا  
ہے۔ تو آخر یہ کیا ہے کہ خدا کے بارے میں اس سلوک سے بھی کوتاہی کی جاتی ہے جو بندوں کے لئے کر دیا جاتا ہے۔ کیا تمہیں کبھی اس بات کا  
خوف پیدا ہوا ہے کہ کہیں تم اپنی امیدوں میں بھوٹے تو نہیں ہو یا تم اسے محلِ امید ہی نہیں تصور کرتے ہو؟

اسی طرح انسان جب کسی بندہ سے خوفزدہ ہوتا ہے تو اسے وہ سارے حقوق دے دیتا ہے جو پروردگار کو بھی نہیں دیتا ہے۔ گویا بندوں  
کے خوف کو نقد تصور کرتا ہے اور خوفِ خدا کو صرف وعدہ اور ٹالنے کی چیز بنا رکھتا ہے۔

یہی حال اس شخص کا بھی ہے جس کی نظر میں دنیا عظیم ہوتی ہے اور اس کے دل میں اس کی جگہ بڑی ہوتی ہے تو وہ دنیا کو آخرت  
پر مقدم کر دیتا ہے۔ اس کی طرف توجہ ہو جاتا ہے اور اپنے کو اس کا بندہ بنا دیتا ہے۔

(رسول اکرمؐ) یقیناً رسول اکرمؐ کی زندگی تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے اور دنیا کی ذلت اور اس کے عیوب کے لئے بہترین رہنما ہے  
کہ اس میں ذلت و رسوائی کے مقامات بکثرت پائے جاتے ہیں۔ دیکھو اس دنیا کے اطراف حضور سے سمیٹ لئے گئے اور غیروں کے لئے ہموار کر لئے  
گئے۔ آپ کو اس کے منافع سے الگ رکھا گیا اور اس کی آرائشوں سے کنارہ کش کر دیا گیا۔

اور اگر آپ کے علاوہ دوسری مثال چاہتے ہو تو وہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی مثال ہے۔ جنہوں نے خدا کی بارگاہ میں گزارش کی کہ پروردگار  
میں تیری طرف نازل ہونے والے خیر کا محتاج ہوں، لیکن خدا گواہ ہے کہ انہوں نے ایک لقمہ نان کے علاوہ کوئی سوال نہیں کیا۔ وہ زمین کی سبزی  
کھایا کرتے تھے اور اسی لئے ان کے شکم کی زرم دناؤں کھال سے سبزی کا رنگ نظر آیا کرتا تھا کہ وہ انتہائی لاغر ہو گئے تھے اور ان کا گوشت گل گیا تھا۔  
تیسری مثال جناب داؤد کی ہے جو صاحبِ زبور اور قاریِ اہل جنت تھے۔ مگر وہ اپنے ہاتھ سے کھجور کے پتوں سے ٹوکریاں بنایا کرتے تھے اور  
اپنے ساتھیوں سے کہا کرتے تھے کہ کون ایسا ہے جو مجھے ان کے فریخت کرنے میں مدد دے اور پھر انہیں بیچ کر جوئی روٹیاں کھایا کرتے تھے۔

لے انسان کی نجات و آخرت کے دو بنیادی رکن ہیں۔ ایک خوف اور ایک امید۔ اسلام نے قدم قدم پر انہیں دو چیزوں کی طرف توجہ دلائی ہے اور انہیں بیان  
اور عمل کا خلاصہ قرار دیا ہے۔ سورہ مبارکہ حمد میں سارا قرآن سنا ہوا ہے۔ اس میں بھی رحمان و رحیم امید کا اشارہ ہے اور مالک یوم الدین خوف  
کا۔ لیکن ان میں ناک بات یہ ہے کہ انسان نہ ذاتِ خدا سے امید رکھتا ہے اور نہ اس سے خوفزدہ ہوتا ہے۔ امید فار ہوتا تو دعاؤں اور عبادتوں میں  
دل لگتا کہ ان میں طلب ہی طلب پائی جاتی ہے اور خوفزدہ ہوتا تو گناہوں سے پرہیز کرتا کہ گناہ ہی انسان کو عذاب الیم سے دوچار کر دیتے ہیں۔  
دنیا کی ہر امید اور اس کے ہر خوف کا کردار سے نمایاں ہو جانا اور آخرت کی امید و بیم کا واضح نہ ہونا اس بات کی علامت ہے کہ دنیا اس کے  
کردار میں ایک حقیقت ہے اور آخرت صرف الفاظ کا مجموعہ اور تلفظ کی بازی گری ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

تاس - اقتدا کرد  
تضم - دانت سے روٹی کا گلو کا لینا  
مضم - پیٹ کا ہنس جانا  
کشخ - پہلو

انحص - سب سے زیادہ خالی  
مجادہ - مخالفت

نصفت النعل - جوتے مانگنا  
حمار عاری - جس پر کوئی چیز نہ ہو

اروت - پیچھے پھیلانا

ریاش - عمدہ لباس

اشخصبا - دور کر دیا

خاصہ - خصوصیت یا اقربا

زویت - الگ کر دی گئی

زلفہ - تقرب آہی

مسلمانوں کے مجمع میں جا بیٹھی

کے اس روحان کردار کی طرف اشارہ

اس نکتہ کی وضاحت ہے کہ جناب بیٹھی

اس عظیم کردار کے مالک تھے اور انھوں

نے اس طرح دنیا کو کیسے نظر انداز

کر رکھا تھا مگر انفسوس کہ ان کے ماننے

دالوں نے ان تعلیمات کو کیسے نظر انداز

کر دیا ہے اور آج دنیا میں دولت ثروت

کی دوڑ میں ان کے ماننے والے سب

سے آگے نظر آ رہے ہیں - ایہ قناعت

کا ذکر ہے اور نہ زہد کا - نہ کیسے تعمیری

کا نام ہے اور نہ کہیں خوف خدا کا -

### عیسایہ ﴿﴾

وَإِنْ شِئْتَ قُلْتُ فِي عَيْتِي بِنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَلَقَدْ كَانَ يَتَوَسَّدُ  
الْحَجَرَ، وَيَلْبَسُ الْحَشِينَ، وَيَأْكُلُ الْجُنَيْبَ، وَكَانَ إِدَامُهُ الْجَوْعَ، وَسِرَاجُهُ بِاللَّيْلِ  
الْقَمَرَ، وَظِلَالُهُ فِي الشَّمَاءِ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَسَغَارِيهَا، وَقَسَاكِيهِنَّ وَرَحَائِنَهُ  
مَا تُثْبِتُ الْأَرْضُ لِسُلْبَانِيهِمْ؛ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ زَوْجَةٌ تَفْتَهُ، وَلَا وَلَدٌ  
يَحْرُزُهُ (بخزنه)، وَلَا مَالٌ يَلْفِتُهُ، وَلَا طَمَعٌ يُذِلُّهُ، دَابَّتْهُ رَجُلَاهُ، وَخَادِمُهُ يَدَاهُ؛

### الرسول الأعظم ﴿﴾

فَسَأَسَّ بِسَيْبِكَ الْأَطْيَبِ الْأَطْيَبِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - فَبَانَ  
فِيهِ أَشْوَةٌ لِمَنْ تَأَسَّى، وَعَزَاءٌ لِمَنْ تَعَزَّى، وَأَحَبُّ الْعِبَادِ إِلَيَّ  
اللَّهُ الْمُنَاسِي بِسَيْبِي، وَالْمُنْتَصُّ لِأَثَرِهِ، فَضَمَّ الدُّنْيَا قَضْمًا،  
وَلَمْ يُعْرِضْهَا طَرْفًا، أَهْضَمَ أَهْلَ الدُّنْيَا كَشْحًا، وَأَخْضَمَ مِنْ  
الدُّنْيَا بَطْنًا، عُرِضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا فَأَبَى أَنْ يَشْتَلَهَا، وَعَلِمَ أَنَّ  
اللَّهَ سُخْبَانَهُ أَبْعَضَ شَيْئًا فَأَبْعَضَهُ، وَحَقَّرَ شَيْئًا فَحَقَّرَهُ، وَصَغَّرَ شَيْئًا  
فَصَغَّرَهُ، وَلَوْ لَمْ يَكُنْ فِينَا إِلَّا حُبُّنَا مَا أَبْغَضَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ،  
وَتَعْظِيمُنَا مَا صَغَّرَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، لَكُنْفِي بِهِ شِقَاقًا لِلَّهِ  
وَمُحَادَّةً عَنِ أَمْرِ اللَّهِ.

وَلَقَدْ كَانَ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - يَأْكُلُ عَلَى  
الْأَرْضِ، وَيَجْلِسُ جِلْسَةَ الْعَبِيدِ، وَيَخْصِفُ بِيَدِهِ نَعْلَهُ،  
وَيَرْفَعُ بِيَدِهِ نِسْوَتَهُ، وَيَرْكَبُ الْمَهَارَ الْعَارِي، وَيُزِدُفُ  
خَلْفَهُ، وَيَكُونُ الشَّرُّ عَلَى بَابِ بَيْتِهِ فَتَكُونُ فِيهِ النَّصَاوِيرُ  
فَسَمِعُوا: «يَا قُلَاتَنَّهُ - لِإِخْدَانِي أَوْ أَوْجَاهِهِ - غَيْبِي عَنِّي،  
فَأَبَى إِذَا تَنَظَّرْتُ إِلَيْهِ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا وَرَخَّارْفَهَا»،  
فَأَعْرَضَ عَنِ الدُّنْيَا بِقَلْبِهِ، وَأَمَاتَ ذِكْرَهَا مِنْ نَفْسِهِ،  
وَأَحَبَّ أَنْ تَغِيَّبَ زِيَّيْتَهَا عَنْ عَيْنَيْهِ، لِكَيْلَا يَتَّخِذَ مِنْهَا رِيَّاسًا،  
وَلَا يَتَعْتَقِدَهَا قَرَارًا، وَلَا يَزْجُو فِيهَا مَقَامًا، فَأَخْرَجَهَا مِنْ  
النَّفْسِ، وَأَشْخَصَهَا عَنِ الْقَلْبِ، وَغَيَّبَهَا عَنِ الْبَصَرِ.  
وَكَذَلِكَ مَنْ أَبْغَضَ شَيْئًا أَبْغَضَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهِ، وَأَنْ يُذْكَرَ عِنْدَهُ.

وَلَقَدْ كَانَ فِي رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ -  
مَا يَدُلُّكَ عَلَى مَسَاوِي الدُّنْيَا وَعُيُوبِهَا، إِذَا جَاعَ فِسَمَاتِهَا مَعَ خَاصَّتِيهِ،  
وَزُوَيْتَ عَنْهُ رَخَّارْفَهَا مَعَ عَظِيمِ زُلْفَتِيهِ، فَلْيَنْظُرْ نَاطِرًا بِعَقْلِهِ: أَلَسَّ مَ

اس کے بعد چاہو تو میرے  
کہتے تھے - ان کے

کا آسانی سا بان تھا۔

اور نہ کوئی اولاد تھی

ان کی سواری تھی

(رسول اکرم)

صبر و سکون کے طلبکار

اور ان کے نقش و

دنیا میں سب سے ز

کر دیا اور یہ دیکھا

چھوٹا بنا دیا ہے تو

سمجھنے لگے ہیں او

لے کافی تھا۔ دیکھا

تھے۔ اپنے دست

بٹھا بھی یا کرتے۔

خبردار اسے ہٹاؤ۔

اس کی یاد کو اپنے

دل میں جگہ دیں اور

نگاہوں سے بھی:

اور اس کے ذکر کا

یقیناً رسول

گھر والوں ہیتمت بھوکا

اب ہرانا

لے واضح رہے کہ ا

راویوں نے اہل

مکمل طور پر آئینہ

راہ خدا میں صرا

اور یہی حال جناب موسیٰ کے ماننے والے یہودیوں کا ہے کہ ان کی دوڑ دنیا داری کے بارے میں شہرہ آفاق بن چکی ہے۔

مسلمانو! دیکھو جس طرح گذشتہ انبیاء کی امتوں نے اپنے رہنماؤں کے کردار کو کیسے نظر انداز کر دیا ہے اور ان سے صرف نام کا رشتہ رکھا ہے۔  
خبردار تم ایسے نہ ہو جانا اور اپنے پیغمبر کے کردار کا خیال رکھنا اور ان کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنے کی کوشش کرنا۔!

اس کے بعد چاہتو میں عیسیٰ بن مریم کی زندگی کا حال بیان کروں۔ جو پتھر پر نیکو کرتے تھے۔ کھر در لباس پہنتے تھے اور معمولی غذا پر گزارا کیا کرتے تھے۔ ان کے کھانے میں سالن کی جگہ بھوک تھی اور رات میں چراغ کے بدلے چاند کی روشنی تھی۔ سردی میں سایہ کے بدلے شرق و مغرب کا آسانی سامان تھا۔ ان کے میوے اور پھول وہ نباتات تھے جو جانوروں کے کام آتے ہیں۔ ان کے پاس کوئی زوجہ نہ تھی جو انہیں شول کر لیتی اور نہ کوئی اولاد تھی جس کا رنج و غم ہوتا اور نہ کوئی مال تھا جو اپنی طرف متوجہ کر لیتا اور نہ کوئی طبع تھی جو ذلت کا شکار بنا دیتی۔ ان کے پیروں کی سواری تھی اور ان کے ہاتھ ان کے خادم (۱۷)

(رسول اکرم) تم لوگ اپنے طیب و ظاہر پیغمبر کا اتباع کرو کہ ان کی زندگی میں پیروی کرنے والے کے لئے بہترین نمونہ اور صبر و سکون کے طلبگاروں کے لئے بہترین سامان صبر و سکون ہے۔ اللہ کی نظر میں محبوب ترین بندہ وہ ہے جو اس کے پیغمبر کا اتباع کرے اور ان کے نقش قدم پر قدم آگے بڑھائے۔ انھوں نے دنیا سے صرف مختصر غذا حاصل کی اور اسے نظر بھر کر دیکھا بھی نہیں۔ ساری دنیا میں سب سے زیادہ خالی شکم اور شکم ہی میں بھر کرنے والے وہی تھے ان کے سامنے دنیا پیش کی گئی تو اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور یہ دیکھ لیا کہ پروردگار اسے پسند نہیں کرتا ہے تو خود بھی ناپسند کیا اور خدا حقیر سمجھتا ہے تو خود بھی حقیر سمجھا اور اس نے چھوٹا بنا دیا ہے تو خود بھی چھوٹا ہی قرار دیا۔ اور اگر ہم میں اس کے علاوہ کوئی عیب نہ ہوتا کہ ہم خدا اور رسول کے معوض کو محبوب سمجھنے لگے ہیں اور خدا اور رسول کی نگاہ میں صغیر و حقیر کو عظیم سمجھنے لگے ہیں تو یہی عیب خدا کی مخالفت اور اس کے حکم سے انحراف کے لئے کافی تھا۔ دیکھو پیغمبر اکرم ہمیشہ زمین پر بیٹھ کر کھاتے تھے۔ غلاموں کے انداز سے بیٹھتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے اپنی جوتیاں مٹا کتے تھے۔ اپنے دست مبارک سے اپنے کپڑوں کو پیوند لگاتے تھے۔ بغیر چار جامہ کے سواری پر سوار ہوتے تھے اور کسی نہ کسی کو ساتھ بٹھا بھی لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنے مکان کے دروازہ پر آیا پردہ دیکھ لیا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں تو ایک زوجہ سے فرمایا کہ خبردار لے ہٹاؤ۔ میں اس کی طرف دیکھوں گا تو دنیا اور اس کی آرائش یاد آئے گی۔ آپ نے دنیا سے دل سے کنارہ کشی فرمائی اور اس کی یاد کو اپنے دل سے محو کر دیا اور یہ چاہا کہ اس کی زینت نگاہوں سے دور رہے تاکہ نہ بہترین لباس بنائیں اور نہ لے اپنے دل میں جگہ دیں اور نہ اس دنیا میں کسی مقام کی آرزو کریں۔ آپ نے دنیا کو نفس سے نکال دیا اور دل سے دور کر دیا اور نگاہوں سے بھی غائب کر دیا اور یہی ہر انسان کا اصول ہے کہ جس چیز کو ناپسند کرتا ہے اس کی طرف دیکھنا بھی نہیں چاہتا ہے اور اس کے ذکر کو بھی ناپسند کرتا ہے۔

یقیناً رسول اللہ کی زندگی میں وہ ساری باتیں پائی جاتی ہیں جو دنیا کے عیوب اور اس کی خرابیوں کی نشاندہی کر سکتی ہیں کہ اپنے اپنے گھروں میں سمیت بھوکا رہنا گوارا کیا ہے اور خدا کی بارگاہ میں انتہائی تقرب کے باوجود دنیا کی زینتوں کو آپ سے الگ رکھا گیا ہے۔ اب ہر انسان کو نگاہ عقل سے دیکھنا چاہیے اور یہ سوچنا چاہیے کہ اس صورت حال اور اس طرح کی زندگی سے پروردگار نے

لے واضح رہے کہ اس واقعہ کا تعلق ازواج کی زندگی اور ان کے گھروں سے ہے۔ اس کا اہلیت کے گھر سے کوئی تعلق نہیں ہے جسے بعض راویوں نے اہلیت کی طرف موڑ دیا ہے تاکہ ان کی زندگی میں بھی عیش و عشرت کا اثبات کر سکیں۔ جب کہ اہلیت کی زندگی تاریخ اسلام میں مکمل طور پر آئینہ ہے اور شخص جانتا ہے کہ ان حضرات نے تمام تر اختیارات کے باوجود اپنی زندگی انتہائی سادگی سے گزار دی ہے اور سارا مال دنیا راہ خدا میں صرف کر دیا ہے۔

بادی - ظاہر

متہدلہ - جھکے ہوئے - قریب

طیبہ - درینہ منورہ

متلافیہ - جاہلیت کے تمام امور کی

تلافی کرنے والا

مفصولہ - واضح طور پر بیان کے لئے

کیوں - منہ کے جھل گرنے

انابہ - رجوع

مآب - بازگشت کی جگہ

کس قدر منطقی گفتگو ہے کس سرکار کا

کا دنیا کی لذتوں سے محروم رہنا پروردگار

کی طرفتِ عورت و اکرام کی علامت ہے

تو اپنے پاس دولت و ثروت کی فراوانی

ذلت و حقارت کے علاوہ اور کیا

ہو سکتی ہے؟

۲۱) بعض حضرات نے اس لفظ سے

یہ استفادہ کرنا چاہا ہے کہ آپ کا وجود

علامتِ قیامت تھا اور آپ کے بعد

کوئی نبی آنے والا نہیں ہے اور

اس طرح آپ کے خاتم النبیین ہونے

کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ حالانکہ

ایسا کچھ نہیں ہے علامتِ قیامت سے

مراد ختم نبوت نہیں ہے۔ اس کا مقصد

حسرت یہ ہے کہ آپ نے قیامت کی مکمل

طور پر وضاحت کر دی ہے اور اپنی

بشارت اور اپنے اخطار کے ذریعہ

زیہوں کو آخرت کی طرف موڑ دیا ہے۔

اللَّهُ مُحَمَّدًا بِذَلِكَ أَمْ أَهَانَهُ؛ فَإِنْ قَالَ: أَهَانَهُ، فَقَدْ كَذَبَ - وَاللَّهُ الْعَظِيمُ - بِالْإِفْكِ  
 الْعَظِيمِ، وَإِنْ قَالَ: أَحْرَمْتَهُ، فَلْيَعْلَمَنَّ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهَانَ غَيْرَهُ حَيْثُ بَسَطَ الدُّنْيَا لَهُ،  
 وَزَوَّاهَا عَنْ أَقْرَبِ النَّاسِ مِنْهُ، فَتَأَسَّى مُتَأَسِّسَ بَيْتِهِ، وَاتَّقَصَّ أَمْرَهُ، وَوَجَّحَ مَوْجِدَهُ،  
 وَإِلَّا فَلَا يَأْمَنُ الْمَلَائِكَةُ، فَإِنَّ اللَّهَ جَعَلَ مُحَمَّدًا - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - عَلَمًا  
 لِلشَّاعَةِ، وَمُبَشِّرًا بِالْجَنَّةِ، وَمُنْذِرًا بِالْعُقُوبَةِ، خَرَجَ مِنَ الدُّنْيَا حَمِيصًا، وَوَزَدَ الْآخِرَةَ  
 سَلِيمًا لَمْ يَضَعْ حَجْرًا عَلَى حَجْرٍ، حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، وَأَجَابَ دَاعِيَ رَبِّهِ، فَمَا أَعْظَمَ  
 مِنَّةَ اللَّهِ عِنْدَنَا حِينَ أَنْعَمَ عَلَيْنَا بِهِ سَلَفًا نَسْتَعْمُهُ، وَقَائِدًا نَطَأُ عَقِيئَهُ؛ وَاللَّهُ لَقَدْ رَفَعَتْ  
 مِذْرَعَتِي هَذِهِ حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَاقِعِهَا، وَلَقَدْ قَالَ لِي قَائِلٌ: أَلَا تَسْتَبْذِرُهَا عَنكَ؟  
 فَقُلْتُ: أَعْرُوبُ (اعزب) عَنِّي، فَعِنْدَ الصَّبَاحِ يَحْتَمِدُ الْقَوْمُ السُّرْيَا!

۱۶۱

### ومن خطبة له ﷺ

في صفة النبي وأهل بيته وأتباع دينه، و

فيها يعط بالتقوى

الرسول وأهله وأتباع دينه.

إِنْسَتَعْتَهُ بِالثَّوْرِ الْمَضِيءِ، وَالسُّبْرَهَانَ الْجَلِيَّ، وَالْمِنْهَاجَ السَّادِي، وَالْكِتَابَ  
 الْمَادِي، أَسْرَتْهُ خَيْرُ أَمْرَةٍ، وَشَجَرْتُهُ خَيْرُ شَجَرَةٍ؛ أَغْصَانُهَا مُعْتَدِلَةٌ،  
 وَمَسَارُهَا مُتَهَدِلَةٌ، مَوْلِدُهُ بِمَكَّةَ، وَهَجْرَتُهُ بِطَيْبَةَ عِلَّاهَا ذِكْرُهُ، وَأَسْتَدُّ  
 بِسِنِّهَا صَوْتُهُ، أَرْسَلَهُ بِحُجَّةٍ كَافِيَةٍ، وَمَوْعِظَةٍ شَافِيَةٍ، وَدَعْوَةٍ مُتَلَفِيفَةٍ،  
 أَظْهَرَ بِهِ الشَّرَائِعَ الْمَجْهُولَةَ، وَقَمَعَ بِهِ الْبِدْعَ الْمَذْخُولَةَ، وَبَيَّنَّ بِهِ الْأَحْكَامَ  
 الْمَفْضُولَةَ، فَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا تَحْتَقِقْ شِقْوَتَهُ، وَتَنْقِصِمْ  
 عُرْوَتَهُ، وَتَعْظُمَ كَيْفِيَّتُهُ، وَيَكُنْ مَأْبَهُ إِلَى الْمُسْرِنِ الطَّوِيلِ وَالْعَذَابِ الْوَيْلِ.  
 وَأَتَوَكَّلُ عَلَى اللَّهِ تَوَكُّلَ الْإِنْسَانِيَةِ إِلَيْهِ، وَأَسْتَرْشِدُهُ السَّبِيلَ الْمُوَدِّيَّةَ إِلَى  
 جَنَّتِيهِ، الْقَاصِدَةَ إِلَى مَحَلِّ رَغْبَتِيهِ.

النصم بالتقوى

۳) حقیقت امر یہ ہے کہ دین خدا کا ناسخہ اور امت کا صحیح راہنما وہی ہے جو اسلام کی سادگی کی کرداری وضاحت کر سکے اور کمزور ترین فرد کی مینٹی ہوگی  
 گزار سکے اور امیر المؤمنین اس معیار قیادت کا مکمل نمونہ تھے جس کی کوئی مثال دوسرے افراد کی زندگی میں نہیں پائی جاتی ہے۔

اور  
مقا  
دالی  
شری  
کسی  
ہو جا  
طلب  
لہ  
یہ  
یہ  
جاہ

نے پیغمبر کو عزت دی ہے یا انھیں ذلیل بنایا ہے۔ اگر کسی کا خیال یہ ہے کہ ذلیل بنایا ہے تو وہ جھوٹا اور افترا پرداز ہے اور اگر  
حاصل یہ ہے کہ عزت دی ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اگر اللہ نے اس کے لئے دنیا کو فرس کر دیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے  
اسے ذلیل بنا دیا ہے کہ اپنے قریب ترین بندہ سے اسے دور رکھا تھا۔<sup>(۱۶۱)</sup>

اب ہر شخص کو رسول اکرم کا اتباع کرنا چاہیے۔ ان کے نقش قدم پر چلنا چاہیے اور ان کی منزل پر قدم رکھنا چاہیے  
اور نہ ہلاکت سے محفوظانہ رہ سکے گا۔ پروردگار نے پیغمبر اسلام کو قرب قیامت کی علامت، جنت کی بشارت دینے والا اور عذاب  
سے ڈرانے والا بنایا ہے۔ وہ دنیا سے بھوکے چلے گئے لیکن آخرت میں سلامتی کے ساتھ وارد ہوئے۔ انھوں نے تعمیر کے لئے پتھر  
پر پتھر نہیں رکھا اور دنیا سے رخصت ہو گئے اور اپنے پروردگار کی دعوت پر ٹھیک کہہ دی۔ پروردگار کا کتنا عظیم احسان ہے کہ اس نے  
ہمیں ان کا جیسا رہنا عطا فرمایا ہے جس کا اتباع کیا جائے اور قائم دیا ہے جس کے نقش قدم پر قدم چلئے جائیں۔

خدا کی قسم میں نے اس قبض میں اتنے پیوند لگوائے ہیں کہ اب رفوگر کو دیتے ہوئے شرم آنے لگی ہے۔ مجھ سے ایک شخص  
نے یہ بھی کہا تھا کہ اُسے پھینک کیوں نہیں دیتے تو میں نے اس سے کہہ دیا کہ مجھ سے دور ہو جا۔ صبح ہونے کے بعد قوم کو رات میں  
سفر کرنے کی قدر ہوتی ہے۔<sup>(۱۶۲)</sup>

۱۶۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں رسول اکرم کے صفات اہلبیت کی فضیلت اور تقویٰ و اتباع رسول کی دعوت کا تذکرہ کیا گیا ہے)

پروردگار نے آپ کو روشن نور و واضح دلیل۔ نمایاں راستہ اور ہدایت کرنیوالی کتاب کے ساتھ بھیجا ہے۔ آپ کا خاندان بہترین خاندان  
اور آپ کا شجرہ بہترین شجرہ ہے۔ جس کی شاخیں معتدل ہیں اور ثمرات دسترس کے اندر ہیں۔ آپ کی جائے ولادت مکہ مکرمہ ہے اور  
مقام ہجرت ارض طیبہ۔ ہمیں سے آپ کا ذکر بلند ہوا ہے اور ہمیں سے آپ کی آواز پھیلی ہے۔ پروردگار نے آپ کو کفایت کرنے  
والی جنت، شفا دینے والی نصیحت۔ گذشتہ تمام امور کی تلافی کرنے والی دعوت کے ساتھ بھیجا ہے۔ آپ کے ذریعہ غیر معروف  
شریعتوں کو ظاہر کیا ہے اور مہمل بدعتوں کا قلع قمع کر دیا ہے اور واضح احکام کو بیان کر دیا ہے لہذا اب جو بھی اسلام کے علاوہ  
کسی راستہ کو اختیار کرے گا اس کی شقاوت ثابت ہو جائے گی اور ریسمان حیات بکھر جائے گی اور منہ کے بھلے گناہ سخت  
ہو جائے گا اور انجام کار دائمی حزن و الم اور شدید ترین عذاب ہوگا۔

میں خدا پر اسی طرح بھروسہ کرتا ہوں جس طرح اس کی طرف توجہ کرنے والے کرتے ہیں اور اس سے اس راستہ کی ہدایت  
طلب کرتا ہوں جو اس کی جنت تک پہنچانے والا اور اس کی منزل مطلوب کی طرف لے جانا والا ہے۔

۱۶۲۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر مسلمان کو آوارہ وطن اور خانہ بدوش ہونا چاہیے اور خیموں اور چھوٹا دیواریں میں زندگی گزار دینا چاہیے۔ اس کا مقصد صرف  
یہ ہے کہ مسلمان کو دنیا کی اہمیت و عظمت کا قائل نہیں ہونا چاہیے اور اسے صرف بطور ضرورت اور بقدر ضرورت استعمال کرنا چاہیے وہ مکمل طور سے قبضہ  
میں آجائے تو انسان کو باعزت نہیں بنا سکتی ہے اور سو فیصدی ہاتھوں سے نکل جائے تو ذلیل نہیں کر سکتی ہے۔ عزت و ذلت کا معیار مال و دولت اور  
ماہ و منصب نہیں ہے۔ اس کا معیار صرف عبادت الہی اور اطاعت پروردگار ہے جس کے بعد ملک دنیا کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی ہے۔

اسیخ - مکن کردیا

ناصح - مخلص

شفیق - خوفزدہ

کادح - بید محنت کرنے والا

اوصاہم - جوڑوں کا مجموعہ

تزاہلیت - متفرق ہو گئے

تجاور - آپس میں بات کرنا

جدو - سیدھا راستہ

قصد - ستقیم

وضین - بندکر

ارسال - متوجہ ہوجانا

سد - استقامت

ذمامہ - طایر

صہر - دامادی رشتہ

نوط - تعلق

اثرہ - اختصاص

نہیب - لوٹ مار

صیح - آواز بلند کی گئی

حجرات - اطراف

أَوْصِيكُمْ عِبَادَ اللَّهِ، بِتَقْوَى اللَّهِ وَطَاعَتِهِ، فَإِنَّهَا الشَّجَاءَةُ غَدَاةٌ،  
وَالْمَشْجَاءَةُ أَبَدٌ، رَهَبٌ فَأَبْلَغُ، وَرَغَبٌ فَأَشْبَحُ، وَوَصَفَ لَكُمْ  
الدُّنْيَا وَانْتِطَاعَهَا، وَزَوَالَهَا وَانْتِقَالَهَا، فَأَعْرِضُوا عَنَّا يُغْنِيكُمْ  
فِيهَا لِقِلَّةَ مَا يَصْحَبُكُمْ مِنْهَا، أَقْرَبُ دَارٍ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ، وَأَسْعَدَهَا  
مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ! فَفُضُّوا عَنْكُمْ - عِبَادَ اللَّهِ - غُمُومَهَا وَأَسْفَلَهَا،  
وَلَمَّا قَدْ أَيَقْتَمُ بِهِ مِنْ فِرَاقِهَا وَتَصَرُّفِ حَالَاتِهَا، فَاحْذَرُوا  
حَذَرَ الشَّفِيقِ النَّاصِحِ، وَالسُّجْدِ الْكَادِحِ، وَاعْتَبِرُوا بِمَا قَدْ رَأَيْتُمْ  
مِنْ مَصَارِعِ الْقُرُونِ قَبْلَكُمْ: قَدْ تَزَايَلَتْ أَوْصِيَهُمْ، وَزَالَتْ أَبْصَارُهُمْ وَ  
أَسْمَاعُهُمْ، وَذَهَبَ شَرَفُهُمْ وَعِزُّهُمْ، وَانْقَطَعَ سُورُهُمْ وَتَعَبَهُمْ، فَبَدَلُوا  
بِقُرْبِ الْأَوْلَادِ قَدَمَهَا، وَبِصُحْبَةِ الْأَزْوَاجِ مُفَارَقَتَهَا، لَا يَسْتَفَاحِرُونَ،  
وَلَا يَسْتَسْلُونَ، وَلَا يَسْتَأْذِنُونَ، وَلَا يَسْتَحْذَرُونَ، فَاحْذَرُوا، عِبَادَ اللَّهِ،  
حَذَرَ الْغَالِبِ لِغَنِيِّهِ، الْمَانِعِ لِشَهْوَتِهِ، النَّاطِرِ بِعَقْلِهِ، فَإِنَّ الْأَمْرَ  
وَاضِحٌ وَالْعَلَمُ قَائِمٌ، وَالطَّرِيقُ جَدُّ وَالسَّبِيلُ قَصْدٌ

۱۶۲

## و من کلام له

لبعض أصحابه وقد سأله: كيف دفعكم

توكم عن هذا المقام وأنتم أحق به؟ فقال:

يَا أَخَا بَنِي آسَدٍ، إِنَّكَ لَقَلْبُ الْوَضِيِّنِ، تُزِيلُ فِي غَيْرِ سَدَدٍ، وَلَكَ  
بَعْدُ ذِمَامَةُ الصَّهْرِ وَحَقُّ الْمَنَالَةِ، وَقَدْ اسْتَعْلَمْتَ فَاغْلَمَ: أَمَا الْاِسْتِغْنَاءُ  
عَلَيْتَا بِهَذَا الْمَقَامِ وَتَحْنُ الْأَعْلُونَ نَسَبًا، وَالْاِسْتِدْوَانُ بِرَسُولِ اللَّهِ -  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - نَوْطًا، فَإِنَّهَا كَانَتْ أَتْرَةً فَحَثَّ عَلَيْهَا نَفْسُ  
قَوْمٍ، وَتَحَثَّ عَلَيْهَا نَفْسُ آخَرِينَ؛ وَالْحَكْمُ لِلَّهِ، وَالْمَعْوَدُ إِلَيْهِ الْقِيَامَةُ  
وَدَخَّ عَنْكَ تَهْنَأُ صَبِيحٍ فِي حَبْرَاتِهِ وَلَكِنْ حَدِيثًا مَا حَدِيثُ الرَّوَاحِلِ

مصادر خطبه ۱۶۲، امانی صدوق ۲۶۸، علل الشرائع صدوق باب ۱۱۱، المسترشد للطبری الامامی ۱۴۵، ارشاد مفید ۱۴۱، بحار الانوار

کتاب الفتن والحق، الفصول المتخاره ۳۶

برابر  
ادب  
ادب

برابر  
ادب  
ادب

برابر  
ادب  
ادب

برابر  
ادب  
ادب

برابر  
ادب  
ادب

برابر  
ادب  
ادب

برابر  
ادب  
ادب



بندگانِ خدا! میں تمہیں تقویٰ الہی اور اس کی اطاعت کی وصیت کرتا ہوں کہ اسی میں کل نجات ہے اور یہی ہمیشہ کے لئے مرکزِ نجات ہے۔ اس نے تمہیں ڈرایا تو مکمل طور سے ڈرایا اور رغبت دلائی تو مکمل رغبت کا انتظام کیا۔ تمہارے لئے دنیا اور اس کی جڑائی۔ اس کے دل اور اس سے انتقال سب کی توصیف کر دی ہے لہذا اس میں جو چیز اچھی لگے اس سے اعراض کرو کہ ساتھ جانے والی شے بہت کم ہے۔ جو یہ گھر غضبِ الہی سے قریب تر اور رضائے الہی سے دور تر ہے۔

بندگانِ خدا! ہم و غم اور اس کے اشغال سے چشم پوشی کرو کہ تمہیں معلوم ہے کہ اس سے بہر حال جُدا ہونا ہے اور اسکے حالات بار بار بدلے رہتے ہیں۔ اس سے اس طرح احتیاط کرو جس طرح ایک خوفزدہ اور اپنے نفس کا مخلص اور جانفشانی کے ساتھ کوشش کیڑی والا سنا کر تپا ہے اور اس سے عبرت حاصل کرو ان مناظر کے ذریعہ جو تم نے خود دیکھے لئے ہیں کہ گذشتہ نسلیں ہلاک ہو گئیں۔ ان کے جوڑ بند لگ ہو گئے۔ ان کی آنکھیں اور ان کے کان ختم ہو گئے۔ ان کی شرافت اور عزت چلی گئی۔ ان کی سرت اور نعمت کا خاتمہ ہو گیا۔ اولاد کا قرب نقدان میں تبدیل ہو گیا اور ازدواج کی صحبت فراق میں بدل گئی۔ اب نہ باہمی مفاخرت رہ گئی ہے اور نہ نسلیں کا سلسلہ، ملاقاتیں رہ گئی ہیں اور نہ بات چیت۔

لہذا بندگانِ خدا! ڈرو اس شخص کی طرح جو اپنے نفس پر قابو رکھتا ہو۔ اپنی خواہشات کو روک سکتا ہو اور اپنی عقل کی نگہوں سے دیکھتا ہو۔ مسئلہ بالکل واضح ہے۔ نشانیاں قائم ہیں۔ راستہ سیدھا ہے اور صراط بالکل مستقیم ہے۔

۱۶۲۔ آپ کا ارشاد گرامی

(اس شخص سے جس نے یہ سوال کر لیا کہ لوگوں نے آپ کو آپ کی منزل سے کس طرح ہٹا دیا)

اسے برادرِ بنی اسد! تم بہت تنگ حوصلہ ہو اور غلط راستہ پر چل پڑے ہو۔ لیکن بہر حال تمہیں قرابتِ کا حق بھی حاصل ہے اور سوال کا حق بھی ہے اور تم نے دریافت بھی کر لیا ہے تو اب سو ابھارو بلکہ نسب اور رسول اگر تم سے قریب ترین تعلق کے باوجود تم نے ہم سے اس حق کو اس لئے چھین لیا کہ اس میں ایک خود غرضی تھی جس پر ایک جماعت کے نفس مرٹے تھے اور دوسری جماعت نے چشم پوشی سے کام لیا تھا لیکن بہر حال حاکم اللہ ہے اور روزِ قیامت اسی کی بارگاہ میں پلٹ کر جانا ہے۔

اس لوٹ مار کا ذکر چھوڑو جس کا شور چاروں طرف مچا ہوا تھا  
اب اونٹنیوں کی بات کرو جو اپنے قبضہ میں رہ کر نکل گئی ہیں

لے شام اس امر کی طرف اشارہ ہو کہ سرکارِ دو عالم کی ایک زوجہ زینب بنت جحش اسدی تھیں اور ان کی والدہ امیر بنت عبدالمطلب آپ کی چھوٹی تھیں۔ لے اس میں دونوں احتمالات پائے جاتے ہیں۔ یا اس قوم کی طرف اشارہ ہے جس نے حقِ اہلبیت کا تحفظ نہیں کیا اور تعامل سے کام لیا۔ یا خود اپنے کردار کی بلندی کی طرف اشارہ ہے کہ ہم نے بھی چشم پوشی سے کام لیا اور مقابلہ کرنا مناسب نہیں سمجھا اور اس طرح ظالموں نے منصب پر مکمل طور سے قبضہ کر لیا۔ لے یرام القیس کا مہر ہے جب اس کے باپ کو قتل کر دیا گیا تو وہ انتقام کے لئے قبائل کی لگت تلاش کر رہا تھا۔ ایک مقام پر مقیم تھا کہ لوگ اس کے اونٹ پکڑ لگے۔ اس نے میزبان سے فریاد کی۔ میزبان نے کہا کہ میں ابھی واپس لاتا ہوں۔ ثبوت میں تمہاری اونٹنیاں لے جاتا ہوں اور اس طرح اونٹ کے ساتھ اونٹنی پر بھی قبضہ کر لیا۔

وَهَلَمَّ الْقَطْبُ فِي ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَلَقَدْ أَضْحَكَنِي الدَّهْرُ بَعْدَ ابْتِكَانِهِ،  
 وَلَا عَزْوَةَ وَاللَّهِ، فَيَا لَيْسَ خَطْبًا يَشْتَرِعُ الْعَجَبَ، وَيُكْرِزُ الْأَوْدَةَ حَاوِلَ السُّعُومِ  
 إِطْفَاءَ نُورِ اللَّهِ مِنْ مِضْبَاحِهِ، وَسَدِّ قَوَارِهِ مِنْ يَسْبُوعِهِ، وَجَدَحُوا بَيْنِي  
 وَبَيْنَهُمْ شِرْبًا وَبَيْنَنَا، فَإِنْ تَرْتَفِعَ عَنَّا وَعَنْهُمْ مَحْنُ الْبَلْوَى، أَحْمِلُهُمْ  
 مِنَ الْحَقِّ عَلَى نَحْيِهِ؛ وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرَى، «فَلَا تَذْهَبُ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ  
 حَسْرَاتٍ، إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ».

۱۶۳

و من خطبة له

الخالو جل و علا

الْمَسْدُ لِسَلْبِهِ خَالِقِ الْعِبَادِ، وَسَاطِحِ الْمِهَادِ، وَمُسِيلِ الْوِهَادِ، وَتَحْصِيهِ  
 الشَّجَادِ. لَيْسَ لِأَوْلِيَّتِيهِ ابْتِدَاءٌ، وَلَا لِأَزْلَمِيَّتِيهِ انْقِضَاءٌ هُوَ الْأَوَّلُ  
 وَلَمْ يَزَلْ، وَالسَّابِقُ بِلاَ أَجَلٍ. خَرَّتْ لَهُ الْجِبَاهُ، وَوَحَّدَتْهُ الشَّقَاءُ حَدَّ  
 الْأَشْيَاءِ عِنْدَ خَلْقِهِ هَذَا إِسَانَةٌ لَهُ مِنْ شَبَّهَهَا. لَا تُقَدَّرُهُ الْأَوْهَامُ  
 بِالمُدُودِ وَالمَرْكَاتِ، وَلَا بِالمُجَارِحِ وَالْأَدْوَابِ. لَا يُسْقَالُ لَهُ: «مَتَى؟»  
 وَلَا يُضْرَبُ لَهُ أَمْدٌ «بِمَتَى؟». الظَّاهِرُ لَا يُسْقَالُ: «بِمَتَى؟» وَالْبَاطِنُ لَا يُسْقَالُ: «فِيمَتَى؟»  
 لَا يَسْبِيحُ قَيْصَرِي، وَلَا تَمَجُّجُوتُ فَيُخَوِّي. لَمْ يَشْرُوبْ مِنَ الْأَنْشِيَاءِ بِالسُّبْحَانِ،  
 وَلَمْ يَسْتَمُدَّ عَنْهَا بِالفَرَاقِ، وَلَا يَخْشَى عَلَيْهِ مِنْ عِبَادِهِ شُحُوصَ لَمَطَّةٍ، وَلَا  
 كُرُورَ لَمَطَّةٍ، وَلَا اِزْدِلَافَ رَيْسُوقَةٍ، وَلَا انْسِيَاطَ خَطْوَةٍ، فِي لَيْلِ دَاجٍ، وَلَا  
 عَسَقِي سَاجٍ. يَسْتَقِيًّا عَلَيْهِ الْقَمَرُ الْمُنِيرُ، وَتَعْقِبُهُ الشَّمْسُ ذَاتُ الثُّورِ فِي  
 الْأُقْسُولِ وَالْكُرُورِ، وَتَسْقَلُ الْأَرْبَابَةَ وَالدَّهْسُورِ، مِنْ إِبْتِهَالِ لَيْلٍ مُسْقِلِ،  
 وَإِدْبَارِ نَهَارٍ مُدْبِرٍ. قَبْلَ كُلِّ غَايَةِ وَمُدَّةٍ، وَكُلِّ إِحْصَاءٍ وَعِدَّةٍ، تَعَالَى  
 عَمَّا يَنْحَلُّهُ الْمُحَدِّدُونَ مِنْ صِفَاتِ الْأَقْدَارِ، وَنَهَايَاتِ الْأَقْطَارِ، وَتَأْتَلِ  
 الْمَسَاكِينِ، وَتَمَكِّنِ الْأَمَانِينَ. فَالْمَسْدُ لِمَخْلَقِهِ مَضْرُوبٌ، وَإِلَى غَيْرِهِ مَشْرُوبٌ.

بیت  
ان  
اپنی  
ملو  
چا  
وحد  
انسا  
سے  
سوجا  
بنیاد  
ہے  
انہم  
جو آ  
وشار  
انداز  
اس کی

لہ  
کی  
نگرا  
ہاتھ  
کرنا

بم - یاد کرد  
خطب - عظیم حادثہ  
اود - کجی  
قوار - قوارہ  
جدوا - محفوظ کر دیا  
شرب - پانی کا ایک حصہ  
ولی - جو باعث دبا ہو جائے  
محض الحق - فاصل حق  
ساطح المهاد - زمین کا فرش بچھانے والا

ولاد - جمع دہرہ نشیب  
شجاد - جمع نجد - فراز  
ابانہ - جدا کرنا  
شخص مخطہ - سلسلہ دیکھتے رہنا  
ازدلات ربوہ - نظر سے قریب تر جانا  
واجبی - تاریک  
عسقی - رات  
ساجی - ساکن  
اقول - غیبیت  
کرور - بار بار واپس آنا  
نہایات الاقطار - منتهای العباد  
اقدار - جمع قدر - طول عرض عمق  
تاثل - اصالت

مصادر خطبہ ۱۶۳ صلیۃ الاولیاء ص ۲۲ ، عیون المحکم والمواعظ واسطی ، ربيع الابرار (باب الملائکة) ، بحار الانوار ۷ ، ص ۳۰۳ ، توحید صدوق ص ۱۱۰

اب آداس مصیبت کو دیکھو جو ابر سفیان کے بیٹے کی طرف سے آئی ہے کہ زمانہ زلزلے کے بعد ہندیا رہا ہے اور بجز اس میں کوئی تعجب کی چیز ہے۔ تعجب تو اس حادثہ پر ہے جس نے تعجب کا بھی خاتمہ کر دیا ہے اور کبھی کو بڑھاوا دیا ہے۔ قوم نے چاہا تھا کہ نورا الہی کو اس کے چراغ ہی روشن کر دیا جائے اور نوارہ کو چشمہ ہی سے بند کر دیا جائے۔ میرے اور اپنے درمیان نہ ہریے گھونٹوں کی آمیزش کر دی کہ اگر مجھ سے اور سے ابتلا کی رحمتیں ختم ہو گئیں تو میں انھیں خالص حق کے راستہ پر چلاؤں گا اور اگر کوئی دوسری صورت ہوگی تو تمہیں حسرت و انوس سے جان نہیں دینی چاہیے۔ اللہ ان کے اعمال سے خوب باخبر ہے۔

### ۱۶۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو بندوں کا خلق کرنے والا۔ زمین کا فرش بچھانے والا۔ راویوں میں پانی کا بہانے والا اور ہون کا سرسبز و شاداب بنانے والا ہے۔ اس کی اولیت کی کوئی ابتدا نہیں ہے اور اس کی اولیت کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ وہ ابتداء سے ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ وہ باقی ہے اور اس کی بقا کی کوئی مدت نہیں ہے۔ پیشانیاں اس کے سامنے سجدہ ریز اور لب اس کی رانیت کا اقرار کرنے والے ہیں۔ اس نے تخلیق کے ساتھ ہی ہر شے کے حدود و معین کر دئے ہیں تاکہ وہ کسی سے مشابہ نہ ہونے پائیں۔ جانی ادہام اس کے لئے حدود و حرکات اور اعضاء و جوارح کا تعین نہیں کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ وہ کب ہے اور نہ یہ حد بندی کی جاسکتی ہے کہ کب تک رہے گا۔ وہ ظاہر ہے لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ کس چیز سے اور باطن ہے لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ کس چیز میں ہے وہ نہ کوئی ڈھانچہ ہے کہ ختم ہو جائے اور نہ کسی حجاب میں ہے کہ محدود ہو جائے۔ ظاہری اتصال کی بنا پر اشیا سے قریب نہیں ہے اور جسمانی جدائی کی بنا پر دور نہیں ہے۔ اس کے اوپر بندوں کے حالات میں سے نہ ایک کا جھیکنا سخی ہے اور نہ الفاظ کا ڈھرانہ۔ نہ بلندی کا دور سے جھلکنا پوشیدہ ہے اور نہ قدم کا آگے بڑھنا۔ نہ اندھیری رات میں اور نہ چھائی ہوئی صبا دیوں میں جن پر روشن چاند اپنی کرنوں کا سایہ ڈالتا ہے اور روشن آفتاب طلوع و غروب میں اور زمانہ کی ان گردشوں میں آنے والی رات کی آمد اور جانے والے دن کے گزرنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ وہ ہر انتہا و مدت سے پہلے ہے اور ہر احصاء شمار سے ماوراء ہے۔ وہ ان صفات سے بلند تر ہے جنھیں محدود سمجھ لینے والے اس کی طرف منسوب کر دیتے ہیں چاہے وہ صفوں کے اندازے ہوں یا اطراف و جوانب کی حدیں۔ مکانات میں قیام ہو یا مسکن میں قرار۔ حد بندی اس کی مخلوقات کے لئے ہے اور اس کی نسبت اس کے غیر کی طرف ہوتی ہے۔

یہ کتب اہلبیت کا خاصہ ہے کہ ہمیشہ حق کے راستے پر چلنا چاہیے اور دوسروں کو بھی اسی راستہ پر چلانا چاہیے اور اس راہ میں کسی طرح کی زحمت و مصیبت کی پرواہ نہیں کرنا چاہیے۔ چنانچہ بعض مورخین کے بیان کے مطابق جب دور عمر بن خطاب میں مسلمان فارسی کو مدائن کا گورنر بنایا گیا اور انھوں نے کہا: یا ابن مسلمان! قانون نافذ کیا تو ارباب ثروت و تجارت نے خلیفہ سے شکایت کر دی اور انھوں نے فی الفور جناب سلمان کو معزول کر دیا کہ کہیں نگرانی اور محاسبہ کا تصور سارے ملک میں نہ پھیل جائے کہ ارباب مصالح و منافع بغاوت پر آمادہ ہو جائیں اور حکومت کو حق کی راہ پر چلنے کے لئے خاطر خواہ قیمت ادا کرنا پڑے۔

(فی ظلال بیچ البلاغہ ۲/۴۴۸)

آقام حدہ - وہ حدود جس سے امتیاز

قائم ہو

سوئی - مستدل

منشاء - جدید ایجاد

مرعی - محفوظ

سلالہ - خلاصہ

قرار مکین - رحم مادر

مور - حرکت

لا تہجر - جواب نہیں دے سکتا

استفسروانی - مجھے واسطہ قرار دیا

وشیحہ - قرابت

بعض دانش وران کا خیال ہے کہ

یہ کائنات ایک مخصوص مادہ گیس سے

پیدا ہوئی ہے اور اسے بے اصل نہیں

قرار دیا جاسکتا ہے لیکن ان عقلمندوں

کو یہ خبر نہیں ہے کہ اس طرح وجود خالق

سے انکار کا جو از نہیں تلاش کر سکتے اور

یہ سوال بہر حال باقی رہے گا کہ اس

مادہ کا خالق کون ہے اور یہ کس طرح

وجود میں آگیا ہے کہ مادہ قابل تفسیر ہے

اور قابل تفسیر سے افز و جو دمیں نہیں

آسکتی ہے ورنہ تفسیرات کا باعث اور

محرک کیا ہوگا

۱۴) الکیس کاریل نے اپنی کتاب

”انسان ناشناختہ شدہ“ میں بہت عمو

جلد لکھا ہے کہ خالق کے کرم کی انتہاء

ہے کہ جیسے جیسے حکم مادر میں بچہ بڑھتا جاتا ہے۔ اس کے نکلنے کے راستہ میں بھی وسعت پیدا ہوتی جاتی ہے اور یہ کام خالق حکیم کے علاوہ کوئی نہیں

کر سکتا ہے۔

### ابتداء المخلوقین

لہ  
نَمْ يَخْلُقُ الْإِنْسَانَ مِنْ أُصُولٍ أَرْضِيَّةٍ، وَلَا يَمُنْ أَوْ أَيْسَلُ أَبَدِيَّةٍ، بَلْ  
خَلَقَ مَا خَلَقَ فَأَقَامَ حَدَّهُ، وَصَوَّرَ مَا صَوَّرَ فَأَحْسَنَ صُورَتَهُ. لَيْسَ لِنَسْئِهِ  
مِنْهُ امْتِنَاعٌ، وَلَا لَهُ بِطَاعَةِ شَيْءٍ امْتِنَاعٌ. عَلَّمَهُ بِالْأَمْوَآتِ الْمَاضِيَةِ  
كَمَوْلَاهُ بِالْأَخْيَارِ السَّابِقِينَ، وَعَلَّمَهُ بِمَا فِي السَّمَآآتِ الْعُلَى كَمَوْلَاهُ  
بِمَا فِي الْأَرْضِينَ السُّفْلِ.

منہا: اُنہیسا المخلوق السوئی، والتمنأ المرعی، فی ظلکات الارحام،  
ومضاعفات الانسار، بسدنت «من سلالۃ من طین»، ووضعت «فی قرار  
مکین، الی قدر معلوم»، واجل مشوم، تموز فی بطن امک جیننا لا تحیر  
دعاء، ولا تمنع نداء، ثم اخرجت من مفرک الی دار لم تشهدھا،  
ولم تعرف سبل متافعھا، فن هذاک لاجترار الغذاء من ندي  
امک، وعرفک عند الحاجة مواضع طلبک وإرادتک اهنیات، ان من  
بغير عن صفات ذی المیئة والأدوات فهو عن صفات  
خالقہ اعجز، ومن تساولہ بعدود المخلوقین ابتداء

۱۶۴

### ومن کلام له (علیہ السلام)

لما اجتمع الناس الیه وشکوا ما نعموه علی عثمان

و سألوه مخاطبته لهم واستعتابه لهم، فدخل علیه فقال:

إِنَّ النَّاسَ وَرَأَيْي وَقَدِ اسْتَشْفَرُونِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُمْ، وَوَاللَّهِ مَا أَدْرِي  
مَا أَقُولُ لَكَ مَا أَغْرِفُ شَيْئاً عَنْهُمْ، وَلَا أَدْرِي عَلَى أُنْسٍ لَا  
تَعْرِفُهُ، إِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نَعْلَمُ، مَا سَبَبْتَاكَ إِلَى شَيْءٍ فَتُخْبِرَكَ عَنْهُ، وَلَا خَلَوْنَا  
بِشَيْءٍ فَتُبَلِّغُنَا، وَقَدْ رَأَيْتَ كَمَا رَأَيْنَا، وَسَمِعْتَ كَمَا سَمِعْنَا،  
وَصَحِبْتَ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - كَمَا صَحَبْنَا، وَمَا  
ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ وَلَا ابْنُ الْمُطَّابِ بِأَوْلَى بِعَمَلِ الْمَسْئُومِ مِنْكَ، وَأَنْتَ  
أَقْرَبُ إِلَى أَبِي رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - سَلَّمَ بِوَسِيئَةِ رَجْمِ مِنْهُمَا،

ہے کہ جیسے جیسے حکم مادر میں بچہ بڑھتا جاتا ہے۔ اس کے نکلنے کے راستہ میں بھی وسعت پیدا ہوتی جاتی ہے اور یہ کام خالق حکیم کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۷۱ انساب الاشراف بلاذری ۵ منہ، تاریخ طبری ۵ منہ، النقاد الفرید ۳ منہ، ۲، ۲۴۴، کتاب الجمل مفید منہ

اس کو کہنے اور  
مگر میں  
عام  
کے  
نہیں  
نہیں  
نہیں

نے اشارہ کی تخلیق نہ ازلی مواد سے کی ہے اور نہ ابدی مثالوں سے۔ جو کچھ بھی خلق کیا ہے خود خلق کیا ہے اور اس کی حد میں معین لایا گیا ہے اور ہر صورت کو حسین بنا دیا ہے۔ کوئی شے بھی اس کے حکم سے سر تابی نہیں کر سکتی ہے اور نہ کسی کی اطاعت میں اس کا کوئی فائدہ ہے۔ اس کا علم باطنی کے مرنے والے افراد کے بارے میں ویسا ہی ہے جیسا کہ وہ جلنے والے زندوں کے بارے میں ہے اور وہ بلند ترین آسمانوں کے بارے میں ویسا ہی علم رکھتا ہے جس طرح کہ پست ترین زمینوں کے بارے میں رکھتا ہے۔

(دوسرا حصہ) اسے وہ انسان جسے ہر اعتبار سے درست بنایا گیا ہے اور رحم کے اندھیروں اور پردہ دہ پردہ ظلمتوں میں مکمل کوئی شے کے ساتھ خلق کیا گیا ہے۔ تیری ابتدا خالص شے سے ہوئی ہے اور تجھے ایک خاص مرکز میں ایک خاص مدت تک رکھا گیا ہے۔ تو شکم مادر میں اس طرح حرکت کر رہا تھا کہ نہ آواز کا جواب دے سکتا تھا اور نہ کسی آواز کو سن سکتا تھا۔ اس کے بعد تجھے وہاں سے نکال کر اس گھر میں لایا گیا جسے تے نے دیکھا بھی نہیں تھا اور جہاں کے منافع کے راستوں سے باخبر بھی نہیں تھا۔ بتا تجھے پستان مادر سے دو دودھ حاصل کرنے کی ہدایت کس نے دی ہے اور ضرورت کے وقت موادِ طلب دارادہ کا پتہ کس نے بتایا ہے؟۔ ہوشیار۔ جو شخص ایک صاحبِ بیعت و اعضا مخلوق کے صفات کے پہچانے سے عاجز ہو گا وہ خالق کے صفات کو پہچاننے سے یقیناً زیادہ عاجز ہو گا اور مخلوق کا کے حدود کے ذریعہ اسے حاصل کرنے سے یقیناً دور تر ہو گا۔

### ۱۶۴۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب لوگوں نے آپ کے پاس آکر عثمان کے مظالم کا ذکر کیا اور ان کی فہمائش اور تہنید کا تقاضا کیا تو آپ نے عثمان کے پاس جا کر فرمایا) لوگ میرے پیچھے منتظر ہیں اور انہوں نے مجھے اپنے اور تمہارے درمیان واسطہ قرار دیا ہے اور خدا کی قسم میں نہیں جانتا ہوں کہ میں تم سے کیا کہوں؟ میں کوئی ایسی بات نہیں جانتا ہوں جس کا تمہیں علم نہ ہو اور کسی ایسی بات کی نشاندہی نہیں کر سکتا ہوں جو تمہیں معلوم نہ ہو۔ تمہیں تمام وہ باتیں معلوم ہیں جو مجھے معلوم ہیں اور میں نے کسی امر کی طرف سبقت نہیں کی ہے کہ اس کی اطلاع تمہیں کروں اور نہ کوئی بات چپکے سے سن لی ہے کہ تمہیں باخبر کروں۔ تم نے وہ سب خود دیکھا ہے جو میں نے دیکھا ہے اور وہ سب کچھ خود بھی سنا ہے جو میں نے سنا ہے اور رسول اکرم کے پاس دیکھے ہی رہے ہو جیسے میں رہا ہوں۔ ابن ابی تخافہ اور ابن الخطاب حق پر عمل کرنے کے لئے تم سے زیادہ ادنیٰ نہیں تھے کہ تم ان کی نسبت رسول اللہ سے زیادہ قریبی رشتہ رکھتے ہو۔

۱۔ امیر المومنین کے علاوہ دنیا کا کوئی دوسرا انسان ہونا تو اس موقع کو غنیمت تصور کیے کہ احتجاج کرنے والوں کے حوصلے مزید بلند کر دیتا اور لمحوں میں عثمان کا خاتمہ کر دیتا لیکن آپ نے اپنی شرعی ذمہ داری اور اسلامی مسولیت کا خیال کر کے انقلابی جماعت کو روکا اور چاہا کہ پہلے تمام جنت کر دیا جائے۔ تاکہ عثمان کو اصلاح امر کا موقع مل جائے اور بنی امیہ مجھے کھل عثمان کا لزم نہ ٹھہرانے پائیں۔ ورنہ عثمان کے دور کے مظالم عالم آشکار تھے۔ ان کے بارے میں کسی تحقیق اور تفتیش کی ضرورت نہیں تھی۔ جناب ابوذر کا شہر بدر کر دیا جانا جناب عبداللہ بن مسعود کی پسیوں کا توڑ دیا جانا۔ جناب عمار یا سہ کے شکم کو جوتیوں سے پامال کر دینا۔ وہ مظالم ہیں جنہیں سارا عالم اسلام اور بالخصوص مدینہ الرسول خوب جانتا تھا اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے درمیان میں بڑا اصلاح حال کے بارے میں یہ فارمولہ پیش کیا کہ مدینہ کے معاملات کی فی الفور اصلاح کی جائے اور باہر کے لئے بقدر ضرورت جہالت لے لی جائے لیکن خلیفہ کو اصلاح نہیں کرنا تھی نہیں کی اور آخرش وہی انجام ہوا جس کے پیش نظر امیر المومنین نے اس قدر زہمت برداشت کی تھی اور جس کے بعد بنی امیہ کو نئے نئے فتنوں کا موقع مل گیا اور ان سے امیر المومنین کو بھی دو چار ہونا پڑا۔

ربط - بانہ دنیا  
مرج - مخلوط کرنا  
سیدقہ - پہنایا ہوا جانور  
نقح - بلند آواز سے پکارنا

وَقَدْ نَسِيتُ مِنْ صِهْرِهِ مَا لَمْ يَسْأَلَا. فَاللَّهُ اللَّهُ فِي نَفْسِكَ! قَائِلًا - وَاللَّهِ -  
مَا تُبْصِرُ مِنْ عَمَى، وَلَا تُعَلِّمُ مِنْ جَهْلٍ، وَإِنَّ الطَّرِيقَ لَوَاضِعَةٌ (لِوَأَحَدَةٍ)،  
وَإِنَّ أَعْلَامَ الدِّينِ (الهُدَى) لَقَائِمَةٌ. فَاعْلَمْ أَنَّ أَفْضَلَ عِبَادِ اللَّهِ عِنْدَ اللَّهِ  
إِسْمَ عَادِلٍ، هُدًى وَهَدًى، فَأَقَامَ سُنَّةً مَعْلُومَةً، وَأَمَاتَ بِدَعَاةٍ مَشْهُورَةٍ.  
وَإِنَّ السُّنَنَ لَسُنَّةٌ، لَهَا أَعْلَامٌ، وَإِنَّ الْبِدْعَ لَطَاهِرَةٌ، لَهَا أَعْلَامٌ. وَإِنَّ شَرَّ  
النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ إِسْمَ جَائِرٍ ضَلَّ وَضَلَّ بِهِ، فَأَمَاتَ سُنَّةً مَأْخُودَةً،  
وَأَحْيَا بِدَعَاةٍ مَتْرُوكَةٍ. وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ -  
يَقُولُ: «يُسَوِّقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالإِمَامِ الْجَائِرِ وَلا يَسْمَعُ مَعَهُ نَصِيرٌ وَلا عَادِرٌ،  
فَيُلْقَى فِي نَارِ جَهَنَّمَ، فَيَسْجُدُ فِيهَا كَمَا تَسْجُدُ الرَّحَى، ثُمَّ يَرْتَبُطُ فِي قَعْرِهَا».  
وَإِنِّي أَنشُدُكَ اللَّهُ أَلَّا تَكُونَ إِسْمَ هَذِهِ الأُمَّةِ الْمَقْتُولِ، قَائِلًا كَانَ يُقَالُ:  
يُقْتَلُ فِي هَذِهِ الأُمَّةِ إِسْمًا يَفْتَحُ عَلَيْهَا الْقَتْلَ وَالْقِتَالَ إِلَى يَوْمِ  
الْقِيَامَةِ، وَيَلْبَسُ أُمُورَهَا عَلَيْهَا، وَيَبْئُثُ الْفِتْنَ فِيهَا، فَلَا يُصْبِرُونَ الْحَقَّ  
مِنَ الْبَاطِلِ؛ يَسُوجُونَ فِيهَا مَوْجًا، وَيَمْرُجُونَ فِيهَا مَرْجًا. فَلَا تَكُونَنَّ لِمَرْوَانَ  
سَبْقَةً يَسُوقُكَ حَيْثُ شَاءَ بَعْدَ جَلَالِ السُّنَنِ وَتَقْضَى الْعُمُرُ. فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ:  
«كَلِمَ النَّاسِ فِي أَنْ يُسَوجِلُونِي، حَتَّى أَخْرَجَ إِلَيْهِمْ مِنْ مَطْلَمِهِمْ» فَقَالَ عَلَيْهِ  
السَّلَامُ: مَا كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَلَا أَجَلَ فِيهِ، وَمَا غَابَ فَأَجَلُهُ وَصُولُ أَمْرِكَ إِلَيْهِ.

۱۶۵

و من خطبة له (ع)

يذكر فيها عجيب خلقه الطاووس

خلق الطيور

اِسْتَدْعَاهُمْ خَلْقًا عَجِيبًا مِنْ حَيَوَانَ وَمَوَاتٍ، وَسَائِكِنٍ وَذِي حَرَكَاتٍ؛  
وَأَقَامَ مِنْ شَوَاهِدِ الْبَيِّنَاتِ عَلَى لَطِيفِ صَنْعَتِهِ، وَعَظِيمِ قُدْرَتِهِ،  
مَا اثْقَادَتْ لَهُ الْعُقُولُ مُعْتَرِفَةً بِهِ، وَتَسَلَّمَتْ لَهُ، وَتَسَمَّتْ فِي أَنبَاءِنَا

چونکہ عثمان کا عقد پیغمبر اسلام کی  
پروردہ جناب خدیجہ کی بھانجی سے  
ہوا تھا لہذا انھیں ایک طرح سے  
دامادی کا شرف بھی حاصل ہو گیا تھا  
چونکہ حضرت ابو بکر و عمر کو حاصل نہیں تھا  
(۳۲) واضح رہے کہ امام ہر قیادت کرنے  
والے کو کہا جاتا ہے چاہے وہ برحق ہو  
یا باطل اور یہی وجہ ہے کہ امام کو دو  
قسموں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ عادل اور  
ظالم۔ اور قرآن مجید نے بھی امام کی  
دو قسمیں بیان کی ہیں۔ ہدایت دینے  
والا اور جنہم کی طرف دعوت دینے والا  
کسی بھی شخص کے بارے میں لفظ  
امام کا استعمال اس امر کی ضمانت  
نہیں ہے کہ وہ واقعا امام عادل یا  
امام معصوم ہے جب تک کہ اس کے کوا  
سے اس کی عدالت اثبات نہ ہو جائے  
یا خود خدا و رسول نے اسے امام  
بنایا ہو کہ خدا و رسول کسی فاسق یا  
ظالم کو امام نہیں بنا سکتے ہیں۔  
سرکارِ دو عالم کے اس ارشاد

میں لفظ امام لغت کے اعتبار سے قائم کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور امیر المومنین عثمانی کو اس نکتہ کی طرف متوجہ کرنا چاہتے تھے کہ کہیں اس قائم  
سے مراد تمھاری ہی ذات نہ ہو کہ تمھارے قتل سے امت میں نساوات پھوٹ پڑیں اور قتل و خون کا بازار گرم ہو جائے جیسا کہ ہوا اور امت اسلامیہ  
عرصہ دراز تک اس کا خیمہ برداشت کرتی رہی بلکہ آج تک برداشت کر رہی ہے۔

ان  
سر  
لے  
کہ  
رہنا  
اور  
د  
خ  
اد

میں وہ دامادی کا شرف بھی حاصل ہے جو انہیں حاصل نہیں تھا لہذا خدا را اپنے نفس کو بچاؤ کہ تمہیں اندھے پن سے بھارت یا جہالت سے علم  
 دیا جا رہا ہے۔ راستے بالکل واضح ہیں اور نشانات دین قائم ہیں۔ یاد رکھو خدا کے نزدیک بہترین بندہ وہ امام عادل ہے جو خود ہدایت  
 اور دوسروں کو ہدایت دے۔ جانی پہچانی سنت کو قائم کرے اور مجبور بدعت کو مردہ بنا دے۔ دیکھو ضیاء بخش سنتوں کے نشانات بھی روشن  
 اور بدعتوں کے نشانات بھی واضح ہیں اور بدترین انسان خدا کی نگاہ میں وہ ظالم پیشوا ہے جو خود بھی گمراہ ہو اور لوگوں کو بھی گمراہ کرے۔  
 جسے ملی ہوئی سنتوں کو مردہ بنا دے اور قابل ترک بدعتوں کو زندہ کر دے۔ میں نے رسول اکرم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ  
 رزق امت ظالم رہنا کو اس عالم میں لایا جائے گا کہ نہ کوئی اس کا مددگار ہوگا اور نہ عذر خواہی کرنے والا اور اسے جہنم میں ڈال دیا  
 جائے گا اور وہ اس طرح چکر کھائے گا جس طرح چکی۔ اس کے بعد سے قعر جہنم میں جکر دیا جائے گا۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ  
 رات تم اس امت کے مقتول پیشوا نہ بنو اس لئے کہ دور قدیم سے کہا جا رہا ہے کہ اس امت میں ایک پیشوا قتل کیا جائے گا جس کے  
 بعد قیامت تک قتل و قتال کا دروازہ کھل جائے گا اور سارے امور مشتبہ ہو جائیں گے اور فتنے پھیل جائیں گے اور لوگ حق  
 باطل میں امتیاز نہ کر سکیں گے اور اسی میں چکر کھلتے رہیں گے اور تہ و بالا ہوتے رہیں گے۔ خدا را مردان کی سواری نہ بن جاؤ کہ  
 وہ جدھر جا رہے کھینچ کر لے جائے کہ تمہارا سن زیادہ ہو چکا ہے اور تمہاری عمر خانمہ کے قریب آچکی ہے۔

عثمان نے اس ساری گفتگو کو سن کر کہا کہ آپ ان لوگوں سے کہہ دیں کہ ذرا مہلت دیں تاکہ میں ان کی حق تلفیوں کا علاج  
 کر سکوں؟ آپ نے فرمایا کہ جہاں تک مدینہ کے معاملات کا تعلق ہے ان میں کسی مہلت کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور جہاں تک باہر  
 کے معاملات کا تعلق ہے ان میں صرف اتنی مہلت دی جاسکتی ہے کہ تمہارا حکم وہاں تک پہنچ جائے۔

۱۶۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں مور کی عجیب و غریب خلقت کا تذکرہ کیا گیا ہے)

اللہ نے اپنی تمام مخلوقات کو عجیب و غریب بنایا ہے چاہے وہ ذی حیات ہوں یا بے جان۔ ساکن ہوں یا متحرک اور  
 ان سب کے ذریعہ اپنی لطیف صفت اور عظیم قدرت کے وہ شواہد قائم کر دئے ہیں جن کے سامنے عقلیں کمال اعتراف و تسلیم  
 سرخم کئے ہوئے ہیں اور پھر ہمارے کانوں میں اس کی وحدانیت کے دلائل

سے حقیقت رہنا اور ظالم وہ دو متضاد الفاظ ہیں جنہیں کسی عالم شرافت و کرامت میں جمع نہیں ہونا چاہیے۔ انسان کو رہنمائی کا شوق ہے تو پہلے اپنے  
 گمراہی میں عدالت و شرافت پیدا کرے اس کے بعد آگے چلنے کا ارادہ کرے۔ اس کے بغیر رہنمائی کا شوق انسان کو جہنم تک تو پہنچا سکتا ہے  
 اور نہا نہیں بنا سکتا ہے۔ جیسا کہ سرکارِ دو عالم نے فرمایا ہے اور اس عذاب کی شدت کا راز یہی ہے کہ رہنمائی کی وجہ سے بے شمار لوگ مزید گمراہ ہوتے ہیں  
 اور اس کے ظلم سے بے حساب لوگوں کو ظلم کا جو فراہم ہو جاتا ہے اور سارا معاشرہ تباہ و برباد ہو کر رہ جاتا ہے۔

عثمان کا دور پہلا دور تھا جب سائبان کی ظاہر داری بھی ختم ہو گئی تھی اور کھلم کھلا ظلم کا بازار گرم ہو گیا تھا۔ اس لئے اتنا شدید رد عمل  
 دیکھنے میں آیا اور نہ اس کے بعد سے تو آج تک سارا عالم اسلام انہیں خاندان پروروں کا شکار ہے اور عوام کی ساری دولت ایک ایک  
 خاندان کے عیاش شہزادوں پر صرف ہو رہی ہے اور مدینہ کے مسلمانوں میں بھی غیرت کی حرکت نہیں پیدا ہو رہی ہے تو باقی عالم اسلام  
 اور دوسرے علاقوں کا کیا تذکرہ ہے!۔

دَلَالِيهِ عَلَى وَحْدَانِيَّتِهِ، وَمَا ذَرَأَ مِنْ مُخْتَلِفِ صُورِ الْأَطْيَارِ  
 الَّتِي أَسْكَتَهَا أَحَادِيدَ الْأَرْضِ، وَخُرُوقِ فِجَاجِهَا  
 وَرَوَائِي أَعْلَامِهَا، مِنْ ذَاتِ أَجْنِحَةٍ مُتَلَفِّفَةٍ، وَهَيْئَاتِ  
 مُتَبَايِنَةٍ، مُصَرَّفَةٍ فِي زَمَانِ الشَّخِيرِ، وَمُتَرَفِّقَةٍ بِأَجْنِحَتَيْهَا  
 فِي عَنَارِقِ الْجَوِّ الْمُنْفَسِحِ، وَالْمَقْضَاءِ الْمُنْفَرِحِ كَوْنَتَا بَسْمَدٍ  
 إِذْ لَمْ تَكُنْ فِي عَجَائِبِ صُورِ ظَاهِرَةٍ، وَرَكَّبَتَا فِي حِقَاقِ مَفَاصِلِ  
 مُخْتَلِفَةٍ، وَمَتَنَعَ بِمَنْعَتِهَا بِمَبَالِغِ خَلْقِهِ أَنْ يَشْمُوَ  
 فِي الْهَوَاءِ خُفُوفًا، وَجَمَعَتْهُ يَدَا دَفِينًا، وَتَسَلَّمَهَا  
 عَلَى الْخِطَابِ فِي الْأَصَابِعِ بِاللَطِيفِ قُدْرَتِهِ، وَدَقِيقِ  
 صُنْعَتِهِ، فَبُنِيَتْهَا مَفْمُوسٌ فِي قَالِبٍ لَوْ نِ لَا يَشْوِبُهُ غَيْرُ  
 لَوْ نِ مَا غُنِمَ فِيهِ، وَبُنِيَتْهَا مَفْمُوسٌ فِي لَوْ نِ صَنِيعِ  
 قُدْرَتِ طَوْقٍ بِخِلَافِ مَا صُنِعَ بِهِ.

الطاووس

وَمِنْ أَعْجَبَاتِ خَلْقِ الطَّائِفِ الَّذِي أَقَامَهُ فِي أَحْكَمِ تَعْدِيلِ،  
 وَتَطَهَّرَ أَلْوَانَهُ فِي أَحْسَنِ تَنْضِيدِ، بِمَنْعِ أَشْرَجِ قَصَبِهِ،  
 وَذَنْبِ أَطْوَالِ مَنْحَبَتِهِ، إِذَا دَرَجَ إِلَى الْأَنْثَى لَمْتَرَهُ  
 مِنْ طَيْبِهِ، وَسَمَّاهُ مُطَلًّا عَلَى رَأْسِهِ كَأَنَّهُ قَلْعُ دَارِي  
 عَنَجَهُ نُورِيَّةٌ يَخْتَالُ بِأَلْوَانِهِ، وَيَمِيسُ بِرَتَقَانِهِ يُنْفِي  
 كَمَا فِضَاءِ الدَّيْكَةِ، وَيَسُورُ بِمَلَابِغِهِ أُرْ الْفُحُولِ الْمُنْتَلِمَةِ  
 لِطَرَابِ أَحْيَلِكِ مِنْ ذَلِكَ عَلَى مُعَانِيَّتِهِ، لَا كَمَنْ يُجِيلُ عَلَى ضَعِيفِ  
 إِسْتِنَادِهِ، وَلَوْ كَانَ كَزَعْمِ مَنْ يَزْعُمُ أَنَّهُ يُلْقِعُ بِدَمْعِهِ  
 تَشْفِئَهَا (تَسْنَحُط) مَدَامِعُهُ، فَتَقِفُ فِي ضَنْئِي جُنُونِهِ، وَأَنْ أُنْقَاهُ تَطْعَمُ  
 ذَلِكَ، ثُمَّ تَبِيضُ لَا مِنْ لِقَاحِ فَحْلِ سَوَى الدَّمْعِ الْمُسْتَجِيسِ، لَمَا كَانَ ذَلِكَ

خاوید - جمع اصدود - رنگات زین  
 خروق - جمع خرق - وسیع زین  
 فجاج - جمع فج - وسیع راستہ  
 اعلام - جمع علم - پہاڑ  
 مرفرفہ - پر پھیلاتے ہوئے  
 عنارِق - جمع خرق - صحرا  
 حِقَاق - جمع حق - جڑ  
 احتجاب مفاصل - جڑوں کا گوشہ  
 کے اندر ہونا  
 عبالہ - ضخامت  
 خفوف - سرعت  
 دقیت الطائر - نیچے نضائیں پرواز  
 نسق - ترتیب  
 اصابع - جمع اصبع - رنگ رنگ  
 قالب - سانچہ  
 طوق - یعنی گردن کا رنگ جسم سے مختلف  
 تنضید - ترتیب و تنظیم  
 اشرح قصبہ - رنگوں کو مرتب کر دیا  
 درج الیہ - اس کی طرف چلا  
 سماہ - بلند کر دیا  
 مطلقا علی راستہ - سر پر سایہ لگن ہے  
 قلع - بادبان  
 داری - دارین سے خوشبو دار کرنے والا  
 عنجہ - کھینچ کر اونچا کر دیا  
 میس - اکڑا رہا ہے  
 یفرضی - مادہ کی طرف جاتا ہے

یورپ - جوڑا کھاتا ہے  
 ملاح - اعضاء متناسل  
 منقلہ - شہوت زدہ  
 ضراب - جوڑا کھانا

تسفع - بہا ہے  
 ضفہ - کنارہ  
 لقاح الفحل - ماہ الحیات  
 منبیس - چشمہ سے ابلتا ہوا

ان کے لیے  
 دیکھ کر  
 حاکم  
 جانا  
 مان  
 و  
 ام  
 سکن  
 کرنا  
 ہے  
 ہا  
 ر  
 ا  
 ج



ان مختلف صورتوں کے پرندوں کی تخلیق کی شکل میں گونج رہے ہیں جنہیں زمین کے گڑھوں۔ دروں کے شگافوں، پہاڑوں کی بلندیوں اور آباد کیا ہے جن کے پر مختلف قسم کے اور جن کی ہیئت جداگانہ انداز کی ہے اور انہیں تسخیر کی زمام کے ذریعہ حرکت دی جا رہی ہے اور وہ اپنے پروں کو وسیع فضا کے راستوں اور کشادہ ہوا کی وسعتوں میں پھڑپھڑا رہے ہیں۔ انہیں عالم عدم سے نکال کر عجیب و غریب ظاہری صورتوں میں پیدا کیا ہے اور گوشت و پوست میں ڈھکے ہوئے جوڑوں کے سروں سے ان کے جسموں کی ساخت قائم کی ہے۔ بعض کو ان کے جسم کی سنگینی نے ہوا میں بلند ہو کر تیز پرواز سے روک دیا ہے اور وہ صرف ذرا اونچے ہو کر پرواز کر رہے ہیں اور پھر اپنی لطیف قدرت اور دقیق صنعت کے ذریعہ انہیں مختلف رنگوں کے ساتھ منظم و مرتب کیا ہے کہ بعض ایک ہی رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ دوسرے رنگ کا شاہرہ بھی نہیں ہے اور بعض ایک رنگ میں رنگے ہوئے ہیں لیکن ان کے گلے کا لٹوق دوسرے رنگ کا ہے۔ (طاؤس) ان سب میں عجیب ترین خلقت مور کی ہے جسے حکم ترین تو ازن کے سانچہ میں ڈھال دیا ہے اور اس کے رنگوں میں حسین ترین تنظیم قائم کی ہے اسے وہ رنگین پردے ہیں جن کی جڑوں کو ایک دوسرے سے جوڑ دیا ہے اور وہ دم دی ہے جو دو رنگ کی پھینچتی چلی جاتی ہے۔ جب وہ اپنی مادہ کا رخ کرتا ہے تو اسے پھیلا لینا ہے اور اپنے سر کے اور اس طرح سایہ لگن کر لیتا ہے جیسے مقام دارین کی کشتی کا بادبان جسے طاح ادھر ادھر موڑ رہا ہو۔ وہ اپنے رنگوں پر اترا تا ہے اور اس کی جھنڈوں کے ساتھ جھومنے لگتا ہے۔ اپنی مادہ سے اس طرح جھتی کھاتا ہے جس طرح مرغ اور اے اس طرح حاملہ بناتا ہے جس طرح جوش دہیجان میں بھرے ہوئے جانور۔ میں اس مسئلہ میں تمہیں مشاہدہ کے حوالہ کر رہا ہوں۔ نہ اس شخص کی طرح جو کسی کمزور سند کے حوالہ کر دے اور اگر گمان کرنے والوں کا یہ گمان صحیح ہوتا کہ وہ ان آنسوؤں کے ذریعہ حمل ٹھہراتا ہے جو اس کی آنکھوں سے باہر نکل کر پلکوں پر ٹھہر جاتے ہیں اور مادہ اسے پی لیتی ہے اس کے بعد اندھے دیدہ ہوتی ہے اور اس میں زرد مادہ کا کوئی اتصال نہیں ہوتا ہے سولے ان بھوٹ پڑنے والے آنسوؤں کے۔ تو یہ بات کو سے کہ باہمی کھانے پینے کے ذریعہ حمل ٹھہرانے سے زیادہ تعجب خیز نہ ہوتی۔

علم الحیوان کے ماہر رورٹسن کا بیان ہے کہ دنیا میں ایک ارب قسم کے پرندے پائے جاتے ہیں اور سب اپنے اپنے مقام و عجیب و غریب خلقت کے مالک ہیں۔ سب سے بڑا پرندہ شتر مرغ ہے اور سب سے چھوٹا طنان جس کا طول پانچ میٹر ہوتا ہے لیکن ایک گھنٹہ میں ۸۰۔۹۰ کیلو میٹر پرواز کر لیتا ہے اور ایک گھنٹہ میں ۵۰ سے لے کر ۷۰ مرتبہ اپنے پروں کو حرکت دیتا ہے۔

بعض پرندوں کا ایک قدم چھ میٹر کے برابر ہوتا ہے اور وہ زمین پر ۸۰ کیلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چل سکتے ہیں اور بعض چھ ہزار میٹر کی بلندی پر پرواز کر سکتے ہیں۔ بعض پانی کے اندر ۱۸ میٹر کی گہرائی تک چلے جاتے ہیں اور بعض صرف سمندروں کے اس پار سے اس پار تک چکر لگاتے رہتے ہیں۔ لیکن ان سب سے زیادہ حیرت انگیز امر زمین کی نگاہ میں مور کی خلقت ہے جس کو مختلف رنگوں میں رنگ دیا گیا ہے اور مختلف خصوصیات سے نوازا گیا ہے یا وہ بات ہے کہ بہترین پروں کے ساتھ نازک ترین پیر بھی دیدے گئے ہیں تاکہ اس میں بھی غور نہ پیدا ہو اور انسان کو بھی ہوش آجائے کہ جس کے وجود کا ایک سرخ رنگین جوتلہ ہے اور اس کا دوسرا سرخ کمزور بھی جوتلہ ہے لہذا غور و اسکیار کا کوئی امکان نہیں ہے۔ بلکہ تقاضائے شرافت یہ ہے کہ حسین لوح کا شکر یہ ادا کرے کہ یہ بھی مالک کا کم ہے اس کا اپنا کوئی حق نہیں ہے جسے مالک نے ادا کر دیا ہو۔

علم یہ ایک حسین ترین فطرت ہے کہ نر اپنی مادہ کے پاس جلے تو حسن و جمال کے ساتھ جائے تاکہ اسے بھی انس حاصل ہو اور وہ بھی اپنے نر کے جمال پر فخر کر کے ایسا نہ ہو کہ عمل فقط ایک جنسی عمل رہ جائے اور سکون نفس کا کوئی راستہ نہ نکل سکے۔

مطالعۃ الغراب - مادہ کو مال کرنا

فصص - پروں کی تیلیاں

مداری - جمع مدری - کنگھی

وارات - چاند کے ہالے

عقیان - فالص سونا

فلذ - جمع فلذہ - بکلا

جنی - چنا ہوا

موشی - نقش چادر

عصب - نقش چادر

لجین - چاندی

مکمل - مزین

مرح - مغرور

سربال - لباس

وشاح - موتیوں کے مختلف سلسلے

پادر

زقا - شور مچانا

محول - بلند آواز سے رونے والا

شمش - جمع احش - باریک

خلاسی - ہندی اور فارسی کا مخلوط رنگ

ظنبوب - کنارہ - ہندلی کی بھری

قشزہ - جوڑا

موشاة - منقوش

منرز - جڑنے کی جگہ

صقال - چلا

معجر - جس لباس سے عورت سر گردن

کو ڈھانکتی ہے

اقحوان - بالون

یقن - گہرا سفید

یا تلق - چکتا ہے

قسط - حصہ

علاء - اس پر غالب آگیا

بأعسجت ومن مطاعمة الغراب، تحال قصبة مداري من فصص  
 وما أنيت عليهما من عجيب دازانه وشموسه خالص العقيان  
 وفلذ الزبرجد. فإن شبيهته بما أنبت الأرض قلت.  
 جنى جنى من زهرة كل ربيع، وإن ضاهيته بالملابس  
 فهو كموشى المكمل أو كموتق عصب اليمين. وإن شاكلته  
 بالحلي فهو كمفصوص ذات اللوان، قد نطقت باللجين المكمل.  
 يمشي مني السرح الخصال، ويتصنع ذنبه وجناحيه،  
 فيقفه ضاحكاً لجمال سرباله، وأصابع وشاحه، فإذا  
 رمى بصره إلى قوائمه زقاً مفعولاً بصوت يكاد يبين  
 عن استغاثته، ويشهد بصادق توجع، لأن قوائمه ممتش  
 كقوائم الديكة الحلاسية. وقد تجتمت من ظنبوب ساقه  
 صبيحة خفيفة، وله في موضع العزف منزع خضراء موشاة.  
 وتخرج عن عنقه كالإبريق، وتفرزها إلى حيث يطله  
 كصبيح الويامة السائبة، أو كحريزة ملبسة امرأة ذات  
 صقال، وكأنه متلفع بمعجز أشخم، إلا أنه يخيل  
 لكثرة ماينه، وشدة بريقه، أن الخطرة الناضرة تمتزجة به.  
 ومع فشق سمعه خط كمشدد القلم في لون الأقحوان،  
 أبيض يقق، فهو يبياضه في سواد ما هنالك يأتلي.  
 وقيل صبيغ إلا وقد أخذ منه بقسط وعلاه بكثرة صقاله  
 وبريقه، وتصيص دباجه وزونقه، فهو كالأزاهير المشونة،  
 لم تُرَبها أنطار ربيع، ولا شموس قنيط. وقد ينحصر  
 من ريشه، ويسمى من لبائيه، فيسقط ثرى، ويثبت بباعا،

تسرى - رفته رفته

بصيص - چمک

رونق - حسن

ازا بصر - جمع ازہار - کلیاں

قنيط - گرمی

نحصر - کھل جاتا ہے

وغریب

زمین

دینا چا

اس طر

مغرور

خوبصورت

بلند آواز

کہ اس

کا نشان ہو

مراجی کہ

ہوتا ہے

ابھی اب

شامل کہ

۱۱

کے ساتھ

کبیر کی صفی

ہوئی ہے

ہو جاتا ہے

کہ کہا جاتا

کہ بعض افراد

کرتا رہتا ہے

ذات کی تسکیم

ہیں ان کا

دورہ ایک

بھی چند لمحہ

لگ سکتا ہے

تم اس کی رنگینی پر غور کرو تو ایسا محسوس کرو گے جیسے پردوں کی درمیانی تیلیاں چاندی کی سلاخیاں ہیں اور ان پر جو عیب و غریب ہالے اور سورج کی شعاعوں جیسے جو پرو بال اگ آئے ہیں وہ خالص سونے اور زمرہ کے ٹکڑے ہیں اور اگر انھیں زمین کے نباتات سے تشبیہ دینا چاہو گے تو یہ کہو گے کہ یہ ہر موسم بہار کے پھولوں کا ایک شگونہ ہے اور اگر لباس سے تشبیہ دینا چاہو گے تو کہو گے کہ یہ نقش دار جلوں یا خوشنما یعنی چادرول جیسے ہیں اور اگر زیورات ہی سے تشبیہ دینا چاہو گے تو اس طرح کہو گے کہ یہ رنگ برنگ کے نگینے ہیں جو چاندی کے دائروں میں جڑ دئے گئے ہیں۔ یہ جانو اور اپنی رفتار میں ایک مغرور اور متکبر شخص کی طرح خوام ناز سے چلتا ہے اور اپنے بال و پروا اور اپنی دم کو دیکھتا رہتا ہے۔ اپنے فطری لباس کی خوبصورتی اور اپنی چادر حیات کی رنگینی کو دیکھ کر قبضہ لگاتا ہے اور اس کے بعد جب پیروں پر نظر پڑ جاتی ہے تو اس طرح بلند آواز سے روتا ہے جیسے فطرت کی ستم نظریں کی فریاد کر رہا ہو اور اپنے واقعی درد دل کی شہادت لے رہا ہو اس لئے کہ اس کے پیروں کے پیروں کے پیروں کی طرح ڈبے پتلے اور باریک ہوتے ہیں اور اس کی پنڈلی کے کنارہ پر ایک ہلکا سا کانٹا ہوتا ہے اور اس کی گردن پر بالوں کے بدلے سبز رنگ کے منقش پردوں کا ایک گچھا ہوتا ہے۔ اس کی گردن کا پھیلاؤ سراچی کی گردن کی طرح ہوتا ہے اور اس کے گردنے کی جگہ سے لے کر پیٹ تک کا حصہ یعنی دسمہ جیسا سبز رنگ یا اس ریشم جیسا ہوتا ہے جسے صیقل کئے ہوئے آئینہ پر بہنا دیا گیا ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے وہ سیاہ رنگ کی اور دھنی میں لپٹا ہوا ہے لیکن وہ اپنی آب و تاب کی کثرت اور چمک دمک کی شدت سے اس طرح محسوس ہوتی ہے جیسے اس میں تروتازہ سبزی الگ سے شامل کر دی گئی ہو۔

اس کے کاؤں کے شکاف سے متصل باؤن کے پھولوں جیسی نوک قلم کے مانند ایک باریک لکیر ہوتی ہے اور وہ اپنی سفیدی کے ساتھ اس جگہ کی سیاہی کے درمیان چمکتی رہتی ہے۔ شاید ہی کوئی رنگ ایسا ہو جس کا کوئی حصہ اس جانور کو نہ ملتا ہو مگر اس لکیر کی صیقل اور اس کے ریشم پیکر کی چمک دمک سب پر غالب رہتی ہے۔ اس کی مثال ان بکھری ہوئی کلیوں کے مانند ہوتی ہے جنھیں نہ بہار کی بارشوں نے پالا ہو اور نہ گرمی کے سورج کی شعاعوں نے۔ وہ کبھی کبھی اپنے بال و پر سے جدا بھی ہو جاتا ہے اور اس رنگین لباس کو اتار کر برہنہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بال و پر جھڑ جلتے ہیں اور دوبارہ پھر اگ آتے ہیں

لے کہا جاتا ہے کہ صرف فلین میں دس ہزار قسم کے پھول پائے جلتے ہیں تو باقی کائنات کا کیا ذکر ہے۔  
 ۲۔ بعض افراد کا خیال ہے کہ مور کے بدن میں تقریباً تین ہزار سے چار ہزار تک پر ہوتے ہیں اور وہ انھیں پردوں کو دیکھ کر اڑتا رہتا ہے اور جو میں رقص کرتا رہتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اپنے کمال کا مظاہرہ وہاں کرتا ہے جہاں کوئی قدر دان نہیں ہوتا ہے اور نہ اس سے استفادہ کرنے والا ہوتا ہے صرف اپنی ذات کی تسکین اور اپنی انانیت کی تسلی کا سامان فراہم کرتا ہے اور یہی فرق ہے انسان اور حیوان میں کہ انسانی کمالات انانیت کی تسکین اور تسلی کے لئے نہیں ہیں ان کا صرف خلق خدا کو فائدہ پہنچانا اور سماج کو فیضیاب کرنا ہے۔ لہذا انسان اپنے کمالات سے معاشرہ کو مستفیض کرتا ہے تو انسان ہے ورنہ ایک مور ہے جو صحرا میں ناچتا رہتا ہے اور اپنے نفس کو خوش کرتا رہتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ یہ خوشی بھی دائمی نہیں ہوتی ہے اور اسے بھی چند لمحوں میں پیروں کی حقارت ختم کر دیتی ہے اور ایک نیا سبق سکھا دیتی ہے کہ عمومی افادیت تو کام بھی آسکتی ہے اور اسے دوام بھی مل سکتا ہے۔ لیکن ذاتی تسکین کی نہ کوئی حقیقت ہے اور نہ اسے دوام نصیب ہو سکتا ہے۔!

نیخت - گر جاتا ہے

عسجدیہ - سہرا

عائق - جمع عیقا

بہر العقول - عقول کو مہوش کر دیا

جلاہ - واضح کر دیا

ادماج تو اٹھا - پیروں کو اندر داخل

کر دیا

ڈرہ - چوٹی

ہمچہ - کھس

و اسی - وعدہ کیا

حام - موت

عرفت - ناپسند کیا

اصطفاق - تہوں کا کھوکھرا

کتابان جمع کثیب - ٹیلہ

افنان - جمع فنن - شافین

غلف - جمع غلات

اکام - جمع کم - خوش کا ظن

تجنی - چنا جاتا ہے

(۱۰) ابن ابی احمد کا بیان ہے کہ

طاؤس کی عمر ہی عمر ۲۰ سال سے زیادہ

نہیں ہوتی ہے

یہ تیسرے سال انٹے دینا شروع

کرتا ہے اور اسی وقت کے بال دہر

کمل ہو جاتے ہیں - سال میں ۱۲ گھنٹے

دیتا ہے اور تیس دن اس کی پرورش

کا انتظام کرتا ہے -!

فَسَيُخَذُ مِنْ قَصْبِهِ الْمِحَاتَاتُ أَوْ رِاقِي الْأَغْصَانِ، ثُمَّ يَسْتَلَاحِقُ  
نَسَائِمًا حَتَّى يَسْمُودَ كَهَيْئَتِهِ قَبْلَ سُقُوطِهِ، لَا يَخَالِفُ سَائِلِ  
الْوَالِدِ، وَلَا يَقَعُ لَوْنٌ فِي غَيْرِ مَكَانِهِ إِذَا تَصَفَّحَتْ  
شَعْرَةٌ مِنْ شَعْرَاتِ قَصْبِهِ أَرْثَكَ حُمْرَةً وَزِدْيَةً، وَتَارَةً  
خُضْرَةً زَبْرَجْدِيَّةً، وَأَخْيَانًا صُفْرَةً عَشْبَجْدِيَّةً فَكَيفَ تَصِلُ  
إِلَى صِفَّةِ هَذَا عَمَائِقُ الْفِطَنِ، أَوْ تَبْلُغُهُ قَرَارِيعُ السُّقُولِ،  
أَوْ تَشْتَتِمْ وَضَفَّةُ أَقْوَالِ الْوَاصِفِينَ!

وَأَقْلُ أَجْرَائِهِ قَدْ أَعْجَزَ الْأَوْهَامَ أَنْ تُذَكِّرَهُ، وَالْأَلْسِنَةَ  
أَنْ تَصِفَهُ، فَسُبْحَانَ الَّذِي يَهَيَّرُ السُّقُولَ عَنْ وَصْفِ خَلْقِ جَلَاءِ  
الْبَلْعِيِّينَ، فَأَذْرَكْتَهُ مَخْدُودًا مَكُونًا، وَمَوْلَانًا مُلَوَّنًا، وَأَعْجَزَ  
الْأَلْسُنَ عَنْ تَلْخِيصِ صِفَتِهِ، وَقَعَدَ بِهَا عَنْ تَأْوِيلَةِ تَحْيِيهَا

### صفات المخلوقات

وَسُبْحَانَ مَنْ أَدْنَجَ قَوَائِمَ الذَّرْوَةِ وَالْمَسْجَةَ إِلَى مَا قَوَّضَهَا  
مِنْ خَلْقِ الْمَيْتَانِ وَالْمَيْتَلَةِ وَأَوَّأَى عَلَى نَفْسِهِ أَلَّا يَضْطَرِبَ  
شَيْعٌ بِمَا أَوْلَجَ فِيهِ الرُّوحَ، إِلَّا وَجَعَلَ الْمِهَامَ مَوْعِدَةً، وَالسَّقَاءَ غَائِبَةً.

### منها في صفة الجنة

قَلَوْ زَمَنِيَتْ بِبَصَرِ قَلْبِكَ نَحْسَو مَا يُوصَفُ لَكَ مِنْهَا لَعَزَّتْ  
نَفْسُكَ عَنْ بَدَائِعِ مَا أُخْرِجَ إِلَى الدُّنْيَا مِنْ شَمَتَوَانِهَا  
وَلَسَدَاتِهَا، وَزَخَارِفِ مَنَاطِيرِهَا، وَأَذْهَلَتْ بِالْفِكْرِ فِي  
اضْطِغَاتِي أَشْجَارِ غَيْبِثِ عُرُوقِهَا فِي كُنْبَانِ الْمَشْكِ عَلَى  
سَوَاجِلِ أَنْهَارِهَا، وَفِي تَغْلِيظِي كَسْبَانِ الْأَوْثَانِ الرَّطْبِ فِي  
عَسَائِلِجِهَا وَأَقْسَانِهَا، وَطُلُوعِ تِلْكَ التَّارِخِ تَلْقَى فِي  
غُلْفِ أَكْسَائِمِهَا، نُجْمَتِي مِنْ غَيْرِ تَكَلُّفٍ فَتَأْتِي عَلَى مُنْبَتِي

کتاب

کتاب

کتاب

کتاب

کتاب

کتاب

کتاب

کتاب

کتاب

کتاب

کتاب

کتاب

کتاب

کتاب

کتاب

کتاب

کتاب

کتاب

کتاب

یہ بال و پر اس طرح گتے ہیں جیسے درخت کی شاخوں سے پتے گتے ہیں اور پھر دوبارہ یوں اُگ آتے ہیں کہ بالکل پہلے جیسے  
 رہتے ہیں۔ نہرانے رنگوں سے کوئی مختلف رنگ ہوتا ہے اور نہ کسی رنگ کی جگہ تبدیل ہوتی ہے۔ بلکہ اگر تم اس کے ریشوں میں کسی  
 ریشہ پر بھی غور کرو گے تو تمہیں کبھی گلاب کی سرخی نظر آئے گی اور کبھی زرد کی سبزی اور پھر کبھی سونے کی زردی۔ بھلا اس  
 مخلوق کی توصیف تک فکروں کی گہرائیاں کس طرح پہنچ سکتی ہیں اور ان دقائق کو عقل کی جودت کس طرح پاسکتی ہے یا توصیف  
 کرنے والے اس کے اوصاف کو کس طرح مرتب کر سکتے ہیں۔

جب کہ اس کے چھوٹے سے ایک جزو نے ادہام کو وہاں تک رسائی سے عاجز کر دیا ہے اور زبانوں کو اس کی توصیف  
 سے درماندہ کر دیا ہے۔

پاک و بے نیاز ہے وہ مالک جس نے عقول کو متحرک کر دیا ہے اس ایک مخلوق کی توصیف سے جسے نگاہوں کے سامنے  
 اُتار کر دیا ہے اور نگاہوں نے اسے محدود اور مرتب و مرکب و ملون شکل میں دیکھ لیا ہے اور پھر زبانوں کو بھی اس کی  
 صفت کا خلاصہ بیان کرنے اور اس کی تعریف کا حق ادا کرنے سے عاجز کر دیا۔

اور پاک و پاکیزہ ہے وہ ذات جس نے چیونٹی اور مچھر سے لے کر ان سے بڑی پھلیوں اور ہاتھیوں تک کے پیروں  
 مضبوط و مستحکم بنا دیا ہے اور اپنے لئے لازم قرار دے لیا ہے کہ کوئی ذی روح ڈھانچہ حرکت نہیں کرے گا مگر یہ کہ اس کی اصلی  
 مادہ گاہ موت ہوگی اور اس کا انجام کار فنا ہوگا۔

اب اگر تم ان بیانات پر دل کی نگاہوں سے نظر ڈالو گے تو تمہارا نفس دنیا کی تمام شہوتوں۔ لذتوں اور زینتوں  
 سے بیزار ہو جائے گا اور تمہاری فکر ان درختوں کے بتوں کی کھڑکھڑاہٹ میں گم ہو جائے گی جن کی جڑیں ساحل دریا  
 رشک کے ٹیلوں میں ڈوبی ہوئی ہیں اور ان تو تازہ موتیوں کے گتھوں کے لٹکنے اور سبز تپوں کے غلافوں میں مختلف قسم کے  
 پھولوں کے لٹکنے کے نظاروں میں گم ہو جائے گی جنہیں بغیر کسی زحمت کے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

یہ کیا عبرت ناک ہے یہ زندگی کہ ایک طرف راحتیں۔ لذتیں۔ آرائشیں۔ زیبائشیں ہیں اور دوسری طرف موت کا بھیا تک چہرہ!  
 انسان ایک نظر اس آرائش و زیبائش کی طرف کرتا ہے اور دوسری نظر اس کے انجام کار کی طرف۔ بالکل ایسا محسوس ہوتا  
 ہے کہ ایک طرف مور کے پر ہیں اور دوسری طرف پیر۔ پردوں کو دیکھ کر غور پیدا ہوتا ہے اور پیروں کو دیکھ کر اوقات کا  
 مادہ ہو جاتا ہے۔

انسان اپنی زندگی کے حقائق پر نظر کرے تو اسے اندازہ ہوگا کہ اس کی پوری حیات ایک مور کی زندگی ہے جہاں ایک طرف  
 راحت و آرام۔ آرائش و زیبائش کا ہنگامہ ہے اور دوسری طرف موت کا بھیا تک چہرہ۔  
 ظاہر ہے کہ جو انسان اس چہرہ کو دیکھ لے اسے کوئی چیز حسین اور دلکش محسوس نہ ہوگی اور وہ اس پر فریب دنیائے جلا از جلا  
 حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔

۱۔ صفت - صاف کیا ہوا

۲۔ موزقہ - خوش رنگ

۳۔ عذوق - کھجور کا گچھا

۴۔ لیتاس - اقتدا کرنا چاہئے

۵۔ قیض - انٹے میں اوپر کا چھلکا

۶۔ اداحی - جمع ادھی - انٹے سے دینے

۷۔ کی جگہ

۸۔ قزع - بادل کے ٹکڑے

۹۔ ركام - تہ بہ تہ بادل

۱۰۔ اكمہ - ٹیلہ

۱۱۔ سنن - دوڑنا

۱۲۔ طور - پہاڑ

۱۳۔ رص - انضمام

۱۴۔ صلب - اونچی زمین

۱۵۔ یزید عہم - منتشر کر دیتا ہے

۱۶۔ اس تاسی اور پیروی کا تعلق

۱۷۔ اصولی سائل سے ہے درجہ عمومی

۱۸۔ آداب میں ہر نسل کو اپنے دور کا

۱۹۔ لحاظ رکھنا چاہئے اور صرف

۲۰۔ قدامت پرستی کو معیار آداب نہیں بنانا

۲۱۔ چاہئے۔

۲۲۔ جاہل اور بیدین انسان کی مثال

۲۳۔ شرم رخ کے انٹوں کی ہے جس کا توڑنا

۲۴۔ جرم ہے لیکن دکھنا بھی خطرہ سے

۲۵۔ خالی نہیں ہے کہ یہ انٹہ سانپ کا بھی

۲۶۔ ہو سکتا ہے۔

۲۷۔ ہدایت کی شاخ جس سے متک کرنے والے اقلیت میں تھے لیکن بہر حال تھے۔

۲۸۔ ملک سب کا سیلاب عزم مراد ہے جس نے سارے علاقہ کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔

مُجْتَبِيهَا، وَوُطَاطُ عَسَلٍ نَزَّالَهَا فِي أُنْسِيَّةٍ مُصَوَّرَهَا بِالأَعْتَالِ  
المُصَفَّقَةِ، وَالخُمُورِ المَسْرُوقَةِ. قَوْمٌ لَمْ تَنْزَلِ الكَرَامَةُ تَمَادِي  
بِهِمْ حَتَّى حَلُّوا دَارَ القَرَارِ، وَأَسْنَوُا نَفْلَةَ الأَسْفَارِ. قَلُّوا شَغْلَكَ  
قَلْبَكَ أَيُّهَا المُنْتَمِعُ بِالأُصُولِ إِلَى مَا يَهْجُمُ عَلَيكَ مِنْ تِلْكَ  
الْمَنَاطِرِ المُرَوَّقَةِ، لَمْ يَهْمَكَ نَفْسُكَ شَوْقًا إِلَيْهَا، وَلَسْتَ حَمَلْتَ مِنْ  
بَحْلِيصِي هَذَا إِلَى بَحَاوَرَةِ أَهْلِ السُّبُورِ اسْتِغْفَالًا بِهَا. جَعَلْنَا اللُّسُ  
وَأَيْسَاكُم مِّنْ يَشْعَى بِقَلْبِهِ إِلَى مَنَازِلِ الأَبْرَارِ بِرَحْمَتِي

تفسیر بعض ما فی هذه الخطبة من الغریب

قال السيد الشريف رضي الله عنه: قوله ﴿﴾: «يُؤَرُّ بِمَلَاحِيهِ»، الأَرُّ: كِتَابَةٌ عَنِ  
التَّكَاخِ، يُقَالُ: أَرَّ الرَّجُلُ المَرْأَةَ يُؤَرِّهَا، إِذَا تَكَحَّفَهَا. وَقَوْلُهُ ﴿﴾: «كَانَتْ قَلْعُ دَارِي عَجَمَةَ  
نُوتَةً»، القَلْعُ: شِرَاعُ السَّفِينَةِ، وَدَارِي: مَشُوبٌ إِلَى دَارِينِ، وَهِيَ بَلْدَةٌ عَلَى النَّجْرِ يُجَلِّبُ  
مِنْهَا الطَّيْبُ. وَعَجَمَةُ: أَي عَطْفَةٌ. يُقَالُ: عَجَبْتُ النَّاقَةَ - كَنَصَرْتُ - اعْتَمَجْتُهَا، عَجَجًا إِذَا  
عَطَفْتَهَا. وَالنُّوي: المَتَلَخُ. وَقَوْلُهُ ﴿﴾: «صَفَّقِي جُفُونِي أَرَادَ جَابِي جُفُونِي. وَالصَّفْقَانِ:  
الْحَايَتَانِ. وَقَوْلُهُ ﴿﴾: «وَقَلَّدَ الزَّبْرَجِدَ، القَلْدُ: جَمْعُ قَلْدَةٍ، وَهِيَ القِطْعَةُ. وَقَوْلُهُ ﴿﴾:  
«كِبَائِسِ التَّوَالِي الرُّطْبِ، الكِبَاسَةُ: المِذْقُ. وَالمَتَالِيحُ: المَضُونُ، وَاجِدُهَا عَسَلُوجُ».

۱۶۶

و من خطبة له ﴿﴾  
الحمد لله العلى التالى

لِيَتَأَسَّ صَغِيرُكُمْ بِكَبِيرِكُمْ، وَلِيَرَأْفَ كَبِيرُكُمْ بِصَغِيرِكُمْ، وَلَا تَكُونُوا كَجَفَاةِ المَجاهِلِيَّةِ: لَا فِي الدِّينِ يَسْتَفْقَهُونَ، وَلَا عَنِ اللّهِ يَسْقُلُونَ،  
كَقَيْضِ بَيْضٍ فِي أَدَاخٍ يَكُونُ كَثْرُهَا وَزُرًا، وَيُخْرِجُ حِضَانَهَا شَرًّا.

بنو امية

ومنها: افترقوا بسعد الفتهم، وتشتتوا عن أصلهم، فمنهم أخذ  
بفضن أي نأ مال معة على أن الله تعالى سيجمعهم لشر  
يوم لبني أمية، كما تجتمع قسرة الحريف، يؤلف الله بينهم، ثم  
يجمعهم زكاما كزكام السحاب، ثم يفتح لهم أبوابا، يسيلون من  
مستارهم كسيل المائتين، حيث لم تسلم علي قارة، ولم  
تبيث عليه أكمة، ولم يرد سنته رص طون، ولا جداب أرض،  
بدعد عنهم الله في بطون أوديته، ثم ينزلهم يتابع في الأرض،

اور  
ہوں گے۔ ا  
سے محفوظ کر  
دکھنا نظر  
رہنے والوں  
اللہ

کی منزلوں کے  
بعض

۱۔  
۲۔  
۳۔  
۴۔  
۵۔

۶۔  
۷۔  
۸۔  
۹۔  
۱۰۔

۱۱۔  
۱۲۔  
۱۳۔  
۱۴۔  
۱۵۔

۱۶۔  
۱۷۔  
۱۸۔  
۱۹۔  
۲۰۔

۲۱۔  
۲۲۔  
۲۳۔  
۲۴۔  
۲۵۔

۲۶۔  
۲۷۔  
۲۸۔  
۲۹۔  
۳۰۔

۳۱۔  
۳۲۔  
۳۳۔  
۳۴۔  
۳۵۔

۳۶۔  
۳۷۔  
۳۸۔  
۳۹۔  
۴۰۔

۴۱۔  
۴۲۔  
۴۳۔  
۴۴۔  
۴۵۔

۴۶۔  
۴۷۔  
۴۸۔  
۴۹۔  
۵۰۔

اور وہاں وارد ہونے والوں کے گرد مہلوں کے آنگنوں میں صاف دشتان شہد اور پاک و پاکیزہ شراب کے دو چل رہے ہوں گے۔ وہاں وہ قوم ہوگی جس کی کرامتوں نے اسے کھینچ کر ہمیشگی کی منزل تک پہنچا دیا ہے اور انھیں سفر کی مزید رحمت سے محفوظ کر دیا ہے۔ اے میری گفتگو سننے والو! اگر تم لوگ اپنے دلوں کو مشغول کر لو اس منزل تک پہنچنے کے لئے جہاں یہ نقش نظر اے پائے جاتے ہیں تو تھاری جان اشیاق کے مارے از خود نکل جائے گی اور تم میری اس مجلس سے اٹھ کر قبروں میں رہنے والوں کی ہمسائیگی کے لئے آمادہ ہو جاؤ گے تاکہ جلد یہ نعمتیں حاصل ہو جائیں۔

اللہ ہمیں اور تمہیں دونوں کو اپنی رحمت کے طفیل ان لوگوں میں قرار دے جو اپنے دل کی گہرائیوں سے نیک کردار بندوں کی منزلوں کے لئے سعی کر رہے ہیں۔

(بعض الفاظ کی وضاحت) یور بلاقحہ۔ از نکاح کا کنایہ ہے کہ جب کوئی شخص نکاح کرتا ہے تو کہا جاتا ہے از الرجل۔ حضرت کا ارشاد "کانتہ قلع دارئ عجیہ نوتیہ"۔ قلع کشتی کے بادبان کو کہا جاتا ہے اور داری مقام دارین کی طرف منسوب ہے جو ساحل بحر آباد ہے اور وہاں سے خوشبود وغیرہ وارد کی جاتی ہے۔

عجیہ یعنی ٹوڑ دیا جس کا استعمال اس طرح ہوتا ہے کہ عجت الناقۃ یعنی میں نے اونٹنی کے رخ کو موڑ دیا۔

نوقی طاح کو کہا جاتا ہے۔ ضفتی جفونہ یعنی پلکوں کے کنارے۔ ضفتان یعنی دونوں کنارے۔

فلذ الزبرجد۔ فلذ فلذہ کی جمع ہے یعنی ٹکڑا۔

کباش اللؤلؤء الرطب۔ کباش کھجور کا خوشہ۔

عیالج جمع علوج۔ شاخیں۔

۱۶۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(دعوت اتحاد و اتفاق) تمہارے چھوٹوں کو چاہئے کہ اپنے بڑوں کی پیروی کریں اور بڑوں کا فرض ہے کہ اپنے چھوٹوں پر مہربانی کریں اور خبردار تم لوگ جاہلیت کے ان ظالموں جیسے نہ ہو جانا جو زمین کا علم حاصل کرتے تھے اور نہ اللہ کے ماہے میں عقل و فہم سے کام لیتے تھے۔ ان کی مثال ان انڈوں کے چھلکوں جیسی ہے جو شتر مرغ کے انٹے دینے کی جگہ پر رکھے ہوں کہ ان کا ٹوڑنا تو مجرم ہے لیکن پرورش کرنا بھی سوائے شرک کے کوئی نتیجہ نہیں دے سکتا ہے۔

(ایک اور حصہ) یہ لوگ باہمی محبت کے بعد الگ الگ ہو گئے اور اپنی اصل سے جدا ہو گئے۔ بعض لوگوں نے ایک شاخ کو پکڑ لیا اور اب اسی کے ساتھ بھٹکتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ انھیں بنی امیہ کے بدترین دن کے لئے جمع کرے گا جس طرح کہ خریف میں بادل کے ٹکڑے جمع ہو جاتے ہیں۔ پھر ان کے درمیان محبت پیدا کرے گا پھر انھیں تہرتہ ابر کے ٹکڑوں کی طرح ایک مضبوط گروہ بنا دے گا۔ پھر ان کے لئے اپنے روزوں کو کھول دے گا کہ یہ اپنے ابھرنے کی جگہ سے شہر صبا کے دو باغوں کے اس سیلاب کی طرح بر نکلیں گے جن سے نہ کوئی چٹان محفوظ رہی تھی اور نہ کوئی ٹیلہ ٹھہر سکتا تھا۔ نہ پہاڑ کی چوٹی اس کے دھارے کو موڑ سکی تھی اور نہ زمین کی اونچائی۔ اللہ انھیں گھاٹیوں کے نشیبوں میں تفرق کر دینا اور پھر انھیں چشموں کے بہاؤ کی طرح زمین میں پھیلا دے گا۔

فادح - سنگین

صدت - اعراض

سمت - جہت

تصد - استقامت

مدخول - عیب دار

معاقداً محقوق - ذمہ داریوں کی منہ لیا  
بادر - جلدی سے کام کیا۔

⑤ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پروردگار عالم نے امت اسلامیہ کو ایک مخصوص کرامت و شرافت اور بلندی عطا فرمائی ہے لیکن اسی کے ساتھ امت کی یہ ذمہ داری قرار دی ہے کہ حق کی نصرت کرتی رہے اور باطل کو کمر و بنائے یہ کسی سستی کا مظاہرہ نہ کرے ورنہ یہ شرف اغراض و احترام سلب بھی کیا جاسکتا ہے اور اسے نبی اسرائیل جیسی ذلت سے دوچار بھی کیا جاسکتا ہے۔

امت اسلامیہ کی سب سے بڑی کوتاہی یہی تھی کہ اس نے اس شخص کی نصرت سے سربازی کی جیسے مجرم حق قرار دیا گیا تھا اور ان افراد کا ساتھ دیا جو سراپا باطل تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چودہ صدیوں سے مسلسل ذلت کا شکار رہے اور اس کی عزت و عظمت لفظی بازیگری کے علاوہ کچھ نہیں رہ گئی ہے۔

يَأْخُذُ بِهِمْ مِنْ قَوْمٍ حُفُوقَ قَوْمٍ، وَيُمْكِنُ لِقَوْمٍ فِي دِيَارِ قَوْمٍ. وَإِيمُ اللّٰهِ، لَيَذُوبَنَّ مَا فِي أَيْدِيهِمْ سَعْدَ الْعُلُوِّ وَالتَّكْبِيرِ، كَمَا تَذُوبُ الْآلِيَةُ عَلَى النَّارِ.

### الفصل آخر الزمان

أَيُّهَا النَّاسُ، لَسَوْ لَمْ تَتَّخِذُوا عَنِ نَصْرِ الْحَقِّ، وَلَمْ تَهْتُوا عَنْ تَوْهِينِ الْبَاطِلِ، لَمْ يَطْمَعْ فِيكُمْ مَنْ لَيْسَ بِشَيْءٍ، وَلَمْ يَقْوَمَنَّ قَوْمِي عَلَىكُمْ، لِكَيْتُمْ تَهْتَمُّوا مَثَاةَ بَنِي إِسْرَائِيلَ، وَلَسْمَعْتَرِي، لَسْمِضَعْفَنَ لَكُمْ التَّشْبِيهُ مِنْ بَعْدِي أَضْعَافاً بِمَا خَلَقْتُمُ الْحَقَّ وَرَأَى ظُهُورَكُمْ، وَقَطَعْتُمُ الْوَدَاقِي، وَوَضَعْتُمُ الْأَيْمَانَ، وَأَعْمَلْتُمُوا أَنْتُمْ إِنْ أَنْبَيْتُمُ الدَّاعِي لَكُمْ، سَلَّكَ بِكُمْ سَهْنَجَ الرَّسُولِ، وَكَفَيْتُمْ مَوْؤِنَةَ الْإِعْتِسَافِ، وَتَبَدَّيْتُمُ الثَّقَلِ الْقَادِحِ عَنِ الْأَعْتَابِ.

۱۶۷

### و من خطبة له ﴿١٦٧﴾

في أوائل خلافته

إِنَّ اللَّهَ سُخَّانَهُ أَنْزَلَ كِتَاباً هَادِياً بَيِّنَ فِيهِ الْحَقَّ وَالشَّرَّ، فَخُذُوا نَسْجَ الْحَقِّ تَهْتَدُوا، وَاصْدَفُوا عَنِ سَمْتِ الشَّرِّ تَقْصِدُوا. الْفَرَاغُ الْفَرَاغُ! أَدْوَمَا إِلَى اللَّهِ تُؤَدُّكُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ حَرَاماً غَيْرَ مَجْهُولٍ، وَأَحَلَّ حَلَالاً غَيْرَ مَسْجُولٍ، وَقَطَّلَ حُرْمَةَ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُرْمِ كُلِّهَا، وَشَدَّ بِالْإِخْلَاصِ وَالشُّجُودِ حُفُوقَ الْمُسْلِمِينَ فِي مَعَاوِدِهَا، «فَالْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ يَدَيْهِ وَيَسْرِهِ» إِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا يَجِلُّ أَذَى الْمُسْلِمِ إِلَّا بِمَا يَجِبُ. بَادِرُوا أَسْرَ السَّاعَةِ وَخَاصَّةَ أَحْسَدِكُمْ وَهُوَ الْمَوْتُ، فَإِنَّ النَّاسَ أَمَانَكُمْ، وَإِنَّ السَّاعَةَ تَحْدُوكُمْ مِنْ خَلْفِكُمْ تَخَفُّوا تَلَحُّقُوا، فَإِنَّمَا يُنْتَظَرُ بِأَوْلِيكُمْ آخِرُكُمْ. إِتَّقُوا اللَّهَ فِي عِبَادِهِ وَبِلَادِهِ، فَإِنَّكُمْ مَنْزُورُونَ حَتَّى عَنْ الْبِقَاعِ وَالنَّبَاتِ، أَطِيعُوا اللَّهَ وَلَا تَعْصُوهُ، وَإِذَا رَأَيْتُمُ الْحَقَّ فَخُذُوا بِهِ، وَإِذَا رَأَيْتُمُ الشَّرَّ فَأَعْرِضُوا عَنْهُ.

ان کے ذریعہ عطا کرے جس طرح کہ (آخر) مظاہرہ رکھا افسوس کہ تم نے حق کو اگر تم د اس سنگین بل

پر اختیار کرو فراہم وہ مجھوں نے قرار دیا ہے ہاتھ اور نہ دینا جائز نہیں اس جاچکے ہیں اس کے ذریعہ اللہ کے بارے تو کنارہ کر

لے اس کا محفوظ رکھنا یا اگر دین خا



کے ذریعہ ایک قوم کے حقوق دوسری قوم سے حاصل کرے گا اور ایک جماعت کو دوسری جماعت کے دباؤ میں اقتدار کرے گا۔ خدا کی قسم ان کے اقتدار و اختیار کے بعد جو کچھ بھی ان کے ہاتھوں میں ہو گا وہ اس طرح پگھل جائے گا طرح کہ آگ پر چربی پگھل جاتی ہے۔

(آخر زمانہ کے لوگ) ایسا اناس! اگر تم حق کی مدد کرنے میں کوتاہی نہ کرتے اور باطل کو کمزور بنانے میں سستی کا داہرہ نہ کرتے تو تمہارے بارے میں وہ قوم طبع نہ کرتی جو تم جیسی نہیں ہے اور تم پر یہ لوگ قوی نہ ہو جلتے۔ لیکن تم نے حق کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ قریب ترین سے قطع تعلق کر لیا ہے اور دور والوں سے رشتہ جوڑ لیا ہے۔ یاد رکھو اگر تم داعی حق کا اتباع کر لیتے تو وہ تمہیں رسول اکرمؐ کے راستہ پر چلاتا اور تمہیں کجروی کی زحمتوں سے بچالیتا اور تم میں شکین بوجھ کو اپنی گردنوں سے اتار کر پھینک دیتے۔

۱۶۷۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ  
(ابتدائے خلافت کے دور میں)

پروردگار نے اس کتاب ہدایت کو نازل کیا ہے جس میں خیر و شر کی وضاحت کر دی ہے لہذا تم خیر کے راستہ کو اختیار کرو تا کہ ہدایت پا جاؤ اور شر کے رخ سے منھ موڑ لو تا کہ سیدھے راستہ پر آ جاؤ۔

فرائض کا خیال رکھو اور انہیں ادا کرو تا کہ وہ تمہیں جنت تک پہنچادیں۔ اللہ نے جس حرام کو حرام قرار دیا ہے وہ مجبول نہیں ہے اور جس حلال کو حلال بنایا ہے وہ شائبہ نہیں ہے۔ اس نے مسلمان کی حرمت کو تمام محترم چیزوں سے افضل قرار دیا ہے اور مسلمانوں کے حقوق کو ان کی منزلوں میں اخلاص اور یگانگت سے باندھ دیا ہے۔ اب مسلمان وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے تمام مسلمان محفوظ رہیں مگر یہ کہ کسی حق کی بنا پر ان پر ہاتھ ڈالا جائے اور کسی مسلمان کے لئے مسلمان کو تکلیف نہ آ جاؤ نہیں ہے مگر یہ کہ اس کا واقعی سبب پیدا ہو جائے۔

اُس امر کی طرف سبقت کرو جو ہر ایک کے لئے ہے اور تمہارے لئے بھی ہے اور وہ ہے موت۔ لوگ تمہارے آگے جا چکے ہیں اور تمہارا وقت تمہیں ہنکا کر لے جا رہا ہے۔ سامان ہلکا رکھو تا کہ اگلے لوگوں سے لمحو ہو جاؤ اس لئے کہ ان پہلے والوں کے ذریعہ تمہارا انتظار کیا جا رہا ہے۔

اللہ سے ڈرو اس کے بندوں کے بارے میں بھی اور شہروں کے بائیسے میں بھی۔ اس لئے کہ تم سے زمینوں اور جانوروں کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا۔ اللہ کی اطاعت کرو اور نافرمانی نہ کرو۔ خیر کو دیکھو تو فوراً لے لو اور شر پر نظر پڑ جائے تو کنارہ کش ہو جاؤ۔

اس قانون میں مسلمان کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ مسلمان وہی ہوتا ہے جس کے ہاتھ یا اس کی زبان سے کسی فرد بشر کو اذیت نہ ہو اور سب اس کے شر سے محفوظ رہیں لیکن یہ اسی وقت تک ہے جب کسی کے بائیسے میں زبان کھولنا یا ہاتھ اٹھانا شر شمار ہو ورنہ اگر انسان اس امر کا مستحق ہو گیا ہے کہ اس کے کردار پر تنقید کرنا یا اسے قرار واقعی سزا دینا دین خدا کی توہین ہے تو کوئی شخص بھی دین خدا سے زیادہ محترم نہیں ہے۔ انسان کا احترام دین خدا کے طفیل میں ہے۔ دین خدا ہی کا احترام نہ رہ گیا تو کسی شخص کے احترام کی کوئی حیثیت نہیں ہے!

## و من کلام له ﴿۱۶۸﴾

بعد ما بویع بالخلافة، وقد قال له قوم من الصحابة: لو عاقبت قوماً

من أجلب على عثمان؟ فقال ﴿۱۶۸﴾:

يَا إِخْوَتَانَا! إِنِّي لَسْتُ أَجْهَلُ مَا تَسْأَلُونَ، وَلَكِنْ كَيْفَ لِي بِقُوَّةِ وَ  
الْقَوْمِ الْجَمَلِيُونَ عَلَى حَدِّ شَوْكَتِهِمْ، يَسْأَلُونَكَ وَلَا تَمْلِكُهُمْ وَهَاهُمْ  
هَؤُلَاءِ قَدْ نَارَتْ مَعَهُمْ عِبْدَانُكُمْ، وَالنَّفْتُ إِلَيْهِمْ أَعْرَابِكُمْ، وَهُمْ  
خِلَالَكُمْ يَسُومُونَكُمْ مَا سَأَوْا، وَهَلْ تَرَوْنَ مَوْضِعاً لِقُدْرَةِ عَلَى شَيْءٍ  
تُرِيدُونَ؟ إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ أَمْرٌ جَاهِلِيٌّ، وَإِنَّ هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ مَادَّةٌ.  
إِنَّ النَّاسَ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ - إِذَا حُرِّكَ - عَلَى أُمُورٍ فِرْقَةٌ تَرَى مَا تَرُونَ،  
وَفِرْقَةٌ تَرَى مَا لَا تَرُونَ، وَفِرْقَةٌ لَا تَرَى هَذَا وَلَا ذَاكَ، فَاصْبِرُوا حَتَّى  
يَهْدِيَ النَّاسُ، وَتَقَعِ الْقُلُوبُ مَوَاقِعَهَا، وَتُؤَخَّذَ الْحَقُوقُ مُسْتَحَقَّهَا هَذَا  
عَنِّي، وَانظُرُوا مَاذَا يَأْتِيكُمْ بِهِ أَمْرِي، وَلَا تَفْعَلُوا فِعْلَهُ تَضَعُضِعُ قُوَّةَ  
وَتُسْقِطُ مُنَّةً، وَتُسَوِّرُ وَهَسًا وَذَلَّةً، وَتَسْأَمِيكَ الْأَمْرَ مَا اسْتَمْسَكَ، وَإِذَا  
نَمَّ أَجْدُ بَدَأَ فَأَخِرَ الدَّوَاءِ الْكَيْ.

## و من خطبة له ﴿۱۶۹﴾

عند مسير أصحاب الجمل إلى البصرة

الأمور الجامعة للمسلمين

إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ رَسُولاً هَادِياً بِكِتَابٍ نَاطِقٍ وَأَمْرٍ قَانِمٍ، لَا يَهْلِكُ عَنْهُ إِلَّا هَالِكٌ، وَإِنَّ  
الْمُبْتَدِعَاتِ الْمَشْبَهَاتِ هُنَّ الْمَهْلِكَاتُ إِلَّا مَا حَفِظَ اللَّهُ مِنْهَا، وَإِنَّ فِي سُلْطَانِ اللَّهِ  
عِضْمَةً لِأَمْرِكُمْ، فَأَعْطَوْهُ طَاعَتَكُمْ غَيْرَ مُلَوَّمَةٍ وَلَا مُسْتَكْرَهٍ بِهَا، وَاللَّهُ لَيَنْفَعَنَّ أَوْ  
لَيَنْفَعَنَّ اللَّهُ عَنْكُمْ سُلْطَانَ الْإِسْلَامِ، ثُمَّ لَا يَنْفَعُهُ إِلَيْكُمْ أَبَدًا حَتَّى يَأْرَرَ الْأَمْرَ إِلَى غَيْرِكُمْ.

التفسير من خصومه

إِنَّ هَؤُلَاءِ قَدْ تَمَّالَوْا عَلَى سَخَطَةِ إِسَارَتِي، وَسَأَصِيرُ مَا لَمْ

## ۱۶۸۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب بیعت خلافت کے بعد بعض لوگوں نے مطالبہ کیا کہ کاش آپ عثمان پر زیادتی کرنے والوں کو سزا دے دیتے)

بھائیو! جو تم جانتے ہو میں اس سے ناواقف نہیں ہوں لیکن میرے پاس اس کی طاقت کہاں ہے؟ ابھی وہ قوم اپنی طاقت و قوت پر قائم ہے۔ وہ ہمارا اختیار رکھتی ہے اور ہمارے پاس اس کا اختیار نہیں ہے اور پھر تمہارے غلام بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور تمہارے دیہاتی بھی ان کے گرد جمع ہو گئے ہیں اور وہ تمہارے درمیان اس حالت میں ہیں کہ تمہیں جس طرح چاہیں اذیت پہنچا سکتے ہیں کیا تمہاری نظر میں جو کچھ تم چاہتے ہو اس کی کوئی گنجائش ہے۔ بیشک یہ صرف جہالت اور نادانی کا مطالبہ ہے اور اس قوم کے پاس طاقت کا سرچشمہ موجود ہے۔ اس معاملہ میں اگر لوگوں کو حرکت بھی دی جائے تو وہ چند فرقوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک فرقہ وہی سوچے گا جو تم سوچ رہے ہو اور دوسرا گروہ اس کے خلاف رائے کا حامل ہوگا۔ تیسرا گروہ دونوں سے غیر جانبدار بن جائے گا لہذا مناسب یہی ہے کہ صبر کرو دیہاتک کہ لوگ ذرا مطمئن ہو جائیں اور دل ٹھہر جائیں اور اس کے بعد دیکھو کہ میں کیا کرتا ہوں۔ خبردار کوئی ایسی حرکت نہ کرنا جو طاقت کو کمزور بنا دے اور قوت کو پامال کر دے اور کمزوری و ذلت کا باعث ہو جائے۔ میں جہاں تک ممکن ہوگا اس جنگ کو روکے رہوں گا۔ اس کے بعد جب کوئی چارہ کار نہ رہ جائے گا تو آخری علاج داغنا ہی ہوتا ہے۔

## ۱۶۹۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جب اصحاب جبل بصرہ کی طرف جا رہے تھے)

اللہ نے اپنے رسول ہادی کو بولتی کتاب اور مستحکم امر کے ساتھ بھیجا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے وہی ہلاک ہو سکتا ہے جس کا مقدر ہی ہلاکت ہو اور نئی نئی برعین اور نئے نئے شہادت ہی ہلاک کرنے والے ہوتے ہیں مگر یہ کہ اللہ ہی کسی کو بچالے اور پروردگار کی طرف سے معین ہونے والا حاکم ہی تمہارے امور کی حفاظت کر سکتا ہے لہذا اسے ایسی مکمل اطاعت دے دو جو نہ قابل ملامت ہو اور نہ بددی کا نتیجہ ہو۔ خدا کی قسم یا تو تم ایسی اطاعت کرو گے یا پھر تم سے اسلامی اقتدار چھین جائے گا اور پھر کبھی تمہاری طرف پلٹ کر نہ آئے گا۔ یہاں تک کہ کسی غیر کے سایہ میں پناہ لے لے۔  
دیکھو یہ لوگ میری حکومت سے ناراضگی پر مستعد ہو چکے ہیں اور اب میں اس وقت تک صبر کروں گا جب تک تمہاری جماعت کے بارے میں کوئی اندیشہ نہ پیدا ہو جائے۔

لے عثمان کے خلاف قیام کرنا الے صرف عدینے کے افراد ہوتے جب بھی مقابلہ آسان نہیں تھا۔ چہ جائیکہ بقول طبری اس جماعت میں چھ سو مہری بھی شامل تھے اور ایک ہزار کوفہ کے سپاہی بھی آگے آئے تھے اور دیگر۔ تو کے نظروں نے بھی ہم میں شرکت کر لی تھی۔ ایسے حالات میں ایک شخص جبل و صفین کے معرکے بھی برداشت کرے اور ان تمام انقلابیوں کا محاصرہ بھی شروع کرے یہ ایک ناممکن امر ہے اور پھر محاسبہ کے عمل میں ام المؤمنین اور معاویہ کو بھی شامل کرنا پڑے گا کہ قتل عثمان کی ہم میں یہ افراد بھی برابر کے شریک تھے بلکہ ام المؤمنین نے تو باقاعدہ لوگوں کو قتل پر آمادہ کیا تھا۔  
ایسے حالات میں سلاستدر آسان نہیں تھا جس قدر بعض سادہ لوح افراد تصور کر رہے تھے یا بعض فتنہ پرداز لے ہوا دے رہے تھے۔

فیالۃ - کروری

افاء - پناہ دیا

نفس - بند کرنا

سقت مرفوع - آسمان

مکفوت - مجبور

مغیض - جہاں چیز نگہ ہو جاتی ہے

سبط - قید

اعتماد - قابل اعتماد

۱۷۰  
و من کلام لہ ﴿﴾  
فی وجوب اتباع الحق عند قیام الحجۃ

کلم بہ بعض العرب وقد أرسلہ قوم من أهل البصرة لما قرب ﴿﴾ منها لیسلم لهم منه حقیقۃ حالہ مع أصحاب الجمل لقرول الشہة من نفوسہم، فبین لہ ﴿﴾ من أمرہ معهم ما علم بہ أنه علی الحق، ثم قال لہ: بایع، فقال: إني رسول قوم، ولا أحدث حدثاً حتى أرجع إليہم، فقال ﴿﴾:

أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ الَّذِينَ وَرَأَكَ بَعَثُوا زَانِدًا ثَبْتِي لَهُمْ مَسَاقِطَ السَّمَيْتِ، فَرَجَعْتَ إِلَيْهِمْ وَأَخْبَرْتَهُمْ عَنِ الْكَلَاءِ وَالْمَاءِ، فَخَافُوا إِلَى الْمَسَاطِطِ وَالسَّمَجَادِ، مَا كُنْتَ صَانِعًا؟ قَالَ: كُنْتُ تَارِكُهُمْ وَتَحْتَالِفُهُمْ إِلَى الْكَلَاءِ وَالْمَاءِ، فَقَالَ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - فَمَا تَدْعُ إِذَا يَدَكَ، فَقَالَ الرَّجُلُ: قَوْلَ اللَّهِ مَا لَشَطَطْتُ أَنْ أَسْتَعِجَ عِنْدَ قِيَامِ الْحُجَّةِ عَلَيَّ، فَبَايَعْتُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالرَّجُلُ يُعْرَفُ بِكَلْبِ الْجَزْمِيِّ.

۱۷۱

و من کلام لہ ﴿﴾

لما عزم على لقاء القوم بصفير

الذعاء

اللَّهُمَّ رَبَّ السَّقْفِ المَرْفُوعِ، وَالْجُودِ المَكْفُوفِ، الَّذِي جَعَلْتَهُ مَغِيضًا لِلَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَجَسْرِي لِّلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ، وَمُخْتَلَفًا لِلنُّجُومِ السَّيَّارَةِ، وَجَعَلْتَ سُكَّانَهُ سَبْطًا مِنْ مَلَائِكَتِكَ، لَا يَسْأَمُونَ مِنْ عِبَادَتِكَ، وَرَبِّ هَذِهِ الْأَرْضِ الَّتِي جَعَلْتَهَا قَرَارًا لِلْأَنْبَاءِ، وَمَسَدْرَجًا لِلْهَوَامِّ وَالْأَنْسَامِ، وَمَا لَا يُخْضَى بِمَا يُسْرَى، وَمَا لَا يُسْرَى، وَرَبِّ الْجِبَالِ الرَّوَاسِي الَّتِي جَعَلْتَهَا لِلْأَرْضِ أَوْتَادًا، وَلِلْخَلْقِ اعْتِدَادًا، إِنَّ

۱۷۱  
بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس سے مراد سنت واجبہ ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ سنت پر عمل کرنا مستحب ہو سکتا ہے لیکن اس کا زندہ رکھنا ہر حال مسلمان اور امام کا فرض ہے۔

اس لئے کہ اگر وہ اپنی راہ ان لوگوں نے اس دنیا کی معاملات کو اٹلے پاؤں ان کے حق کو قائم کروں اور

دلیل قائم ہو جائے حضرت کے وقت کو کہ آپ حق پر ہیں۔ ہوں اور ان کی ہا تمہارا کیا خیال ہے اور تم وہاں جا کر پانی اور کارور دورہ ہو تو اس ہاتھ بڑھاؤ اور بیعت کرنا جواز نہیں رہ گیا ہے اور ہ تاریخ میں اس شخص

اسے پروردگار جو بل اور شمس و قمر کے سیر کا میدا ہے جو تیری عبادت سے خوش گوڑوں اور ہیشمار مرئی اور تو ہی ان سر بفلک پہا

لہ یہ استدلال اپنے حسن و جمال و تعلیمات کی بہاریں خیمہ زن اور چشمہ آب حیات کو چھوڑ کر

صادر خطبہ منشا کتاب الجمل واقدی - تاریخ طبری ۵ ص ۱۹۲ ، ربيع الابرار (باب الجوابات المسکت) کتاب الجمل مغیضہ ص ۱۳۰

صادر خطبہ منشا کتاب صفین نصر ابن مزاحم ص ۲۳۱ ، الدعاء والذکر حسین بن سعید ابو ہریری

اس لئے کہ اگر وہ اپنی رائے کی کزوری کے باوجود اس امر میں کامیاب ہو گئے تو مسلمانوں کا رشتہ نظم و نسق بالکل ٹوٹ کر رہ جائے گا۔ ان لوگوں نے اس دنیا کو صرف ان لوگوں سے حسد کی بنا پر طلب کیا ہے جنہیں اللہ نے خلیفہ و حاکم بنایا ہے۔ اب یہ چاہتے ہیں کہ معاملات کو اٹلے پاؤں جاہلیت کی طرف پٹا دیں۔ تمہارے لئے میرے ذمہ یہی کام ہے کہ کتاب خدا اور سنت رسول پر عمل کروں۔ ان کے حق کو قائم کروں اور ان کی سنت کو بلند و بالا قرار دوں (۱۷)

### ۱۷۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

(دلیل قائم ہو جانے کے بعد حق کے اتباع کے سلسلہ میں جب اہل بصرہ نے بعض افراد کو اس سے بھیجا کہ اہل جمل کے پاس سے حضرت کے موقف کو دریافت کریں تاکہ کسی طرح کا شبہ باقی نہ رہ جائے تو آپ نے جملہ امور کی مکمل وضاحت فرمائی تاکہ واضح ہو جائے کہ آپ حق پر ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ جب حق واضح ہو گیا تو میرے ہاتھ پر بیعت کر لو۔ اس نے کہا کہ میں ایک قوم کا نمائندہ ہوں اور ان کی طرف رجوع کئے بغیر کوئی اقدام نہیں کر سکتا ہوں۔ فرمایا کہ) تمہارا کیا خیال ہے اگر اس قوم نے تمہیں نمائندہ بنا کر بھیجا ہوتا کہ جاؤ تلاش کرو جہاں بارش ہوئی ہو اور پانی کی کوئی سبیل ہو اور تم واپس جا کر پانی اور سبزہ کی خبر دیتے اور وہ لوگ تمہاری مخالفت کر کے ایسی جگہ کا انتخاب کرتے جہاں پانی کا تھوڑا خشک سالی کا دور دورہ ہو تو اس وقت تمہارا اقدام کیا ہوتا؟ اس نے کہا کہ میں انہیں چھوڑ کر آب و دانہ کی طرف چلا جاتا۔ فرمایا پھر اب ہاتھ بڑھاؤ اور بیعت کر لو کہ چشمہ ہدایت تو مل گیا ہے۔ اس نے کہا کہ اب حجت تمام ہو چکی ہے اور میرے پاس انکار کا کوئی جواز نہیں رہ گیا ہے اور یہ کہہ کر حضرت کے دست حق پرست پر بیعت کر لی۔

(تاریخ میں اس شخص کو کلبب جرمی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے)

### ۱۷۱۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب اصحاب معاویہ سے صفین میں مقابلہ کے لئے ارادہ فرمایا)

اے پروردگار جو بلند ترین چھت اور ٹھہری ہوئی فضا کا مالک ہے۔ جس نے اس فضا کو شب و روز کے سر چھپانے کی منزل اور شمس و قمر کے سیر کا میدان اور ستاروں کی آمد و رفت کی جولان گاہ قرار دیا ہے۔ اس کا ساکن ملائکہ کے اس گروہ کو قرار دیا ہے جو تیری عبادت سے خستہ حال نہیں ہوتے ہیں۔ تو ہی اس زمین کا بھی مالک ہے جسے لوگوں کا مستقر بنایا ہے اور جانوروں، کیر و مکوڑوں اور ہیشمار مرنی اور غیر مرنی مخلوقات کے چلنے پھرنے کی جگہ قرار دیا ہے۔

تو ہی ان سربلک پہاڑوں کا مالک ہے جنہیں زمین کے ٹھہرائے کے لئے مریخ کا درجہ دیا گیا ہے اور مخلوقات کا سہارا قرار دیا گیا ہے

یہ استدلال اپنے جمال کے علاوہ اس معنویت کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اسلام میں میری حیثیت ایک سرسبز و شاداب گلستان کی ہے جہاں اسلامی احکام و تعلیمات کی بہاریں خیمہ زن رہتی ہیں اور میرے علاوہ تمام افراد ایک گلستان سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے ہیں۔ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ انسان سبز و زار اور چشمہ آب حیات کو چھوڑ کر پھر رنگتاروں کی طرف پلٹ جائے اور رشتہ کامی کی زندگی گزارنا ہے۔ جو تمام اہل شام کا مقدر بن چکا ہے۔

زمار - ذمرداری، عہد و بیان  
 غائر - غیرت دار  
 حقائق - یقینی حوات  
 حفاظ - ذمہ داریوں کی پاسداری  
 لا توری - چھپا نہیں سکتے ہیں  
 ضرب الوجہ - رو کر دینا  
 قرع - کھر کھرانا  
 ہب - ہوشیار ہو گیا  
 جیس - محبوس (زوجہ کی حسین ترین  
 تعبیر ہے)

خزان - بیج خازن  
 قتل صبر - گرفتار کر کے مارنا  
 معتد - تصد کرنے والا

۱۷۱۔ مولا کے کائنات کا کمال کردار  
 ہے کہ نہ کامیابی پر مسرت کا اظہار  
 کرتے ہیں اور نہ جگمگ نا کامیابی پر  
 رنج و اندوس کا اعلان بلکہ دونوں حالات  
 میں ایک ہی دعا کرتے ہیں کہ راہ حق  
 پر ثابت قدم رہیں اور ہر قسم کے فتنہ  
 سے محفوظ رہیں۔ جو ہر اس شخص کا  
 کردار ہوتا ہے جو اپنی زندگی میں ضرر  
 رضائے الہی کا طلب گار رہتا ہے۔  
 بیدار رہتا ہے تو اس کا طلب گار ہوتا  
 ہے اور سو جائگے تو اس کا خریدار بن جاتے۔  
 ۱۷۲۔ جاوید کا حسین ترین نقشہ یہ ہوتا  
 ہے کہ ہمیشہ جنت سامنے رہتی ہے اور

أَطَهَرْتَنَا عَلَى عَدُوِّنَا، فَجَبَّتْنَا الْبَيْتِي وَ سَدَّدْنَا لِحَقِّ، وَإِنْ أَطَهَرْتَهُمْ  
 عَلَيْنَا فَارْزُقْنَا الشَّهَادَةَ، وَأَعِصْنَا مِنَ الْفِتْنَةِ.

### الدعوة للقتال

أَيْنَ الْمَانِعِ لِلذَّمَارِ، وَالسَّغَائِرِ عِنْدَ نُزُولِ الْحَقَائِقِ مِنْ أَهْلِ الْحِقَاطِ!  
 الْعَادُ وَرَاءَ كُمْ وَالْجِنَّةُ أَمَامَكُمْ! ﷻ

۱۷۲

### و من خطبة له ﷺ

حمد الله

الْمَسْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَا تُوَارِي عَنْهُ سَمَاءُ سَمَاءٍ، وَلَا أَرْضُ أَرْضًا.

### يوم النور

منها: وَقَدْ قَالَ قَائِلٌ: إِنَّكَ عَلَى هَذَا الْأَمْرِ يَا بِنَّ أَبِي طَالِبٍ لِحَرِيصٍ،  
 فَقُلْتُ: بَلْ أَنْتُمْ وَاللَّهِ لِأَخْرَصُ وَأَبْعَدُ، وَأَنَا أَخْصُ وَأَقْرَبُ،  
 وَإِنَّمَا طَلَبْتُ حَقًّا لِي وَأَنْتُمْ تَحْسَبُونَ بَيْتِي وَبَيْتَهُ، وَتَضْرِبُونَ  
 وَجْهِي دُونَهُ. فَلَمَّا قَرَعْتُهُ بِالْمُجَبَّةِ فِي الْمَلِ الْمَضَارِينِ هَبَّ كَأَنَّهُ  
 بُهِتَ (هَبَّ) لَا يَدْرِي مَا يُجِيبُنِي بِهِ!

### الاستنصار علم قريش

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَعِيذُكَ (استمعينك) عَلَى قُرَيْشٍ وَمَنْ أَعَانَهُمْ قَائِلُهُمْ  
 قَطَعُوا رَجْمِي، وَصَفَرُوا عَظِيمَ مَنَزَلَتِي، وَأَجْمَعُوا عَلَيَّ مُنَازَعَتِي أَمْرًا  
 هُوَ لِي. ثُمَّ قَالُوا: أَلَا إِنَّ فِي الْحَقِّ أَنْ تَأْخُذَهُ، وَفِي الْحَقِّ أَنْ تَرْكَبَهُ.

### منها في ذكر اصحاب الجمل

فَخَرَجُوا يَمْجُرُونَ حُرْمَةَ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - كَمَا تَجْرُ الْأُمَةُ عِنْدَ  
 شِرَائِسِهَا، مُتَوَجِّهِينَ بِهَا إِلَى الْبَصْرَةِ، فَحَبَسَتْ نِسَاءَهُمْ فِي بُيُوتِهِمْ، وَأَبْرَدَا حَبِيسَ  
 رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - هَبًا وَلِغَيْرِهَا، فِي جَنِينِ مَا يَسْتَهْمُ رَجُلٌ إِلَّا  
 وَقَدْ أُعْطِيَ الطَّاعَةَ، وَسَمِعَ لِي بِالْبَيْعَةِ، طَائِعًا غَيْرَ مُكْرَهٍ، فَقَدِمُوا عَلَيَّ عَائِلِي هَبًا  
 وَخُرَّانِ بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِينَ وَغَيْرِهِمْ مِنْ أَهْلِهَا، فَقَتَلُوا طَائِفَةً صَبْرًا، وَطَائِفَةً غَدْرًا.  
 فَوَاللَّهِ لَوْ لَمْ يُصِيبُوا مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا رَجُلًا وَاحِدًا مُعْتَمِدِينَ (متمعدین) لِقَتْلِهِ، بِأَلَا جُرْمٍ  
 جَزَاءُ، لَحَلَّ لِي قَتْلُ ذَلِكَ الْجَنِينِ كُلِّهِ، إِذْ حَضَرُوهُ فَلَمْ يُسْكِرُوا، وَلَمْ يَدْفَعُوا عَنْهُ بِلِسَانٍ  
 وَلَا يَدٍ. دَعَا مَا أَنَّهُمْ قَدْ قَتَلُوا مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِمِثْلِ الْعِدَّةِ الَّتِي دَخَلُوا بِهَا عَلَيْهِمْ!

ذلت پیچھے انسان دو قدم آگے بڑھ جائے تو جنت میں ہے اور میدان سے ایک قدم پیچھے ہٹ جائے تو مستقل ذلت و رسوائی کا شکار رہے گا۔!

اگر تو  
 ہم پر غلبہ حاصل  
 کرے  
 صاحبان

را  
 کو چھپا نہیں  
 در  
 کہ خدا کی قر  
 کا مطالعہ کر  
 جب میں نے  
 را  
 کا رشتہ تو  
 کہنے لگے

را  
 ذر وخت  
 میدان  
 میں زور  
 کو دھوکہ  
 کرنے کا  
 کیا اور

۱۷۱  
 کہی تھی  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 کا

اگر تو نے دشمن کے مقابلہ میں غلبہ عنایت فرمایا تو ہمیں ظلم سے محفوظ رکھنا اور حق کے سیدھے راستے پر قائم رکھنا اور اگر دشمن کو  
 پر غلبہ حاصل ہو جائے تو ہمیں شہادت کا شرف عطا فرمانا اور فتنہ سے محفوظ رکھنا۔  
 (دعوت جہاد) کہاں ہیں وہ عزت و آبرو کے پاسان اور مصیبتوں کے نزل کے بعد ننگ و نام کی حفاظت کرنے والے  
 احسان عزت و غیرت۔ یاد رکھو ذلت و عار تمہارے پیچھے ہے اور جنت تمہارے آگے (۲)

۱۷۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(حمد خدا) ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس کے سامنے ایک آسمان دوسرے آسمان کو اور ایک زمین دوسری زمین  
 کو چھپا نہیں سکتی ہے۔  
 (روز شوریٰ) ایک شخص نے مجھ سے یہ بات کہہ دیا کہ فرزند ابوطالب! آپ میں اس خلافت کی طبع پائی جاتی ہے؟ تو میں نے کہا  
 کہ خدا کی قسم تم لوگ زیادہ حریف ہو حالانکہ تم دو رو والے ہو۔ میں تو اس کا اہل بھی ہوں اور پیغمبر سے قریب تر بھی ہوں۔ میں نے اس حق  
 کا مطالبہ کیا ہے جس کا میں حقدار ہوں لیکن تم لوگ میرے اور اس کے درمیان حائل ہو گئے ہو اور میری رخ کو اس کی طرف سے موڑنا چاہتے ہو پھر  
 جب میں نے بھری مغل میں دلائل کے ذریعے سے کاؤں کے پردوں کو کھٹکھٹایا تو ہوشیار ہو گیا اور ایسا بہت ہو گیا کہ کوئی جواب سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔  
 (قریش کے خلاف فریاد) خدا یا! میں قریش اور ان کے انصار کے مقابلہ میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں کہ ان لوگوں نے میری قربت  
 کا رشتہ توڑ دیا اور میری عظیم منزلت کو حقیر بنا دیا۔ مجھ سے اس امر کے لیے جھگڑا کرنے پر تیار ہو گئے جس کا میں واقف حقدار تھا اور پھر یہ  
 کہنے لگے کہ آپ اسے لے لیں تو ابھی صبح ہے اور اس سے دست بردار ہو جائیں تو بھی برحق ہے۔

(اصحاب جمل کے بارے میں) یہ ظالم اس شان سے برآمد ہوئے کہ حرم رسولؐ کیوں کھینچ کر میدان میں لا رہے تھے جیسے کینزیں خوب  
 و فروخت کے وقت لیجائی جاتی ہیں۔ ان کا رخ بصرہ کی طرف تھا۔ ان دونوں نے اپنی عورتوں کو گھر میں بند کر رکھا تھا اور زوجہ رسولؐ کو  
 میدان میں لا رہے تھے۔ جب کہ ان کے لشکر میں کوئی ایسا نہ تھا جو پہلے میری بیعت نہ کر چکا ہو اور بغیر کسی جبر و اکراہ کے میری اطاعت  
 میں نہ رہ چکا ہو۔ یہ لوگ پہلے میرے عامل بصرہ اور خاندن بیت المال جیسے افراد پر حملہ آور ہوئے تو ایک جماعت کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور ایک  
 کو دھوکہ میں توڑ کر گھاٹ اتار دیا۔ خدا کی قسم اگر یہ تمام مسلمانوں میں صرف ایک شخص کو بھی تھکا اقتل کرتے تو بھی میرے واسطے پورے لشکر سے جنگ  
 کرنے کا جواز موجود تھا کہ دیگر افراد حاضر رہے اور انھوں نے ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا اور اپنی زبان یا اپنے ہاتھ سے دفاع نہیں  
 کیا اور پھر جب کہ مسلمانوں میں سے اتنے افراد کو قتل کر دیا ہے جتنی ان کے پورے لشکر کی تعداد تھی۔

لے بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ بات شوریٰ کے موقع پر سعد بن ابی وقاص نے کہی تھی اور بعض کا خیال ہے کہ سقیفہ کے موقع پر ابو عبیدہ بن الجراح نے  
 کہی تھی اور دونوں ہی امکانات پائے جاتے ہیں کہ دونوں کی فطرت ایک جیسی تھی اور دونوں امیر المؤمنین کی مخالفت پر مستعد تھے۔  
 لے اس سے مراد طلحہ و زبیر ہیں جنھوں نے زوجہ رسولؐ کا اتنا بھی احترام نہیں کیا جتنا اپنے گھر کی عورتوں کا کیا کرتے تھے۔  
 لے جناب عثمان بن حنیف کا شکر کر دیا اور ان کے ساتھیوں کی ایک بڑی جماعت کو ترغیب کر دیا۔  
 لے فقہی اعتبار سے دفاع نہ کرنے والوں کا قتل جائز نہیں ہوتا ہے لیکن یہاں وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے امامِ برحق کے خلاف خروج کر کے فساد فی الارض  
 کا ارتکاب کیا تھا اور یہ جرم جواز قتل کے لئے کافی ہوتا ہے۔!

شَنْبَ - نسا پر اکسایا  
استغقب - حق پسندی کا مظاہرہ  
کیا جائے گا  
اہل قبلہ - مسلمان  
غیر - تغیرات  
حنین - مخصوص انداز کا گریہ

زوی عتہ - چھین لیا گیا

۱۵) یہ اسی نکتہ کی طرف اشارہ ہے

جس کی طرف قرآن مجید نے قصص طائو  
میں اشارہ کیا ہے کہ سرور اسی  
شخص کا حق ہے جس میں جہانی اعتبار  
سے حق سے دفاع کرنے کی طاقت ہو  
اور نفسانی اعتبار سے حق شناسی کی  
صلاحیت ہو ورنہ کوئی طاقت دوسری  
طاقت کے بغیر کارآمد نہیں ہو سکتی ہے

۱۶) یہ اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ

اب تک خلافت کا فیصلہ ساری امت  
کے اتفاق سے نہیں ہوا ہے تو بشرط  
صرف میرے بارے میں کیوں لگائی  
جا رہی ہے اور گذشتہ ادوار کی طرح  
سیری بیعت کیوں نہیں کی جا رہی ہے  
علی راہبنت کے کتب عقائد میں  
اس امر کی تصریح کی ہے کہ خلافت کا  
فیصلہ ایک دو افراد کی بیعت سے بھی  
ہو سکتا ہے تو آخر کیا وجہ ہے کہ ساری  
پیشانیوں صرف ایک خلافت پر اتریں

کے تسلیم کرنے میں ہیں اور اس کا اور اس کا معاویہ کو ہر ہا ہے اور نہ عائشہ کو۔

### و من خطبہ له ﴿۱۷۳﴾

فی رسول اللہ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، وَ مِنْ هُو  
جَدِيرٌ بِأَنْ يَكُونَ لِلْخِلاَفَةِ وَ فِي هُوَانِ الدُّنْيَا

رَسُولَ اللهِ ﴿۱۷۳﴾

أَمِيرٌ وَ حَيِّهِ، وَ خَاتَمُ رُسُلِهِ، وَ بَشِيرٌ رَحْمَتِهِ، وَ نَذِيرٌ نِقْمَتِهِ.

الجدير بالخلافة له

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ أَحَقَّ النَّاسِ بِهَذَا الْأَمْرِ أَقْوَاهُمْ عَلَيْكَ، وَ أَعْلَمُهُمْ (اعلمهم)  
بِأَمْرِ اللهِ فِيهِ. فَإِنَّ شَغَبَ شَاغِبٍ أَشْتَعَبَتْ، فَإِنَّ أَبِي قَتِيلَ، وَ كَعْبُرِي، لَنْ كَانَتْ  
الْأَمَامَةُ لَا تَنْعَقِدُ حَتَّى يَخْضُرَهَا عَامَّةُ النَّاسِ، فَمَا إِلَى ذَلِكَ سَبِيلٌ، وَ لَكِنْ أَهْلُهَا  
يَحْكُمُونَ عَلَى مَنْ غَابَ عَنْهَا، ثُمَّ لَيْسَ لِلشَّاهِدِ أَنْ يَرْجِعَ، وَ لَا لِلغَائِبِ أَنْ يَخْتَارَ. أَلَا  
وَ إِنِّي أَقَاتِلُ رَجُلَيْنِ: رَجُلًا أَدْعَى مَا لَيْسَ لَهُ، وَ آخَرَ مَنَعَ الَّذِي عَلَيْهِ.

أَوْصِيكُمْ عِبَادَ اللهِ بِتَقْوَى اللهِ فَإِنَّهَا خَيْرٌ مِمَّا تَوَاصَى الْعِبَادُ بِهِ، وَ خَيْرٌ  
عَسَوَاقِبِ الْأُمُورِ عِنْدَ اللهِ. وَ قَدْ فَتِحَ بَابُ الْحَرْبِ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ أَهْلِ الْقِبْلَةِ، وَ  
لَا يَحْتَمِلُ (تحملنا) هَذَا الْعِلْمُ إِلَّا أَهْلُ النَّصْرِ وَ الْعِلْمِ بِمَوَاضِعِ الْحَقِّ،  
فَاصْبِرُوا لِمَا تَوْمَرُونَ بِهِ، وَ قِفُوا عِنْدَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ، وَ لَا تَعْجَلُوا فِي أَمْرِ حَتَّى تَسْتَبَيُّوا،  
فَإِنَّ لَنَا مَعَ كُلِّ أَمْرٍ تُنْكَرُونَ غَيْرًا.

هوان الدنيا

أَلَا وَ إِنَّ هَذِهِ الدُّنْيَا الَّتِي أَصْبَحْتُمْ تَسْتَمْتُونَهَا وَ تَرْغَبُونَ فِيهَا، وَ أَصْبَحْتُمْ  
تُغْضِبُكُمْ وَ تُرْضِيكُمْ، لَيْسَتْ بِدَارِكُمْ، وَ لَا مَنَزِلِكُمْ الَّذِي خُلِقْتُمْ لَهُ وَ لَا الَّذِي  
دُعِيتُمْ إِلَيْهِ. أَلَا وَ إِنَّهَا لَيْسَتْ بِسَاقِيَةٍ لَكُمْ وَ لَا تَبْقُونَ عَلَيْهَا، وَ هِيَ وَ إِنِ غَرَوْتُمْ  
مِنْهَا فَقَدْ حَذَرْتُمْ شَرَّهَا. فَدَعُوا غُرُورَهَا لِتَحْذِيرِهَا، وَ أَطَاعَهَا لِتَخْوِيفِهَا، وَ  
سَابِقُوا فِيهَا إِلَى الدَّارِ الَّتِي دُعِيتُمْ إِلَيْهَا، وَ انصِرُّوا بِقُلُوبِكُمْ عَنْهَا، وَ لَا يَخْنُ  
(يخنن) أَحَدُكُمْ حَنِينَ (حنين) الْأُمَّةِ عَلَى مَا رُوي عَنْهُ مِنْهَا، وَ اسْتَمْتُوا نِعْمَةَ  
الْاللهِ عَلَيْكُمْ بِالصَّبْرِ عَلَى طَاعَةِ اللهِ وَ النَّمِاطَةِ عَلَى مَا اسْتَحْفَظَكُمْ  
مِنْ كِتَابِهِ. أَلَا وَ إِنَّهُ لَا يَصُدُّكُمْ تَضْيِيعُ شَيْءٍ مِنْ دُنْيَاكُمْ بَعْدَ حَفَظِكُمْ قَائِمَةً  
دِينِكُمْ. أَلَا وَ إِنَّهُ لَا يَنْقَعُكُمْ بَعْدَ تَضْيِيعِ دِينِكُمْ شَيْءٌ حَفَظْتُمْ عَلَيْهِ  
مِنْ أَمْرِ دُنْيَاكُمْ. أَخَذَ اللهُ بِقُلُوبِنَا وَ قُلُوبِكُمْ إِلَى الْحَقِّ، وَ أَهْمْنَا وَ أَيَّاكُمْ الصَّبْرًا

پیغمبر  
کو گویا:

کے گاتو پیلے

کے اجتماع کے

حاضر کو اپنی:

یاد

بزرگانِ خدا

بہترین عمل

دھبر ہو گا اور

اور خبردار کہ

یاد

خوش کر دیتے

پھر یہ باتی ر

بھی کر دیتی

میں رہ کر اور

کوئی سمجھی

کی اطاعت

یاد

دین کو بر با

صبر کی توفیق

لے علم لگا

ہے اور

محبوب

مصادر خطبہ ۱۳۳، استحف العقول حرانی ص ۱۳، نقض العثمانیہ ابو جعفر سکانی (متوفی ۲۳۳ھ)



۱۷۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(رسول اکرمؐ کے بارے میں اور اس امر کی وضاحت کے سلسلہ میں کہ خلافت کا واقعی حقدار کون ہے؟)

پیغمبر اسلامؐ وحی الہی کے امانت دار اور خاتم المرسلین تھے۔ رحمت الہی کی بشارت دینے والے اور عذاب الہی سے ڈرانے والے تھے۔  
 لوگو! یاد رکھو اس امر کا سب سے زیادہ حقدار وہی ہے جو سب سے زیادہ طاقتور اور دین الہی کا واقف کار ہو۔ اس کے بعد اگر کوئی فتنہ پرداز فتنہ کھڑا  
 کرے گا تو پہلے اسے توبہ کی دعوت دی جائے گی۔ اس کے بعد اگر انکار کرے گا تو قتل کر دیا جائے گا۔ میری جان کی قسم اگر امانت کا سلسلہ تمام افراد بشر  
 اجتماع کے بغیر طے نہیں ہو سکتا ہے تو اس اجتماع کا تو کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔ ہونا ہی ہے کہ حاضرین کا فیصلہ غائب افراد پر نافذ ہو جاتا ہے اور نہ  
 شرک اپنی بیعت سے رجوع کرنے کا حق ہوتا ہے اور نہ غائب کو دوسرا راستہ اختیار کرنے کا جواز ہوتا ہے۔

یاد رکھو کہ میں دونوں طرح کے افراد سے جہاد کروں گا۔ ان سے بھی جو غیر حق کے دعوے یا رموں کے اور ان سے بھی جو حقدار کو اس کا حق نہ دیں گے  
 لیکن خدا! میں تمہیں تقویٰ الہی کی وصیت کرتا ہوں کہ یہ بندوں کے درمیان بہترین وصیت ہے اور پیش پروردگار انجام کے اعتبار سے  
 سزین عمل ہے۔ دیکھو! تمہارے اور اہل قبلہ مسلمانوں کے درمیان جنگ کا دروازہ کھولا جا چکا ہے۔ اب اس سٹلم کو دہی اٹھانے کا جو صاحب بصیرت  
 ہو گا اور حق کے مراکز کا پہچاننے والا ہو گا۔ تمہارا فرض ہے کہ میرے احکام کے مطابق قدم آگے بڑھاؤ اور میں جہاں روکتے دن وہاں رک جاؤ۔  
 اور خبردار کسی سلسلہ میں بھی تحقیق کے بغیر جلد بازی سے کام نہ لینا کہ مجھے جن باتوں کا تم انکار کرتے ہو ان میں غیر معمولی انقلابات کا اندیشہ رہتا ہے  
 یاد رکھو۔ یہ دنیا جس کی تم آرزو کر رہے ہو اور جس میں تم رغبت کا اظہار کر رہے ہو اور جو کبھی کبھی تم سے عداوت کرتی ہے اور کبھی تمہیں  
 ہوش کر دیتی ہے۔ یہ تمہارا واقعی گھراؤ تمہاری واقعی منزل نہیں ہے جس کے لئے تمہیں خلق کیا گیا ہے اور جس کی طرف تمہیں دعوت دی گئی ہے اور  
 پھر باقی رہنے والی بھی نہیں ہے اور تم بھی اس میں باقی رہنے والے نہیں ہو۔ یہ اگر کبھی دھوکہ دیتی ہے تو دوسرے وقت اپنے شر سے ہوشیار  
 بھی کر دیتی ہے۔ لہذا اس کے دھوکے سے بچو اور اس کی تنبیہ پر عمل کرو۔ اس کی لالچ کو نظر انداز کرو اور اس کی تخریب کا خیال رکھو۔ اس  
 میں رہ کر اس گھر کی طرف سبقت کرو، جس کی تمہیں دعوت دی گئی ہے اور اپنے دلوں کا رخ اس کی طرف سے موڑ لو اور خبردار تم میں سے  
 کوئی کبھی شخص اس کی کسی نعمت سے محرومی کی بنا پر کمینوں کی طرح رونے نہ بیٹھ جائے۔ اللہ سے اس کی نعمتوں کی تکمیل کا مطالبہ کرو اس  
 کی اطاعت و صبر کرنے اور اس کی کتاب کے احکام کی محافظت کرنے کے ذریعہ۔

یاد رکھو اگر تم نے دین کی بنیاد کو محفوظ کر دیا تو دنیا کی کسی شے کی بربادی بھی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے اور اگر تم نے  
 دین کو برباد کر دیا تو دنیا میں کسی شے کی حفاظت بھی فائدہ نہیں دے سکتی ہے۔ اللہ ہم سب کے دل کو حق کے راستے پر لگا دے اور سب کو  
 صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

اے علم لشکر قوم کی سر بلندی کی نشانی اور لشکر کے وقار و عزت کی علامت ہوتا ہے لہذا اس کو اٹھانے والے کو بھی صاحب بصیرت و برداشت ہونا ضروری  
 ہے ورنہ اگر پرچم سرنگوں ہو گیا تو نہ لشکر کا کوئی وقار رہ جائے گا اور نہ مذہب کا کوئی اعتبار رہ جائے گا۔  
 سرکارِ دعوایہ نے انہیں خصوصیات کے پیش نظر خیبر کے موقع پر اعلان فرمایا تھا کہ کل میں اس کو علم دون کا جو کرار غیر فرار محب خدا و رسول  
 محبوب خدا و رسول اور مرد میدان ہو گا کہ اس کے علاوہ کوئی شخص علم برداری کا اہل نہیں ہو سکتا ہے۔!

متجرؤا - مثل شمشیر بہنہ  
یلتیس - مشتبہ بناوے  
یوازر - مدد کرے  
مشابہ - مقابلہ

چنہہ - روک دیا

معدرین عنہ - مدد بیان کرنا

یرکد - ٹھہرا کرے

نعم - چہ پائیے

اراح ہوا - لے گیا

ساکم - چرانے والا

وئی - جس میں وبار ہو

دوی - جس میں فدا صحت ہو

مدی - جمع مدیہ - چھری

تحتب یوجاہد ہرما - استقبال سے

کیر نافل

تو کچھ - داخل ہونے کی جگہ

مفضیہ - پہنچا دینے والا

انسان اور حیوان کا بنیادی

فرق یہی ہے کہ حیوان حالات کو پرکھ

دیکھ کر مستقبل سے غافل ہو جاتا ہے

اور انسان بہر حال مستقبل پر نگاہ

رکھتا ہے کہ اگر کوئی شخص مستقبل کی

طرت سے غافل ہو جائے تو وہ جانور تو

کہا جاسکتا ہے۔ انسان نہیں کہا

جاسکتا ہے۔

### و من کلام لہ ﴿ع۱﴾

فی معنی طلحة بن عبید اللہ

وقد قالہ حین بلغہ خروج طلحة والزبیر الی البصرۃ لقتالہ

قَدْ كُنْتُ وَمَا أَهْدَى بِالْحَرْبِ، وَلَا أَرْهَبُ بِالضَّرْبِ، وَأَنَا عَلَى مَا قَدْ  
وَعَدَنِي رَبِّي مِنَ النَّصْرِ. وَاللَّهُ مَا اسْتَعْجَلَ مُتَجَرِّدًا لِلطَّلَبِ بِدَمِ عُمَانَ إِلَّا خَوْفًا مِنْ  
أَنْ يُطَالَبَ بِدَمِي، لِأَنَّهُ مَظَنَّتُهُ، وَلَمْ يَكُنْ فِي الْقَوْمِ أَحْرَصَ عَلَيْهِ مِنِّي، فَأَزَادَ أَنْ يُغَالِطَ  
بِمَا أَجَلَبَ فِيهِ لِيَلْتَمِسَ (يَلْبَسُ) الْأَمْرُ وَيَقَعَ الشُّكُّ. وَاللَّهُ مَا صَنَعَ فِي أَمْرِ  
عُمَانَ وَاحِدَةً مِنْ ثَلَاثٍ: لَيْنَ كَانَ ابْنُ عَمَّانَ ظَالِمًا - كَمَا كَانَ يَزْعُمُ - لَقَدْ كَانَ يَسْتَبِيحِي  
لَهُ أَنْ يُوَازِرَ قَاتِلِيهِ، وَأَنْ يُنَابِذَ نَاصِرِيهِ. وَلَيْنَ كَانَ مَظْلُومًا لَقَدْ كَانَ يَسْتَبِيحِي لَهُ  
أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُتَهَبِّينَ عَنِّي، وَالْمُعَذَّرِينَ فِيهِ. وَلَيْنَ كَانَ فِي شُكٍّ مِنَ الْمُتَضَلِّينَ، لَقَدْ  
كَانَ يَسْتَبِيحِي لَهُ أَنْ يَعْتَرِكَةَ وَيَرْكُدَ (يَرْكَبُ) جَانِبًا، وَيَدْعَ النَّاسَ مَعَهُ، قَمَا فَعَلَ  
وَاحِدَةً مِنَ الثَّلَاثِ، وَجَاءَ بِأَمْرٍ لَمْ يُعْرِفْ بَابَهُ، وَلَمْ تَسْلَمْ مَعَاذِرُهُ.

### و من خطبة لہ ﴿ع۲﴾

فی الموعظة و بیار قریبہ مر رسول اللہ ﴿ع۳﴾

أَيُّهَا النَّاسُ غَيْرِ الْمَفْعُولِ عَنْهُمْ، وَالسَّارِكُونَ الْمَأْخُودَ مِنْهُمْ، مَا لِي  
أَرَاكُمْ عَنِ اللَّهِ ذَاهِبِينَ، وَإِلَى غَيْرِهِ وَاعْبِينَ: كَأَنَّكُمْ نَعَمَ أَرَاخَ بِهَا سَائِمًا  
إِلَى مَرْعَى وَيَ، وَمَشْرَبَ دَوْبِي، وَأَيْتَاهِي كَمَا لَعَلُّوقَةَ لِيَلْتَمِسَ لَا  
تَعْرِفُ مَاذَا يُرَادُ بِهَا! إِذَا أَحْبَبْتَ إِلَيْهَا تَحَسَّبُ يَوْمَهَا ذَهْرَهَا،  
وَيَسْتَبِيحُهَا أَنْسَرَهَا، وَاللَّهُ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَخْبِرَ كُلَّ رَجُلٍ مِنْكُمْ بِمَسْخَرِيهِ  
وَمَوْجِيهِ وَجَمِيعِ شَأْنِيهِ لَفَعَلْتُ، وَلَكِنْ أَخَافُ أَنْ تَكْفُرُوا فِي رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ.

أَلَا وَإِنِّي مُفْضِيهِ إِلَى الْخَاصَّةِ بِمَنْ يُؤْمِنُ ذَلِكَ مِنِّي، وَالَّذِي  
بَعَثَنِي بِالْحَقِّ، وَأَضْطَفَأَهُ عَلَى الْخَلْقِ، مَا أَنْطِقُ إِلَّا صَادِقًا، وَقَدْ عَهَدْتُ إِلَيْ

طلحہ بن عبید اللہ کے

کلمے کسی زمانہ میں بھی

ت پر مطمئن ہوں اور نہ

ہے کہ کہیں اسی سے اس

ہا سا کوئی نہ تھا۔ اس

نے حالانکہ خدا گواہ ہے

تھا تو اس کا فرض تھا

ہر دیکھنے والوں اور اس

تھا کہ اس معاملے سے ا

ہو گیا اور ایسا طریقہ آقا

سے وہ غافلوجن کی طرد

تھیں اللہ سے دور رہ

لینے والی چراگاہ اور نہ

کے ساتھ برتاؤ کا واقعی

ہے۔

ہر ایک قسم میں جاہوں تو

ڈرتا ہوں کہ کہیں تم

کا جن سے گمراہی کا خد

کہ میں سوائے رسول کے

ہے اس امر پر اتفاق۔

کثرت کیا تھا اس کے

خون عثمان کا وارث

پر طلحہ سے انتقام لینے کا

ہونے پائے۔ چاہے ا

مصادر خطبہ ۱۵۳، امالی طوسی ۱ ص ۱۴۲، مناقب خوارزمی ص ۱۱، نہایتہ ابن اثیر ص ۲ ص ۱۶، الفارات ابن ہلال ثقفی، المستدرک

طبری ص ۹۵، کشف المحجج ابن طاووس ص ۱۴۳، الامامہ والسیاستہ ابن قتیبہ ص ۱۵۳

مصادر خطبہ ۱۵۵، غرر الحکم آمدی ص ۱۹۱، بحار الانوار مجلسی ص ۶۶۱

۴۱۔ آپ کا ارشاد گرامی

(طلحہ بن عبید اللہ کے بارے میں جب آپ کو خبر دی گئی کہ طلحہ و ذبیر جنگ کے لئے بصرہ کی طرف روانہ ہو گئے ہیں) مجھے کسی زمانہ میں بھی نہ جنگ سے مرعوب کیا جاسکا ہے اور نہ حرب و ضرب سے ڈرایا جاسکا ہے۔ میں اپنے پروردگار کے صفت پر مطمئن ہوں اور خدا کی قسم اس شخص نے خون عثمان کے مطالبہ کے ساتھ تلوار کھینچنے میں صرف اس لئے جلد بازی سے ہے کہ کہیں اسی سے اس خون کا مطالبہ نہ کر دیا جائے کہ اسی امر کا گمان غالب ہے اور قوم میں اس سے زیادہ عثمان کے پیاسا کوئی نہ تھا۔ اب یہ اس فوج کشی کے ذریعہ لوگوں کو مغالطہ میں رکھنا چاہتا ہے اور سلسلہ کو مشتبہ اور مشکوک بنا دینا ہے حالانکہ خدا گواہ ہے کہ عثمان کے معاملہ میں اس کا معاملہ تین حال سے خالی نہیں تھا۔ اگر عثمان ظالم تھا جیسا کہ اس کا حال تھا تو اس کا فرض تھا کہ قاتلوں کی مدد کرتا اور عثمان کے مددگاروں کو ٹھکرا دیتا اور اگر وہ مظلوم تھا تو اس کا فرض تھا کہ اس کے لئے روکنے والوں اور اس کی طرف سے معذرت کرنے والوں میں شامل ہو جاتا اور اگر یہ دونوں باتیں مشکوک تھیں تو اس کے لئے یہ تھا کہ اس معاملہ سے الگ ہو کر ایک گوشہ میں بیٹھ جاتا اور انھیں قوم کے حوالہ کر دیتا لیکن اس نے ان تین میں سے کوئی بھی طریقہ نہیں کیا اور ایسا طریقہ اختیار کیا جس کی صحت کا کوئی جواز نہیں تھا اور اس کی معذرت کا کوئی راستہ نہیں تھا۔

۱۲۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں موعظت کے ساتھ رسول اکرم سے قرابت کا ذکر کیا گیا ہے)

اے وہ غافل جن کی طرف سے غفلت نہیں برتی جاسکتی ہے اور اے چھوڑ دینے والو جن کو چھوڑا نہیں جاسکتا ہے۔ مجھے کیا ہو گیا ہے تمہیں اللہ سے دور بھاگتے ہوئے اور غیر خدا کی رغبت کرتے ہوئے دیکھو وہاں۔ گویا تم وہ اونٹ ہو جن کا چرواہا ایک روینے والی چراگاہ اور تباہ کرنے والے گھاٹ پر لے آیا ہو یا وہ چوپایہ ہو جسے چھریوں کے لئے پالا گیا ہے کہ اسے نہیں معلوم ہے کہ ساتھ بڑاؤ کا واقعی مقصد کیا ہے اور جب اچھا بڑاؤ کیا جاتا ہے تو وہ خیال کرتا ہے کہ ایک دن ہی سارا زمانہ ہے اور پریشم سیریا کا کام ہے۔

خدا کی قسم میں چاہوں تو ہر شخص کو اس کے داخل اور خارج ہونے کی منزل سے آگاہ کر سکتا ہوں اور جملہ حالات کو بتا سکتا ہوں۔ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تم مجھ میں گم ہو کر رسول اکرم کا انکار نہ کر دو اور یاد رکھو کہ میں ان باتوں سے ان لوگوں کو بہر حال آگاہ دل گا جن سے گمراہی کا خطرہ نہیں ہے۔ قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے انھیں حق کے ساتھ بھیجا ہے اور مخلوقات میں منتخب قرار ہے کہ میں سوائے سچ کے کوئی کلام نہیں کرتا ہوں۔

اور میں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ عثمان کے آخر دور حیات میں ان کے قاتلوں کا اجتماع طلحہ کے گھر میں ہوا کرتا تھا اور امیر المؤمنین ہی نے اس کا انکشاف کیا تھا اس کے بعد طلحہ ہی نے جنازہ پر تہریر لے کر تھے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے سے روک دیا تھا لیکن چار دن کے بعد کالم خون عثمان کا وارث بن گیا اور عثمان کے واقعی محسن کو ان کے خون کا ذمہ دار ٹھہرا دیا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمانوں کو سوچنے کا موقع مل جائے اور امیر طلحہ سے انتقام لینے کے لئے تیار ہو جائیں اور یہ طریقہ ہر شاعر سیاست کار کا ہوتا ہے کہ وہ مسائل کو اس طرح مشتبہ بنا دینا چاہتا ہے کہ اس کی طرف توجہ ہونے پائے۔ چاہے اس راہ میں اپنے سفارت کار اور راہی کو کیوں نہ قربان کرنا پڑے۔؟

نزع عتہ - الگ ہو گیا

منزعا - علیہ

ظنون - کمزور

نزاری - ناراض

توضوا - کوچ کیا

(۱۷۶) پروردگار نے سورہ جن میں

رسول کی حیثیت کا اعلان کیا ہے

کہ وہ اپنے غیب کا علم سوائے

پسندیدہ رسول کے اور کسی کو عطا

نہیں کرتا ہے۔ اور امیر المؤمنین نے

اس خطبہ میں یہی شان امام کی بیان

کی ہے کہ رسول اپنے علم کے لئے تعزاً

امام کا انتخاب کرتا ہے اور امام بھی

اپنے غیب کے لئے خواص مومنین کو

اختیار کرتا ہے اور ہر کس و ناکس کو

اس علم سے باخبر نہیں کرتا ہے۔

(۱۷۷) اسلام کی نظر میں علم بلا عمل

کی کوئی قیمت نہیں ہے اس لئے امام

علیہ السلام نے اپنے علم کی دستوں

کا اعلان کرنے کے بعد اپنی عملی شخصیت کا

بھی اعلان کیا کہ جس طرح میرا علم

بے ثل و بے نظیر ہے اس طرح میرا

عمل بھی بے مثال و لاجواب ہے اور

اور کوئی شخص میرے علم کی طرح میرے

عمل و کردار کی بلندیوں کا ادراک بھی

نہیں کر سکتا ہے۔

بِذَلِكَ كُلهٖ، وَ يَسْئَلُكَ مَنْ يَسْئَلُكَ، وَ مَنْجَى مَنْ يَنْجُو، وَ مَالٍ هَذَا الْأَمْرِ، وَ مَا  
 أَتَى شَيْئاً يَمُرُّ عَلَى زَائِي إِلَّا أَفْرَغَهُ فِي أَدْنَى وَ أَقْضَى بِهِ إِلَيَّ  
 أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي، وَاللَّهِ، مَا أَحْتَكُمُ عَلَى طَاعَةٍ إِلَّا وَ أَشْبِكُمْ إِلَيْهَا  
 وَ لَا أَتَّكُمُ عَنْ مَعْصِيَةٍ إِلَّا وَ أَتَّاهَنِي قَبْلَكُمْ عَنْهَا.

۱۷۶

## و من خطبہ لہ ﴿۱۷۶﴾

و فيها يعظ و يبين فضل القرآن و ينهى عن البدعة

## عظة النار

اِسْتَمِعُوا بِسَيِّانِ اللّٰهِ، وَ اَسْمِعُوا بِمَوَاعِظِ اللّٰهِ، وَ اَقْبَلُوا نَصِيحَةَ اللّٰهِ، فَاِنَّ  
 اللّٰهَ قَدْ اَعَدَّ لِلَّذِيْنَ بِالْجَلِيَّةِ، وَ اَتَّخَذَ عَلَيْكُمْ الْمُهْجَةَ، وَ بَيَّنَّ لَكُمْ  
 عَمَّالَةَ مِنَ الْاَعْمَالِ، وَ مَكَّارِهَةً مِنْهَا، لِيَسْتَمِعُوا هَذِيْهِ، وَ تَحْتَسِبُوا  
 هَذِيْهِ، فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ كَانَ يَقُوْلُ: «اِنَّ الْجَنَّةَ حُمُتٌ  
 بِالْمَكَّارِهِ، وَ اِنَّ النَّارَ حُمُتٌ (حجبت) بِالشَّهَوَاتِ».

وَ اَعْلَمُوْا اَنَّهٗ مَا مِنْ طَاعَةٍ لِلّٰهِ شَيْءٌ اِلَّا يَأْتِي فِيْ كُتُوْبِهِ، وَ مَا مِنْ  
 مَعْصِيَةٍ لِلّٰهِ شَيْءٌ اِلَّا يَأْتِي فِيْ شَهْوَةٍ، فَسَرَّجِمَ اللّٰهُ اَمْرًا نَزَعَ عَنْ شَهْوَتِيْهِ،  
 وَ قَسَحَ هَوًى نَفْسِيْهِ، فَاِنَّ هَذِيْهِ النَّفْسُ اَبْعَدُ شَيْءٍ مِنْزِعًا، وَ اِيَّهَا لَا تَزَالُ  
 تَنْزِعُ اِلَى مَعْصِيَةٍ فِيْ هَوًى.

وَ اَعْلَمُوْا - عِبَادَ اللّٰهِ - اَنَّ الْمُوْمِنَ لَا يُضْحِكُ وَ لَا يَتَسَبَّى اِلَّا  
 وَ نَفْسُهُ ظَنُوْنٌ عِنْدَهُ، فَلَا يَزَالُ زَارِياً عَلَيْهَا وَ مُسْتَرِيْداً لَهَا،  
 فَكُوْنُوْا كَالسَّابِقِيْنَ قَبْلَكُمْ، وَ الْمَاضِيْنَ اَمَاتِكُمْ، فَتَوْضُوا مِنَ الدُّنْيَا  
 تَقْوِيْضَ الرَّاحِلِ، وَ طَوَّوْهَا طَوَّيَ الْمَتَارِلِ.

## فضل القرآن

وَ اَعْلَمُوْا اَنَّ هَذَا الْقُرْآنَ هُوَ النَّاصِحُ الَّذِي لَا يَغْشَى، وَ الْمَهْدِي  
 الَّذِي لَا يُضِلُّ، وَ الْمَهْدِيُّ الَّذِي لَا يَكْذِبُ، وَ مَا جَسَّالَتْ هَذَا الْقُرْآنَ  
 اَحَدٌ اِلَّا قَامَ عَنْهُ بِرِزَادَةٍ اَوْ نُفْضَانٍ: رِزَادَةٌ فِيْ هُدًى، اَوْ نُفْضَانٍ مِنْ عَمَى.

یہ ساری باتیں  
 اس امر خلافت  
 کا زور میں نہ ڈال  
 کہ خدا گواہ ہے  
 ہوں مگر یہ کہ پہلے تو

(قرآن حکیم) دیکھو  
 اس نے واضح بیان  
 سیدہ تمام اعمال  
 کرتے تھے کہ جنت  
 بار رکھو کہ خدا کی کہ  
 کا کوئی پہلو نہ ہو۔  
 اسے کہ یہ نفس خوا  
 ہر گان خدا! یاد  
 اسکی میں اضافہ ہو  
 اپنے خیمہ ڈیرہ کہ  
 یاد رکھو کہ یہ قرآن  
 بیانی سے کام لینے  
 ہم مگر ایسی ہی کی کر

کاروں اور دشواریوں  
 کی کا احساس کرتے ہیں  
 سامنا کرنا پڑتا ہے جیسا

میں جہاد کرتے ہیں

میں ترین تعبیر ہے تلا

رتابہ اور جس کے نتیجے

کے مفاہیم سے آشنا

مصادر خطبہ ص ۱۶۹، ریح الاربار ز محشری ص ۲۱۹، اصول کافی کلینی ص ۳۳۳، محاسن برقی ص ۱، امالی صدوق ص ۱۵۳، تفسیر

ص ۲۶۶، تحف العقول حرانی ص ۱

یہ ساری باتیں مجھے بتادی ہیں اور ہر ہلاکت ہونے والے کی ہلاکت اور نجات پانے والے کی نجات کا راستہ بھی بتا دیا  
اس امر خلافت کے انجام سے بھی باخبر کر دیا ہے اور کوئی ایسی شے نہیں ہے جو میرے سر سے گذرنے والی ہو اور اسے  
میں میں نہ ڈال دیا ہو اور مجھ تک پہنچنا نہ دیا ہو (۵۱)  
مگر خدا گواہ ہے کہ میں تمہیں کسی اطاعت پر آمادہ نہیں کرتا ہوں مگر پہلے خود سبقت کرتا ہوں اور کسی مصیبت سے نہیں  
بچوں مگر یہ کہ پہلے خود اس سے باز رہتا ہوں۔

۱۷۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں موعظہ کے ساتھ قرآن کے فضائل اور بدعتوں سے مانعت کا تذکرہ کیا گیا ہے)

(قرآن حکیم) دیکھو پردردگار کے بیان سے فائدہ اٹھاؤ اور اس کے موعظ سے نصیحت حاصل کرو اور اس کی نصیحت کو قبول  
اس نے واضح بیانات کے ذریعہ تمہارے ہر عذر کو ختم کر دیا ہے اور تم پر حجت تمام کر دی ہے۔ تمہارے لئے اپنے محبوب  
پسندیدہ تمام اعمال کی وضاحت کر دی ہے تاکہ تم ایک قسم کا اتباع کرو اور دوسری سے اجتناب کرو کہ رسول اکرمؐ برابر یہ  
کرتے تھے کہ جنت ناگوار یوں میں گھیر دی گئی ہے اور جہنم کو خواہشات کے گھیرے میں ڈال دیا گیا ہے۔

یاد رکھو کہ خدا کی کوئی اطاعت ایسی نہیں ہے جس میں ناگوار ہی کی شکل نہ ہو اور اس کی کوئی مصیبت ایسی نہیں ہے جس میں  
ناگوار کوئی پہلو نہ ہو۔ اللہ اس بندہ پر رحمت نازل کرے جو خواہشات سے الگ ہو جائے اور نفس کے ہوا و ہوس کو اکھاڑ کر  
سادے کرے یہ نفس خواہشات میں بہت دور تک کھینچ جانے والا ہے اور یہ ہمیشہ گناہوں کی خواہش ہی کی طرف کھینچتا رہتا ہے۔  
بندگانِ خدا! یاد رکھو کہ مرد مومن ہمیشہ صبح و شام اپنے نفس سے بدگمان ہی رہتا ہے اور اس سے ناراض ہی رہتا ہے اور  
اراضی میں اضافہ ہی کرتا رہتا ہے لہذا تم بھی اپنے پہلے والوں کے مانند ہو جاؤ جو تمہارے آگے آگے جا رہے ہیں کہ انھوں نے  
سے اپنے خیمہ ڈیرہ کو اٹھالیا ہے اور ایک مسافر کی طرح دنیا کی منزلوں کو طے کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے ہیں۔

یاد رکھو کہ یہ قرآن وہ ناصح ہے جو دھوکہ نہیں دیتا ہے اور وہ ہادی ہے جو گمراہ نہیں کرتا ہے۔ وہ بیان کرنے والا ہے  
اطمینانی سے کام لینے والا نہیں ہے۔ کوئی شخص اس کے پاس نہیں بیٹھتا ہے مگر یہ کہ جب اٹھتا ہے تو ہدایت میں اضافہ کر لیتا ہے یا  
کے کم گمراہی میں کمی کر لیتا ہے۔

ان ناگوار یوں اور دشواریوں سے مراد صرف عبادات نہیں ہیں کہ وہ صرف کابل اور بے دین افراد کے لئے دشوار ہیں ورنہ سنجیدہ اور دیندار افراد میں لذت  
راحت ہی کا احساس کرتے ہیں۔ درحقیقت ان دشواریوں سے مراد وہ جہاد ہے جس میں ہر راہ حیات میں ساری توانائیوں کو خرچ کرنا پڑتا ہے اور ہر طرح کی  
سست کا سامنا کرنا پڑتا ہے جیسا کہ سورہ مبارکہ کہ توہم میں اعلان کیا گیا ہے کہ اللہ نے ما جان ایمان کے جان و مال کو خرید لیا ہے اور انھیں جنت دیدی ہے۔ یہ لوگ  
جہاد میں جہاد کرتے ہیں اور دشمن کو تزییح کرنے کے ساتھ خود بھی شہید ہو جاتے ہیں۔

کئی حسین ترین تعبیریں تلاوت قرآن اور فہم قرآن کی کہ انسان قرآن کے ساتھ اس طرح رہے جس طرح کوئی شخص اپنے ہمیشہ کے ساتھ بیٹھتا ہے اور اس سے  
مستعد رہتا ہے اور جس کے نتیجے میں جمال ہمیشہ سے متاثر ہوتا ہے۔ مسلمان کا تعلق صرف قرآن مجید کے الفاظ سے نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کے معانی سے ہوتا ہے  
اس کے مضامین سے آشنا ہو سکے اور اس کے تعلیمات سے فائدہ اٹھا سکے۔

وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ عَلَى أَحَدٍ بَعْدَ الْقُرْآنِ مِنْ قَائِلَةٍ، وَلَا لِأَحَدٍ قَبْلَهُ، وَمَنْ غَشِيَ، فَاسْتَشْفُوهُ مِنْ أَدْوَابِكُمْ، وَاسْتَعِينُوا بِهِ عَلَى لَأْوَابِكُمْ، فَسَاءَ شِفَاءً مِنْ أَكْثَرِ الدَّاءِ، وَهُوَ الْكُفْرُ وَالشَّقَاقُ، وَالْفُغْيُ وَالضَّلَالُ، فَاسْتَعِينُوا بِهِ، وَتَوَجَّهُوا إِلَيْهِ بِحُسْبِهِ، وَلَا تَسْأَلُوا بِهِ خَلْقَهُ، إِنَّهُ مَا تَسْأَلُونَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى بِمَثَلِهِ، وَاعْلَمُوا أَنَّهُ شَافِعٌ مُشَفَّعٌ، وَقَائِلٌ مُصَدِّقٌ، وَشَفَّعَ لَهُ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفَّعَ فِيهِ، وَمَنْ تَحَلَّى بِهِ الْقُرْآنَ يَوْمَ صُدِّقَ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ يُنَادِي مُنَادِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ: «أَلَا إِنَّ كُلَّ حَارِثٍ مِنْ حَرِثِهِ وَعَاقِبَةٍ عَتَلِهِ، غَيْرَ حَرِثَةِ الْقُرْآنِ». فَكُونُوا مِنْ حَرِثَتِهِ وَاسْتَدْلُوا عَلَى رَبِّكُمْ، وَاسْتَشْفُوهُ عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَأَتَمُّوا عَلَيْهِ وَاسْتَعِينُوا فِيهِ أَهْوَاءَكُمْ.

الحث على العمل

الْعَمَلُ الْعَمَلُ، ثُمَّ النَّبَاةُ النَّهَابَةُ، وَالِاسْتِقَامَةُ الْإِسْتِقَامَةُ، ثُمَّ الصَّبْرُ وَالِالسُّورُوعُ الْوَرَعُ، «إِنَّ لَكُمْ نَهَابَةً قَاتَتْهُوا إِلَى نَهَابَتِكُمْ»، وَإِنْ لَكُمْ نَهَابَةٌ فَاهْتَدُوا بِسَلْمِكُمْ، وَإِنْ لَكُمْ لِسْلَامٌ غَايَةٌ فَاتَّبِعُوا إِلَى غَايَتِهِ، وَاسْتَعِينُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ مِنْ حَقِّهِ، وَبَيْنَ لَكُمْ مِنْ وَطَائِفِهِ، أَنَا شَافِعٌ وَحَجِيجٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَنْكُمْ.

نصائح للناس

أَلَا وَإِنَّ الْقَدَرَ السَّابِقَ قَدْ وَفَّعَ، وَالْقَضَاءَ الْمَاضِيَ قَدْ تَوَرَّدَ، وَإِنِّي بِمِثْلِ بَعْدَةِ اللَّهِ وَحُجَّتِيهِ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: «إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ انْتَهَوْا لَأْوَابِكُمْ، فَاسْتَشْفُوهُ مِنْ أَدْوَابِكُمْ، وَاسْتَعِينُوا بِهِ عَلَى لَأْوَابِكُمْ، فَسَاءَ شِفَاءً مِنْ أَكْثَرِ الدَّاءِ، وَهُوَ الْكُفْرُ وَالشَّقَاقُ، وَالْفُغْيُ وَالضَّلَالُ، فَاسْتَعِينُوا بِهِ، وَتَوَجَّهُوا إِلَيْهِ بِحُسْبِهِ، وَلَا تَسْأَلُوا بِهِ خَلْقَهُ، إِنَّهُ مَا تَسْأَلُونَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى بِمَثَلِهِ، وَاسْتَعِينُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ مِنْ حَقِّهِ، وَبَيْنَ لَكُمْ مِنْ وَطَائِفِهِ، أَنَا شَافِعٌ وَحَجِيجٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَنْكُمْ.» فَكُونُوا مِنْ حَرِثَتِهِ وَاسْتَدْلُوا عَلَى رَبِّكُمْ، وَاسْتَشْفُوهُ عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَأَتَمُّوا عَلَيْهِ وَاسْتَعِينُوا فِيهِ أَهْوَاءَكُمْ.

۱۔ زبان کو ہمیشہ ایک ہونا چاہئے  
۲۔ زبان کو بطور خزانہ استعمال ہونا چاہئے  
۳۔ زبان منہ زوری کا بدترین ذریعہ ہے لہذا اسے لگام بہر حال لگا کر رہنا چاہئے  
۴۔ زبان کے تحفظ کے بغیر تقویٰ کا کوئی امکان نہیں ہے  
۵۔ سوسن کی زبان دل کے پیچھے ہوتی ہے کہ وہ پہلے غور کرتا ہے اس کے بعد زبان کھوتی ہے  
۶۔ سوسن خیر کے علاوہ کسی موضوع کے بارے میں زبان نہیں کھوتی ہے

یاد رکھو! قرآن کے بعد کوئی  
سے شفا حاصل کرو اور اپنی  
بھی موجود ہے۔ اس کے ذ  
سے سوال نہ کرو۔  
جس کی شفاعت مقبول  
اس کے حق میں شفاعت  
آواز دے گا کہ ہر کھیتی کم  
تھے وہ کامیاب ہیں لہذا  
ہنا بناؤ اور اس سے اپنے

یاد رکھو (نصائح)  
کے سہارے کلام کر  
ماتہ نازل ہوتے ہیں  
کیا گیا ہے اور تم  
اس کی عبادت کے  
اس لئے  
موشیاں رہو کہ تمہار  
انہ زبان اپنے مالک  
سے فائدہ اٹھایا  
کا دل ہمیشہ

یاد رکھو! قرآن کے بعد کوئی کسی کا محتاج نہیں ہو سکتا ہے اور قرآن سے پہلے کوئی بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے۔ اپنی بیماریوں سے شفا حاصل کرو اور اپنی مصیبتوں میں اس سے مدد مانگو کہ اس میں بدترین بیماری کفر و نفاق اور گمراہی و بے راہ روی کا راج بھی موجود ہے۔ اس کے ذریعہ اللہ سے سوال کرو اور اس کی محبت کے وسیلہ سے اس کی طرف رخ کرو اور اس کے مخلوقات سے سوال نہ کرو۔ اس لئے کہ مالک کی طرف متوجہ ہونے کا اس کا جیسا کوئی وسیلہ نہیں ہے اور یاد رکھو کہ وہ ایسا ہے جس کی شفاعت مقبول ہے اور ایسا بولنے والا ہے جس کی بات مصدقہ ہے۔ جس کے لئے قرآن روز قیامت سفارش ہے اس کے حق میں شفاعت قبول ہے اور جس کے عیب کو وہ بیان کر دے اس کا عیب تصدیق شدہ ہے۔ روز قیامت ایک ہی آواز دے گا کہ ہر کھیتی کرنے والا اپنی کھیتی اور اپنے عمل کے انجام میں مبتلا ہے لیکن جو اپنے دل میں قرآن کا بیج بونے لے تھے وہ کامیاب ہیں لہذا تم لوگ انہیں لوگوں اور قرآن کی پیروی کرنے والوں میں شامل ہو جاؤ۔ اسے مالک کی بارگاہ پہنچانا اور اس سے اپنے نفس کے بارے میں نصیحت حاصل کرو اور اپنے خیالات کو متہم قرار دو اور اپنے خواہشات پر غور و فکر کرو۔

عمل کرو عمل۔ انجام پر نگاہ رکھو انجام۔ استقامت سے کام لو استقامت اور احتیاط کرو احتیاط۔ تمہارے لئے ایک انتہا ہے اس کی طرف قدم آگے بڑھاؤ اور اللہ کی بارگاہ میں اس کے حقوق کی ادائیگی اور اس کے احکام کی پابندی کے ساتھ فریاد۔ میں تمہارے اعمال کا گواہ ہوں گا اور روز قیامت تمہاری طرف سے وکالت کروں گا۔

(نصائح) یاد رکھو کہ جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا اور جو فیصلہ خداوندی تھا وہ سامنے آچکا۔ میں خدائی وعدہ اور اس کی بات کے سہارے کلام کر رہا ہوں "بیشک جن لوگوں نے خدا کو خدا مانا اور اسی بات پر قائم رہ گئے۔ ان پر ملائکہ اس بشارت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں کہ خبردار ڈرو نہیں اور پریشان مت ہو۔ تمہارے لئے اس جنت کی بشارت ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے" اور تم لوگ تو خدا کو خدا کہہ چکے ہو تو اب اس کی کتاب پر قائم رہو اور اس کے امر کے راستہ پر ثابت قدم ہو۔ اس کی عبادت کے نیک راستہ پر جے رہو اور اس سے خروج نہ کرو اور نہ کوئی بدعت ایجاد کرو اور نہ سنت سے خلاف کرو۔ اس لئے کہ اطاعت الہی سے نکل جانے والے کا رشتہ پروردگار سے روز قیامت ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کے ہوشیار رہو کہ تمہارے اخلاق میں الٹ پھیرا دل بدل نہ ہونے پائے۔ اپنی زبان کو ایک رکھو اور اسے محفوظ رکھو اس لئے کہ زبان اپنے مالک سے بہت منہ زوری کرتی ہے۔ خدا کی قسم میں نے کسی بندہ مومن کو نہیں دیکھا جس نے اپنے بولی سے فائدہ اٹھایا ہو مگر یہ کہ اپنی زبان کو روک کر رکھا ہے۔ مومن کی زبان ہمیشہ اس کے دل کے پیچھے ہوتی ہے اور منافق کا دل ہمیشہ اس کی زبان کے پیچھے ہوتا ہے۔ اس لئے کہ مومن جب بات کرنا چاہتا ہے تو پہلے دل میں غور و فکر کرتا ہے۔ اس کے بعد حرف خیر ہوتا ہے تو اس کا اظہار کرتا ہے ورنہ اسے دل ہی میں چھپا رہنے دیتا ہے لیکن منافق جو اس کے منہ میں آتا ہے بک دیتا ہے۔ اسے اس بات کی فکر نہیں ہوتی ہے کہ میرے موافق ہے یا مخالف۔

ضرتوں کا آزما یا ہے

ایمان من الامام - ظاہر ہونا

قاصد - ستیم

ہنات - جمع ہنہ - معمول شے

سیاط - جمع سوط کوڑا

فرقہ - افتراق

انسانی زندگی میں تین عظیم طرے ہوتے ہیں جن کا تحفظ ہر انسان کا فریضہ ہونا ہے اور جن کا برباد کر دینا شدید باز پرس کا سبب بن جاتا ہے ایک اس کی زندگی ہے اور ایک ہرگ مال اور ایک اس کی آبرو۔

کھلی ہوئی بات ہے کہ جان اور مال کو عام طور سے ہاتھوں سے خطرہ ہوتا ہے۔ لیکن آبرو کا سارا خطرہ زبان سے ہوتا ہے جہاں انسان دوسرے کی غیبت کرتا ہے۔ اس پر بہتان طرازی کرتا ہے۔ اسے غلط الفاظ اور القاب سے یاد کرتا ہے اور اس طرح اس کی کرامت اور عروت کے درپے ہو جاتا ہے۔ اسٹ امیر المومنین نے اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ انسان جس قدر آبرو کی قدر و قیمت کا احساس کرے اس قدر زبان کو اپنے قابو میں رکھے کہ اس کا پہلا حملہ آبرو ہی پر ہوتا ہے اور اس کا زخم آسانی سے مندمل بھی نہیں ہوتا۔

اور اسی نکتہ کی طرف سرکارِ دو عالم کی مذکورہ حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے کہ زبان کی استقامت دل کی استقامت کی علامت ہے ورنہ اگر دل میں کبھی پیدا ہوگی تو زبان کے سیدھے ہونے کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا ہے

لَهُ، وَمَاذَا عَلَيْهِ. وَلَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: «لَا يَنْتَقِيمُ إِيمَانُ عَبْدٍ حَتَّى يَنْتَقِيمَ قَلْبُهُ. وَلَا يَنْتَقِيمُ قَلْبُهُ حَتَّى يَنْتَقِيمَ لِسَانَهُ». فَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَلْقَى اللَّهَ تَعَالَى وَهُوَ نَسِيءُ الرَّاحَةِ مِنْ دِمَاءِ الْمُسْلِمِينَ وَأَمْوَالِهِمْ، سَلِمَ اللِّسَانُ مِنْ أَعْرَاضِهِمْ، فَلْيَفْعَلْ.

## تعريم البدع

وَاعْلَمُوا - عِيَادَ اللَّهِ أَنْ الْوَيْمَنَ يَسْتَحِلُّ الْعَامَ مَا اسْتَحَلَ عَاماً أَوَّلًا، وَيَحْرُمُ الْعَامَ مَا حَرَّمَ عَاماً أَوَّلًا، وَأَنْ مَا أَحَدَثَ النَّاسُ لَا يَحِلُّ لَكُمْ شَيْئاً مِمَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ، وَلَكِنَّ الْحَلَالَ مَا أَحَلَّ اللَّهُ، وَالْحَرَامَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ. فَقَدْ جَرَّبْتُمُ الْأُمُورَ وَصَرَّسْتُمُوهَا، وَوَعِظْتُمُ بَيْنَ كَمَانَ قَبْلَكُمْ، وَصَرَبْتِ الْأُمْتَالَ لَكُمْ، وَدُعَيْتُمُ إِلَى الْأَمْرِ الْوَاضِحِ، فَلَا يَصْمُ عَنْ ذَلِكَ إِلَّا أَصَمُّ، وَلَا يَتَعَمَّنِي عَنْ ذَلِكَ إِلَّا أَعْمَى. وَمَنْ لَمْ يَنْفَعَهُ اللَّهُ بِالنَّبَلَاءِ وَالتَّجَارِبِ لَمْ يَنْتَفِعْ بِشَيْءٍ مِنَ الْعِظَةِ، وَأَتَاهُ التَّقْصِيرُ مِنْ أَمَامِهِ، حَتَّى يَعْرِفَ مَا أَنْكَرَ، وَيُنْكَرَ مَا عَرَفَ. وَإِنَّمَا النَّاسُ رَجُلَانِ: مُتَّبِعٌ شِرْعَةً، وَمُسْتَبِدِعٌ بِدْعَةً. لَيْسَ مَعَهُ مِنَ اللَّهِ شِبْحَانَهُ بُرْهَانٌ سُنَّةً، وَلَا ضِيَاءٌ حُجَّةً.

## القرآن

وَإِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ لَمْ يَعِظْ أَحَدًا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ، فَإِنَّهُ «حَبْلُ اللَّهِ الْمَتِينُ» وَسَبِيحَةُ الْأَمِينِ، وَفِيهِ رِبْعُ الْقَلْبِ، وَتَنَابُحُ الْعِلْمِ، وَمَا لِقَلْبٍ جَلَاءٌ غَيْرُهُ، مَسَحَ أَنَّهُ قَدْ ذَهَبَ الْمَتَدَكُّرُونَ، وَبَقِيَ النَّاسُونَ أَوْ الْمُتَنَاسُونَ. فَإِذَا رَأَيْتُمْ خَيْرًا فَأَعِينُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا رَأَيْتُمْ شَرًّا فَادْهَبُوا عَنْهُ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ كَانَ يَقُولُ: «بَابُنِ آدَمَ، اعْمَلِ الْخَيْرَ وَدَعْ الشَّرَّ، فَإِذَا أَنْتَ جَوَادٌ قَاصِدٌ».

## انواع الظلم

أَلَا وَإِنَّ الظُّلْمَ ثَلَاثَةٌ: فَظُلْمٌ لَا يُعْفَرُ، وَظُلْمٌ لَا يُتْرَكُ، وَظُلْمٌ مَعْفُورٌ لَا يُطْلَبُ. فَأَمَّا الظُّلْمُ الَّذِي لَا يُعْفَرُ فَالشُّرْكُ بِاللَّهِ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: «إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ». وَأَمَّا الظُّلْمُ الَّذِي يُعْفَرُ فَظُلْمُ الْعَبْدِ نَفْسَهُ عِنْدَ بَعْضِ الْمَنَاتِ، وَأَمَّا الظُّلْمُ الَّذِي لَا يُتْرَكُ فَظُلْمُ الْعِبَادِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا، الْقِصَاصُ هُنَاكَ شَدِيدٌ، لَيْسَ هُوَ جَرْحًا بِالسُّدَى وَلَا ضَرْبًا بِالسَّيَاطِ، وَلَكِنَّهُ مَا يُسْتَضَفَرُ ذَلِكَ مَعَهُ، فَإِذَا كُنْتُمْ وَالتَّلَوُّنَ فِي دِيْسَنِ اللَّهِ، فَإِنَّ جَمَاعَةً فِيهَا تَكْرَهُونَ مِنَ الْحَقِّ، خَيْرٌ مِنْ فِرْقَةٍ

ادریسین  
درست

خون ادا

حرام قر

حلال دم

کے حالات

اس سما

اور تجربا

اچھا ادا

ا

کی کوئی

)

وسیلہ

کرنے کا

کرداؤ

تا کہ بہتر

)

جس کی بخیر

د

کی مغفرت

چھوڑا بہتر

نہیں بلکہ ا

کرتے ہوا

)

لے اسلام کے

داخل اے

کے بدلے

مناحق ۱۱



اور غیر اسلام نے فرمایا ہے کہ کسی شخص کا ایمان اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا ہے جب تک اس کا دل درست نہ ہو اور کسی شخص کا دل درست نہیں ہو سکتا ہے جب تک اس کی زبان درست نہ ہو۔ اب جو شخص بھی اپنے پروردگار سے اس عالم میں ملاقات کر سکتا ہے کہ اس کا ہاتھ مسلمانوں کے خون اور ان کے مال سے پاک ہو اور اس کی زبان ان کی آبروریزی سے محفوظ ہو تو اسے ہر حال ایسا ضرور کرنا چاہئے۔

(بدعتوں کی ممانعت) یاد رکھو کہ مردوں میں اس سال اسی چیز کو حلال کہتے ہیں کہ جسے لنگے سال حلال کہہ چکے ہیں اور اس سال اسی شے کو حرام قرار دیتا ہے جسے پچھلے سال حرام قرار دے چکا ہے۔ اور لوگوں کی بدعتیں اور ان کی ایجادات حرام الہی کو حلال نہیں بنا سکتی ہیں۔ حلال و حرام دیکھتے ہیں پروردگار نے حلال و حرام کہہ دیا ہے۔ تم نے تمام امور کو آزما لیا ہے اور سب کا باقاعدہ تجربہ کر لیا ہے اور تمہیں پہلے والوں کے حالات سے نصیحت بھی کی جا چکی ہے اور ان کی مثالیں بھی بیان کی جا چکی ہیں اور ایک واضح امر کی دعوت بھی دی جا چکی ہے کہ اب اس معاملہ میں بہرہ بن اختیار نہیں کرے گا مگر وہی جو واقعاً بہرہ ہو اور اندھا نہیں بنے گا مگر وہی جو واقعاً اندھا ہو اور پھر جسے بلائیں اور تجربات فائدہ نہ دے سکیں اسے نصیحتیں کیا فائدہ دیں گی۔ اس کے سامنے صرف کتابیاں ہی رہیں گی جن کے نتیجہ میں براٹیوں کو اچھا اور اچھائیوں کو برا سمجھنے لگے گا۔

لوگ دوسری قسم کے ہوتے ہیں۔ یادہ جو شریعت کا اتباع کرتے ہیں یادہ جو بدعتوں کی ایجاد کرتے ہیں اور ان کے پاس نہ سنت کی کوئی دلیل ہوتی ہے اور نہ حجت پروردگار کی کوئی روشنی۔

(قرآن) پروردگار نے کسی شخص کو قرآن سے بہتر کوئی نصیحت نہیں فرمائی ہے۔ کہ یہی خدا کی مضبوطی اور اس کا امانت دار و وسیلہ ہے۔ اس میں دلوں کی بہار کا سامان اور علم کے سرچشمے ہیں اور دل کی جلا اور اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اب اگر یہ نصیحت حاصل کرنے والے چاہتے ہیں اور صرف بھول جانے والے یا بھلا دینے والے باقی رہ گئے ہیں لیکن پھر بھی تم کوئی خیر دیکھو تو اس پر لوگوں کی مدد کرو اور کوئی شر دیکھو تو اس سے دور ہو جاؤ کہ رسول اکرمؐ برابر فرمایا کرتے تھے "فرزند آدم خیر و عمل کر اور شر کو نظر انداز کرے تاکہ بہترین نیک کردار اور میانہ رو ہو جائے۔"

(اقسام ظلم) یاد رکھو کہ ظلم کی تین قسمیں ہیں۔ وہ ظلم جس کی بخشش نہیں ہے اور وہ ظلم جسے چھوڑا نہیں جا سکتا ہے اور وہ ظلم جس کی بخشش ہو جاتی ہے اور اس کا مطالبہ نہیں ہوتا ہے۔

وہ ظلم جس کی بخشش نہیں ہے وہ اللہ کا شریک قرار دینا ہے کہ پروردگار نے خود اعلان کر دیا ہے کہ اس کا شریک قرار دینے والے کی مغفرت نہیں ہو سکتی ہے اور وہ ظلم جو معاف کر دیا جاتا ہے وہ انسان کا اپنے نفس پر ظلم ہے معمولی گناہوں کے ذریعہ۔ اور وہ ظلم جسے چھوڑا نہیں جا سکتا ہے۔ وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم ہے کہ یہاں قصاص بہت سخت ہے اور یہ صرف چھری کا زخم اور تازیانہ کی مار نہیں بلکہ ایسی سزا ہے جس کے سامنے سب بہت معمولی ہیں لہذا خبردار دین خدا میں رنگ بدلنے کی روش اختیار مت کرو کہ جس حق کو تم پسند کرتے ہو اس پر متوجہ نہ بنا اس باطل

لے اسلام کے حلال و حرام دو قسم کے ہیں۔ بعض امور وہ ہیں جنہیں مطلق طور پر حلال یا حرام قرار دیا گیا کہ ان میں تغیر کا کوئی امکان نہیں ہے اور انہیں بدلنے والا دین خدا میں دخل اندازی کرنے والا ہے جو خود ایک طرح کا کفر ہے۔ اگرچہ بظاہر اس کا نام کفر یا شرک نہیں ہے۔

اور بعض امور وہ ہیں جن کی حلیت یا حرمت حالات کے اعتبار سے رکھی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کا حکم حالات کے بدلنے کے ساتھ خود ہی بدل جائے گا۔ اس میں کسی کے بدلنے کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا ہے۔ ایک مسلمان اور غیر مسلم یا ایک مومن اور غیر مومن کا فرق یہی ہے کہ مسلمان اور امر الہیہ کا مکمل اتباع کرتا ہے اور کافر یا منافق ان احکام کو اپنے مصالح اور منافع کے مطابق بدل لیتا ہے اور اس کا نام مصلحت اسلام یا مصلحت مسلمین رکھ دیتا ہے۔

بیجمع - ٹھہر جاگ

لا یعزب - مخفی نہیں ہے

سوانی - اڑا دینے والی

صفا - چمکا پتھر

ذر - چوٹی

ظرف الاصداق - پکیوں کا چمکنا

معدول - جس کا مثل قرار دیا جائے

تکوین - تخلیق

① - ان لوگوں کو ہدایت ہے جو گھر

سے باہر نکلے ہیں تو اس کا مقصد

صرف یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے عیوب

دریافت کریں اور پھر ان کے خلاف

پروپیگنڈہ کر کے سماج میں فتنہ و

فساد کا بازار گرم کریں اور خلق خدا

کو چین سے نہ بیٹھنے دیں

ورنہ وہ شخص جو اصلاح خلق

اور امداد دیا ہی کے لئے گھر سے باہر

نکلے ہے - اس کا نکلنا ہی پروردگار

کی نگاہ میں مجرب ہے اور اس کا گھر

میں بیٹھ جانا ہی معاشرہ کی تباہی اور

بربادی کا پیش خیمہ ہے جسے دین اسلام

کسی قیمت پر قبول نہیں کر سکتا ہے -

فَمَا يُجِئُونَ مِنَ الْبَاطِلِ. وَإِنَّ اللَّهَ شَبِيحَانَهُ لَمْ يُنْطِ أَحَدًا بِفُرْقَةٍ خَيْرًا مِّنْ مَّضَىٰ. وَلَا يَمُنُّ بِنِي

### اروہ الطاعة

يَا أَيُّهَا النَّاسُ «طُوبَىٰ لِمَنْ سَعَلَكَ عَيْبُهُ عَنِ عُيُوبِ النَّاسِ»، وَطُوبَىٰ لِمَنْ لَزِمَ  
بَيْتَهُ، وَ أَكَلَ قُورَتَهُ، وَاسْتَقْبَلَ بِطَاعَةِ رَبِّهِ، «وَ بَكَىٰ عَلَىٰ خَطِيئَتِهِ» فَكَانَ مِنْ  
نَفْسٍ فِي شُعْلِ، وَ النَّاسُ مِنْهُ فِي رَاحَةٍ لَهُ

۱۷۷

### و من کلام له ﴿۱۷۷﴾

فیر معنی العظیم

فَأَجْمَعُ رَأْيَ سَلْبِكُمْ عَلَىٰ أَنْ اخْتَارُوا رَجُلَيْنِ، فَأَخَذْنَا عَلَيْهِمَا أَنْ يُجْعِلَا  
عِنْدَ الْقُرْآنِ، وَلَا يُجَاوِزَا، وَ تَكُونُ أَلْسِنَتُهُمَا مَعَهُ وَ قُلُوبُهُمَا تَبِعَهُ، فَتَأْتَاهَا  
عَنْهُ، وَ تَرُكَا الْحَقَّ وَ هُمَا يُبْصِرَانِهِ، وَ كَمَا الْجَوْزُ هَوَاهُهَا، وَ الْإِعْجَاجُ رَأْيُهَا.  
وَ قَدْ سَبَقَ اسْتِثْنَاؤُنَا عَلَيْهِمَا فِي الْحُكْمِ بِالْعَدْلِ وَ الْعَمَلِ بِالْحَقِّ سُوءَ رَأْيِهِمَا  
وَ جَوْرَ حُكْمِهِمَا (رَأْيُهُمَا)، وَ الشَّقَّةُ فِي أَيْدِينَا لِأَنْفِينَا، حِينَ خَالَفَا سَبِيلَ الْحَقِّ،  
وَ أَتَيْنَا بِمَا لَا يُعْرَفُ مِنْ مَعْكُوسِ الْحُكْمِ.

۱۷۸

### و من خطبة له ﴿۱۷۸﴾

فیر الشهادة و التقویہ

لَا يَشْفَعُهُ شَأْنٌ، وَ لَا يُغَيِّرُهُ زَمَانٌ، وَ لَا يَخْوِيهِ مَكَانٌ، وَ لَا يَصِفُهُ لِسَانٌ،  
وَ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ عَدَدُ قَطْرِ الْمَاءِ وَ لَا نُجُومِ السَّمَاءِ، وَ لَا سَوَاءِ فِي الرَّيْحِ فِي  
الْهَبَاءِ، وَ لَا دَسِيبِ السُّقْلِ عَلَى الصَّفَا، وَ لَا مَقِيلِ الذَّرِّ فِي اللَّيْلَةِ الظُّلْمَاءِ.  
يَعْلَمُ مَسَاقِطَ الْأَوْزَاقِ، وَ خَفَى طَرَفِ الْأَخْدَاقِ، وَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
غَيْرَ مَعْدُولٍ بِهِ، وَ لَا مَشْكُوكٍ فِيهِ، وَ لَا مَكْفُورٍ دِينُهُ، وَ لَا يَتَّخِذُ تَكْوِينَهُ، شَهَادَةً مِنْ

رجل کرنا  
میں جوچے  
اپنے گھر  
نفس یرز

تو  
پر توقف  
دروں کا  
اور اس  
لہذا اب یہ  
الٹا حکم کیا

نہ  
تصیف ہو  
پتھروں پر  
دردیدہ  
میں  
نہ اس کے

لہ جب معاویہ  
اور غدار کا ہے  
اور حضرت اکبر  
آپ نے فرمایا  
بڑھوسکا اور  
فیصل میں قرا

مصادر خطبہ ۱۷۷: تاریخ طبری ۵ ص ۳۳۷، حوادث ۳۷۷

مصادر خطبہ ۱۷۸: عیون الحکم و المواعظ ابن شاکر اللیثی، بحار الانوار ۷، ص ۳۳۱، خصال صدوق ۲ ص ۱۶۳، ریح الارباب رزمشیری ص ۱۶۳،  
نہایت ابن اثیر ص ۲۸۲، بحل مفید ص ۳۳، البیان و التبيين ج ۱ ص ۱۶۳

رجل کو منتشر ہو جانے سے بہر حال بہتر ہے جسے تم پسند کرتے ہو۔ پروردگار نے افراق و انتشار میں کسی کو کوئی خیر نہیں دیا ہے نہ ان لوگوں میں جو چلے گئے اور نہ ان میں جو باقی رہ گئے ہیں۔

لوگو! خوش نصیب ہے وہ جسے اپنا عیب دوسروں کے عیب پر نظر کرنے سے مشغول کر لے اور قابل مبارکباد ہے وہ شخص جو اپنے گھر میں بیٹھ رہے۔ اپنا رزق کھائے اور اپنے پروردگار کی اطاعت کرتا رہے اور اپنے گناہوں پر گریہ کرتا رہے۔ وہ اپنے نفس میں مشغول رہے اور لوگ اس کی طرف سے مطمئن رہیں (۱۴۷)

۱۴۷۔ آپ کا ارشاد گرامی

(صفین کے بعد حکین کے بارے میں)

تمہاری جماعت ہی نے دو آدمیوں کے انتخاب پر اتفاق کر لیا تھا۔ میں نے تو ان دونوں سے شرط کر لی تھی کہ قرآن کی حدوں پر توقف کریں گے اور اس سے تجاوز نہیں کریں گے۔ ان کی زبان اس کے ساتھ رہے گی اور وہ اسی کا اتباع کریں گے لیکن وہ دونوں بھٹک گئے اور حق کو دیکھ بھال کر نظر انداز کر دیا۔ ظلم ان کی آرزو تھا اور کج فہمی ان کی رائے جب کہ اس بدترین رائے اور اس ظالمانہ فیصلہ سے پہلے ہی میں نے یہ شرط کر دی تھی کہ عدالت کے ساتھ فیصلہ کریں گے اور حق کے مطابق عمل کریں گے لہذا اب میرے پاس اپنے حق میں حجت و دلیل موجود ہے کہ ان لوگوں نے راہ حق سے اختلاف کیا ہے اور طے شدہ قرارداد کے خلاف ان کا حکم کیلئے۔

۱۴۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(شہادت ایمان اور تقویٰ کے بارے میں)

نہ اس پر کوئی حالت طاری ہو سکتی ہے اور نہ اسے کوئی زمانہ بدل سکتا ہے اور نہ اس پر کوئی مکان حاوی ہو سکتا ہے اور نہ اسکی تقیین ہو سکتی ہے۔ اس کے علم سے نہ بارش کے قطرے مخفی ہیں اور نہ آسمان کے ستارے۔ نہ فضاؤں میں ہوا کے جھکڑ مخفی ہیں اور نہ پتھروں پر حیویوں کے چلنے کی آواز اور نہ اندھیری رات میں اس کی پناہ گاہ۔ وہ پتوں کے گرنے کی جگہ بھی جانتا ہے اور آنکھ کے درز دیدہ اشارے بھی۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔ نہ اس کا کوئی ہمسرو عدیل ہے اور نہ اس میں کسی طرح کا شک ہے۔ نہ اس کے دین کا انکار ہو سکتا ہے اور نہ اس کی تخلیق سے انکار کیا جاسکتا ہے۔

۱۴۹۔ جب معاویہ نے صفین میں اپنے لشکر کو ہارتے ہوئے دیکھا تو نیزوں پر قرآن بلند کر دیا کہ ہم قرآن سے فیصلہ چاہتے ہیں۔ امیر المؤمنین نے فرمایا کہ یہ صرف مکاری اور غداری ہے ورنہ میں تو خود ہی قرآن ناطق ہوں۔ مجھ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہو سکتا ہے لیکن شام کے نمک خوار اور ضمیر فروش سپاہیوں نے جھگڑا کر دیا اور حضرت کو مجبور کر دیا کہ دو افراد کو حکم بنا کر ان سے فیصلہ کرائیں۔ آپ نے اپنی طرف سے ابن عباس کو پیش کیا لیکن ظالموں نے اسے بھی نہ مانا۔ بالآخر آپ نے فرمایا کہ کوئی بھی فیصلہ کرے لیکن قرآن کے حدود سے آگے نہ بڑھے کہ میں نے قرآن ہی کے نام پر جنگ کو موقوف کیا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ کچھ نہ ہو سکا اور عمر و عاص کی عیاری نے آپ کے خلاف فیصلہ کر دیا اور اس طرح اسلام ایک عظیم فتنہ سے دوچار ہو گیا لیکن آپ کا عذر واضح رہا کہ میں نے فیصلہ میں قرآن کی شرط کی تھی اور یہ فیصلہ قرآن سے نہیں ہوا ہے لہذا مجھ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

ہدایت اس شخص کی  
اور پھر میں  
چنا گیا ہے اور  
یت کی علامات کی  
لوگو! یاد رکھو  
زبانے اس سے بخل  
و خداداد زندگی  
ان قوم نے کیا ہے۔  
جاتی ہیں اگر صدق  
ہے کاموں کو بنا د  
علامت ایسے گذریں  
ش کی طرف پلٹا دیں  
کہ پروردگار گند

(جب ذعلب)  
جسے دیکھا بھی،  
اسے نکالیں  
اسے قریبے لیا  
دہ ارادہ کرتا ہے  
اڑا ہے جو چھوڑا  
تمام چہرے اس

بعض حضرات نے یہ  
کہتے ہیں لیکن ان کو  
دل دخل نہیں ہے  
قوم کا ذکر کیا ہے  
خدا نہیں ادا  
قیامت تک زند

صَدَقَتْ نَيْبُهُ، وَ صَفَتْ دِخْلَتُهُ وَ خَلَصَ يَقِينُهُ، وَ تَقَلَّتْ مَوَازِينُهُ، وَ أَشْهَدُ أَنْ  
مُعْتَدًا عِبْدُهُ وَ رَسُولُهُ الْبُحْتِيُّ مِنْ خَلَائِقِهِ، وَ الْمَعْتَامُ لِسُرْحِ حَقَائِقِهِ،  
وَ الْمُنْخَصُّ بِعَقَائِلِ كَرَامَاتِهِ، وَ الْمُنْطَقِيُّ لِكَرَامَاتِهِ (المكارم) رِسَالَتِهِ،  
وَ الْمَوْضِعَةُ بِهِ أَشْرَاطُ الْهُدَى، وَ الْمَجْلُوبُ بِهِ غَرِيبُ الْعَمَى.

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ الدُّنْيَا تَفْرُ الْمُوْمَلْنَ لَهَا وَ الْمُوْمَلَّةَ لِنَيْبِهَا، وَ لَا تَنْفَسُ  
بِئْسَ نَافَسٍ فِيهَا، وَ تَغْلِبُ مَنْ غَلَبَ عَلَيْهَا، وَ ائِمُّ اللّٰهِ، مَا كَانَ قَوْمٌ قَطُّ فِي  
غَضٍّ نَيْبَةٍ مِنْ عَيْشٍ فَزَالَ عَنْهُمْ إِلَّا يَذُوبُ اجْتِرَاحُهَا، لِأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ  
«بِظَلَامٍ لِّلْعَبِيدِ»، وَ لَوْ أَنَّ النَّاسَ حِينَ تَنْزَلُ بِهِمُ السُّقْمُ، وَ تَرْوُلُ عَنْهُمْ  
النَّعْمُ، فَزِعُوا إِلَى رَبِّهِمْ بِصِدْقٍ مِنْ نَيْبَاتِهِمْ، وَ وَلَّوْهُ مِنْ قُلُوبِهِمْ، لَرَدَّ عَلَيْهِمْ  
كُلَّ شَارِدٍ، وَ أَصْلَحَ لَهُمْ كُلَّ فَاسِدٍ، وَ إِنِّي لَأُحْسِنُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَكُونُوا فِي قَفَرٍ،  
وَ قَدْ كَانَتْ أُمُورٌ مَضَتْ مِنْهَا مِثْلَةٌ فِيهَا مِثْلَةٌ، كُنْتُمْ فِيهَا عِنْدِي غَيْرَ مُتَمُودِينَ،  
وَ لَسِنَ رُدَّ عَلَيْكُمْ أَمْرُكُمْ أَنْتُمْ لَسَعْدَاءُ، وَ مَا عَلَيَّ إِلَّا الْجُهْدُ، وَ لَوْ أَشَاءُ  
أَنْ أَقُولَ لَقُلْتُ: عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفًا

۱۷۹

### و من کلام له ﴿۱۷۹﴾

و قد سأله ذعلب الهامی فقال: هل رأيت ربك يا أمير المؤمنين؟

فقال ﴿۱۷۹﴾: أفأعبد ما لا أرى؟ فقال: وكيف تراه؟ فقال:

لَا تُدْرِكُهُ الْعُيُونُ بِمُشَاهَدَةِ الْعَيْنَانِ، وَ لَكِنْ تُدْرِكُهُ الْقُلُوبُ بِحَقَائِقِ الْإِيمَانِ،  
قَرِيبٌ مِنَ الْأَنْشِيَاءِ غَيْرَ مُلَاسٍ، بَعِيدٌ مَنَّهَا غَيْرَ مُبَاقٍ، مُتَكَلِّمٌ لَا بِرُؤْيِيَّةٍ،  
مُرِيدٌ لَا بِهَيْمَةٍ، صَانِعٌ لَا بِجَارِحَةٍ لَطِيفٌ لَا يُوصَفُ بِالْمُتَقَاءِ، كَبِيرٌ لَا يُوصَفُ  
بِالْمُتَقَاءِ، بَصِيرٌ لَا يُوصَفُ بِالْمُتَقَاءِ، رَجِيمٌ لَا يُوصَفُ بِالرَّقَّةِ، تَعْتَوُ الْوُجُوهُ  
لِعَظَمَتِهِ، وَ تَجِبُ الْقُلُوبُ مِنْ خَفَافَتِهِ.

دخله - باطن  
مجتبى - منتخب  
عیمہ - چاہوا مال  
مقام - منتخب  
عقائل - بلند ترین  
کرامات - معجزات و درجات  
اشراط - علامات  
غریب - سیاہ ترین  
مخلد - مائل  
لا تنفس - بخل نہیں کرتی ہے  
غض - شاداب  
اجتراح - ارتکاب  
قفرہ - جات و فریب  
رویہ - فکر  
ہمہ - اہتمام  
جارحہ - عضو  
جفا - سختی اور ظلم  
تعنو - ذلیل نظر آتے ہیں  
وجب - لرز گیا

مصادر خطبہ ۱۹۹ اصول کافی ۱۳۸، توحید صدوق ص ۹۱، مناقب، ۳۲۳، ۱۱۱، صدوق ص ۲، ارشاد مفید ص ۱۳، اختصاص مفید ص ۲۲  
تذکرۃ الخواص سبط ابن الجوزی ص ۱۵۶، المبد و التاریخ مقدس ص ۴۴

شہادت اس شخص کی ہے جس کی نیت سچی ہے اور باطن صاف ہے اس کا یقین خالص ہے اور میزان عمل گرانبار۔  
 اور پھر میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے بندہ اور تمام مخلوقات میں منتخب رسول ہیں۔ انھیں حقائق کی تشریح کے  
 لئے بھیجا گیا ہے اور بہترین شرافتوں سے مخصوص کیا گیا ہے۔ عظیم ترین پیغامات کے لئے ان کا انتخاب ہوا ہے اور ان کے ذریعہ  
 روایت کی علامات کی وضاحت کی گئی ہے اور گمراہی کی تاریکیوں کو دور کیا گیا ہے۔  
 لوگو! یاد رکھو یہ دنیا اپنے سے لو لگانے والے اور اپنی طرف کھینچ جانے والے کہ ہمیشہ دھوکہ دیا کرتی ہے۔ جو اس کا خواہش مند  
 ہوتا ہے اس سے بخل نہیں کرتی ہے اور جو اس پر غالب آجاتا ہے اس پر قابو پالیتی ہے۔ خدا کی قسم کوئی بھی قوم جو نعمتوں کی ترد تازہ  
 اور شاداب زندگی میں تھی اور پھر اس کی وہ زندگی زائل ہو گئی ہے تو اس کا کوئی سبب سوائے ان گناہوں کے نہیں ہے جن کا ارتکاب  
 اس قوم نے کیا ہے۔ اس لئے کہ پروردگار اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہے۔ پھر بھی جن لوگوں پر عتاب نازل ہوتا ہے اور نعمتیں زائل  
 ہوجاتی ہیں اگر صدق نیت اور توجہ قلب کے ساتھ پروردگار کی بارگاہ میں فریاد کریں تو وہ گئی ہوئی نعمتوں کو واپس کر دے گا اور  
 مجھے کاموں کو بنا دے گا۔ میں تمہارے بارے میں اس بات سے خوفزدہ ہوں کہ کہیں تم جہالت اور نادانی میں نہ پڑ جاؤ۔ کتنے ہی  
 معاملات ایسے گذر چکے ہیں جن میں تمہارا جھکاؤ اس رُخ کی طرف تھا جس میں تم قطعاً قابل تعریف نہیں تھے۔ اب اگر تمہیں پہلے کی  
 روش کی طرف بلا دیا جائے تو پھر نیک بخت ہو سکتے ہو لیکن میری ذمہ داری صرف محنت کرنا ہے اور اگر میں کہنا چاہوں تو یہی کہہ سکتا  
 ہوں کہ پروردگار گذشتہ معاملات سے درگزر فرمائے۔

۱۷۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

جب ذعلب یانی نے دریافت کیا کہ یا امیرالمومنینؑ کیا آپ نے اپنے خدا کو دیکھا ہے تو فرمایا کیا میں ایسے خدا کی عبادت کر سکتا ہوں  
 جسے دیکھا بھی نہ ہو۔ عرض کی مولا! اسے کس طرح دیکھا جا سکتا ہے۔ فرمایا:

اسے نگاہیں آنکھوں کے مشاہدہ سے نہیں دیکھ سکتی ہیں۔ اس کا ادراک دلوں کو حقائق ایمان کے سہارے حاصل ہوتا ہے۔ وہ  
 غبار سے قریب ہے لیکن جسمانی اتصال کی بنا پر نہیں اور دور بھی ہے لیکن علیحدگی کی بنیاد پر نہیں۔ وہ کلام کرتا ہے لیکن فکر کا محتاج نہیں  
 اور وہ ارادہ کرتا ہے لیکن سوچنے کی ضرورت نہیں رکھتا۔ وہ بلا اعضاء و جوارح کے صانع ہے اور بلا پوشیدہ ہونے لطف ہے۔  
 ایسا بڑا ہے جو چھوٹوں پر ظلم نہیں کرتا ہے اور ایسا بصیر ہے جس کے پاس جو اس نہیں ہیں اور اس کی رحمت میں دل کی زرمی شامل نہیں  
 ہے۔ تمام چہرے اس کی عظمت کے سامنے ذلیل و خوار ہیں اور تمام قلوب اس کے خوف سے لرز رہے ہیں۔

بعض حضرات نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ اگر افراد کا زوال صرف گناہوں کی بنیاد پر ہوتا ہے تو کیا دجہ ہے کہ دنیا میں بے شمار بدترین قسم کے گنہگار  
 اپنے جلتے ہیں لیکن ان کی زندگی میں راحت آرام، تقدم اور ترقی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ کیا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ گناہوں کا راحت آرام یا رنج و الم  
 کی کوئی دخل نہیں ہے اور ان مسائل کے اسباب کسی اور شے میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن اس کا واضح سا جواب یہ ہے کہ امیرالمومنینؑ نے افراد کا ذکر نہیں کیا  
 ہے۔ قوم کا ذکر کیا ہے اور قوموں کی تاریخ گواہ ہے کہ ان کا زوال ہمیشہ انفرادی یا اجتماعی گناہوں کی بنا پر ہوا ہے اور یہی دجہ ہے کہ جس قوم  
 نے شکر خدا نہیں ادا کیا وہ صفحہ ہستی سے نابود ہو گئی اور جس قوم نے نعمت کی فراوانی کے باوجود شکر خدا سے انحراف نہیں کیا اس کا ذکر آج تک زندہ ہے  
 اور قیامت تک زندہ رہے گا۔!

## و من خطبة له ﴿۱۸۰﴾

فی ذم العاصین من أصحابه

أَتَمَدُّ اللّٰهَ عَلَىٰ مَا قَضَىٰ مِنْ أَمْرٍ، وَقَدَّرَ مِنْ فِعْلٍ، وَعَلَىٰ الْإِبْتِلَاقِ بِكُمْ  
 أَيُّهَا الْفِرْقَةُ الَّتِي إِذَا أَمَرْتُ لَمْ تُطِيعْ، وَإِذَا دَعَوْتُ لَمْ تُجِبْ. إِنْ أَسْهَلْتُمْ  
 خُضَّتُمْ، وَإِنْ حُورَيْتُمْ خُزْتُمْ. وَإِنْ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَىٰ إِسَامٍ طَعَنْتُمْ، وَإِنْ  
 أُجِنْتُمْ إِلَىٰ مُنَاقَاةٍ نَكَضْتُمْ. لَا أَبَا لِعَبْرِكُمْ! مَا تَنْتَظِرُونَ بِتَضْرِكُمْ وَالْجِهَادِ  
 عَلَىٰ حَقِّكُمْ؟ الْمَوْتُ أَوْ الذَّلُّ لَكُمْ؟ فَوَاللَّهِ لَنْ يَنْجِيَ بِيَوْمِي - وَلَيْسَ بِيَوْمِي - لَيْفَرَقُونَ  
 بَنِيَّ وَبَيْنَكُمْ وَأَنَا لَصُحْبِكُمْ قَالَ، وَبِكُمْ غَيْرُ كَثِيرٍ. لِيَلَهُ أَنْتُمْ! أَمَا دِينُ  
 يَحْمِلُكُمْ! وَلَا حَمِيَّةٌ تَشْحَذُكُمْ! أَوْلَيْتُمْ عَجَبًا أَنْ مُعَاوِيَةَ يَدْعُو الْجِسْفَةَ الطَّغَامَ  
 فَيَسْعُونَ عَلَىٰ غَيْرِ مُعَاوِيَةَ وَلَا عَطَاءٍ، وَأَنَا أَدْعُوكُمْ - وَأَنْتُمْ تَسْرِبُونَ  
 الْإِسْلَامَ، وَبَصِيَّةُ النَّاسِ - إِلَىٰ الْمَعَاوِيَةَ أَوْ طَائِفَةٍ مِنَ الْعَطَاءِ، فَتَفْرُقُونَ عَنِّي  
 وَتَحْتَلِفُونَ عَلَيَّ؟ إِنَّهُ لَا يَخْرُجُ إِلَيْكُمْ مِنْ أَمْرِي رِضَىٰ فَرَضُونَهُ، وَلَا سَخَطًا  
 فَتَجْتَمِعُونَ عَلَيَّ، وَإِنْ أَحَبَّ مَا آتَىٰ إِلَىٰ الْمَوْتِ! قَدْ دَارَتْكُمْ الْكِتَابُ،  
 وَقَاتَمَتْكُمْ الْمِجَاجُ، وَعَرَفْتُمْ مَا أَنْكَرْتُمْ، وَسَوَّغْتُمْ مَا بَجَحْتُمْ، لَوْ كَانَ  
 الْأَعْمَىٰ يَلْحَظُ، أَوْ النَّاسُ يَسْتَعِظُّ! وَأَقْرَبُ بِقَوْمٍ مِنَ الْجَهْلِ بِاللَّهِ قَائِدُهُمْ  
 مُعَاوِيَةُ! وَمُؤَدِّهِمْ ابْنُ السَّائِقَةِ!

## و من كلام له ﴿۱۸۱﴾

و قد أرسل رجلاً من أصحابه، يعلم له علم أحوال قوم من جند الكوفة، قد هوى باللحاق  
 بالخوارج، وكانوا على خوف منه ﴿۱۸۱﴾، فلما عاد إليه الرجل قال له: «أَمِنُوا فَتَطَّوْا، أَمْ  
 جَبِنُوا فَطَعَّنُوا؟» فقال الرجل: بل طَعَّنُوا يا أمير المؤمنين. فقال ﴿۱۸۱﴾:

اجہلتم - جہلت دیدی جاے  
 شاقہ - قطع تعلق  
 نکصتم - الے پاؤں پٹ گئے  
 قال - ناراض

غیر کشیر بکم - مختصر احوال و انصار  
 شخہ - تیز کیا  
 جفاة - تندو  
 طغام - ذلیل افراد  
 معونہ - امداد

تریکہ - شتر مرغ کا انڈا بچھل جانے  
 کے بعد  
 دار ستکم - پڑھ کر سنا دیا  
 سوغتمکم - حواری بنایا  
 مجتہم - بھوک دیا

اقرب بقوم - کس قدر قریب ہے  
 قطنوا - قیام کیا  
 طعنوا - کوچ کر گئے

① یہ کمال ادب و کرامت ہے ورنہ  
 عرب ایسے مواقع پر "لا اباکم" کہا کرتے  
 ہیں اور اس طرح انسان کی تحارت  
 و جہالت کا اعلان کیا کرتے ہیں۔

دو ہوا  
 کی  
 قسم  
 ہوا  
 حیرت  
 تم کی  
 کا ترکا  
 نہ میر  
 ہی  
 تھا  
 جس کا

لے انسان  
 ولے انزا  
 جنگ  
 قہر  
 قوم  
 سرکار

مصادر خطبہ ۱۸۰ الفارات ابن ہلال الشافعی، تاریخ طبری ۶ ص ۱۸۱، نہایتہ ابن اثیر ۱ ص ۱۸۱

مصادر خطبہ ۱۸۱ الفارات ابن ہلال الشافعی، تاریخ طبری ۶ ص ۱۸۱

۱۸۰۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

میں خدا کا شکر کرتا ہوں ان امور پر جو گذر گئے اور ان افعال پر جو اس نے مقدر کر دئے اور اپنے تمہارے ساتھ مبتلا ہونے پر بھی اے وہ گروہ جسے میں حکم دیتا ہوں تو اطاعت نہیں کرنا ہے اور آواز دیتا ہوں تو لبیک نہیں کہتا ہے۔ تمہیں مہلت دے دی جاتی ہے تو خوب باتیں بنانے ہو اور جنگ میں شامل کر دیا جاتا ہے تو بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہو۔ لوگ کسی امام پر اجتماع کرتے ہیں تو اعتراضات کرتے ہو اور گھبر کر مقابلہ کی طرف لئے جلتے ہو تو فرار اختیار کر لیتے ہو۔

تمہارے دشمنوں کا برا ہوا آخر تم میری نصرت اور اپنے حق کے لئے جہاد میں کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ موت کا یا ذلت کا؟ خدا کی قسم اگر میرا دن آگیا جو بہر حال آنے والا ہے تو میرے تمہارے درمیان اس حال میں جدائی ہوگی کہ میں تمہاری صحبت سے دل برداشتہ ہوں گا اور تمہاری موجودگی سے کسی کثرت کا احساس نہ کروں گا۔

خدا تمہارا بھلا کرے! کیا تمہارے پاس کوئی دین نہیں ہے جو تمہیں متحکم کر سکے اور نہ کوئی غیرت ہے جو تمہیں آمادہ کر سکے؟ کیا یہ بات حیرت انگیز نہیں ہے کہ معاویہ اپنے ظالم اور بدکار ساتھیوں کو آواز دیتا ہے تو کسی امداد اور عطا کے بغیر بھی اس کی اطاعت کر لیتے ہیں اور میں تم کو دعوت دیتا ہوں اور تم سے عطیہ کا وعدہ بھی کرتا ہوں تو تم مجھ سے الگ ہو جاتے ہو اور میری مخالفت کرتے ہو۔ حالانکہ اب تمہیں اسلام کا ترکہ اور اس کے باقی ماندہ افراد ہو۔ انیسویں صدی کے تمہاری طرف نہ میری رضامندی کی کوئی بات ایسی آتی ہے جس سے تم راضی ہو جاؤ اور نہ میری ناراضگی کا کوئی مسئلہ ایسا آتا ہے جس سے تم بھی ناراض ہو جاؤ۔ اب تو میرے لئے محبوب ترین شے جس سے میں ملنا چاہتا ہوں صرف موت ہی ہے۔ میں نے تمہیں کتاب خدا کی تعلیم دی۔ تمہارے سامنے کھلے ہوئے دلائل پیش کئے۔ جسے تم نہیں پہچانتے تھے اسے پہچنایا اور جسے تم ٹھوک دیا کرتے تھے اسے خوشگوار بنایا۔ مگر یہ سب اس وقت کارآمد ہے جب اندھے کو کچھ دکھائی دے اور سوتا ہوا بیدار ہو جائے۔ وہ قوم جہالت سے کس قدر قریب ہے جس کا قائد معاویہ ہو اور اس کا ادب سکھانے والا نابینا کا بیٹا ہو۔

۱۸۱۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب آپ نے ایک شخص کو اس کی تحقیق کے لئے بھیجا۔ جو خوارج سے ملنا چاہتی تھی اور حضرت سے خوفزدہ تھی اور وہ شخص پلٹ کر آیا تو آپ نے سوال کیا کہ کیا وہ لوگ مطمئن ہو کر ٹھہر گئے ہیں یا بزدلی کا مظاہرہ کر کے نکل پڑے ہیں۔ اس نے کہا کہ وہ کوچ کوچ کر چکے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا:)

اے انسان کے پاس دو ہی سرمایہ ہیں تو اسے شرافت کی دعوت دیتے ہیں۔ دیندار کے پاس دین اور آزاد منہ کے پاس غیرت۔ مگر انیسویں صدی کے امیرالمؤمنین کے اطراف جمع ہوجانے والے افراد کے پاس نہ دین تھا اور نہ تو شرافت کا احساس۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی قوم سے کسی غیر کی توقع نہیں کی جاسکتی ہے اور نہ وہ کسی ذمہ داری کا اظہار کر سکتی ہے۔ کس قدر انیسویں صدی کے یہ بات ہے کہ عالم اسلام میں معاویہ اور عدوان کی بات سنی جائے اور نفس رسول کی بات کو ٹھکرا دیا جائے بلکہ اس سے جنگ کی جائے۔ کیا اس کے بعد بھی کسی غیرت دار انسان کو زندگی کی آرزو ہو سکتی ہے اور وہ اس زندگی سے دل لگا سکتا ہے۔ امیرالمؤمنین کے اس فقرہ میں کہ "فَرَضْتُ وَرَثَةَ الْكُفَّةِ" بے پناہ درد پایا جاتا ہے۔ جس میں ایک طرف اپنی شہادت اور قربانی کے ذریعہ کامیابی کا اعلان ہے اور دوسری طرف اس بے غیرت قوم سے جدائی کی مسرت کا اظہار بھی پایا جاتا ہے کہ انسان ایسی قوم سے نجات حاصل کر لے اور اس انداز سے حاصل کر لے کہ اس پر کوئی الزام نہ ہو بلکہ وہ مسرور حیات میں کامیاب رہے۔

اشرعت - سیدھے کردے جائیں  
ہامات - سر  
استفلمہم - نراڑکی دعوت دیدی ہے  
از نکاس - انقلاب  
صدہ - اعراض  
جہاج - ستر زوری - سرکش

تیبہ - گمراہی

مدرعہ - لباس

ثفنہ - گھٹ

نوامی - زائد

طول - فضل و کرم

نخ - ذلیل ہو گیا

تبعاورہ - یہ بعد دیکر سے طاری ہوا

موطدات - محکم

شیطان کی یہ خاص ادا ہے کہ پہلے

انسان کو برائی اور گمراہی کی دعوت

دیتا ہے اور جب انسان گمراہ ہو جاتا

تو برائے اور بیزاری کا اعلان شروع

کرتا ہے۔

اور یہی ادا ہے شیطان صفت ایڈر

اور رہنمائی پائی جاتی ہے کہ پہلے قوم

کو گمراہ کرتا ہے اور جب کام بگڑ جاتا

ہے تو بیزاری کا اظہار کر کے الگ ہو جاتا

ہے اور قوم اپنی غربت و طاقت کا شریہ

پڑھتی رہتی ہے۔

«بُعْدًا لَهُمْ كَمَا بَعْدَتْ قُرُودُ!» أَمَا أَشْرَعَتِ الْأَيْسِنَّ إِلَيْهِمْ،  
وَصُوبَتِ الشُّيُوفَ عَلَى هَامَاتِهِمْ، لَقَدْ تَدِيمُوا عَلَى مَا كَانَتْ مِنْهُمْ. إِنَّ  
الشَّيْطَانَ الْيَوْمَ قَدْ اسْتَفْلَمَهُمْ، وَهُوَ غَدًا مُتَّبَرِّئٌ مِنْهُمْ، وَاسْتَحْلَ عَنْهُمْ.  
فَحَسْبُهُمْ يُحَرُّوهُمْ مِنَ الْمَدَى، وَازْتَكَا سَيْبَهُمْ فِي الضَّلَالِ وَالْعَمَى،  
وَصَدَّهُمْ عَنِ الْحَقِّ، وَبِحَاجِهِمْ فِي التَّيْبِ.

۱۸۲

### و من خطبة له ﴿﴾

روی عن نوف البکالی قال: خطبنا بهذه الخطبة أمير المؤمنين علي ﴿﴾ بالكوفة و  
هو قائم على حجارة، نصبها له جعدة بن هبيرة الخزومي، وعليه مئذنة من صوف وسمائل  
سيفه ليف، و في رجله نعلان من ليف، وكان جبينه مئذنة بعير من أتر السجود. فقال  
﴿﴾:

### حمه الله و استعانته

المُتَدُّ لِيَلِّهِ الَّذِي إِلَيْهِ مَصَائِرُ الْخَلْقِ، وَ عَوَاقِبُ الْأُمْرِ نَحْمَدُهُ  
عَلَى عَظِيمِ إِحْتِنَانِهِ، وَ نَبِيرِ بُرْهَانِهِ، وَ نَوَاسِي فَضْلِهِ وَ انْتِنَانِهِ،  
تَمَدُّدًا يَكُونُ لِحَقِّهِ قَضَاءً، وَ لَشُكْرِهِ آدَاءً، وَ إِلَى نَوَاسِيهِ مُقَرَّبًا،  
وَ لِحُسْنِ مَزِيدِهِ مُسَوِّجًا، وَ نَسْتَعِينُ بِهِ اسْتِعَانَةً رَاجٍ لِفَضْلِهِ،  
مُؤَمِّلٍ لِنَفْعِهِ، وَ ابْتِي بِدَفْعِهِ، مُعْتَرِفٍ لَهُ بِالطُّولِ، مُذْعِنٍ لَهُ بِالنُّعْمِ  
وَ الْقَوْلِ، وَ نُؤَيِّنُ بِهِ إِيْمَانَ مَنْ رَجَاهُ مُوقِنًا، وَ أَنْابَ إِلَيْهِ مُؤْمِنًا،  
وَ خَنَعَ لَهُ مُذْعِنًا، وَ أَخْلَصَ لَهُ مُوَحِّدًا، وَ عَظَّمَهُ مُجَدِّدًا، وَ لَذِيْبِهِ رَاجِبًا  
مُجْتَهِدًا.

### الله الواحد سبحانه و تعالی

لَمْ يُؤَلِّدْ سُبْحَانَهُ فَيَكُونَ فِي الْعِزِّ مُشَارِكًا، وَ لَمْ يَلِدْ فَيَكُونَ مَوْزُونًا  
هَالِكًا، وَ لَمْ يَسْتَقْدَمْهُ وَقْتُ وَ لَا زَمَانٌ، وَ لَمْ يَتَعَاوَزْهُ زِيَادَةٌ وَ لَا نُقْصَانٌ،  
بَلْ ظَهَرَ لِلْمَعْمُولِ بِمَا أَرَانَا مِنْ عَلَامَاتِ التَّضْيِيرِ الْمُتَمِّنِ، وَ الْقَضَاءِ  
الْمُبْرَمِ لِمَنْ شَهِدَ خَلْقَهُ خَلْقَ السَّمَاوَاتِ مُوَطَّدَاتٍ بِلَا عَمَدٍ، قَائِمَاتٍ

مصادر خطبہ ۱۸۲ عیون الحکم والمواعظ ابن شاکر اللیثی، نہایتہ ابن اشیر ۳-۱۲۵-۱۹۸، بحار الانوار ۸-۶۳۳، امالی صدوق ص ۲۶۲

خدا  
برہنوں سے  
بیزاری  
میں سمجھد

نو  
نصب کیا  
بھی کی جڑ  
عظیم اح  
قواب -

امیدوار  
قول و عمل

ہو۔ اذ  
اقرار کر

اور بیٹا

تمہیراد  
آسا نوا

لے بنی نا  
اطاعت

گیا

حضرت

بناد

پہانٹا



خدا انہیں قوم نمود کی طرح غارت کر دے۔ یاد رکھو جب نیزوں کی انیاں ان کی طرف سیدھی کر دی جائیں گی اور تلواریں ان کے سروں سے لگیں گی تو انہیں اپنے کئے پر شرمندگی کا احساس ہوگا۔ آج شیطان نے انہیں منتشر کر دیا ہے اور کل وہی ان سے الگ ہو کر برائت بڑی کا اعلان کرے گا۔ اب ان کے لئے ہدایت سے نکل جانا۔ ضلالت اور گمراہی میں گر پڑنا۔ راہ حق سے روک دینا اور گمراہی سے توبہ کرنا ہی ان کے تباہ ہونے کے لئے کافی ہے۔

### ۱۸۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

نوف بکالی سے روایت کی گئی ہے کہ امیر المومنین نے ایک دن کو ذیہین ایک تپھر بہ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا جسے جعدہ بن مہیرہ مخزومی نے نصیب کیا تھا اور اس وقت آپ اون کا ایک جبر پیچھے ہوئے تھے اور آپ کی تلوار کا پرتلہ بھی لیف خرم کا تھا اور پیروں میں لیف خرم ہی کی جوتیاں تھیں آپ کی پیشانی اقدس پر سجدوں کے گھٹے نمایاں تھے۔ فرمایا:

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس کی طرف تمام مخلوقات کی بازگشت اور جملہ امور کی انتہا ہے۔ میں اس کی حمد کرتا ہوں اس کے عظیم احسان، واضح دلائل اور بڑھتے ہوئے فضل و کرم پر۔ وہ حمد جو اس کے حق کو پورا کر سکے اور اس کے شکر کو ادا کر سکے۔ اس کے ثواب سے قریب بنا سکے اور نعمتوں میں اضافہ کا سبب بن سکے۔ میں اس سے مدد چاہتا ہوں اس بندہ کی طرح جو اس کے فضل کا امیدوار ہو۔ اس کے منافع کا طلبگار ہو۔ اس کے دفع بلا کا یقین رکھنے والا ہو، اس کے کرم کا اعتراف کرنے والا ہو اور قول و عمل میں اس پر مکمل اعتماد کرنے والا ہو۔

میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اس بندہ کی طرح جو یقین کے ساتھ اس کا امیدوار ہو اور ایمان کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو۔ اذعان کے ساتھ اس کی بارگاہ میں سرسجود ہو اور توحید کے ساتھ اس سے اخلاص رکھتا ہو۔ تمجید کے ساتھ اس کی عظمت کا اقرار کرتا ہو اور رغبت و کوشش کے ساتھ اس کی پناہ میں آیا ہو۔

وہ پیدا نہیں کیا گیا ہے کہ کوئی اس کی عزت میں شریک بن جائے اور اس نے کسی بیٹے کو پیدا نہیں کیا ہے کہ خود ہلاک ہو جائے اور بیٹا وارث ہو جائے۔ نہ اس سے پہلے کوئی زمان و مکان تھا اور نہ اس پر کوئی کمی یا زیادتی طاری ہوتی ہے۔ اس نے اپنی حکم تمہیر اور اپنے حتمی فیصلہ کی بنا پر اپنے کو عقول کے سامنے بالکل واضح اور نمایاں کر دیا ہے۔ اس کی خلقت کے شو اہر میں ان آسمانوں کی تخلیق بھی ہے جنہیں بغیر ستون کے روک رکھا ہے اور بغیر کسی سہارے کے قائم کر دیا ہے۔

لے بنی ناچیر کا ایک شخص جس کا نام خزیت بن راشد تھا۔ امیر المومنین کے ساتھ صفین میں شریک رہا اور اس کے بعد گمراہ ہو گیا۔ حضرت سے کہنے لگا کہ میں آپ کی اطاعت کروں گا اور نہ میں آپ کے پیچھے ناز پڑھوں گا۔ اپنے سب دریا نت کیا، اس نے کہا کل بناؤں گا۔ اور پھر آنے کے جملے میں افراد کو لے کر صواؤں میں نکل گیا اور لوٹ مار کا کام شروع کر دیا۔ ایک امیر المومنین کے چاہنے والے مسافر کو مرتضیٰ علی کی بنیاد پر کافر قرار دے کر قتل کر دیا اور ایک یہودی کو آزاد چھوڑ دیا۔ حضرت نے اس کی روک تھام کے لئے زیاد بن ابی حفصہ کو ۱۳۰ افراد کے ساتھ بھیجا۔ زیاد نے چند افراد کو تہ تیغ کر دیا اور خزیت فرار کر گیا اور گردوں کو بغاوت پر آمادہ کرنے لگا۔ آپ نے معقل بن قیس ریاحی کو دو ہزار سپاہیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ انھوں نے زمین فارس تک اس کا پیچھا کیا۔ بہانگہ کو طرفین میں شدید جنگ ہوئی اور خزیت نعمان بن مہیان کو اسی کے ہاتھوں فنا کے گھاٹ اتار دیا گیا اور اس فتنہ کا خاتمہ ہو گیا۔

رنق - کثیف - گندہ

عمار - امیر المؤمنین کے مخلص صحاب  
 میں تھے ان کے والد یاسر اور ان کی  
 والدہ سمیرہ نے بھی اسلام قبول کر لیا  
 تھا اور اسی بنیاد پر اس قدر شاکے  
 گئے کہ باسرا سلام کے پہلے شہید قرار  
 پائے اور سمیرہ پہلی شہیدہ قرار پائیں  
 عمار مصائب کو برداشت کرتے  
 رہے مگر قدرت نے انھیں زندہ  
 رکھا تاکہ ان کے ذریعہ سیران صفین  
 میں باغی گروہ کا تعارت کر لیا جاسکے  
 کہ سرکارِ دو عالم نے فرمادیا تھا کہ عمار  
 کا قاتل ایک باغی مجروح ہو گا جس کا  
 اسلام سے کوئی تعلق نہ ہو گا۔

ابن التیمیہ ان - اسم گرامی مالک تھا  
 اور ہجرت سے پہلے ہی اسلام لائیکے  
 تھے۔ رسول اکرم کے ساتھ بدر وغیرہ  
 کے معرکہ میں شریک ہوئے اور  
 امیر المؤمنین کے ساتھ صفین میں  
 شامل رہے اور وہیں شہید ہوئے  
 ذوالشہادتین - خزیمہ بن ثابت  
 انصاری نام تھا۔ قبیلہ اوس سے  
 تعلق رکھتے تھے۔ مرسل عظیم کے  
 ساتھ بدر وغیرہ کے معرکہ میں شریک  
 ہوئے اور امیر المؤمنین کے ساتھ  
 جمل و صفین میں شامل رہے اور  
 صفین ہی میں شہید بھی ہو گئے۔  
 ان کے لقب کا وزیر تھا کہ  
 ایک اعرابی نے اپنا گھوڑا رسول اکرم  
 کے ہاتھ فروخت کیا اور پھر انکار  
 کر دیا۔

بِكَبِيرٍ مِنَ الْآخِرَةِ لَا تَبْقَىٰ مَا ضَرَّ إِخْوَانَنَا الَّذِينَ سَفِكَتْ دِمَاؤُهُمْ - وَهُمْ  
 بِصِفَتَيْنِ - أَلَا يَكُونُوا الْيَوْمَ أَحْيَاءَ؟ يُسِفُونَ الْغُصَصَ وَ يَشْرَبُونَ الرَّثِقَ قَدْ  
 - وَاللَّهِ - نَقُوا اللَّهَ قَوْقَاهُمْ أَجُورَهُمْ، وَأَحْلَهُمْ دَارَ الْأَمْنِ بَعْدَ حَوْفِهِمْ.  
 أَيْسَنَ إِخْوَانِي الَّذِينَ رَكِبُوا الطَّرِيقَ، وَمَضُوا عَلَى الْحَقِّ؟ أَيْسَنَ عَمَّارٌ؟ وَأَيْسَنَ  
 ابْنُ التَّمِيمِ؟ وَأَيْسَنَ ذُو الشَّهَادَتَيْنِ؟ وَأَيْسَنَ نَظْرَاؤُهُمْ مِنْ إِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ  
 تَعَاقدُوا عَلَى الْمَنِيَّةِ، وَأَبْرَدَ بِرُؤُوسِهِمْ إِلَى السَّفْحَرَةِ!

قال: ثم ضرب بيده على لحيتہ الشريفه الكريمة، فأطال البكاء، ثم قال ﴿يَا أَيُّهَا  
 أَوْهَ عَلَى إِخْوَانِي الَّذِينَ تَلَّوْا الْقُرْآنَ فَأَحْكَمُوهُ، وَتَدَبَّرُوا الْفُرْصَ فَأَقَامُوهُ،  
 أَحْيَاؤُا الشُّنَّةَ وَأَمَاتُوا الْبِدْعَةَ دُعُوا لِلْجِهَادِ فَأَجَابُوا، وَتَيْفُوا بِالْقَائِدِ فَاتَّبَعُوهُ،  
 ثُمَّ نَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ:

الْجِهَادَ الْجِهَادَ عِبَادَ اللَّهِ! أَلَا وَإِنِّي مُعَسِّكِرٌ فِي يَوْمِي هَذَا، فَمَنْ أَرَادَ  
 الرِّوَاحَ إِلَى اللَّهِ فَلْيَخْرُجْ!

قال نَوْفٌ: و عقد للحسين - ﴿يَا أَيُّهَا﴾ - في عشرة آلاف، و لقيس بن سعد - رحمه الله  
 - في عشرة آلاف، و لأبي أيوب الأنصاري في عشرة آلاف، و لغيرهم على أعداد  
 آخر، و هو يريد الرجعة إلى صفين، فما دارت الجمعة حتى ضربه الملعون ابن ملجم  
 لعنه الله، فتراجعت العساكر، فكننا كأغنام فقدت راعيها، تخطفها الذئباب من كل  
 مكان!

۱۸۲

## و من خطبة له ﴿يَا أَيُّهَا﴾

في قدرة الله و في فضل القرآن و في الوصية بالتقوى

الله تعالى

الْحَسْبُ لِلَّهِ الْمَعْرُوفِ مِنْ غَيْرِ رُؤْيَةٍ، وَ الْخَالِقِ مِنْ غَيْرِ مَنْصُوبَةٍ، خَلَقَ  
 الْخَلَائِقَ بِتُدْرِيهِ، وَ اسْتَعْبَدَ الْأَرْسَابَ بِسِعْرَتِهِ، وَ سَادَ الْعُظْمَاءَ بِجُودِهِ، وَ هُوَ  
 الَّذِي أَسْكَنَ الدُّنْيَا خَلْقَهُ، وَ بَعَثَ إِلَى الْجِنِّ وَ الْإِنْسِ رُسُلَهُ، لِيَكْتَشِفُوا لَهُمْ  
 عَنْ غُظَائِنِهَا، وَ لِيَحْدَرُواهُمْ مِنْ ضَرَائِنِهَا، وَ لِيَتَضَرَّبُوا لَهُمْ أَمْثَالَهَا، وَ لِيَتَضَرَّبُوا لَهُمْ  
 عُيُوبَهَا، وَ لِيَسْتَهْجُوا عَلَيْهِمْ بِمُعْتَبَرٍ مِنْ تَصَرُّفِ مَصَاحِبِهَا وَ أَسْقَامِهَا، وَ حَلَالِهَا  
 وَ حَرَامِهَا وَ مَا أَعَدَّ اللَّهُ لِلْمُطِيعِينَ مِنْهُمْ وَ الْعَصَاةِ مِنْ جَنَّةٍ وَ نَارٍ، وَ كَرَامَةِ  
 وَ هَوَانٍ. أَحْمَدُهُ إِلَى نَفْسِهِ كَمَا اسْتَحْمَدَ إِلَى خَلْفِهِ، وَ جَعَلَ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا،  
 وَ لِكُلِّ قَدْرٍ أَجَلًا، وَ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابًا.

فضل القرآن

منها: قَالَ الْقُرْآنُ أَمِيرٌ زَاجِرٌ، وَ صَابِتٌ نَاطِقٌ، حُجَّةُ اللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ.

خزیمہ نے گواہی دی - تو سرکار نے پوچھا کہ کیا تم مسلمہ کے وقت موجود تھے؟ عرض کی نہیں۔ لیکن جب رسالت میں آپ کو سچا مان لیا ہے تو ایک گھوڑے  
 کے بارے میں کس طرح نہائیں گے۔ چنانچہ آپ نے خوش ہو کر ذوالشہادتین کا لقب دیدیا کہ ان کی تمہا گواہی دو گواہوں کے برابر ہے

مصادر خطبہ ۱۸۲ ربيع الاول ۱۸۳۱ھ، شامیہ ابن اثیر ۵ ص ۲۹۹، تفسیر البرہان بحرہی ۱ ص ۹

س آخر  
 ان نقصا  
 ارگاہ  
 کہاں ہیں  
 کے پاس  
 آہ  
 اور بد  
 (۱)  
 کوئی خدا  
 نون  
 انصاری کے  
 آئندہ جو  
 اللہ اکرم پر

ساز  
 کلمات کو  
 آ رہے۔  
 وہ اتحاد  
 سے جبریت د  
 اسے آ  
 ارش کی  
 دیکھ  
 در دگا

موت کے اجر کثیر کے مقابلہ میں جو فنا ہونے والا نہیں ہے۔ ہمارے وہ ایمانی بھائی جن کا خون صفین کے میدان میں بہا دیا گیا ان کا سامان ہوا ہے اگر وہ آج زندہ نہیں ہیں، کہ دنیا کے مصائب کے گھونٹ پیئیں اور گندے پانی پر گزارا کریں۔ وہ خدا کی میں حاضر ہو گئے اور انھیں ان کا مکمل اجر مل گیا۔ مالک نے انھیں خوف کے بعد امن کی منزل میں وارد کر دیا ہے۔

کہاں ہیں میرے وہ بھائی جو میرے راستے پر چلے اور حق کی راہ پر لگے رہے۔ کہاں ہیں عمار؟ کہاں ہیں ابن البتہان؟ میں ذوالشہادتین؟ کہاں ہیں ان کے جیسے ایمانی بھائی جنھوں نے موت کا عہد و پیمانہ باندھ لیا تھا اور جن کے سر فاجروں اس بھیج دئے گئے۔

(یہ کہہ کر آپ نے محاسن شریف پر ہاتھ رکھا اور تادیر گریہ فرماتے رہے اس کے بعد فرمایا : )  
 آہ! میرے ان بھائیوں پر جنھوں نے قرآن کی تلاوت کی تو اسے مستحکم کیا اور فرانس پر غور و فکر کیا تو انھیں قائم کیا۔ سنتوں کو زندہ اور بدعتوں کو مردہ بنایا۔ انھیں جہاد کے لئے بلایا گیا تو لبیک کہی اور اپنے قائد پر اعتماد کیا تو اس کا اتباع بھی کیا۔

(اس کے بعد بلند آواز سے پکار کر فرمایا) جہاد۔ جہاد۔ اے بندگانِ خدا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ میں آج اپنی فوج تیار کر رہا ہوں۔ انی خدا کی بارگاہ کی طرف جانا چاہتا ہے تو نکلنے کے لئے تیار ہو جائے۔

ذون کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضرت نے دس ہزار کا لشکر امام حسینؑ کے ساتھ۔ دس ہزار قیس بن سعد کے ساتھ۔ دس ہزار ابوالوہاب ساری کے ساتھ اور اسی طرح مختلف تعداد میں مختلف افراد کے ساتھ تیار کیا اور آپ کا مقصد دوبارہ صفین کی طرف کوچ کرنے کا تھا۔ پھر جمعہ آنے سے پہلے ہی آپ کو ابنِ لخم نے زخمی کر دیا اور اس طرح سارا لشکر پلٹ گیا اور ہم سب ان چوپایوں کے مانند ہو گئے جن کا لاکھ ہو جائے اور انھیں چاروں طرف سے بھڑیے اچک لینے کی فکر میں ہوں۔

۱۸۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(قدرتِ خدا، نفیلتِ قرآن اور وصیتِ تقویٰ کے بارے میں)

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو بغیر دیکھے بھی پہچانا ہوا ہے اور بغیر کسی تکان کے بھی خلق کرنے والا ہے۔ اس نے مخلوقات کو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور اپنی عزت کی بنا پر ان سے مطالبہِ عبادت کیا۔ وہ اپنے جو دو کم میں تمام عظماءِ عالم سے تر ہے۔ اسی نے اس دنیا میں اپنی مخلوقات کو آباد کیا ہے اور جن وانس کی طرف اپنے رسول بھیجے ہیں تاکہ وہ نگاہوں سے مدد اٹھادیں اور نقصانات سے آگاہ کر دیں۔ مثالیں بیان کر دیں اور عیوب سے باخبر کر دیں۔ صحت و بیماریاں کے تغیرات سے عبرت دلانے کا سامان کریں اور حلال و حرام اور اطاعت کرنے والوں کے لئے ہیا شدہ اجراء اور نافرمانوں کے لئے سزا سے آگاہ کر دیں۔ میں اس کی ذاتِ اقدس کی اسی طرح حمد کرتا ہوں جس طرح اس نے بندوں سے مطالبہ کیا ہے اور اللہ کی ایک مقدار معین ہے اور ہر قدر کی ایک مہلت رکھی ہے اور ہر تحریر کی ایک میعاد معین کی ہے۔

دیکھو قرآن امر کرنے والا بھی ہے اور روکنے والا بھی۔ وہ خاموش بھی ہے اور گویا بھی۔ وہ مخلوقات پر در دگار کی حجت ہے۔

ارتہیں علیہم - گویا رہن کر دیا  
 بعینہ - نگاہوں کے سامنے  
 یرتہم - گرفت میں لے لیتی ہے  
 رجحہ - دنیا میں دو بارہ واپسی  
 مالک - داروغہ جنہم  
 یضن - بوڑھا آدمی  
 لہزہ - شامل ہو گیا  
 قتییر - بڑھاپا

۱۷) (۱) دین خدا کے احکام مصباح اور  
 مفسد کے تابع ہیں۔ ان کا نظام  
 مرتب اور منظم ہے لہذا ان کے بارے  
 میں اس بات کا کوئی امکان نہیں  
 ہے کہ ایک شے آج رضائے الہی کا  
 سبب ہو اور کل غضب پروردگار کا  
 سبب بن جائے۔ خدا کی رضامندی  
 اور ناراضگی بھی ایک بنیاد رکھتی ہے  
 اور اس کے احکام و قوانین بھی ایک  
 اساس رکھتے ہیں لہذا انہی کے کام  
 بے بنیاد ہو سکتا ہے اور نہ وہ کام  
 بے سبب ہو سکتا ہے۔

۱۸) مالک نے رزق کا وعدہ کر کے  
 دنیا کی زحمتوں کو خود بخود ختم کر دیا ہے  
 کہ زبان پر ذکر خدا ہونا چاہئے اور  
 دل میں شکر خدا - ذکر خدا شکر پر آمادہ  
 کرتا رہے گا اور شکر خدا ذکر کی راہ  
 سے منحرف نہ ہونے دے گا۔

۱۹) (۱) انسان حقیقت کے اعتبار سے کس قدر کمزور ہے اور توہم کے اعتبار سے کس قدر طاقتور ہے۔ حالت یہ ہے کہ ایک کا غا پر

أَخَذَ عَلَيْهِ مِيثَاقَهُمْ، وَارْتَمَنَ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ، أَمْ تَنْتَوَرُونَ، وَأَكْمَلُ (اکرم) بِهِ دِينَهُ،  
 وَقَبَضَ نَبِيَّهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - وَقَدْ قَرَعَ إِلَى الْغُلُقِ مِنْ أَحْكَامِ الْهُدَى بِهِ.  
 فَعَظَّمُوا مِنْهُ شَبَحَاتَهُ مَا عَظَّمُ مِنْ نَفْسِهِ، فَإِنَّهُ لَمْ يُخَفِ عَنْكُمْ شَيْئاً مِنْ دِينِهِ، وَلَمْ يَسْأَلْكُمْ  
 شَيْئاً رِضِيَةً أَوْ كَرِهَةً إِلَّا وَجَعَلَ لَهُ عِلْماً بَادِيًا، وَآيَةً مُحْكَمَةً، تَرْجُرُ عَنْهُ، أَوْ تَدْعُو إِلَيْهِ،  
 فَرِضَاهُ فِيمَا بَقِيَ وَاجِدٌ، وَسَخَطُهُ فِيمَا بَقِيَ وَاجِدٌ، وَأَعْلَمُوا أَنَّهُ لَنْ يَرْضَى عَنْكُمْ بَشِيئَةً  
 سَخَطُهُ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَلَنْ يَسْخَطَ عَلَيْكُمْ بَشِيئَةً رِضِيَةً يَمُنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَإِنَّمَا  
 تَسِيرُونَ فِي أَمْرِ بَيْنَ، وَتَتَكَلَّمُونَ بِرَجْعِ قَوْلٍ قَدْ قَالَهُ الرَّجَالُ مِنْ قَبْلِكُمْ، فَذَكَرْنَاكُمْ  
 مُؤَوَّنَةً دُنْيَاكُمْ، وَحَتَّكُمْ عَلَى الشُّكْرِ، وَافْتَرَضَ مِنْ أَلْسِنَتِكُمُ الذِّكْرَ

الوصية بالتقوى

وَأَوْصَاكُمْ بِالتَّقْوَى، وَجَعَلَهَا مِنْتَهَى رِضَاهُ، وَحَاجَتَهُ مِنْ خَلْقِهِ، فَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي  
 أَنْتُمْ بِعِنْيِهِ، وَتَوَاصِيكُمْ بِيَدِيهِ، وَتَسْقُبُكُمْ فِي قَبْضَتِهِ، إِنْ أَسْرَزْتُمْ عَلَيْهِ، وَإِنْ أَعْلَنْتُمْ  
 كِتْبَتَهُ، قَدْ وَكَّلَ بِذَلِكَ حَفَظَةً كِرَامًا، لَا يَسْقُطُونَ حَقًّا، وَلَا يَشْتُونَ بَاطِلًا، وَأَعْلَمُوا «أَنَّ مِنْ  
 بَشَى اللَّهِ يَجْعَلُ لَهُ مَخْرَجًا» مِنَ الْفِتَنِ، وَتَوَرَّأَ مِنَ الظُّلْمِ، وَبِحَلْدِهِ فِيمَا اشْتَهَتْ نَفْسُهُ،  
 وَبِزَوْلِهِ مَنَزَلُ الْكِرَامَةِ عِنْدَهُ، فِي دَارِ اصْطِنَعَهَا لِنَفْسِهِ، ظِلُّهَا عَرْشُهُ، وَتَوَرَّهَا بِنَجْوَتِهِ،  
 وَرُؤَاؤُهَا مَلَائِكَتُهُ، وَرَفَقَاؤُهَا رُسُلُهُ، فَتَبَادَرُوا الْمَعَادَةَ، وَسَابِقُوا الْأَجَالَ، فَإِنَّ النَّاسَ  
 يُوشِكُ أَنْ يَسْقُطَ بِهِمُ الْأَمَلُ، وَيَرْهَقَهُمُ الْأَجَلُ، وَيُسَدَّ عَنْهُمْ بَابُ التَّوْبَةِ، فَقَدْ  
 أَصْبَحْتُمْ فِي مِثْلِ مَا سَأَلَ إِلَيْهِ الرَّجْعَةَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَأَنْتُمْ تَبْتَسِلُونَ، عَلَى سَنَنِ  
 مِنْ دَارٍ لَيْسَتْ بِدَارِكُمْ، وَقَدْ أُوذِنْتُمْ مِنْهَا بِالْإِزْتِمَالِ، وَأَمْرُكُمْ فِيهَا بِالزَّادِ وَأَعْلَمُوا  
 أَنَّهُ لَيْسَ لِهَذَا الْجُلْدِ الرَّيْقِ صَبْرٌ عَلَى النَّارِ، فَارْتَمُوا نَفْسَكُمْ، فَإِنَّكُمْ قَدْ جَرَّيْتُمُوهَا  
 فِي مَصَانِبِ الدُّنْيَا.

أَفْرَأَيْتُمْ جَزَعَ أَحَدِكُمْ مِنَ الشُّوْكَةِ تُصِيبُهُ، وَالْعَمْرَةَ تُدْمِيهِ، وَالرِّضْيَاءَ تُعْرِفُهُ،  
 فَكَيْفَ إِذَا كَانَ بَيْنَ طَائِفَتَيْنِ مِنَ نَارِ، ضَجِيعِ حَجَرٍ، وَقَسْرَيْنِ شَيْطَانٍ! أَعْلَيْتُمْ أَنْ  
 مَالِكًا إِذَا غَضِبَ عَلَى النَّارِ حَطَمَ بَعْضُهَا بَعْضًا لِعِظْمِهِ، وَإِذَا رَجَرَهَا تَوَثَّبَتْ بَيْنَ  
 أَبْوَابِهَا جَزَعًا مِنْ رَجْرَتِهِ!  
 أَيْهَا السَّيْفُ الْكَبِيرُ، الَّذِي قَدْ لَهَزَهُ الْقَتِيرُ، كَيْفَ أَنْتَ

کے لئے  
 کسی کا  
 بار بار  
 بھی  
 اول  
 چل رہے  
 آباد  
 کے لئے  
 کر کے  
 تیار کر  
 کے  
 بد  
 علین  
 جانے  
 جو جبر  
 قہری گھر  
 کوک جا  
 ہو۔ ک  
 کی رہیں  
 میں  
 کے لئے  
 اے

لوگوں سے عہد لیا گیا ہے اور ان کے نفسوں کو اس کا پابند بنا دیا گیا ہے۔ مالک نے اس کے نور کو تمام بنایا ہے اور اس کے دین کو کامل قرار دیا ہے۔ اپنے پیغمبر کو اس وقت اپنے پاس بلا یا ہے جب وہ اس کے احکام کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت کیے تھے لہذا پروردگار کی عظمت کا اعتراف اس طرح کہ وہ جس طرح اس نے اپنی عظمت کا اعلان کیا ہے کہ اس نے دین کی بات کو مخفی نہیں رکھا ہے اور کوئی ایسی بندیدہ یا ناپسندیدہ بات نہیں چھوڑی ہے جس کے لئے واضح نشان ہدایت نازل ہو یا کوئی محکم آیت نازل کر دی ہو جس کے ذریعہ روکا جائے یا دعوت دی جائے۔ اس کی رضا اور ناراضگی مستقبل ہی ویسی ہی رہے گی جس طرح وقت نازل تھی۔ اور یہ یاد رکھو کہ وہ تم سے کسی ایسی بات پر راضی نہ ہوگا جس پر پہلے تم سے ناراض ہو چکا ہے اور نہ کسی ایسی بات سے ناراض ہوگا جس پر پہلے والوں سے راضی رہ چکے ہیں تم بالکل واضح نشان قرار میں رہے ہو اور انہیں باتوں کو دہرا رہے ہو جو پہلے دالے کہ چکے ہیں۔ اس نے تمہیں دنیا کی رحمتوں سے بچا لیا ہے اور تمہیں شکر ادا کیا ہے اور تمہاری زبانوں سے ذکر کا مطالبہ کیا ہے۔

تمہیں تقویٰ کی نصیحت کی ہے اور اسے اپنی مرضی کی حد آخر قرار دیا ہے اور یہی مخلوقات سے اس کا مطالبہ ہے لہذا اس دور جس کی نگاہ کے سامنے ہو اور جس کے ہاتھوں میں تمہاری پیشانی ہے اور جس کے قبضہ قدرت میں کرو میں بدل رہے اور اگر کسی بات پر پردہ ڈالنا چاہو تو وہ جانتا ہے اور اگر اعلان کرنا چاہو تو وہ لکھ لیتا ہے اور تمہارے اوپر محترم کتابت اعمال کر دے گی جو کسی حق کو ساقط نہیں کر سکتے ہیں اور کسی باطل کو ثابت نہیں کر سکتے ہیں اور یاد رکھو کہ جو شخص بھی تقویٰ الہی بنا کر رہتا ہے پروردگار اس کے لئے فتنوں سے باہر نکل جانے کا راستہ بنا دیتا ہے اور اسے تاریکیوں میں نور عطا کر دیتا ہے۔ نفس کے تمام مطالبات کے درمیان دائمی زندگی عطا کرتا ہے اور کرامت کی منزل میں نازل کرتا ہے۔ اس گھر میں جس کو اپنے پسند فرمایا ہے۔ جس کا سایہ اس کا عرش ہے اور جس کا نور اس کی ضیاء ہے۔ اس کے زائرین ملائکہ ہیں اور اس کے رفقاء سلین۔ اب اپنی بازگشت کی طرف سبقت کرو اور موت سے پہلے سامان مہیا کر لو کہ عنقریب لوگوں کی امیدیں منقطع جانے والی ہیں اور موت کا پھندہ گلے میں پڑ جانے والا ہے جب توبہ کا دروازہ بھی بند ہو جائے گا۔ ابھی تم اس منزل پر ہو جس کی طرف پہلے دالے لوٹ کر آنے کی آرزو کر رہے ہیں اور تم مسافر ہو اور اس گھر سے سفر کرنے والے ہو جو تمہارا گھر نہیں ہے۔ تمہیں کوچ کی اطلاع دی جا چکی ہے اور زاد راہ اکٹھا کرنے کا حکم دیا جا چکا ہے اور یہ یاد رکھو کہ یہ زم باؤں کا جلد آتش جہنم کو برداشت نہیں کر سکتی ہے۔ لہذا خدا را اپنے نفسوں پر رحم کرو کہ تم اسے دنیا کے مصائب میں آزما لے ہو۔ کیا تم نے نہیں دیکھا ہے کہ تمہارا کیا عالم ہوتا ہے جب ایک کاٹنا چھ جاتا ہے یا ایک ٹھوکر لگنے سے خون نکل آتا ہے تو کوئی ریت تپنے لگتی ہے۔ تو پھر اس وقت کیا ہوگا جب تم جہنم کے دو طبقوں کے درمیان ہو گے۔ دیکھتے ہوئے جہنم کے کوزوں اور شیاطین کے ہمایہ میں۔ کیا تمہیں یہ معلوم ہے کہ مالک (داروغہ جہنم) جب آگ پر غضب ناک ہوتا ہے اس کے اجزاء ایک دوسرے سے ٹکرانے لگتے ہیں اور جب اسے جھڑکتا ہے تو وہ گھبرا کر دو داؤوں کے درمیان لٹکتے ہیں۔

اے پیر کہن سال جس پر بڑھا پا چھا چکا ہے۔ اس وقت تیرا کیا عالم ہوگا جب

نشبت - گرو گئے

جوامح - جمع جامعہ - طوق  
غلغ غلغ الرهن - پھڑکنے کا وقت گیا  
بیبلو کم - تمہارا استمان لے گا  
حیسس - دھیمی آواز

نعب - عاجز ہو گیا

نصب - تعب

تبحک اللہ - اللہ تیرا پارک

اخرم - دانست ٹوٹا ہوا

ضیل - نیچت، کمزور

نعر - آواز بلند کی

نجمت - ظاہر ہو گئے

⑤ کتنا کمل نظام تقویٰ ہے جس میں

زندگی کا کوئی خانہ خالی نہیں ہے اور

کسی عضو بدن کو محروم عمل نہیں کہا

گیا ہے۔ آنکھیں شب بیداری میں

مصروف ہیں۔ شکر روزہ کی شقت

برداشت کر رہا ہے قدم راہ خدا

میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ مال بنگن

خدا پر صرف ہو رہا ہے اور بدن نفس

کی سلامتی کے انتظام میں مصروف

ہے۔

إِذَا (التسحت) أَطْوَأُ الْأَرْضَ بِعِظَامِ الْأَعْتَابِ، وَ نَسَبَتِ الْجَوَامِيعُ حَتَّى  
أَكَلَتْ لُحُومَ السَّوَاعِدِ. قَالَ اللَّهُ مَغْتَرَّ الْعِبَادِ وَأَنْتُمْ سَالُونَ  
فِي الصَّحَّةِ قَسْبِلَ السُّعْمِ، وَ فِي الْفُحَّةِ قَسْبِلَ الضُّبِيِّ. فَاسْتَعْوَا فِي فَكَاكِ  
رِقَابِكُمْ مِنْ قَسْبِلِ أَنْ تُفَلَّقَ رَهَائِنَهَا. أَنَسِهَرُوا عُيُونَكُمْ، وَ أَضْمِرُوا بَطُونَكُمْ،  
وَاسْتَقْبِلُوا أَقْدَامَكُمْ، وَ أَنْسِفُوا أَسْوَالَكُمْ، وَ عُدُّوا مِنْ أَجْسَادِكُمْ قَبُودُوا  
بِهَذَا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَ لَا تُسْبِخُوا بِهَا عَنْهَا، فَسَقَدَ قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَ:  
«إِنَّ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُبَيِّتْ أَقْدَامَكُمْ» وَ قَالَ تَعَالَى: «مَنْ ذَا  
الَّذِي يُفْرِضُ اللَّهُ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفْ لَهُ، وَ لَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ»، فَلَمْ  
يَنْسْتَضِرْكُمْ مِنْ ذَلِكَ، وَ لَمْ يَنْسْتَفْرِضْكُمْ مِنْ قَوْلِ: «وَ لَمْ يَنْسْتَفْرِضْكُمْ مِنْ قَوْلِ:  
جُسُودِ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ، وَ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ»، وَاسْتَفْرِضْكُمْ «وَ لَمْ  
خَرَّائِنِ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ، وَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ»، وَ إِنَّمَا أَرَادَ أَنْ  
«يَبْلُوكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا»، فَتَبَادَرُوا بِأَعْيُنِكُمْ تَكُونُوا مَعَ حَيْرَانَ اللَّهُ  
فِي دَارِهِ، وَافْتَقَ بِهِمْ رُسُلَهُ، وَ أَرَادَهُمْ مَلَائِكَتَهُ، وَ أَكْرَمَ أَسْمَاعَهُمْ أَنْ  
تَسْمَعَ حَيْسِينَ نَارِ أَبَدًا، وَ صَانَ أَجْسَادَهُمْ أَنْ تَلْفَى لُسُوبًا وَ نَسَبًا:  
«ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ، وَ اللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ»  
أَقُولُ مَا تَسْتَعُونَ، وَ اللَّهُ الشُّعْتَانُ عَلَى نَفْسِي وَ أَنْفُسِكُمْ، وَ هُوَ حَسْبُنَا وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ!

۱۸۴

## و من كلام له ﴿۱۸۴﴾

قاله للبرج بن مسهر الطائي، وقد قال به بحيث يسعه:

«لا حكم إلا لله»، وكان من الخوارج

اشكنت قبحك الله يا أشرم، فوالله لقد ظهر الحق فكنت فيه  
ضئيلاً شخضك، خفيتاً صوتك، حتى إذا نعر الباطل تجمعت نجوم  
قون الماعز.

۱۸۵

## و من خطبة ﴿۱۸۵﴾

بحمد الله فيها و يثني على رسوله و يصف خلقاً من الحيوان

حمد الله تعالى

جہنم کے طواغ

اللہ

میں قبل اس

ہو جائیں کہ

کرد۔ اپنے

صاف فرما

اس نے یہ

بہترین جو

مطالبہ نہ

جب کہ زیر

کے اعتبار۔

گزارہ۔ جو

کسی طرح کہ

بہترین فضا

میں

سے ادرتہ

؟)

خام

کرو اور تیر

ہے یہ ایک

کے علاوہ کہ

خ

اور حق تیرا

اپنی جنوں۔

مصادر خطبہ ۱۸۴ کتاب الصنائع ابن ابی ہلال عمري (متوفی ۳۹۵ھ) ص ۲۵۶

مصادر خطبہ ۱۸۵ احتجاج طبرسی ۳۵۵، ربيع الاربار (باب دواب البر والبحر) امالی ابوطالب یحییٰ بن اکسین بن ہارون الحسینی (متوفی ۴۲۳ھ)

کے طوق گردن کی بڑیوں میں پیوست ہو جائیں گے اور ہتھکڑیاں ہاتھوں میں گڑا کر کلائیوں کا گوشت تک کھا جائیں گی۔ اللہ کے بندو! اللہ کو یاد کرو اس وقت جب کہ تم صحت کے عالم میں ہو قبل اس کے کہ بیمار ہو جاؤ اور وسعت کے عالم میں اس کے کہ تنگی کا شکار ہو جاؤ اپنی گردنوں کو آتش جہنم سے آزاد کرانے کی فکر کرو قبل اس کے کہ وہ اس طرح گر دی جائیں کہ پھر چڑھائی نہ جاسکیں۔ اپنی آنکھوں کو بیدار رکھو اپنے شکم کو لاغر بناؤ اور اپنے پیروں کو راہ عمل میں استعمال دے۔ اپنے مال کو خرچ کرو اور اپنے جسم کو اپنی روح پر قربان کر دو۔ خبردار اس راہ میں بخل نہ کرنا کہ پروردگار نے صاف بت فرمادیا ہے کہ "اگر تم اللہ کی نصرت کرو گے تو اللہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو ثبات عنایت فرمائے گا" سنے یہ بھی فرمادیا ہے کہ "کون ہے جو پروردگار کو بہترین قرض دے تاکہ وہ اسے دنیا میں جو گنا بنا دے اور اس کے لئے بہترین جزا دے" تو اس نے تم سے کمزوری کی بنا پر نصرت کا مطالبہ نہیں کیا ہے اور نہ غربت کی بنا پر قرض مانگا ہے۔ اس نے مطالبہ نصرت کیا ہے جب کہ زمین و آسمان کے سارے لشکر اسی کے ہیں اور وہ عزیز و حکیم ہے اور اس نے قرض مانگا ہے کہ زمین و آسمان کے سارے خزانے اسی کی ملکیت ہیں اور وہ غنی حید ہے۔ "وہ چاہتا ہے کہ تمہارا امتحان لے کہ تم میں حسن عمل کی اعتبار سے سب سے بہتر کون ہے۔ اب اپنے اعمال کے ساتھ سبقت کرو تاکہ اللہ کے گھر میں اس کے ہمراہ کے ساتھ زندگی گزارو۔ جہاں مسلمان کی رفاقت ہوگی اور ملائکہ زیارت کریں گے اور کان جہنم کی آواز سننے سے بھی محفوظ رہیں گے اور بدن کسی طرح کی تکان اور تعب سے بھی دوچار نہ ہوں گے۔" یہی وہ فضل خدا ہے کہ جس کو چاہتا ہے عنایت کر دیتا ہے اور اللہ بہترین فضل کرنے والا ہے۔"

یہ وہ کہہ رہا ہوں جو تم سن رہے ہو۔ اس کے بعد اللہ ہی مددگار ہے میرا بھی اور تمہارا بھی اور وہی ہمارے لئے کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔

۱۸۴۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جو آپ نے برج بن شہر طائی خارجی سے فرمایا جب یہ سنا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ خدا کے علاوہ کسی کو فیصلہ کا حق نہیں ہے) خاموش ہو جا۔ خدا تیرا بڑا کرے اسے ٹوٹے ہوئے دانتوں والے۔ خدا شاید ہے کہ جب حق کا ظہور ہوا تھا تو اس وقت تیری شخصیت کردار و تیری آواز ہیجان تھی۔ لیکن جب باطل کی آواز بلند ہوئی تو تو بکری کی سینگ کی طرح ابھر کر منظر عام پر آگیا۔

۱۵۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں حمد خدا، ثنائے رسول اور بعض مخلوقات کا تذکرہ ہے)

لے یہ ایک خارجی شاعر تھا جس نے مولائے کائنات کے خلاف یہ آواز بلند کی کہ آپ نے حکیم کو قبول کر کے غیر خدا کو حکم بنا دیا ہے اور اسلام میں اللہ کے علاوہ کسی کی حاکمیت کا کوئی تصور نہیں ہے۔

حضرت امام عالی مقام نے اس فرقہ کے دور رس اثرات کا لہذا ذکر کے سخت ترین لہجہ میں جواب دیا اور قائل کی اوقات کا اعلان کر دیا کہ شخص باطل پرست اور حق بیزار ہے۔ درنہ اسے اس امر کا اندازہ ہوتا کہ کتاب خدا سے فیصلہ کرنا خدا کی حاکمیت کا اقرار ہے انکار نہیں ہے۔ حاکمیت خدا کے منکر و عاص جیسے افراد ہیں جنہوں نے کتاب خدا کو نظر انداز کر کے سیاسی چالوں سے فیصلہ کر دیا اور دین خدا کو یکسر ناقابل توجہ قرار دے دیا۔

مشاعرہ - حواس کا تاثر

مرائی - منظر

فلج - کامیابی

صاوع - واضح کرنے والا

امراس - جمع مرس - رستی

بشر - ظاہری جلد

صدر - وارد ہونے کے بعد واپسی

وفی - موافق

استلال کا یہ آسان ترین طریقہ ہے

جسے ہر انسان محسوس کر سکتا ہے کہ

مخلوقات کی کمزوری اور ان کے

نقص سے خالق کے کمال کا اندازہ

کیا جائے اور اس کے دو طریقہ ہیں

ایک طریقہ یہ ہے کہ مخلوقات

حادث ہیں اور کسی حادث کا وجود

ذاتی نہیں ہو سکتا ہے ورنہ روز اول

سے ہوتا اور عدم کا کوئی امکان نہ ہوتا

عدم کا امکان ہی اس بات کی علامت

ہے کہ وجود ذاتی نہیں ہے اور جب

وجود ذاتی نہیں ہے تو یقیناً

وہی ہے جس کا وجود ذاتی ہے اور

اس نے تمام حادث اشیاء کو نعمت

وجود سے سرفراز کر دیا ہے۔ دوسرا

طریقہ یہ ہے کہ انسان کا خودی احساس

کہ فلاں چیز میں نقص پایا جاتا ہے

اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی

الْمَسْدُ لِسَلِّ الَّذِي لَا تُذْرِكُهُ الشَّوَاهِدُ، وَلَا تَحْسُوبُهُ الْمَشَاهِدُ، وَلَا تَرَاهُ  
النَّوَاطِرُ، وَلَا تَحْجِبُهُ النَّوَاتِرُ، الدَّالُّ عَلَى قِدَمِهِ بِحُدُوثِ خَلْقِهِ، وَبِحُدُوثِ  
خَلْقِهِ عَلَى وُجُودِهِ، وَبِأَسْبَابِهِمْ (أَسْبَابِهِمْ) عَلَى أَنْ لَا تَسْبَهُ لَهُ الَّذِي صَدَقَ  
فِي مِيقَادِهِ، وَأَرْتَفَعَ عَنْ ظَلَمِ عِبَادِهِ، وَقَامَ بِالْقِسْطِ فِي خَلْقِهِ، وَعَدَلَ  
عَلَيْهِمْ فِي حُكْمِهِ، مُسْتَشْهِدٌ بِحُدُوثِ الْأَشْيَاءِ عَلَى أَرْكَانِهِ، وَبِمَا وَسَّعَتْهَا  
بِهِ مِنَ الْعَجْزِ عَلَى قُدْرَتِهِ، وَبِمَا أَضْطَرَّهَا إِلَيْهِ مِنَ الْفِتَنِ عَلَى دَوَامِهِ  
وَاحِدًا لَا يَمُوتُ، وَدَائِمٌ لَا يَأْتِدُ، وَقَائِمٌ لَا يَمُوتُ، تَتَلَقَّاهُ الْأَذْهَانُ  
لَا بِمُتَاعِزَةٍ، وَتَسْتَهْدُ لَهُ الْمَرَاتِي لَا بِمُحَاضِرَةٍ، لَمْ تُحِطْ بِهِ الْأَوْهَامُ،  
بَلْ تَحْمِلُ لَهَا بَيْتًا، وَبِمَا اسْتَعَجَبَتْ مِنْهَا، وَالْإِنَّمَا حَاكَمَتْهَا، لَيْسَ بِذِي كِبَرٍ  
امْتَدَّتْ بِهِ النَّبَاتَاتُ فَكَبَّرَتْهُ تَجْسِيمًا، وَلَا بِذِي عِظَمٍ تَنَاهَتْ بِهِ الْغَايَاتُ  
فَعَظَّمَتْهُ تَجْسِيمًا؛ بَلْ كَبَّرَ شَأْنًا، وَعَظَّمَ سُلْطَانًا.

### الرسول الاعظم ﷺ

وَأَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا عَبْدًا عَيْدُهُ وَرَسُولُهُ الصَّقِيُّ (المصطفى)، وَأَمِينُهُ الرَّضِيُّ،  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - أَرْسَلَهُ بِوُجُوبِ الْحُجُجِ، وَظُهُورِ الْفُلُجِ، وَإِضْطِحَ  
الْمُنْتَجِجِ، فَبَلَغَ الرِّسَالَةَ صَادِعًا بَيْتًا، وَحَمَلَ عَلَى السَّمْعَةِ دَالًا عَلَيْنَا،  
وَأَقَامَ أَعْلَامَ الْإِهْتِدَاءِ، وَمَنَارَ الضِّيَاءِ، وَجَعَلَ أُمُرَاسَ الْإِسْلَامِ مَتِينَةً،  
وَعُزْرًا الْإِيمَانِ وَنَيْقَةً.

### منما فی صفۃ خلق اصناف من الحيوان

وَلَوْ فَكَّرُوا فِي عَظِيمِ الْقُدْرَةِ، وَجَسِيمِ الثَّمَنِ، لَسَجَعُوا إِلَى الطَّرِيقِ،  
وَخَافُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ، وَلَكِنَّ الْقُلُوبَ عَمِيْلَةً، وَالْبَصَائِرَ مَذْخُولَةً أَلَا  
يَسْظُرُونَ إِلَى صَغِيرِ مَا خَلَقَ، كَيْفَ أَحْكَمَ خَلْقَهُ، وَأَتَقَنَ تَرْكِيْبَهُ،  
وَقَلَّقَ لَهُ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ، وَسَوَّى لَهُ الْعَظْمَ وَالْبَشْرَ انْظُرُوا إِلَى  
السَّمْعِ فِي صَفْرِ جُثَّتَيْهَا، وَلَطَاقَةِ هَمِيَّتَيْهَا، لَا تَكَادُ تُسَالُ بِسَلْطِ  
الْبَصْرِ (النَّظَرِ)، وَلَا يُسْتَدْرَكُ الْفِكْرُ، كَيْفَ دَبَّتْ عَلَى أَرْضِهَا، وَصَبَّتْ (ضَمَّتْ)  
عَلَى رِزْقِهَا، تَمَثَّلُ الْمَسْبُوحَةُ إِلَى جُحْرِهَا، وَتُعِيدُهَا فِي مُسْتَقَرِّهَا، تَجْمَعُ فِي  
حَرِّهَا لِجُرْدِهَا، وَفِي وَرْدِهَا لِصَدْرِهَا، تَكْفُولُ بِرِزْقِهَا، مَسْرُوقَةٌ بِوَقْفِهَا، لَا

فطرت میں کمال مطلق کا تصور رکھ دیا گیا ہے اور یہی تصور ہر ناقص کے نقص کا احساس پیدا کرتا ہے اور مسلسل ہونے کے دیتا رہتا ہے کہ اگر  
یہ چیز ناقص ہے تو یقیناً کوئی کامل بھی ہے جس کے کرم کی بنا پر یہ ناقص عالم وجود میں آ گیا ہے۔

اسے  
دجرا  
بند  
سے  
اپنے  
سہا  
کے  
قبض  
پھیل  
ہو۔

انصیر  
پیش  
کرد

ہو جلد  
کہ اس  
ہیں او

میں آنا  
پھر وہ  
اس کا

لے ایک

اس  
تعمیر  
ذمہ  
کا



ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جسے نہ حواس پاسکتے ہیں اور نہ مکان گھر سکتے ہیں۔ نہ آنکھیں اسے دیکھ سکتی ہیں اور نہ پر لے سکتے ہیں چھپا سکتے ہیں اس نے اپنے قدیم ہونے کی طرف مخلوقات کے حادث ہونے سے رہنمائی کی ہے اور ان کے وجود بعد از عدم کو اپنے خود ازلی کا ثبوت بنا دیا ہے اور ان کی باہمی مشابہت سے اپنے بے مثال ہونے کا اظہار کیا ہے۔ وہ اپنے وعدہ میں سچا ہے اور اپنے وعدوں پر ظلم کرنے سے اجل وار منع ہے۔ اس نے لوگوں میں عدل کا قیام کیا ہے اور فیصلوں پر مکمل انصاف سے کام لیا ہے۔ اشارہ کے حدیث سے اپنی اذیت پر استدلال کیا ہے اور ان پر عاجزی کا نشان لگا کر اپنی قدرت کاملہ کا اثبات کیا ہے۔ اختیار کے جبری فساد عدم سے اپنے دوام کا پتہ دیا ہے۔ وہ ایک ہے لیکن عدد کے اعتبار سے نہیں۔ دائمی ہے لیکن مدت کے اعتبار سے نہیں اور قائم ہے لیکن کسی شہارے نہیں۔ ذہن اسے قبول کرتے ہیں لیکن حواس کی بنا پر نہیں اور مشاہدات اس کی گواہی دیتے ہیں لیکن اس کی بارگاہ میں پہنچنے کے بعد نہیں۔ اوہام اس کا احاطہ نہیں کر سکتے ہیں بلکہ وہ ان کے لئے انھیں کے ذریعہ روشن ہو لے اور انھیں کے ذریعہ ان کے قبضہ میں آنے سے انکار کر دیا ہے اور اس کا حکم بھی انھیں کو ٹھہرایا ہے۔ وہ اس اعتبار سے بڑا نہیں ہے کہ اس کے اطراف نے پھیل کر اس کے جسم کو بڑا بنا دیا ہے اور زایا عظیم ہے کہ اس کی جسامت زیادہ ہو اور اس نے اس کے جسد کو عظیم بنا دیا ہے۔ وہ اپنی شان میں کبیر اور اپنی سلطنت میں عظیم ہے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اس کے بندہ اور مخلص رسول اور پسندیدہ امین ہیں۔ اللہ ان پر رحمت نازل کرے۔ اس نے انھیں ناقابل انکار دلائل۔ واضح کامیابی اور نمایاں راستہ کے ساتھ بھیجا ہے اور انھوں نے اس کے پیغام کو دلائل و اشکات انداز میں پیش کر دیا ہے اور لوگوں کو سیدھے راستہ کی رہنمائی کر دی ہے۔ ہدایت کے نشان قائم کر دئے ہیں اور روشنی کے ستارہ استوار کر دئے ہیں۔ اسلام کی رسیوں کو مضبوط بنا دیا ہے اور ایمان کے بندھنوں کو مستحکم کر دیا ہے۔

اگر یہ لوگ اس کی عظیم قدرت اور وسیع نعمت میں غور و فکر کرتے تو راستہ کی طرف واپس آجاتے اور جہنم کے عذاب سے خوفزدہ ہو جاتے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ان کے دل مریض ہیں اور ان کی آنکھیں کمزور ہیں۔ کیا یہ ایک چھوٹی سی مخلوق کو بھی نہیں دیکھ لے ہے ہیں کہ اس نے کس طرح اس کی تخلیق کو مستحکم اور اس کی ترکیب کو مضبوط بنا دیا ہے۔ اس چھوٹے سے جسم میں کان اور آنکھیں سب بنا دی ہیں اور اسی میں ہڈیاں اور کھال بھی درست کر دی ہے۔

ذرا اس چھوٹی کے چھوٹے سے جسم اور اس کی لطیف ہیئت کی طرف نظر کرو جس کا گوشہ چشم سے دیکھنا بھی مشکل ہے اور فکروں کی گرفت میں آنا بھی دشوار ہے۔ کس طرح زمین پر رہ سکتی ہے اور کس طرح اپنے رزق کی طرف لپکتی ہے۔ دانہ کو اپنے سوراخ کی طرف لے جاتی ہے اور پھر وہاں مرکز پر محفوظ کر دیتی ہے۔ گرجی میں سردی کا انتظام کرتی ہے اور توانائی کے دور میں کمزوری کے زمانہ کا بندوبست کرتی ہے۔ اس کے رزق کی کفالت کی جا چکی ہے اور اسی کے مطابق اسے برابر رزق مل رہا ہے۔

لے ایک چھوٹی سی مخلوق چھوٹی میں یہ دورانیہ پیش اور اس قدر تنظیم و ترتیب اور ایک اشرف المخلوقات میں اس قدر عقلیت اور تفائل کس قدر حیرت انگیز امر ہے اور اس سے زیادہ حیرت انگیز قصہ جناب سلیمان ہے جہاں چھوٹی نے لشکر سلیمان کو دیکھ کر آواز دی کہ فوراً اپنے اپنے سوراخوں میں داخل ہو جاؤ کہیں لشکر سلیمان تمہیں پامال نہ کرے اور اسے احساس بھی نہ ہو۔ گویا کہ ایک چھوٹی کے دل میں قوم کا اس قدر درد ہے اور اسے سردار قوم ہونے کے اعتبار سے اس قدر ذمہ داری کا احساس ہے کہ قوم تباہ نہ ہونے پائے اور آج عالم اسلام و انسانیت اس قدر تفائل کا شکار ہو گیا ہے کہ کسی کے دل میں قوم کا درد نہیں ہے بلکہ حکام قوم کے کاندھوں پر اپنے جنازے اٹھا رہے ہیں اور ان کی قبروں پر اپنے تاج محل تعمیر کر رہے ہیں۔

بَسْفَلَهَا الْمَتَانُ، وَلَا يَحْرَمُهَا الدَّبَّانُ، وَكَوْفِي الصَّفَا أَلْيَاسِ، وَالْحَسْرِي  
 الْجَاسِرِ، وَكَوْفَكَرْتِ فِي بَحَارِي أَكْطَلِيهَا، فِي عُلُوِّهَا وَسَفْلِيهَا، وَمَا فِي الْجَوْفِ  
 مِنْ شَرَّاسِيفِ بَطْنِيهَا، وَمَا فِي الرَّأْسِ مِنْ عَيْنِيهَا وَأَذُنِيهَا، لَقَضَيْتِ مِنْ خَلْقِهَا  
 عَجَبًا، وَكَلَيْتِ مِنْ وَصْفِيهَا تَعْبًا، فَتَعَالَى الَّذِي أَقَامَهَا عَلَى قَوَائِمِهَا، وَبَنَاهَا  
 عَلَى دَعَائِمِهَا، لَمْ يَشْرَكَهُ فِي فِطْرَتِهَا فَاطِرٌ، وَلَمْ يُعِنَهُ عَلَى خَلْقِهَا قَادِرٌ.  
 وَكَوْضَرَبَتْ فِي مَذَاهِبِ فِكْرِكَ لِتَبْلُغَ غَايَاتِهِ، مَا دَلَّكَ الدَّلَالَةُ إِلَّا عَلَى  
 أَنَّ فَاطِرَ السَّنَةِ هُوَ فَاطِرُ النَّحْلَةِ (النحلة)، لِذَوِقِي تَفْصِيلِ كُلِّ شَيْءٍ، وَغَامِضِ  
 اخْتِلَافِ كُلِّ حَسِّي (شيء). وَمَا الْجَلِيلُ وَاللَّطِيفُ، وَالثَقِيلُ وَالْحَفِيفُ، وَالْقَوِيُّ  
 وَالضَّعِيفُ، فِي خَلْقِهِ إِلَّا سَوَاءٌ. ۱۰

### خلقة السماء و الصور

وَكَذَلِكَ السَّمَاءَ وَالْمَسَاءَ، وَالرِّيَّاحَ وَالْمَاءَ، فَانظُرْ إِلَى الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ  
 وَالتَّيَاتِ وَالشَّجَرِ، وَالْمَاءِ وَالْحَسْرِ، وَاخْتِلَافِ هَذَا اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَتَفَجُّرِ  
 هَذِهِ الْبَحَارِ، وَكَثْرَةِ هَذِهِ الْجِبَالِ، وَطُولِ هَذِهِ الْقِلَالِ وَتَفَرُّقِ هَذِهِ اللَّغَاتِ،  
 وَالْأَلْسِنِ الْمُخْتَلِفَاتِ. فَالْوَيْلُ لِمَنْ أَنْكَرَ الْقَدْرَ، وَجَحَدَ الْمُدْبِرَ أَرْعَمُوا  
 أَنْهُمْ كَالنَّيَاتِ مَا لَهُمْ زَارِعٌ، وَلَا لِاخْتِلَافِ صُورِهِمْ صَانِعٌ، وَلَمْ يَلْجَأُوا إِلَى  
 حُجَّةٍ فَيَسِبُوا ادَّعَوْا، وَلَا تَحْقِيقِ لِمَا أَوْعَدُوا، وَهَلْ يَكُونُ بِنَاءٌ مِنْ غَيْرِ بِنَانٍ،  
 أَوْ جِنَانَةٍ مِنْ غَيْرِ جَانٍ!

### خلق البراءة

وَإِنْ شِئْتَ قُلْتَ فِي الْجِرَادَةِ، إِذْ خَلَقَ لَهَا عَيْنَيْنِ حَمْرًا وَبَيْنَ، وَأَشْرَجَ لَهَا  
 حَدَقَتَيْنِ قَمْرًا وَبَيْنَ، وَجَعَلَ لَهَا السَّمْعَ الْحَنِيَّ، وَفَتَحَ لَهَا السَّمْعَ السَّوِيَّ، وَجَعَلَ  
 لَهَا الْحِسَّ الْقَوِيَّ، وَنَسَبَتْ لَهَا تَفْرَضُ، وَبَسَجَلِينَ بِهَا تَفِيضُ. يَرْهَبُهَا الزُّوَاعُ  
 فِي زَرْعِهِمْ، وَلَا يَسْتَطِيعُونَ ذِكْمًا (ردھا)، وَكَوْأَجْلَبُوا بِجَسْمِهِمْ، حَتَّى تَرِدَ الْمَرْوَتُ  
 فِي نَزْوَاتِنَا، وَتَفْضِي مِنْهُ شَهْوَاتِنَا. وَخَلَقَهَا كُلُّهُ لَا يَكُونُ إِضْبَاعًا مُسْتَدَقَّةً،  
 فَسُبَّارَكَ اللَّهُ الَّذِي «يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا».

کی تخلیق میں خلقت کے شاہکار پائے جاتے ہیں اور دونوں انتہائی کمزور ہونے کے باوجود اس قدر طاقتور ہیں کہ چیونٹی یا قحی کو ناکر سکتی ہے اور  
 بڑی بڑے بڑے فارمر کے ناک میں دم کئے رہتی ہے اور یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کو اپنے جسم کے ذیل عمل پر ناز نہیں کرنا چاہئے۔  
 پروردگار نے ہر بڑی طاقت کے فنا کرنے کا سامان چھوٹی طاقت میں رکھ دیا ہے۔

صفا - چکن پتھر

شراسیسیف - پسیاں

قلال - جمع قلد - پہاڑ کی چوٹی

لم یجیوا - اعتماد نہیں کیا

ادعاه - محفوظ کیا

قمر اوین - چکدارش چاند رات

منجیل - ہن

نوب - ہنکانا

نزوات - اچھل کود

(۱۰) خدا شاہ ہے کہ ماہرین علم الحیوان

نے صد ہا سال کے تجربات کے بعد

بھی ان حقائق کی تلاش میں کامیابی

حاصل نہیں کی ہے جن کی طرف چودہ

صدی قبل مولائے کائنات نے اشارہ

کر دیا تھا جب نہ علم الحیوان کا کوئی دج

تھا اور نہ تجربہ گاہیں ایجاد ہوئی تھیں

اور اس کا راز صرف یہ ہے کہ ناسدگان

پروردگار در سگاہ علام الغیوب سے

پڑھ کر آئے ہیں۔ انھیں اس دنیا میں

تجربہ اور تحقیق کی کوئی ضرورت نہیں

ہے۔

(۱۱) اس خطبہ میں مولائے کائنات نے

دو انتہائی صغیر و حقیر مخلوقات کا

حوالہ دیا ہے۔ ایک کا تعلق زمین پر

ریٹکنے سے ہے اور دوسرے کا تعلق

فضا میں پرواز کرنے سے ہے۔ دونوں

کی تخلیق میں خلقت کے شاہکار پائے جاتے ہیں اور دونوں انتہائی کمزور ہونے کے باوجود اس قدر طاقتور ہیں کہ چیونٹی یا قحی کو ناکر سکتی ہے اور

بڑی بڑے بڑے فارمر کے ناک میں دم کئے رہتی ہے اور یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کو اپنے جسم کے ذیل عمل پر ناز نہیں کرنا چاہئے۔

پروردگار نے ہر بڑی طاقت کے فنا کرنے کا سامان چھوٹی طاقت میں رکھ دیا ہے۔

ز احسان کرنے والا خدا اسے نظر انداز کرتا ہے اور نہ صاحبِ جزا و عطا اسے محروم رکھتا ہے چاہے وہ خشک پتھر کے اندر ہو یا جھے  
 رنگ خارا کے اندر۔ اگر تم اس کی غذا کو پست و بلند نالیوں اور اس کے جسم کے اندر شکم کی طرف جھکے ہوئے پیلوں کے کناروں اور  
 ہلکے پانے والے آنکھ اور کان کو دیکھو گے تو تمہیں واقف اس کی تخلیق پر تعجب ہوگا اور اس کی توصیف سے عاجز ہو جاؤ گے۔  
 دہرتے دہ خدا جس نے اس جسم کو اس کے پیروں پر قائم کیا ہے اور اس کی تعمیر انھیں ستونوں پر کھڑی کی ہے۔ نہ اس کی عظمت  
 کسی خالق نے حصہ لیا ہے اور نہ اس کی تخلیق میں کسی قادر نے کوئی مدد کی ہے۔ اور اگر تم فکر کے تمام راستوں کو طے کر کے اس  
 انتہا تک پہنچنا چاہو گے تو ایک ہی نتیجہ حاصل ہوگا کہ جو جو نیٹا کا خالق ہے وہی درخت خرما کا بھی پروردگار ہے۔ اس لئے  
 ہر ایک تخلیق میں ہی باریکی ہے اور ہر جاندار کا دوسرے سے نہایت درجہ باریکی ہی اختلاف ہے۔ اس کی بارگاہ میں عظیم  
 عظیم، ثقیل و خفیف، قوی و ضعیف سب ایک ہی جیسے ہیں۔ (۷)

یہی حال آسمان اور فضا۔ اور ہوا اور پانی کا ہے۔ کہ چاہو شمس و قمر کو دیکھو یا نباتات و شجر کو۔ پانی اور پتھر پر نگاہ کو  
 ب دروز کی آمد و رفت پر دریاؤں کے بہاؤ کو دیکھو یا پہاڑوں کی کثرت اور چوٹیوں کے طول و ارتفاع کو۔ لغات کے اختلاف  
 دیکھو یا زبانوں کے افتراق کو۔ سب اس کی قدرت کاملہ کے بہترین دلائل ہیں۔ حیف ہے ان لوگوں پر جنہوں نے تقدیر ساز  
 انکار کیا ہے اور تدبیر کرنے والے سے منکر گئے۔ ان کا خیال ہے کہ سب گھاس پھوس کی طرح ہیں کہ بغیر کھیتی کرنے والے  
 آگ آئے ہیں اور بغیر صنایع کے مختلف شکلیں اختیار کر لی ہیں۔ حالانکہ انھوں نے اس دعویٰ میں نہ کسی دلیل کا سہارا لیا ہے اور  
 اپنے عقائد کی کوئی تحقیق کی ہے۔ ورنہ یہ سمجھ لیتے کہ بغیر پانی کے عمارت ہو سکتی ہے اور نہ بغیر مجرم کے جرم ہو سکتا ہے۔

اور اگر تم چاہو تو یہی باتیں مٹی کے بارے میں کہی جا سکتی ہیں کہ اس کے اندر دو سرخ سرخ آنکھیں پیدا کی ہیں اور جاندار  
 سے دو مخلوق میں آنکھوں کے چراغ روشن کر دئے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے کان بنا دئے ہیں اور مناسب مادہ نہ کھول دیا ہے لیکن  
 سانس کو قوی بنا دیا ہے۔ اس کے دو تیز دانت ہیں جن سے تہیوں کو کاٹتی ہے اور دو پیر دندانہ دار ہیں جن سے گھاس وغیرہ کو  
 چراتی ہے۔ کاشتکار اپنی کاشت کے لئے ان سے خوفزدہ رہتے ہیں لیکن انھیں ہنکا نہیں سکتے ہیں چاہے کسی قدر طاقت کیوں نہ  
 بیج کر لیں۔ یہاں تک کہ وہ کھیتوں پر جست و خیز کرتے ہوئے حملہ آور ہو جاتی ہیں اور اپنی خواہش پوری کر لیتی ہیں۔ جب کہ  
 ان کا کل وجود ایک باریکی انگلی سے زیادہ نہیں ہے۔

پس بابرکت ہے وہ ذات اقدس جس کے سامنے زمین و آسمان کی تمام مخلوقات برعبت یا بجزوا کر اہ سر بسجود رہتی ہیں۔

وہ حقیقت گھاس پھوس کے بارے میں بھی یہ تصور خلوات عقل ہے کہ اس کی تخلیق بغیر کسی خالق کے ہو گئی ہے۔ لیکن یہ تصور صرف اس لئے پیدا کر لیتا ہے کہ  
 اس کی حکمت اور مصلحت سے باخبر نہیں ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ اسے برسات نے پانی کے بغیر کسی ترتیب و تنظیم کے اُگا دیا ہے اور اس کے بعد اسی تخلیق پر ساری کائنات  
 کا تقیاس کرنے لگتا ہے۔ حالانکہ اسے کائنات کی حکمت و مصلحت کو دیکھ کر یہ فیصلہ کرنا چاہیے تھا کہ تخلیق کائنات کے بعض اسرار تو واضح بھی ہو گئے ہیں لیکن تخلیق نباتات  
 کا تو کوئی راز واضح نہیں ہو سکا ہے اور یہ انسان کی انتہائی حماقت ہے کہ وہ اس قدر حقیر اور معمولی مخلوقات کی حکمت و مصلحت سے بھی باخبر نہیں ہے اور  
 جو خدا اس قدر بلند ہے کہ مالک کائنات سے ٹکر لینا چاہتا ہے اور ایک لفظ میں اس کے وجود کا خاتمہ کر دینا چاہتا ہے۔

ندی - تری - نئی  
ہطل - مسلسل بارش  
دیم - جمع دیم - بلا عدد و برق  
بارش  
تعدید القسم - ہر علاقہ کے حصہ کا  
حساب رکھنا  
جدوب - قحط  
صد - ارادہ کیا

ترفہ - امداد کرتے ہیں  
مشعر - محل شعور و احساس  
صرد - ٹھنڈک

سدانی - ایک دوسرے سے قریب  
مذکب سے ہے یہ علامت ہے  
کر پیلے نہیں تھا

قد - ہو گیا - یہ اشارہ ہے کہ وجود  
سے پہلے عدم تھا

لولا - اگر وہ نہ ہوتا - یہ نشان ہے کہ  
کسی کا محتاج ہے کہ اگر وہ نہ ہوتا

تو اس کا بھی وجود نہ ہوتا اور یہ  
کھلی ہوئی مخلوقیت کی علامت ہے

کہ خالق کسی کے ذریعہ وجود میں  
نہیں آتا ہے بلکہ ساری کائنات

اس کے اشارہ کنہ سے عالم وجود  
میں آجاتی ہے -

و يُعْتَرُّ لَهُ خَدَا وَ وَجْهًا، وَ يُلْقَى إِلَيْهِ بِالطَّاعَةِ سَلْمًا وَ ضَعْفًا، وَ يُعْطِي لَهُ  
الْقِيَادَةَ زُهْبَةً وَ خَوْفًا فَالطَّيْرُ مُسَخَّرَةٌ لِأَمْرِهِ، أَحْصَى عِدَّةَ الرِّيشِ مِنْهَا وَ الشَّمْسُ،  
وَ أَرْضِي قَوَائِمَهَا عَلَى التَّدْيِ وَ النَّبَسِ، وَ قَدَّرَ أَقْوَاتَهَا، وَ أَحْصَى أَجْنَاتِهَا،  
فَهَذَا غُرَابٌ وَ هَذَا عَمَابٌ، وَ هَذَا حَمَامٌ وَ هَذَا نَعَامٌ، دَعَا كُلَّ طَائِرٍ بِاسْمِهِ، وَ كَفَّلَ  
لَهُ بِرِزْقِهِ، وَ أَنْشَأَ «السُّحَابَ الثَّقَالَ» فَأَهْطَلَ دَيْسَهَا، وَ عَدَّدَ قِسْمَهَا، نَسَبَ  
الْأَرْضَ بَعْدَ جُؤْفِهَا، وَ أَخْرَجَ نَسَبَهَا بَعْدَ جُؤْفِهَا.

۱۸۶

### و من خطبہ لہ ﴿۱۸۶﴾

في التوحيد، وجمع هذه الخطبة من اصول العلم ما لا يجمعه خطبة

مَا وَحَدَّهُ مِنْ كَيْفَةٍ، وَ لَا حَقِيقَتَهُ أَصَابَ مِنْ سَأَلَةٍ، وَ لَا إِثَاءَ عَنَى مِنْ شَبَهَةٍ،  
وَ لَا صَمَدَهُ مِنْ أَسَارِ إِلَيْهِ وَ تَوَهُّدِهِ، كُلُّ مَعْرُوفٍ بِنَفْسِهِ مَضْنُوعٌ، وَ كُلُّ قَائِمٍ  
فِي سِوَاهُ مَعْلُومٌ، فَاعِلٌ لَا بِإِضْطِرَابِ آلِهِ، مُقَدَّرٌ لَا بِحَوْلِ فِكْرَتِهِ، غَنِيٌّ لَا بِإِسْتِيفَادَتِهِ،  
لَا تَضْحِيهِ الْأَوْقَاتُ، وَ لَا تُرْفِدُهُ الْأَدْوَاتُ، سَبَقَ الْأَوْقَاتُ كَوْنَهُ، وَ الْعَدَمُ وَجُودَهُ،  
وَ الْإِبْتِدَاءُ أَرْكَهُ، بِشَعْبِيرِهِ الْمَسَاعِيرَ عُرِفَ أَنْ لَا مَشْعَرَ لَهُ، وَ بِمُضَادَّتِهِ بَيْنَ الْأُمُورِ  
عُرِفَ أَنْ لَا ضِدَّ لَهُ، وَ بِمُقَارَنَتِهِ بَيْنَ الْأَشْيَاءِ عُرِفَ أَنْ لَا قَرِينَ لَهُ، صَادَ النُّورُ بِالظُّلْمَةِ،  
وَ الْمَوْضُوحُ بِالْإِثْمَةِ، وَ الْجُمُودُ بِالنَّبَلِ، وَ الْحَرُورُ (الْمَجْرُورُ) بِالصَّرَدِ، مُؤَلَّفٌ بَيْنَ  
مُسْتَقَادِيَاتِهَا، مُسْقَرٌ (مُقَارَبٌ) بَيْنَ مُتَبَايِنَاتِهَا، مُقَرَّبٌ بَيْنَ مُتَبَاعِدَاتِهَا، مُعْرَفٌ  
بَيْنَ مُتَدَانِيَاتِهَا، لَا يُشْتَمَلُ بِعَدِّهِ، وَ لَا يُحْسَبُ بِعَدِّهِ، وَ إِنَّمَا تَحُدُّ الْأَدْوَاتُ أَنْفُسَهَا،  
وَ تُشِيرُ الْأَلَاتُ إِلَى نَظَائِرِهَا، مَتَعْتَبَاتُهَا «مُنْتَدُ» الْقِدَمَةِ، وَ حَمَتُهَا «قَدُّ» الْأَزَلِيَّةِ،  
وَ جَسَبَتُهَا «سَوْلَا» التَّشْكِلَةَ بِهَا تَجَمَّلُ صَانِعُهَا لِلْمَعْلُومِ، بِمَا امْتَنَعَ عَنِ نَظِيرِ  
الْعُيُونِ، وَ لَا يَجْرِي عَلَيْهِ السُّكُونُ وَ الْحَرَكَةُ، وَ كَيْفَ يَجْرِي عَلَيْهِ مَا هُوَ أَجْزَاءُهُ،  
وَ يَسُودُ فِيهِ مَا هُوَ أَبْدَاهُ، وَ يَحْدُثُ فِيهِ مَا هُوَ أَحْدَثُهُ إِذَا التَّقَاوُتُتْ

ادرا  
اس  
ہے  
عالم  
تقیما

قرارد  
کردیا  
کا محتاج  
ہے لیکر  
اس کا  
بے نیاز  
دینے  
کی ضد  
دوری  
کسی  
ہیں۔ اور  
انکھوں  
جس چیز کی  
ہے۔ ایسا

مصادر خطبہ ۱۸۶ احتجاج طبرسی ۲۹۹، کافی ۱۳۵، توحید صدوق ص ۹، منہ ۳۲، ۳۳، امال صدوق ص ۲۰۵، ارشاد مفید ص ۳۱

اختصاص مفید ص ۲۳، تذکرۃ الخواص ص ۱۵۵، تحت العقول ص ۳۳، امال شریف رضوی ص ۱۳۵

اور  
کی  
اور

اس کے لئے چہرہ اور رخسار کو خاک پر رکھے ہوتے ہیں اور عجز و انکسار کے ساتھ اس کی بارگاہ میں سر یا اطاعت ہیں اور خوف و دہشت سے اپنی زمام اختیار کے حوالہ کئے ہوتے ہیں۔ پرندے اس کے امر کے تابع ہیں کہ وہ ان کے پروں اور سانسوں کا شمار رکھتا ہے اور ان کے پروں کو تری یا خشکی میں جما دیا ہے۔ ان کا قوت مقدر کر دیا ہے اور ان کی جنس کا احصاء کر لیا ہے کہ یہ کولے۔ وہ عقاب ہے۔ یہ کبوتر ہے۔ وہ شتر مرغ ہے۔ ہر پرندہ کو اس کے نام سے الم وجود میں دعوت دی ہے اور ہر ایک کی روزی کی کفالت کی ہے۔ سنگین قسم کے بادل پیدا کئے تو ان سے موسلا دھار پانی برسا دیا اور اس کی کیفیات کا حساب بھی رکھا۔ زمین کو خشکی کے بعد تر کر دیا اور اس کے نباتات کو بنجر ہو جانے کے بعد دوبارہ آگادیا۔

۱۸۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(توحید کے بارے میں اور اس میں وہ تمام علمی مطالب پائے جاتے ہیں جو کسی دوسرے خطبہ میں نہیں ہیں)

وہ اس کی توحید کا قائل نہیں ہے جس نے اس کے لئے کیفیات کا تصور پیدا کر لیا اور وہ اس کی حقیقت سے نا آشنا ہے جس نے اس کی تمثیل قرار دے دی۔ اس نے اس کا تھوڑا ہی نہیں کیا جس نے اس کی شبیہ بنا دی اور وہ اس کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوا جس نے اس کی طرف اشارہ کر دیا یا اسے تصور کا پابند بنا دینا چاہا۔ جو اپنی ذات سے پہچانا جائے وہ مخلوق ہے اور جو دوسرے کے سہارے قائم ہو وہ اس علت کا محتاج ہے۔ پروردگار فاعل ہے لیکن اعضاء کے حرکات سے نہیں اور اندازے مقرر کرنے والا ہے لیکن فکر کی جولانیوں سے نہیں۔ وہ غنی ہے لیکن کسی سے کچھ لے کر نہیں۔ زمانہ اس کے ساتھ نہیں رہ سکتا اور آلات اسے سہارا نہیں دے سکتے۔ اس کا وجود زمانہ سے پہلے ہے اور اس کا وجود عدم سے بھی سابق اور اس کی اذیت ابتدا سے بھی مقدم ہے۔ اس کے حواس کو ایجاد کرنے سے اندازہ ہوا کہ وہ حواس سے بے نیاز ہے اور اس کے اشیاء کے درمیان ضدیت قرار دینے سے معلوم ہوا کہ اس کی کوئی ضد نہیں ہے اور اس کے اشیاء میں مقارنت قرار دینے سے ثابت ہوا کہ اس کا کوئی قرین اور ساتھی نہیں ہے۔ اس نے نور کو ظلمت کی۔ وضاحت کو ابہام کی۔ خشکی کو تری کی اور گرمی کو سردی کی ضد قرار دیا ہے۔ وہ ایک دوسرے کی دشمن اشیاء کو جمع کرنے والا۔ ایک دوسرے سے جدا گانہ اشیاء کا ساتھ کر دینے والا۔ باہمی دوری رکھنے والوں کو قریب بنا دینے والا اور باہمی قربت کے حامل امور کا جدا کر دینے والا ہے۔ وہ نہ کسی حد کے اندر آتا ہے اور نہ کسی حساب و شمار میں آسکتا ہے کہ جسانی قوتیں اپنی جیسی اشیاء ہی کو محدود کر سکتی ہیں اور آلات اپنے امثال ہی کی طرف اشارہ کر سکتے ہیں۔ ان اشیاء کو لفظ مُنْذَر (کب) نے قدیم ہونے سے روک دیا ہے اور حرف قَدْ (ہو گیا) نے اذیت سے الگ کر دیا ہے اور کَوْلَا نے انہیں تکمیل سے جدا کر دیا ہے۔ انہیں اشیاء کے ذریعہ بنانے والا عقول کے سامنے جلوہ گر ہوا ہے اور انہیں کے ذریعہ آنکھوں کی دید سے بری ہو گیا ہے۔ اس پر حرکت و سکون کا قانون جاری نہیں ہوتا ہے کہ اس نے خود حرکت و سکون کے نظام کو جاری کیا ہے اور جس چیز کی ابتدا اس نے کی ہے وہ اس کی طرف کس طرح مائل ہو سکتی ہے یا جس کو اس نے ایجاد کیا ہے وہ اس کی ذات میں کس طرح شامل ہو سکتی ہے۔ ایسا ہو جاتا تو اس کی ذات بھی تغیر پذیر ہو جاتی

۱۸۷۔ الگ کائنات نے تخلیق کائنات میں ایسے خصوصیات کو دلیت کر دیا ہے جن کے ذریعہ اس کی عظمت کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے صرف اس نکتہ کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ جو شے بھی کسی کی ایجاد کردہ ہوتی ہے اس کا اطلاق موجود کی ذات پر نہیں ہو سکتا ہے لہذا اگر اس نے حواس کو پیدا کیا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی ذات حواس سے بالاتر ہے اور اگر اس نے بعض اشیاء میں برنگی اور بعض میں اختلاف پیدا کیا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس کی ذات اقدس نہ کسی کی ہر رنگ ہے اور نہ کسی سے ضدیت کی حامل ہے۔ یہ ساری باتیں مخلوقات کے متقد میں لکھی گئی ہیں اور خالق کی ذات ان تمام باتوں سے کہیں زیادہ بلند و بالا ہے۔

سلطان الاستماع - وہ قوت جو ہر

اعتبار سے محافظ ہے

اقول - غروب

مولود - جو کسی بھی ذریعہ سے پیدا ہو

تقلد - بلند کرے

تہویہ - گرا دے

لہوات - حلق کا کوا

لا یحفظ - حفاظت میں کوئی زحمت نہیں

ہوتی ہے -

اود - کبھی

تہافت - دھیرے دھیرے گرجانا

انفراج - شگفت

اوتاد - جمع وتد - بیخ - رسی

اسداو - جمع سد - پہاڑ

خو - شق کر دیا

لم یمن - کرور نہیں ہے

۱۵) ہر مولود بہر حال محدود ہے کہ جس

سے پیدا ہوا ہے اس نے اس کے وجود

کی حد بندی کر دی ہے چاہے وہ باپ

ہو یا کوئی دوسرا ذریعہ جو جیسا کہ خلقت

حضرت آدمؑ میں ہوا ہے یا دوسری مخلوق

میں ہوتا رہتا ہے

۱۶) بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ پرنکار

کا کلام ایک صفت ہے جو اس کی ذات

سے قائم ہے اور جس طرح اس کی ذات

اقدس قدیم ہے اسی طرح یہ صفت

اور یہ کلام بھی قدیم ہے - اور اسی بنیاد پر ایک زمانہ میں اس قدر اختلاف ہوا ہے کہ عقائد کے بارے علم کا نام علم کلام ہو گیا - گویا کہ عقائد میں کوئی

عقیدہ سمجھنے کے لائق نہیں ہے - سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ انسان کلام پروردگار کی حقیقت کا ادراک کر لے اور یہ سمجھے کہ اس کا کلام حادث ہے

یا قدیم - حالانکہ یہ سب مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرنے کے سیاسی حربے تھے ورنہ کون شریف آدمی نہیں جانتا ہے کہ کلام کلام ہوتا ہے - وہ حکم لاہوتی

نہیں ہو سکتا ہے -

ذاتہ، و لَتَجَزَّأُ كُنُهِهٖ، و لَأَسْتَعِجَّ مِنَ الْأَزَلِّ مَعْنَاهُ، و لَكَانَ لَهُ وِرَاءَهُ إِذْ وُجِدَ لَهُ  
أَمَامَهُ، و لَأَلْتَمَسَ النَّجْمَ إِذْ لَزِمَهُ التُّفْضَانُ، و إِذَا لَقَمْتَ آيَةَ الْمَصْنُوعِ فِيهِ، و لَتَسْعَوُلَ  
دَلِيلًا بَعْدَ أَنْ كَانَ مَدْلُوكًا عَلَيْهِ، و خَرَجَ بِسُلْطَانِ الْإِسْتِجَاعِ مِنْ أَنْ يُؤَقَّرَ فِيهِ مَا يُؤَقَّرُ  
فِي غَيْرِهِ، الَّذِي لَا يَحْوُلُ وَلَا يَزُولُ، و لَا يَجُوزُ عَلَيْهِ الْأَقْوَالُ، لَمْ يَلِدْ فَيَكُونَ (فِيصِر)  
مَوْلُودًا، و لَمْ يُولَدْ فَيَصِيرَ مَعْدُودًا، جَلَّ عَنِ اتِّخَاذِ الْأَنْبَاءِ، و طَهَّرَ عَنِ مُسْلَمَةِ النَّسَاءِ،  
و لَأَتَقَالَهُ الْأَوْهَامُ فَتَقَدَّرَهُ، و لَا تَتَوَهَّمُهُ الْفُطُنُ فَتُضَوَّرُهُ، و لَا تُدْرِكُهُ الْحَوَاسُّ فَتُحَسِّسُهُ،  
و لَا تَلْمِيسُهُ الْأَيْدِي فَتَمَسَّهُ، و لَا يَتَغَيَّرُ بِحَالٍ، و لَا يَسْتَبَدِّلُ فِي الْأَحْوَالِ، و لَا تُبْلِيهِ  
اللَّيَالِي و الْأَيَّامُ، و لَا يُغَيِّرُهُ الضَّمَيَاءُ و الظُّلَامُ و لَا يُوصِفُ بِشَيْءٍ مِنَ الْأَجْزَاءِ،  
و لَا بِالسُّلُوكِ و الْأَعْضَاءِ، و لَا بِعَرَضٍ مِنَ الْأَعْرَاضِ، و لَا بِالسُّمِّيَّةِ و الْأَبْعَاضِ،  
و لَا يُقَالُ لَهُ حَدٌّ و لَا نِهَآئَةٌ، و لَا انْقِطَاعٌ و لَا غَايَةٌ، و لَا أَنَّ الْأَشْيَاءَ تُغْوِيهِ فَجَمَلُهُ  
أَوْ تُهْوِيهِ، و أَنَّ شَيْئًا يَحْمِلُهُ فَيَمِيلُهُ أَوْ يُعَدِّلُهُ نَيْسٌ فِي الْأَشْيَاءِ بِوَالِحٍ، و لَا عَسَنَتَا  
بِحَارِجٍ، يُخْبِرُ لَا يَلِيسَانِ و هَوَاتٍ، و يَسْمَعُ لَا يَحْكُمُ و أَدَوَاتٍ، يَقُولُ و لَا يَلْفِظُ، و يَحْفَظُ  
و لَا يَتَحَفَّظُ، و يُرِيدُ و لَا يُضَيِّرُ، يُحِبُّ و يُرْضَى مِنْ غَيْرِ رِقَّةٍ، و يُبْغِضُ و يُغْضَبُ مِنْ  
غَيْرِ مَشَقَّةٍ، يَقُولُ لِمَنْ أَرَادَ كَوْنَهُ: «كُنْ فَيَكُونُ»، لَا بِصَوْتٍ يُفْرَعُ، و لَا بِسِدَاوٍ يُسْمَعُ،  
و إِنَّمَا كَلَامُهُ سُبْحَانَهُ فِعْلٌ مِنْهُ أَنْشَأَهُ و مَثَلُهُ، لَمْ يَكُنْ مِنْ قَبْلِ ذَلِكَ كِتَابًا،  
و لَوْ كَانَ قَدِيمًا لَكَانَ لِمَا تَابِيًا.

لَا يُقَالُ: كَانَ بَعْدَ أَنْ لَمْ يَكُنْ، فَتَجَرَّبِي عَلَيْهِ الصِّفَاتُ الْمُحْدَثَاتُ، و لَا يَكُونُ  
بَيْنَهَا و بَيْنَهُ فَضْلٌ، و لَا لَهُ عَلَيْهَا فَضْلٌ، فَيَسْتَوِي الصَّانِعُ و الْمَصْنُوعُ،  
و يَتَكَافَأُ الْمَبْدُوعُ و الْمَبْدُوعُ، خَلَقَ الْخَلَائِقَ عَلَى غَيْرِ مِثَالٍ خَلَا مِنْ غَيْرِهِ،  
و لَمْ يَنْشَأَنَّ عَلَى خَلْقِهَا بِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ، و أَنْشَأَ الْأَرْضَ فَأَشْتَكَّهَا مِنْ  
غَيْرِ اشْتِغَالٍ، و أَرْسَاهَا عَلَى غَيْرِ قَرَارٍ، و أَنْسَأَهَا بِغَيْرِ قَوَائِمٍ، و رَفَعَهَا  
بِغَيْرِ دَعَائِمٍ، و حَصَّنَهَا مِنَ الْأَوْدِ و الْأَعْوِجَاجِ، و مَنَعَهَا مِنَ التُّهَافِ و الْإِنْجِرَاجِ،  
أَرْضِي أَوْ تَادَهَا، و ضَرَبَ أَشْدَادَهَا، و اسْتَقَاضَ عُيُونَهَا، و خَدَّ أَوْدِيَّتَهَا، فَلَمْ  
يَمِنْ مَا بَنَاهُ، و لَا ضَعُفَ مَا قَوَّاهُ، هُوَ الظَّاهِرُ عَلَيْهَا بِسُلْطَانِهِ و عَظَمَتِهِ، و هُوَ

اور اس

بھی ہوتی

بھی دور

اگر کہے

کسی کا باپ

لگانے -

تصویر بنا

میں متغیر

تغیر نہیں

بیرت اد

کے جب چاہے

کے اندر دا

بوراخ ا

بے لیکن دا

تلف سے

دور کوئی

بہا ہے دور

اس

بہا ہے اور

بوقتوں کو یہ

بہا ہے روک

بہا ہے اور

بہا ہے

بہا ہے

بہا ہے

اس میں کوئی

بات صرف

کے

اس کی حقیقت بھی قابل تجربہ ہو جاتی اور اس کی معنویت بھی ازلیت سے الگ ہو جاتی اور اس کے یہاں بھی اگر سامنے کی جہت ہوتی تو پیچھے کی سمت ہوتی اور وہ بھی کمال کا طلبگار ہونا اگر اس میں نقص پیدا ہو جاتا۔ اس میں مصنوعات کی علامت پیدا ہو جاتی اور وہ مدلول ہونے کے بعد خود دوسرے کی طرف رہنمائی کرنے والا ہو جاتا۔ وہ اپنے امتناع و تحفظ کی طاقت کی بنا پر اس حد سے باہر نکل گیا ہے کہ کوئی ایسی شے اس پر سے جو دوسروں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اس کے یہاں نہ تغیر ہے اور نہ زوال اور نہ اس کے آفتاب وجود کے لئے کوئی غروب ہے۔ وہ نہ کا باپ ہے کہ اس کا کوئی فرزند ہو اور نہ کسی کا فرزند ہے کہ محدود ہو کر رہ جائے۔ وہ اولاد بنانے سے بھی بے نیاز اور عورتوں کو ہاتھ لگانے سے بھی بلند بالا ہے۔ اوہام اسے باہنیں سکتے ہیں کہ اس کا اندازہ مقرر کریں اور ہوشمندیوں اس کا تصور نہیں کر سکتی ہیں کہ اس کی پر بنا سکیں۔ جو اس اس کا دراک نہیں کر سکتے ہیں کہ اسے محسوس کر سکیں اور ہاتھ اسے چھو نہیں سکتے ہیں کہ اس کو لیں۔ وہ کسی حال میں تغیر نہیں ہوتا ہے اور مختلف حالات میں بدلتا بھی نہیں ہے۔ شب و روز اسے پرانا نہیں کر سکتے ہیں اور تاریکی و روشنی اس میں نہیں پیدا کر سکتی ہے۔ وہ نہ اجزاء سے موصوف ہوتا ہے اور نہ جو اجزاء و اعضاء سے۔ نہ کسی عرض سے تصف ہوتا ہے اور نہ جہت اور جزئیت سے۔ اس کے لئے نہ حد اور انتہاء کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور نہ اختتام اور زوال کا۔ نہ اشار اس پر حاوی ہیں جب چاہیں پست کر دیں یا بلند کر دیں اور نہ کوئی چیز اسے اٹھائے ہوئے ہے کہ جب چاہے سیدھا کرے یا موڑ دے۔ وہ نہ اشار اور داخل ہے اور نہ ان سے خارج ہے۔ وہ کلام کرتا ہے مگر زبان اور تالو کے سہارے نہیں اور سنتا ہے لیکن کان کے رانج اور آلات کے ذریعہ نہیں۔ بولتا ہے لیکن تلفظ سے نہیں اور ہر چیز کو یاد رکھتا ہے لیکن حافظ کے سہارے نہیں۔ ارادہ کرتا لیکن دل سے نہیں اور محبت و رضاکھتا ہے لیکن نرمی قلب کے وسیلہ سے نہیں اور بغضب و غضب بھی رکھتا ہے لیکن غم و غصہ کی طرف سے نہیں۔ جس چیز کو ایجاد کرنا چاہتا ہے اس سے کئی کہہ دیتا ہے اور وہ ہو جاتی ہے۔ نہ کوئی آواز کانوں سے ملگرتی ہے نہ کوئی ندامتائی دیتی ہے۔ اس کا کلام درحقیقت اس کا فعل ہے جس کو اس نے ایجاد کیا ہے اور اس کے پہلے سے ہونے کا کوئی سوال ہے در نہ وہ بھی قدیم اور دوسرا خدا ہو جاتا۔

اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ وہ عدم سے وجود میں آیا ہے کہ اس پر حادث صفات کا اطلاق ہو جائے اور دونوں میں نہ کوئی فاصلہ مانے اور نہ اس کا حادث پر کوئی فضل رہ جائے اور پھر صانع و مصنوع دونوں برابر ہو جائیں اور مصنوع صنعت کے مثل ہو جائے۔ اس نے اوقات کو بغیر کسی دوسرے کے چھوڑے ہوئے نمونے کے بنایا ہے اور اس تخلیق میں کسی سے مدد بھی نہیں لی ہے۔ زمین کو ایجاد کیا اور اس میں اٹھنے والے روک کر رکھا اور پھر بغیر کسی سہارے کے گاڑ دیا اور بغیر کسی ستون کے قائم کر دیا اور بغیر کھبوں کے بلند بھی کر دیا۔ اسے ہر طرح کی اور ٹیڑھے پن سے محفوظ رکھا اور ہر قسم کے شکات اور انتشار سے بچائے رکھا۔ اس میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں اور چٹانوں کو مضبوطی عیب کر دیا۔ چستے جاری کر دئے اور پانی کی گزرگاہوں کو خشکافتر کر دیا۔ اس کی کوئی صنعت کمزور نہیں ہے اور اس نے جس کو قوت دے دی ہے وہ ضعیف نہیں ہے۔ وہ ہر شے پر اپنی عظمت و سلطنت کی بنا پر غالب ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پروردگار کا عرفان اس کے صفات و کمالات ہی سے ہوتا ہے اور اس کی ذات اقدس بھی مختلف صفات سے تصف ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ اس کے صفات حادث نہیں ہیں۔ بلکہ عین ذات ہیں اور ایک ذات اقدس ہے جس سے اس کے تمام صفات کا اندازہ ہوتا ہے اور اس کا طرح کے تعدد کا کوئی امکان نہیں ہے!

التَّاطِنُ لَهَا يُعْلِمُهُ وَمَعْرِفَتِهِ، وَالْعَالِي عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مِنْهَا بِحَلَالِهِ وَعِزَّتِهِ لَا يُعْمِرُهُ  
 شَيْءٌ مِنْهَا طَلَبُهُ، وَلَا يَسْتَعِزُّ عَلَيْهِ قِيَلُهُ، وَلَا يَقْوُوهُ السَّرِيعُ مِنْهَا فَيَسْبِقُهُ، وَلَا يَخْتَانِجُ  
 إِلَى ذِي مَالٍ قَيْرُوقَهُ، خَضَعَتِ الْأَشْيَاءُ لَهُ، وَذَلَّتْ مُسْتَكِينَتُهُ لِعَظَمَتِهِ، لَا تَسْتَطِيعُ  
 الْمَرْبَ مِنْ سُلْطَانِهِ إِلَى غَيْرِهِ فَتَسْتَجِيعُ مِنْ نَفْعِهِ وَضُرِّهِ، وَلَا كُفَّةَ لَهُ فَيُكَايَفُهُ،  
 وَلَا تَطِيرُ لَهُ فَيَسَاوِيَهُ. هُوَ الْمَقْنِي لَهَا بَعْدَ وَجُودِهَا، حَتَّى يَصِيرَ مَوْجُودَهَا كَمَا تَقْوُدُهَا.  
 وَلَيْسَ فَنَاءُ الدُّنْيَا بَعْدَ ائْتِدَاعِهَا بِأَعْجَبَ مِنْ ائْتِنَانِهَا وَاِخْتِرَاعِهَا. وَكَيْفَ  
 وَ لَوْ اجْتَمَعَ جَمِيعُ حَيَاتِنَا مِنْ طَيْرِهَا وَبِهَائِنِهَا، وَ مَا كَانَ مِنْ مَزَاجِهَا وَسَائِقِهَا،  
 وَأَصْنَافِ أَسْنَاجِهَا وَأَجْنَاسِهَا، وَ مُتَبَلِّدَةِ أَمْحَا وَأُكْتِيَاسِهَا، عَلَى إِحْدَاثِ بَعْضِهَا  
 مَا قَدَّرَتْ عَلَى إِحْدَاثِهَا، وَلَا عَرَفَتْ كَيْفَ السَّبِيلِ إِلَى إِجْبَادِهَا، وَلَتَحْيَرَّتْ عُنُقُهَا  
 فِي عِلْمِ ذَلِكَ وَتَاهَتْ، وَ عَجَزَتْ قُوَاهَا وَتَنَاهَتْ، وَ رَجَعَتْ خَاسِئَةً حَسِيرَةً، عَارِقَةً  
 بِأَنْهَا مَقْهُورَةٌ، مَيْرَةٌ بِالْفَجْرِ عَنِ ائْتِنَانِهَا، مُدْعِنَةٌ بِالضَّعْفِ عَنِ ائْتِنَانِهَا!  
 وَإِنَّ اللَّهَ، سُبْحَانَهُ، يَعُودُ بَعْدَ فَنَاءِ الدُّنْيَا وَحَدُّهُ لَا شَيْءَ مَعَهُ. كَمَا كَانَ قَبْلَ  
 ائْتِنَانِهَا، كَذَلِكَ يَكُونُ بَعْدَ فَنَائِهَا، بِمَا وَقَّتْ وَ لَا مَكَانَ، وَ لَا حَسِينَ وَ لَا زَمَانَ.  
 عُدِمَتْ عِنْدَ ذَلِكَ الْأَجَالِ وَ الْأَرْقَاتِ، وَ زَالَتِ السُّنُونَ وَ السَّاعَاتُ. فَلَا شَيْءَ إِلَّا اللَّهُ  
 الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ الَّذِي إِلَيْهِ مَصِيرُ جَمِيعِ الْأُمُورِ. بِمَا قَدَّرَ مِنْهَا كَانَ ائْتِدَاءُ خَلْقِهَا  
 وَ بَقِيَةُ ائْتِنَانِهَا مِنْهَا كَانَ فَنَائُهَا، وَ لَوْ قَدَّرَتْ عَلَى ائْتِنَانِهَا لَدَامَ بَقَاؤُهَا، لَمْ يَتَّكَأَنَّ  
 صُنْعَ شَيْءٍ مِنْهَا إِذْ صَنَعَهُ، لَمْ يُؤْذِهِ مِنْهَا خَلْقُ مَا خَلَقَهُ وَ بَرَأَهُ، وَ لَمْ يَكُونُهَا لِشُدُوقِ  
 سُلْطَانِهَا، وَ لَا لِخَوْفِهَا مِنْ رِوَالِهَا وَ نَقْضَانِهَا، وَ لَا لِإِسْتِعَانَةِهَا بِهَا عَلَى نَيْدِ مُكَابِرِهَا، وَ لَا لِإِحْتِرَاقِهَا  
 بِهَا مِنْ ضِدِّ مُتَاوِرِهَا، وَ لَا لِإِلْزَامِهَا بِهَا فِي مُلْكِهَا، وَ لَا لِكَثْرَةِ شَرِيكِهَا فِي تَزْيِينِهَا، وَ لَا  
 لِوَخْشَةِ كَأَنَّ مِنْهُ، فَأَرَادَ أَنْ يَسْتَأْنِسَ إِلَيْهَا.  
 ثُمَّ هُوَ يُسْتَفِينُهَا بَعْدَ تَخْوِينِهَا، لَا لِتَسَامٍ دَخَلَ عَلَيْهِ فِي تَضَرُّبِهَا  
 وَ تَذْوِيرِهَا، وَ لَا لِسَرَاحَةِ وَاصِلَةِ إِلَيْهِ، وَ لَا لِثِقَلِ شَيْءٍ مِنْهَا عَلَيْهِ، وَ لَا لِوَجْهِهَا

کا تصور ہی کیا رہ جائے گا۔ وقت افلاک کی حرکت سے پیدا ہوتا ہے اور جب افلاک ہی ذرہ جائیں گے تو وقت کہاں سے پیدا ہوگا۔ اس طرف زبان  
 بارے میں کسی لفظ کا استعمال بھی صحیح نہیں ہے کہ اسے طرف زمان بھی نہیں کہا جا سکتا ہے۔

مراح - ٹھکانا  
 سالم - چرنے والا  
 اسناخ - اصول  
 متبلدہ - غیبی  
 آکیاس - عقلمند  
 خاسی - ذلیل  
 حسیر - عاجز  
 لم تیکادہ - شکل نہیں ہے  
 لم یوودہ - گراں نہیں ہے  
 برأ - خلق کی  
 ند - ش  
 مکاشہ - کثرت میں غلبہ  
 مشاورہ - حلاوت اور

(۱) اس مقام پر حضرت نے قدرت  
 پروردگار کے اظہار کیلئے انسان کی عاجزی  
 کو ذہن پر قرار دیا ہے کہ انسان ایک چھوٹی  
 تخلیق پر قادر نہیں ہے اور مالک نے  
 کل کائنات کو بنا دیا ہے تو جو کائنات کو  
 ایجاد کر سکتا ہے وہ فنا بھی کر سکتا ہے کہ  
 فنا کا کام ایجاد سے ہر حال آسان ہے  
 اور اس کا کوئی تصور نہیں ہے کہ کوئی خالق  
 ایجاد کر دینے پر قدرت رکھتا ہو اور  
 فنا کر دینے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔  
 آگے کہل ہوئی بات ہے کہ جب ساری  
 کائنات فنا ہو جائے گی اور زمین و  
 آسمان دونوں تباہ ہو جائیں گے تو وقت



علم و عرفان کی بنا پر اندر تک کی خبر رکھتا ہے۔ جلال و عزت کی بنا پر ہر شے سے بلند و بالا ہے اور اگر کسی شے کو طلب کرنا چاہے  
 نے اسے عاجز نہیں کر سکتی ہے اور اس سے انکار نہیں کر سکتی ہے کہ اس پر غالب آجائے۔ تیزی دکھلانے والے اس سے بچ کر آگے  
 نکلے ہیں اور وہ کسی صاحب ثروت کی روزی کا محتاج نہیں ہے۔ تمام اشیاء اس کی بارگاہ میں خضوع کرنے والی اور اس کی عظمت  
 نے دلیل ہیں۔ کوئی چیز اس کی سلطنت سے فرار کر کے دوسرے کی طرف نہیں جاسکتی ہے کہ اس کے نفع و نقصان سے محفوظ ہو جائے  
 گا کوئی کفو ہے کہ ہمسری کرے اور نہ کوئی مثل ہے کہ برابر ہو جائے۔ وہ ہر شے کو وجود کے بعد فنا کرنے والا ہے کہ ایک دن پھر  
 ہو جائے اور اس کے لئے دنیا کا فنا کر دینا اس سے زیادہ حیرت انگیز نہیں ہے کہ جب اس نے اس کی اختراع و ایجاد کی تھی  
 یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ صورت حال یہ ہے کہ اگر تمام حیوانات پرندہ اور چرندہ۔ رات کو منزل پر واپس آنے والے اور  
 ل میں رہ جانے والے۔ طرح طرح کے انواع و اقسام والے اور تمام انسان غیبی اور ہوشمند سب مل کر ایک چمچ کو ایجاد  
 ہیں تو نہیں کر سکتے ہیں اور نہ انھیں یہ اندازہ ہو گا کہ اس کی ایجاد کا طریقہ اور راستہ کیسے بلکہ ان کی عقلیں اسی راہ میں  
 جائیں گی اور ان کی طاقتیں جواب دے جائیں گی اور عاجز و در ماندہ ہو کر میدان عمل سے واپس آجائیں گی اور انھیں محسوس  
 ہے گا کہ ان پر کسی کا غلبہ ہے اور انھیں اپنی عاجزی کا اقرار بھی ہو گا اور انھیں فنا کر دینے کے بارے میں بھی کمزوری کا اعتراف ہو گا۔  
 وہ خدائے پاک و پاکیزہ ہی ہے جو دنیا کے فنا ہو جانے کے بعد بھی رہنے والا ہے اور اس کے ساتھ رہنے والا کوئی نہیں ہے  
 ابتدا میں بھی ایسا ہی تھا اور انتہا میں بھی ایسا ہی ہونے والا ہے۔ اس کے لئے نہ وقت ہے نہ مکان۔ نہ ساعت ہے نہ  
 اس وقت مدت اور وقت سب فنا ہو جائیں گے اور ساعت و سال سب کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس خدائے واحد و تبار  
 وہ کوئی خدا نہیں ہے۔ اسی کی طرف تمام امور کی بازگشت ہے اور کسی شے کو بھی اپنی ایجاد سے پہلے اپنی تخلیق کا یاد نہ تھا  
 فنا ہوتے وقت انکار کرنے کا دم ہو گا۔ اگر اتنی ہی طاقت ہوتی تو ہمیشہ زورہ جاتے۔ اس مالک کو کسی شے کے بنانے میں کسی  
 کا سامنا نہیں کرنا پڑا اور اسے کسی شے کی تخلیق و ایجاد تکھا بھی نہیں سکی۔ اس نے اس کائنات کو نہ اپنی حکومت کا استھکام  
 لئے بنایا ہے اور نہ کسی زوال اور نقصان کے خوف سے بچنے کے لئے۔ نہ اسے کسی مد مقابل کے مقابلہ میں مدد کی ضرورت تھی  
 وہ کسی حملہ آور دشمن سے بچنا چاہتا تھا۔ اس کا مقصد اپنے ملک میں کوئی اضافہ تھا اور نہ کسی شریک کے سامنے اپنی کثرت کا  
 تھا اور نہ تنہائی کی وحشت سے انس حاصل کرنا تھا۔  
 اس کے بعد وہ اس کائنات کو فنا کر دے گا۔ نہ اس لئے کہ اس کی تدبیر اور اس کے تصرفات سے عاجز آگیا ہے اور نہ  
 لئے کہ اب آرام کرنا چاہتا ہے یا اس پر کسی خاص چیز کا بوجھ پڑ رہا ہے

دنیا میں ایجادات اور حکومت کا فلسفہ یہی ہوتا ہے کہ کوئی ایجادات کے ذریعہ حکومت کا استھکام چاہتا ہے اور کوئی حکومت کے ذریعہ خطرات کا مقابلہ کرنا  
 ہے۔ اس لئے بہت ممکن تھا کہ بعض جاہل افراد مالک کائنات کی تخلیق اور اس کی حکومت کے بارے میں بھی اسی طرح کا خیال قائم کر لیتے۔  
 حضرت نے یہ چاہا کہ اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا جائے اور اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا جائے کہ خالق و مخلوق میں بے پناہ فرق ہے اور کسی بھی مخلوق کا قیاس  
 نہیں کیا جاسکتا ہے۔ مخلوق کا مزاج احتیاج ہے اور خالق کا کمال بے نیازی ہے لہذا دونوں کے بارے میں ایک طرح کے تصورات نہیں قائم کئے جاسکتے ہیں۔

احراج - تنگی

قتب - پالان

غارب - گردن اور کولان کا درمیانی حصہ

ازمہ - جمع زام

لا تصد عوا - متفرق نہ ہو جاؤ

فورنار - آگ کا بھروسہ

امیطوا - زائل کرو

قصد السبیل - سیدھا راستہ

(۱۸۷) اگرچہ عمومی قانون یہی ہے کہ عطا

کرنے والے کا مرتبہ لینے والے سے

بلند تر ہوتا ہے اور اصل اجر راہ خدا

میں عطا کرنے والے ہی کا ہوتا ہے۔

لیکن کبھی کبھی معاملہ اس کے برعکس بھی

ہو جاتا ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے

جب عطا کرنے والا دولت کے نشہ

میں مست ہو کر قصد قربت کو نظر انداز

کر دیتا ہے اور صرف اپنی دولت

و ثروت کے مظاہرہ کے لئے صدقات

و خیرات کا سلسلہ شروع کرتا ہے اور

اس کے برعکس لینے والا ذاتی طور پر

انتہائی شریف اور غیرت دار ہوتا ہے

لیکن حالات کی بنا پر ہاتھ پھیلانے پر

مجبور ہو جاتا ہے اور صدقات و خیرات

پر گزارہ کرنے لگتا ہے۔ کھل ہوئی بات

ہے کہ ایسے فقیر کا مرتبہ پروردگار کے

نزدیک اس غمی سے یقیناً بالاتر ہے

اور اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

يُمَلُّهُ طُؤْلُ بَقَائِهَا فَيَذَعُوهُ إِلَىٰ مَرْعَاهُ إِفْنَانِهَا، وَلَكِنَّهُ شِبَعَانَهُ دَبَّرَهَا بِطَلِيدِهِ،  
وَأَمْسَكَهَا بِأَمْرِهِ، وَأَشَقَّتْهَا بِفُؤْزِئِهِ، ثُمَّ يُعِيدُهَا بَعْدَ الْفَنَاءِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ مِنْهُ  
إِلَيْهَا، وَلَا اسْتِعَانَةَ بِشَيْءٍ مِنْهَا عَلَيْهَا، وَلَا لِإِنْصِرَافٍ مِنْ حَالٍ وَحُشْبَةٍ إِلَىٰ حَالٍ  
اسْتِثْنَاءً، وَلَا مِنْ حَالٍ جَهْلٍ وَعَمَىٰ إِلَىٰ حَالٍ عِلْمٍ وَالنَّيَّاسِ، وَلَا مِنْ فَفْرِ إِلَىٰ غَيْثٍ  
وَكَثْرَةٍ، وَلَا مِنْ ذَلٍّ وَضَعْفٍ إِلَىٰ عِزٍّ وَفُؤْزَةٍ.

۱۸۷

و من خطبة له ﴿۱۸۷﴾

وہی فی ذکر الملاحم

أَلَا يَا أَبِي وَ أُمِّي، هُمْ مِنْ عِدَّةٍ أَنشَأُوهُمْ فِي السَّمَاءِ مَعْرُوفَةٌ وَ فِي الْأَرْضِ مَجْهُوْلَةٌ.  
أَلَا فَتَوَقَّعُوا مَا يَكُونُ مِنْ إِدْبَارِ أُمُورِكُمْ، وَ انْقِطَاعِ وَصَلِكُمْ، وَ اسْتِغْنَالِ صَفَارِكُمْ.  
ذَلِكَ حَيْثُ تَكُونُ ضَرْبَةُ السَّيْفِ عَلَى الْمُؤْمِنِ أَهْوَنَ مِنَ الدَّرْهِمِ مِنْ جِلْدِهِ. ذَلِكَ حَيْثُ  
يَكُونُ الْمَغْطَىٰ أَكْبَرُ مِنَ الْمَغْطِيِّ. ذَلِكَ حَيْثُ تَشْكُرُونَ مِنْ غَيْرِ شَرَابٍ، بَلْ مِنْ  
النُّعْمَةِ وَ النَّعِيمِ، وَ تَحْلِفُونَ مِنْ غَيْرِ اضْطِرَارٍ، وَ تَكْذِبُونَ مِنْ غَيْرِ إِحْرَاجٍ (إِحْوَاجِ).  
ذَلِكَ إِذَا عَضَّكُمْ الْبَلَاءُ كَمَا يَعْضُ الْقَتَبُ غَارِبَ الْبَجِيرِ. مَا أَطْوَلَ هَذَا الْعَنَاءَ،  
وَ أَبْعَدَ هَذَا الرَّجَاءَ!

أَيُّهَا النَّاسُ، أَلْفُوا هَذِهِ الْأَرْزَمَةَ الَّتِي تَحْمِلُ ظُهُورَهَا الْأَثْقَالَ مِنْ أَيْدِيكُمْ  
وَ لَا تَصَدَّعُوا عَلَىٰ سُلْطَانِكُمْ فَتَذْمُوا غَيْبَ فِعَالِكُمْ، وَ لَا تَفْتَحُوا مَا اسْتَبْتَلْتُمْ  
مِنْ فُؤْزِ نَارِ الْفِتْنَةِ، وَ أَمِيطُوا عَنْ سِنِينَا، وَ خَلُّوا قِصْدَ السَّبِيلِ لَنَا، فَقَدْ لَعْنَتِي  
بِهَلِكِ فِي لَهْبِهَا الْمُؤْمِنُ، وَ يَسْلَمُ فِيهَا غَيْرُ الْمُسْلِمِ.  
إِنَّمَا سَتَلِي بِسَيْتِكُمْ كَمَثَلِ السَّرَاجِ فِي الظُّلْمَةِ، يَشْتَضِي بِبِهِ سِنٌ وَ لَهْبُهَا، فَاسْتَمِعُوا  
أَيُّهَا النَّاسُ وَ عُوا، وَ أَحْضِرُوا آذَانَ قُلُوبِكُمْ تَهْتَمُوا (تَفَقَّهُوا).

۱۸۸

و من خطبة له ﴿۱۸۸﴾

فی الوصیة بأمور

التقوی

أَوْصِيَكُمْ، أَيُّهَا النَّاسُ، بِتَقْوَى اللَّهِ وَ كَثْرَةِ حَمْدِهِ عَلَى الْآلِيَةِ

مصادر خطبہ ۱۸۷ کتاب صفین ابوالحسن المدائنی - ریح الاربار من مشرقی (باب المال الکسب) بحار الانوار کتاب الفتن

مصادر خطبہ ۱۸۸ الاعجاز والايجاز ابو منصور الثعالی ص ۳۱ ، بحار الانوار ص ۳۳۳

دل بقائے کائنات نے اسے تھکا دیا ہے تو اب اسے مٹا دینا چاہتا ہے۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔ اس نے اپنے لطف سے اس کی تدبیر کی ہے  
اپنے ام سے اسے روک رکھا ہے۔ اپنی قدرت سے اسے شکم بنایا ہے اور پھر فنا کرنے کے بعد دوبارہ ایجاد کرنے کا حالانکہ اس  
ت بھی نہ اسے کسی شے کی ضرورت ہے اور نہ کسی سے مدد لینا ہوگی۔ نہ دشت سے انس کی طرف منتقل ہونا ہوگا اور نہ جہنم  
تاریکی سے علم اور تجربہ کی طرف آنا ہوگا نہ فقر و احتیاج سے مالداری اور کثرت کی تلاش ہوگی اور نہ ذلت و کمزوری سے  
ت اور قدرت کی جستجو ہوگی۔

۱۸۷۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں حوادث روزگار کا ذکر کیا گیا ہے)

میرے ماں باپ ان چند افراد پر قربان ہو جائیں جن کے نام آسمان میں معروف ہیں اور زمین میں مجہول۔ آگاہ ہو جاؤ اور  
وقت کا انتظار کرو جب تمہارے امور اٹ جائیں گے اور تعلقات ٹوٹ جائیں گے اور بچوں کے ہاتھ میں اقتدار آجائے گا  
وہ وقت ہوگا جب ایک درہم کے حلال کے ذریعہ حاصل کرنے سے آسان تر تلوار کا زخم ہوگا اور لینے والے فقیر کا اجر  
لینے والے مالدار سے زیادہ ہوگا۔ (۱۷)

تم بغیر کسی شراب کے نعمتوں کے نشہ میں سرمست ہو گے اور بغیر کسی مجبوری کے قسم کھاؤ گے اور بغیر کسی ضرورت کے  
بوٹ بولو گے اور یہی وہ وقت ہوگا جب بلائیں تمہیں اس طرح کاٹ کھائیں گی جس طرح اونٹ کی پیٹھ کو پالان۔ ہائے یہ  
سچ عالم کس قدر طویل ہوگا اور اس سے نجات کی امید کس قدر دور تر ہوگی۔

لوگو! ان سواروں کی باگ ڈور اتار کر پھینک دو جن کی پشت پر تمہارے ہی ہاتھوں گناہوں کا بوجھ ہے اور  
نے حاکم سے اختلاف نہ کرو کہ بعد میں اپنے کئے پر پچھتا نا پڑے۔ وہ آگ کے شعلے جو تمہارے سامنے ہیں ان میں کود  
پڑو۔ ان کی راہ سے الگ ہو کر چلو اور راستہ کو ان کے لئے خالی کر دو کہ میری جان کی قسم اس فتنہ کی آگ میں مومن  
اک ہو جائے گا اور غیر مسلم محفوظ رہے گا۔

میرا خیال تمہارے درمیان اندھیرے میں چراغ جیسی ہے کہ جو اس میں داخل ہو جائے گا وہ روشنی حاصل کر لے گا۔ لہذا  
اور میری بات سنو اور سمجھو۔ اپنے دلوں کے کانوں کو میری طرف مصروف کرو تاکہ بات سمجھ سکو۔

۱۸۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(مختلف امور کی وصیت کرتے ہوئے)

ایہا الناس! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں تقویٰ الہی اور نعمتوں، احسانات اور فضل و کرم پر شکر خدا ادا کرنے کی

جو طرح مالک رسول اکرم کو جاہلیت کے اندھیرے میں سراج منیر بنا کر بھیجا تھا اسی طرح فتنوں کے اندھیروں میں مولائے کائنات کی ذات ایک روشن  
راخ کی ہے کہ اگر انسان اس چراغ کی روشنی میں زندگی گزارے تو کوئی فتنہ اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتا ہے اور کسی اندھیرے میں اس کے بھٹکنے کا امکان  
نہیں ہے۔ لیکن شرط یہی ہے کہ اس چراغ کی روشنی میں قدم آگے بڑھائے ورنہ اگر اس نے آنکھیں بند کر لیں اور اندھے پن کے ساتھ قدم آگے بڑھاتا  
تو چراغ روشن رہے گا اور انسان گمراہ ہو جائے گا جس کی طرف ان کلمات کے ذریعہ اشارہ کیا گیا ہے کہ خدا را میری بات سنو اور سمجھو کہ اس کے  
پرہیزت کا کوئی امکان نہیں ہے اور گمراہی کا خطرہ ہرگز نہیں ٹل سکتا ہے۔

إِلَيْكُمْ، وَتَعْلَمُونَ عَلَيْكُمْ، وَبَلَايِهِ لَدَيْكُمْ، فَكَمْ خَصَّكُمْ (خصمكم) بِسِنْفَةٍ، وَتَدَارَكُكُمْ بِرَحْمَةٍ، أَعْوَجَّكُمْ لَمْ فَتَرَكُمْ، وَتَعْرَضَتْهُ لَأَخْذِهِ فَأَنْهَلَكُمْ!

السوت

وَأَوْصِيَكُمْ بِذِكْرِ السُّوتِ وَإِفْلَالِ الْغَفْلَةِ عَنْهُ، وَكَيْفَ غَفَلْتُمْ عَمَّا لَيْسَ يُغْفَلُكُمْ، وَطَمَعُكُمْ فِي مَنْ لَيْسَ يُنْهَلُكُمْ! فَكَسَى وَأَعْظَا بِسُوتِي عَمَّا يَتَشَوَّهُمْ، حُمِلُوا إِلَى قُبُورِهِمْ غَيْرَ رَاكِبِينَ، وَأَنْزَلُوا فِيهَا غَيْرَ نَازِلِينَ، فَكَأَنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا لِلدُّنْيَا عِبَارًا، وَكَأَنَّ الْآخِرَةَ لَمْ تَسْزَلْ لَهُمْ دَارًا، أَوْحَشُوا مَا كَانُوا يُوطِنُونَ، وَأَوْطَنُوا مَا كَانُوا يُوجِسُونَ، وَاشْتَقَلُّوا بِمَا قَسَرُوا، وَأَضَاعُوا مَا إِلَيْهِ انْتَقَلُوا، لَا عَن قَبِيحٍ يَشْتَطِئُونَ انْتِقَالَ، وَلَا فِي حَسَنٍ يَسْتَطِئُونَ ازْدِيَادًا، أُنْسُوا بِالذُّنْيَا فَفَرَّوْهُمْ، وَوَسَّوْا بِهَا قَصْرَ عَتَمِهِمْ.

سرعة النفاذ

فَسَابِقُوا - وَرَجِعْكُمْ اللَّهُ - إِلَى مَنَازِلِكُمْ الَّتِي أُسْرِحْتُمْ أَنْ تَعْمُرُوهَا، وَالَّتِي رَغِبْتُمْ فِيهَا، وَدُعِيتُمْ إِلَيْهَا، وَاشْتَبَهْتُمْ بِسَمِّ النَّاسِ بِالصَّبْرِ عَلَى طَاعَتِهِ، وَالْجَبَانِيَّةِ بِمَنْصِبِهِ، فَبِإِنْ غَدَا مِنَ السُّيُومِ (الايتام) قَسْرِيًّا، مَا أَسْرَعَ السَّاعَاتِ فِي السُّيُومِ، وَأَسْرَعَ الْأَيَّامِ فِي الشَّهْرِ، وَأَسْرَعَ الشُّهُورِ فِي السَّنَةِ، وَأَسْرَعَ السِّنِينَ (السنة) فِي الْعُمُرِ!

۱۸۹

وَمِنْ كَلَامِ لَهُ

في الايمان ووجوب الهجرة

اقسام الايمان

فَمَنْ الْإِيمَانُ مَا يَكُونُ تَابِتًا مُسْتَقِرًّا فِي الْقُلُوبِ، وَمِثْلُهُ مَا يَكُونُ عَسَوَارِي بَيْنَ الْقُلُوبِ وَالصُّدُورِ، «إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ»، فَإِذَا كَانَتْ لَكُمْ بَرَاءَةٌ مِنْ أَحَدٍ فَتَقِفُوا حَتَّى يَخْطُرَ السُّوتُ، فَعِنْدَ ذَلِكَ يَقَعُ حَدُّ الْبَرَاءَةِ.

وجوب الهجرة

وَالْهِجْرَةُ قَائِمَةٌ عَلَى حَدِّهَا الْأَوَّلِ، مَا كَانِ لِلَّهِ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ حَاجَةٌ مِنْ مُنْتَسِرِ الْأُمَّةِ وَمُغْلِبِنَهَا، لَا يَقَعُ اسْمُ الْهِجْرَةِ عَلَى أَحَدٍ (الآ) بِمَعْرِفَةِ الْحُجَّةِ فِي الْأَرْضِ، فَسَنَ عَرَفَهَا وَأَقْرَبَهَا بِهَا فَهُوَ مُهَاجِرٌ، وَلَا يَقَعُ

بلاء - احسان  
احقرتم - برہنہ ہو گئے  
اخذ - مواخذہ  
اغفله - نظر انداز کر دیا  
اوطن - وطن بنایا  
اوحش - ترک کر دیا  
عوارى - جمع عاریہ  
ضدہ الاول - سابق حکم  
استسر الامر - چھپا دیا  
امر - حالت

⊙ خدا جانتا ہے کہ انسان کس طرح اپنے اعمال کے ذریعہ برہنہ ہو جاتا ہے اور اس کی نماز کے سامنے کھل کر گناہ کرتا ہے۔ لیکن اس کا کرم ہے کہ وہ بندہ کے راز کو فاش نہیں کرتا ہے اور سلسلہ پردہ داری کرتا رہتا ہے۔ اسی بنا پر روایات میں اشارہ کیا گیا ہے کہ اگر پروردگار کی طرف سے پردہ پوشی کا انتظام نہ ہوتا تو تم ایک دوسرے کو فتن کرنے کے لئے بھی تیار نہ ہوتے۔ یہ حق اس کا کرم ہے کہ سماجی تعلقات زندہ ہیں اور معاشرہ چل رہا ہے۔

ان  
اور  
جد  
دلا  
صبر  
سال  
ہذا  
کا  
لہ  
بجز  
اد  
بل  
ک  
لہ  
اد

مصادر خطبہ ۱۵۹، الامجاد والاعجاز ثعالبی ۳۳، بصائر الدرجات صفار (مترجم ۱۹۹۵) ص ۳۱، کتاب خطب امیر المؤمنین محمد بن صدوق  
بحون الاخبار صدوق ص ۱۶، خصال صدوق ۲ ص ۱۶، غرر الحکم آدمی ص ۵۵، مستدرک حاکم ۲ ص ۳۶۶، جامع بیان العلم  
ابن عبد البر ص ۱۱۳، اصابہ ابن حجر ۲ ص ۵۰۹، الریاض النضرہ محب طبری ص ۱۹، تاریخ الخلفاء سید علی ص ۱۲۳، الفتوحات الکبریٰ  
احمد زینی دحلان ۲ ص ۳۳۵، بیابج المودہ قندوزی ص ۲۲۵،

دیکھ کتنی نعمتیں ہیں جو اس نے تمہیں عنایت کی ہیں اور کتنی برائیوں کی ممانعت سے اپنی رحمت کے ذریعہ بچا لیا ہے۔ تم نے کھل کر گناہ  
 کیے اور اس نے پردہ پوشی کی۔ تم نے قابل مواخذہ اعمال انجام دئے اور اس نے تمہیں ہلکت دے دی۔  
 میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ موت کو یاد رکھو اور اس سے غفلت نہ رتو۔ آخر اس سے کیسے غفلت کر رہے ہو جو تم سے غفلت کو نبیوالی نہیں ہے  
 اس فرشتہ موت سے کیسے امید لگائے ہو جو ہرگز ہلکت دینے والا نہیں ہے۔ تمہاری نصیحت کے لئے وہ مڑے ہی کافی ہیں جنہیں تم دیکھ چکے ہو کہ کس طرح  
 نبی قبول کی طرف بغیر سواری کے لیجائے گئے اور کس طرح قبر میں اتار دئے گئے کہ خود سے اترنے کے بھی قابل نہیں تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ  
 تمہوں نے کبھی اس دنیا کو بسایا ہی نہیں تھا اور گویا کہ آخرت ہی ان کا ہمیشگی کارخانہ ہے۔ وہ جہاں آباد تھے اسے وحشت کہہ بنا گئے  
 اور جس سے وحشت کھاتے تھے وہاں جا کر آباد ہو گئے۔ یہ اسی میں مشغول رہے تھے جس کو چھوڑنا پڑا اور اسے برباد کرتے رہے تھے  
 مدھر جانا پڑا۔ اب نہ کسی بُرائی سے بچ کر کہیں جا سکتے ہیں اور نہ کسی نیکی میں کوئی اضافہ کر سکتے ہیں۔ دنیا سے انس پیدا کیا تو اس نے  
 دھوکہ دے دیا اور اس پر اعتبار کر لیا تو اس نے تباہ و برباد کر دیا۔

خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ اب سے سبقت کر دو ان منازل کی طرف جن کو آباد کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جن کی طرف سفر کرنے کی رغبت  
 دلائی گئی ہے اور دعوت دی گئی ہے۔ اللہ کی نعمتوں کی تکمیل کا انتظام کرو اور اس کی اطاعت کے انجام دینے اور معصیتوں سے پرہیز کرنے پر  
 صبر کے ذریعہ۔ اس لئے کہ کل کا دن آج کے دن سے دور نہیں ہے۔ دیکھو دن کی ساعتیں، مہینہ کے دن، سال کے مہینے اور زندگی کے  
 سال کس تیزی سے گزر جاتے ہیں۔

۱۸۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

(ایمان اور دُجوب، ہجرت کے بارے میں)

ایمان کا ایک وہ حصہ ہے جو دلوں میں ثابت اور مستحکم ہوتا ہے اور ایک وہ حصہ ہے جو دل اور سینے کے درمیان عارضی طور پر رہتا ہے  
 لہذا اگر کسی سے برائت اور بیزاری بھی کرنا ہو تو اتنی دیر انتظار کرو کہ اسے موت آجائے کہ اس وقت بیزاری بر محل ہوگی۔  
 ہجرت کا قانون آج بھی وہی ہے جو پہلے تھا۔ اللہ کسی قوم کی محتاج نہیں ہے چاہے جو خفیہ طور پر مومن رہے یا علی اعلان ایمان کا اظہار کرے ہجرت  
 کا اطلاق حجت خدا کی معرفت کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے لہذا جو شخص اس کی معرفت حاصل کر کے اس کا اقرار کر لے وہی ہاجر ہے،

لے ایمان وہ عقیدہ ہے جو انسان کے دل کی گہرائیوں میں پایا جاتا ہے اور جس کا واقعی اظہار انسان کے عمل اور کردار سے ہوتا ہے کہ عمل اور کردار کے  
 بغیر ایمان صرف ایک دعویٰ رہتا ہے جس کی کوئی تصدیق نہیں ہوتی ہے۔  
 لیکن یہ ایمان بھی دو طرح کا ہوتا ہے۔ کبھی انسان کے دل کی گہرائیوں میں یوں پیوست ہو جاتا ہے کہ زمانہ کے جھکڑ بھی اسے ہلا نہیں سکتے ہیں  
 اور کبھی حالات کی بنا پر تزلزل کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں۔ حضرت نے اس دوسری قسم کے پیش نظر ارشاد فرمایا ہے کہ کسی انسان کی بد کرداری کی  
 بنا پر برائت کرنا ہے تو اتنا انتظار کرو کہ اسے موت آجائے تاکہ یہ یقین ہو جائے کہ ایمان اس کے دل کی گہرائیوں میں ثابت نہیں تھا اور نہ تو بد و استغفار  
 کے راہ راست پر آ جاتا۔

لے ہجرت کا واقعی مقصد جان کا پھانا نہیں بلکہ ایمان کا پھانا ہوتا ہے لہذا جب تک ایمان کے تحفظ کا انتظام نہ ہو جائے اس وقت تک ہجرت کا کوئی مفہوم نہیں ہے  
 اور جب معرفت حجت کے ذریعہ ایمان کے تحفظ کا انتظام ہو جائے تو سمجھو کہ انسان مہاجر ہو گیا چاہے اس کا قیام کسی منزل پر کیوں نہ رہے۔

احلام - عقول  
 شقر برجلد - پیراٹھایا  
 خطام - جہار  
 معقل - پناہ گاہ  
 ذروه - بلندی  
 مبادرة الموت - موت کی تیاری  
 غرات - سختیاں  
 ارماس - قبریں  
 ایلاس - رنج و غم  
 مطلع - محل اطلاع  
 روعات - پریشانیاں  
 اختلاف اضلاع - تباہی  
 استکاک - بہرین  
 غم - پردہ پوشی  
 صفیج - چھر  
 سنن - راست  
 قرن - جوڑنا  
 اشراط - علامات  
 ازقت - قریب ہوگی

اسم الإنسیضغاف علی من بلغتہ الحجة فسمیتمہا أدنہ و عساها قلبہ.

صعوبة الأیام

إن أمرنا صعبٌ مُستصعبٌ، لا یحمله إلا عبدٌ مؤمنٌ امتحن الله قلبه  
 للآیمان، ولا یبوی حدیقتنا إلا صدورٌ أمینةٌ، وأحلامٌ وزینةٌ.

علم الوصی

أیها الناس، سلونی قبل أن تفقدونی، فلأننا بطرقی السعای أعلم منی بطرقی  
 الأرض، قبل أن تشقر برجلها فتثتہ تطأ فی خطایها، وتذهب بأحلام قلوبها.

۱۹۰

و من خطبة له رضی اللہ عنہ

یحمد الله ویثنی علی نبیہ و یعظ بالتقوی

حمد الله سبحانه و تعالی

أحمدہ شکراً لإنعامہ، وأستعینہ علی وظایف حقوقہ، عزیز الجسد، عظیم المتجدد.

الثناء علی النبی رضی اللہ عنہ

وأشهد أن محمداً عبده ورسوله، دعا إلى طاعته، وقاهر أعداءه جهاداً  
 عن دینہ، لا یثبته عن ذلك اجتماع علی تكذیبہ، والیتماس لإطفاء نوره.

الصلوة بالتقوی

فَاعْتَصِمُوا بِتَقْوَى اللَّهِ، فَإِنَّ لَهَا حَبلاً وَنِيقاً عُرْوَةً وَمَعْقِلاً مَنِيعاً دُرُوثَةً.  
 وَتَادِرُوا الْمَوْتَ وَغَمْرَاتِهِ، وَأَمْسِدُوا أَلَهُ قَبْلَ حُلُولِهِ، وَأَعِدُّوا أَلَهُ قَبْلَ نَزُولِهِ؛ فَإِنَّ  
 الْغَايَةَ الْقِيَامَةَ، وَكَفَى بِذَلِكَ وَعِظاً لِمَنْ عَقَلَ، وَمُعْتَبِراً لِمَنْ جَهَلَ! وَقَبْلَ بُلُوغِ  
 الْغَايَةِ مَا تَعْلَمُونَ مِنْ ضِيقِ الْأُرْمَاسِ، وَشِدَّةِ الْإِبْلَاسِ، وَهَوْلِ الْمَطْلَعِ،  
 وَرَوْعَاتِ الْفَرْعِ، وَاخْتِلَافِ الْأَضْلَاحِ، وَاسْتِكَامِ الْأَشْجَاعِ، وَظُلْمَةِ اللَّسْعِدِ،  
 وَخِيفَةِ الْوَعْدِ، وَغَمِّ الضَّرْمِجِ، وَرَدَمِ الصَّفِيحِ.

فَاللَّهُ اللَّهُ عِبَادَةَ اللَّهِ فَإِنَّ الدُّنْيَا مَاضِيَةٌ بِكُمْ عَلَى سَنَنِ، وَأَنْتُمْ  
 وَالسَّاعَةُ فِي قَرْنٍ، وَكَأَنَّهَا قَدْ جَاءَتْ بِأَشْرَاطِهَا، وَأَزَقَتْ

اسی ط

جاچکا

دریانہ

ہونے

اور اس

روک

اس کی

سکلی کرنا

بھی عبرت

کی ہونا

اشکان کا

بن

ہونے ہو

بعض حضرات

کو ناہم سمجھتے

||

تعمیر نزلت

ازمانے

مصادر خطبہ سنہ ۱۹ غزوات حکم آدمی سنہ (منقول از ابن نباتہ متوفی ۵۳۴ھ)

طرح متضعف اسے نہیں کہا جاتا ہے جس تک خدائی دلیل پہنچ جائے اور وہ اسے سن بھی لے اور دل میں جگہ بھی دیرے۔ ہمارا معاملہ نہایت درجہ سخت اور دشوار گزار ہے۔ اس کا تحمل صرف وہ بندہ مومن کر سکتا ہے جس کے دل کا امتحان ایمان کے لئے لیا گیا ہو۔ ہماری باتیں صرف انہیں سینوں میں رہ سکتی ہیں جو امانتدار ہوں اور انہیں عقول میں سہاسکتی ہیں جو ٹھوس اور حکم ہوں۔ لوگو! جو چاہو مجھ سے دریافت کرو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ۔ میں آسمان کے راستوں کو زمین کی راہوں سے بہتر جانتا ہوں۔ مجھ سے یافت کرو قبل اس کے کہ وہ فتنہ اپنے پیر اٹھالے جو اپنی ہمارے کو بھی پیروں تلے روندنے والا ہے اور جس سے قوم کی عقول کے ذوال کا اندیشہ ہے۔

۱۹۰۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں حمد خدا - ثنائے رسولؐ اور نصیحت تقویٰ کا ذکر کیا گیا ہے)

میں اس کی حمد کرتا ہوں اس کے انعام کا شکر یہ ادا کرنے کے لئے اور اس سے مدد چاہتا ہوں اس کے حقوق سے عہدہ برآ کرنے کے لئے۔ اس کا شکر غالب ہے اور بزرگی عظیم ہے۔

میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندہ اور اس کے رسول ہیں۔ انہوں نے اس کی اطاعت کی دعوت دی ہے اور اس کے دشمنوں پر غلبہ حاصل کیا ہے اس کے دین میں جہاد کے ذریعہ۔ انہیں اس بات سے نظالموں کا ان کے جھٹلانے پر اجتماع رک سکے اور نہ ان کی نور ہدایت کو خاموش کرنے کی خواہش منع کر سکی ہے۔

تم لوگ تقویٰ الہی سے وابستہ ہو جاؤ کہ اس کی ریسمان کے بندھن مضبوط اور اس کی پناہ کی چوٹی ہر جہت سے محفوظ ہے۔ موت اور زندگی سختیوں کے سامنے آنے سے پہلے اس کی طرف سبقت کرو اور اس کے آنے سے پہلے زمین ہموار کرو۔ اس کے نزول سے پہلے تیاری کر لو کہ انجام کار بہر حال قیامت ہے اور یہ بات ہر اس شخص کی نصیحت کے لئے کافی ہے جو صاحب عقل ہو اور اس میں جاہل کے لئے نصیحت کا سامان ہے اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ اس انجام تک پہنچنے سے پہلے تنگی، لحد اور شدت بزرخ کا بھی سامنا ہے جہاں بزرخ ہولناکی، خوف کی دہشت، پسیلوں کا ادھر سے ادھر ہو جانا، کانوں کا بہرہ ہو جانا، قبر کی تاریکیاں، عذاب کی دھمکیاں، قبر کے صاف کا بند کیا جانا اور پتھر کی بسلوں سے پاٹ دیا جانا بھی ہے۔

بندگانِ خدا! اللہ کو یاد رکھو کہ دنیا تمہارے لئے ایک ہی راستہ پر چل رہی ہے اور تم قیامت کے ساتھ ایک ہی رسی میں بندھے رہتے ہو اور گویا کہ اس نے اپنے علامات کو نمایاں کر دیا ہے اور اس کے جھنڈے قریب آچکے ہیں۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ اہلبیتؑ کے معاملہ سے مراد دین و ایمان اور عقیدہ و کردار ہے کہ اس کا ہر حال میں برقرار رکھنا اور اس سے کسی بھی حال میں دست بردار نہ ہونا، انہیں کی بات نہیں ہے ورنہ لوگ ادنیٰ نصیبت میں بھی دین سے دست بردار ہو جاتے ہیں اور جان بچانے کی پناہ گاہیں ڈھونڈنے لگتے ہیں۔

اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس سے مراد اہلبیتؑ کی روحانی عظمت اور ان کی نورانی منزل ہے جس کا ادراک ہر انسان کے بس کا کام نہیں ہے بلکہ اس کے لئے ہم نون درکار ہے لیکن ہر حال اس تصور میں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کو بھی شامل کرنا پڑے گا ورنہ صرف عقیدہ قائم کرنے کے لئے امتحان شدہ اور بسنے ہوئے دل کی ضرورت نہیں ہے۔

افراط - جمع فرط - پرچم ہدایت  
 کلاکل - سینے  
 انصرام - انقضائے  
 رث - بوسیدہ  
 غث - لاغر  
 کلب - بلاسیری کا کھانا  
 بجب - شور  
 تغیظ - بھروسہ  
 زفیر - آگ بھڑکنے کی آواز  
 ذکت - بھروسہ انھی  
 علم قرار ہا - جس کی گہرائی نزل سکے  
 لزوم الارض - سکون و قرار  
 اصلاط - تلوار کھینچنا

Ⓛ اس بھوک کی شدت سے اس آیت  
 کریم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جب ہم  
 آتش جہنم سے سوال کریں گے کہ کیا تیرا  
 شکم پھوٹ گیا ہے تو کہے گی خدا یا کیا کچھ اور  
 کا اسکان ہے۔ گویا یہ وہ گرسنہ ہے جس کی  
 بھوک ختم ہونے والی نہیں ہے اور اس کی  
 غذا گنگار انسانوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے  
 لہذا ہوشیار ہو کہ اس کا تقرب نہ بن جاؤ  
 کہ اس کی شان "ہم نہیں خال دون" ہے  
 اور اس کے قبض میں جانے والا پھر باہر  
 نہیں آسکتا ہے۔

اس جہنم سے بچنے کا ایک ہی راستہ  
 ہے کہ انسان صحیح عقیدہ اور نیک اعمال

کے ساتھ دنیا سے جائے تاکہ اس آگ سے محفوظ کر دیا جائے ورنہ گروہ درگروہ جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔

بِأَفْرَاطِهَا، وَوَقَفَتْ بِكُمْ عَلَى صِرَاطِهَا (سراطها). وَكَانَتْ قَدْ أَشْرَقَتْ  
 بِرِزْلَازِهَا، وَأَسَاخَتْ بِكَلَالِهَا، وَأَنْصَرَمَتْ (انصرمت) الدُّنْيَا بِأَهْلِهَا،  
 وَأَخْرَجَتْهُمْ مِنْ حِضْنِهَا، فَكَانَتْ كَيَوْمِ مَضَى، أَوْ شَهْرِ انْقَضَى، وَصَارَ  
 جَدِيدُهَا رَتْأً، وَسَمِيئُهَا غَسًّا، فِي مَوْقِفِ ضَلِّكَ السَّقَامِ، وَأُسُورِ مُنْتَهِيَةِ  
 عِظَامٍ، وَنَارِ سَيِّدِيكَلْبِهَا، عَالِ لِحْسِبِهَا، سَاطِعِ لَهْبِهَا، مُتَّعِطِ زَفِيرِهَا،  
 مُتَّاجِعِ سَعِيرِهَا، بِسَمِيدِ مُخُودِهَا، ذَلِكَ وَقُودُهَا، مَحْضُوفِ وَعِيدِهَا، عَمِ قَرَارِهَا،  
 مُظْلِمَةِ أَنْطَارِهَا، حَاسِيَةِ قُدُورِهَا، فَطِيعَةِ أُمُورِهَا. «وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا  
 رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا». قَدْ أَيْسَرَ الْعَذَابَ، وَانْقَطَعَ الْعِتَابُ، وَوَضِعُوا  
 عَنِ النَّارِ، وَاطْمَأَنَّتْ بِهِمُ الدَّارُ، وَوَضِعُوا السُّوَى وَالنَّزَارَ، الَّذِينَ كَانَتْ  
 أَعْيُنُهُمْ فِي الدُّنْيَا رَاكِبِينَ، وَأَعْيُنُهُمْ بَاسِكِينَ، وَكَانَ لَيْسَ لَهُمْ فِي  
 دُنْيَاهُمْ تَهَارًا، تَخَشُّعًا وَاسْتِغْفَارًا، وَكَانَ تَهَارُهُمْ لَيْثًا، تَوْحُّشًا وَانْقِطَاعًا  
 فَجَعَلَ اللَّهُ لَهُمُ الْجَنَّةَ مَأْبَأً، وَالْجَسْرَاءَ نَوَابِأً، «وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا»  
 فِي مُلْكِ دَائِمٍ، وَنَعِيمٍ قَائِمٍ.

فَارْعَوْا عِبَادَ اللَّهِ مَا بَرِعَآئِيهِ يَسْفُورُ قَسَائِرُكُمْ، وَبِإِضَاعَتِيهِ يَكْسُرُ  
 مُبْطَلُكُمْ، وَبِإِدْرَاؤِ آجَالِكُمْ بِأَعْيَالِكُمْ، فَبِإِيكُمْ مُرْتَهِنُونَ بِمَا أَنْتَلَفْتُمْ،  
 وَتَسْدِينُونَ بِمَا قَدَّمْتُمْ، وَكَأَنَّ قَدْ نَزَلَ بِكُمْ الْمَخُوفُ، فَلَا رَجْعَةَ تَسْأَلُونَ،  
 وَلَا عَثْرَةَ تُسْأَلُونَ. اسْتَعْمَلْنَا اللَّهَ وَإِيَّاكُمْ بِطَاعَتِيهِ وَطَاعَةِ رَسُولِيهِ،  
 وَعَفَا عَنَّا وَعَنْكُمْ بِفَضْلِ رَحْمَتِيهِ.

الزَّمُوا الْأَرْضَ، وَاصْبِرُوا عَلَى الْهَلَاكِ، وَلَا تُخْرِكُوا بِأَيْدِيكُمْ وَسُيُوفِكُمْ  
 فِي هَوَى الْأَيْتِيكُمْ، وَلَا تَسْتَعْجِلُوا بِمَا لَمْ يُعْجَلْهُ اللَّهُ لَكُمْ، فَإِنَّهُ  
 مَنْ مَاتَ بِسُنَّتِكُمْ عَلَى فِرَاسِيهِ وَهُوَ عَلَى مَعْرِفَةِ حَقِّ رَبِّهِ وَحَقِّ رَسُولِهِ  
 وَأَهْلِ بَيْتِيهِ مَاتَ شَهِيدًا، وَوَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ، وَاسْتَوْجَبَ ثَوَابَ مَا  
 نَسَى مِنْ صَلَاحِ عَمَلِيهِ، وَقَامَتِ النَّيَّةُ مَقَامَ إِصْلَابَتِيهِ لِسِتِيهِ، فَإِنَّ  
 لِكُلِّ شَيْءٍ مُدَّةً وَأَجَلًا.

اور تھیں  
 اہل سے  
 ہدایت کے  
 جس کا  
 تیز ہیں  
 اطراف  
 جنت کی  
 گھر میں  
 جن کی آ  
 کی بنا پر  
 کے حقدار  
 گمانا ہیں  
 امر نازل ہے  
 کی اطاعت  
 زہ  
 عملت نہیں  
 ہے اور اس  
 کی قائم مقام  
 صلوات اسے  
 دل جائے اور  
 صلحت اسلا  
 توجہ کیا کہ  
 غلبے کے  
 شمار ہو  
 ہدیہ ترقی  
 ہونے کے



میں اپنے راستہ پر کھڑا کر دیا ہے اور گویا کہ وہ اپنے زلزلوں سمیت نمودار ہو گئی ہے اور اپنے سینے ٹیک دے ہیں اور دنیا نے اپنے لئے نئے موڑ لیا ہے اور انھیں اپنی گود سے الگ کر دیا ہے۔ گویا کہ یہ ایک دن تھا جو گذر گیا یا ایک مہینہ تھا جو بیت گیا۔ اور اس کا کہنا ہو گیا اور اس کا تندرست لاغر ہو گیا۔ اس موقف میں جس کی جگہ تنگ ہے اور جس کے امور مشتبہ اور عظیم ہیں۔ وہ آگ ہے مازخ کاری ہے اور جس کے شعلے بلند ہیں۔ اس کی بھڑک نمایاں ہے اور بھڑکنے کی آوازیں غضب ناک ہیں۔ اس کی لپٹیں ہیں اور بچنے کے امکانات (۱) معدوم ہیں۔ اس کا بھڑکنا تیز ہے اور اس کے خطرات دہشت ناک ہیں۔ اس کا گڑھا تاریک ہے اور اس کے ان اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ اس کی دیکھیں کھولتی ہوئی ہیں اور اس کے امور دہشت ناک ہیں۔ اس وقت صرف خدا رکھنے والوں کو گروہ گروہ کی طرف لے جایا جائے گا جہاں عذاب سے محفوظ ہوں گے اور عتاب کا سلسلہ ختم ہو چکا ہوگا۔ جہنم سے الگ کر دئے جائیں گے اور اپنے میں اطمینان سے رہیں گے۔ جہاں اپنی منزل اور اپنے مستقر سے خوش ہوں گے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا میں پاکیزہ تھے اور ان کی آنکھیں خوب خدا سے گریاں تھیں۔ ان کی راتیں خشوع اور استغفار کی بنا پر دن جیسی تھیں اور ان کے دن دہشت اور گوشہ نشینی پر رات جیسے تھے۔ اللہ نے جنت کو ان کی بازگشت کی منزل بنا دیا ہے اور جزا و آخرت کو ان کا ثواب۔ "یہ حقیقتاً اسی انعام خدا اور اہل تھے" جو ملک دائم اور نعیم ابدی میں رہنے والے ہیں۔

بندگان خدا! ان باتوں کا خیال رکھو جن کے ذریعہ سے کامیابی حاصل کروالاکامیاب ہوتا ہے اور جن کو ضائع کر دینے سے باطل والوں کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اپنی موت کی طرف اعمال کیساتھ سبقت کر دو کہ تم گذشتہ اعمال کے گروہی ہو اور پہلے والے اعمال کے مقروض ہو اور اب گویا کہ خوفناک باؤل ہو چکا ہے جس سے نہ واپسی کا امکان ہے اور نہ گناہوں کی معافی مانگنے کی گنجائش ہے۔ اللہ ہمیں اور تمہیں اپنی اور اپنے رسول اطاعت کی توفیق دے اور اپنے فضل و رحمت سے ہم دونوں سے درگزر فرمائے۔

زمین سے جسے رہو اور بلاؤں پر ٹھہرتے رہو۔ اپنے ہاتھ اور اپنی تلواروں کو زبان کی خواہشات کا تابع نہ بنانا اور جس چیز میں خدا نے اللہ نہیں رکھی اس کی جلدی نہ کرنا کہ اگر کوئی شخص خدا و رسولؐ و اہلبیتؑ کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے بستر پر مر جائے تو وہ بھی شہید ہی مرتا اور اس کا اجر بھی خدا ہی کے ذمہ ہوتا ہے اور وہ اپنی نیت کے مطابق نیک اعمال کا ثواب بھی حاصل کر لیتا ہے کہ خود نیت بھی تلوار کھینچنے کا مقام ہو جاتا ہے اور ہر شے کی ایک مدت ہوتی ہے اور اس کا ایک وقت معین ہوتا ہے۔

حالات اس قدر سنگین تھے کہ امام کے مخلص اصحابؑ منافقین اور معاہدین کی روش کو برداشت نہ کر سکتے تھے اور ہر ایک کی فطری خواہش تھی کہ تلوار اٹھانے کی اجازت مانگے اور دشمن کا خاتمہ کر دیا جائے جو ہر دور کے جذباتی انسان کی تمنا اور آرزو ہوتی ہے۔ لیکن حضرت یہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی کام مرضی الہی اور سلامت اسلام کے خلاف ہو اور میرے مخلصین بھی جذبات و خواہشات کے تابع ہو جائیں لہذا پہلے آپ نے صبر و سکون کی تلقین کی اور اس امر کی طرف توجہ کیا کہ اسلام خواہشات کا تابع نہیں ہوتا ہے۔ اسلام کی شان یہ ہے کہ خواہشات اس کا اتباع کریں اور اس کے اشارہ پر چلیں۔ اس کے بعد مخلصین کے اس نیک جذبہ کی طرف توجہ فرمائی کہ یہ شوق شہادت و قربانی رکھتے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے حوصلے پست ہو جائیں اور یہ باؤسی کا کار ہو جائیں لہذا اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی کہ شہادت کا دار و مدار تلوار چلانے پر نہیں ہے۔ شہادت کا دار و مدار اخلاص نیت کے ساتھ شہادت پر ہے لہذا تم اس جذبہ کے ساتھ بستر پر بھی مر گئے تو تمہارا شمار شہداء اور صالحین میں ہو جائے گا۔ تمہیں اس سلسلہ میں پریشان رہنے کی ضرورت نہیں ہے!

فاشی - منتشر

جیدہ - عظمت

توام - صح توام - جوڑوں

حکم - حکمت

ضرب فی الماء - تیرنا

از سر - صح زام - گام

حین - ہلاکت

رین - پردہ - رنگ

متودع التقوی - محافظہ تقوی

اسدی - عطا کر دیا

اہطاع - جلدی کرنا

الظوا - اصرار کر دو

① حمد خدا کے تمام مخلوقات میں منتشر

ہونے کا ایک تصور یہ ہے کہ ہر مخلوق ایک

حمد و ثنا میں مصروف ہے جیسا کہ قرآن مجید

نے بیان کیا ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ ایک

تسبیح کر رہا ہے - یہ ادویات ہے کہ تم

اس تسبیح کو سمجھنے کے لائق نہیں ہو۔

ادوردو سراسر تصور یہ ہے کہ اس نے

مخلوقات کو اس شان سے پیدا کیا ہے

کہ ہر مخلوق کی تخلیق اس کی حمد کا تقاضا

کر رہی ہے اور ہر مصنوع کی صنعت

اس کی حمد کو سمجھنا اور اسے پہنچانے

قُبَّارِكُ اللهُ أَحْسَنُ الْحَمَلَاتِ

## و من خطبة له ﴿﴾

بِحَمْدِ اللهِ وَيُثْنِي عَلَى نَبِيِّهِ وَيُوصِي بِالزُّهْدِ وَالتَّقْوَى

أَمْسَدُ لِلَّهِ الْفَاشِي فِي الْمَسْلُوقِ حَمْدُهُ، وَالْمَقَالِبِ جُنْدُهُ، وَالْمُتَقَالِبِ جَدُّهُ،  
أَحْمَدُهُ عَلَى رِعْمِهِ الشُّوَامِ، وَالْأَيْمِ الْعِظَامِ، الَّذِي عَظَّمَ حِلْمُهُ قَعَقًا، وَعَدَلَ  
فِي كُلِّ مَا قَضَى، وَعَلِمَ مَا يَخْضِي وَمَا تَضَى، مُبْتَدِعِ (مبتدئ) الْخَلَاتِقِ بِعِلْمِهِ،  
وَمُنْشِئِهِمْ بِحُكْمِهِ، بِمَا أَفْتَدَاهُ وَلَا تَسْلِيمِهِ، وَلَا اخْتِدَاهُ لِإِتَالِ صَانِعِ حَكِيمِهِ،  
وَلَا إِصَابَةِ خَطَأٍ، وَلَا حَضْرَةَ مَلَأَ.

## الرسول الأعظم ﴿﴾

وَأَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَبْتَعْتَهُ وَالنَّاسُ يَضْرِبُونَ فِي غَمْرَةٍ،  
وَيَسُوجُونَ فِي حَيْرَةٍ، قَدْ قَادَتْهُمْ أَرْبَعَةُ الْحَيْنِ، وَاسْتَفْلَقَتْ عَلَى أَيْدِيهِمْ  
أَقْفَالُ الرَّيْنِ.

## الوصية بالزهد و التقوى

عِبَادَ اللهِ أَوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ فَإِنَّهَا حَقُّ اللهِ عَلَيْكُمْ، وَالْمُوجِبَةُ  
عَلَى اللهِ حَقُّكُمْ، وَأَنْ تَشْتَعِبُوا عَلَيْنَا بِاللهِ، وَتَشْتَعِبُوا بِهَا عَلَى اللهِ،  
فَإِنَّ التَّقْوَى فِي الْيَوْمِ الْمَسْرُورِ وَالْجُنَّةِ، وَفِي غَدِ الطَّرِيقِ إِلَى  
الْجَنَّةِ، مَنْسَلِكُهَا وَأَضْحِ، وَسَالِكُهَا زَائِحٌ، وَمُسْتَوْدَعُهَا حَافِظٌ، لَمْ  
تَبْرَحْ عَارِضَةً نَفْسُهَا عَلَى الْأَنْفُسِ الْمَاضِيَةِ مِنْكُمْ وَالْفَاطِرِينَ،  
لِمَتَّاجِعِهِمْ إِلَيْهَا غَدًا، إِذَا أَعَادَ اللهُ مَا أَبَدَى، وَأَخَذَ مَا  
أَغْطَى، وَسَأَلَ عَمَّا أَسَدَى، فَمَا أَقْبَلَ مِنْ قَسَلِهَا، وَحَمَلَهَا حَقٌّ  
حَمَلِهَا! أَوْلَيْكَ الْأَقْلُونَ غَدًا، وَهُمْ أَهْلُ صِفَةِ اللهِ  
سُبْحَانَهُ إِذْ يَقُولُ: «وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّاكِرِينَ» فَأَمْطِعُوا (فانقطعوا)  
بِأَسْمَاعِكُمْ إِلَيْهَا، وَأَلْظَمُوا بِحَدِّكُمْ عَلَيْنَا، وَاعْتَنَاضُوا

نعمتور

سے ہم

ادراپا

کسی

ادرجیا

ہے۔ ا

جنت تک

ہے۔ یہ ت

پڑھنے د

ہے ان ا

ہیں لیکن

کرد اور

لے لکھن پور

ہے کہ وہ اطا

۲۱

دعوت رکھ

کہ اس

دعوت کو

دعوت ال

اطاعت

۱۹۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں حمد خدا، ثنائے رسول اور وصیت زہد و تقویٰ کا تذکرہ کیا گیا ہے)

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس کی حمد ہم گمراہ اور جس کا شکر غالب ہے اور جس کی عظمت بلند و بالا ہے۔ میں اس کی مسلسل نعمتوں اور عظیم ترین مہربانیوں پر اس کی حمد کرتا ہوں کہ اس کا علم اس قدر عظیم ہے کہ وہ ہر ایک کو معاف کرتا ہے اور پھر ہر فیصلہ میں انصاف سے بھی کام لیتا ہے اور جو کچھ گذر گیا اور گذر رہا ہے سب کا جاننے والا بھی ہے۔ وہ مخلوقات کو صرف اپنے علم سے پیدا کرنے والا ہے اور اپنے حکم سے ایجاد کرنے والا ہے۔ نہ کسی کی اقتدا کی ہے اور نہ کسی سے تعلیم لی ہے۔ نہ کسی صالح حکیم کی مثال کی پیروی کی ہے اور نہ کسی غلطی کا شکار ہوا ہے اور نہ مشیروں کی موجودگی میں کام انجام دیا ہے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ انھیں اس وقت بھیجا ہے جب لوگ گمراہیوں میں چلے کاٹ رہے تھے اور حیرانوں میں غلطان و پچھاں تھے۔ ہلاکت کی مہاریں انھیں کھینچ رہی تھیں اور کدورت و زنگ کے تلے ان کے دلوں پر پڑے ہوئے تھے۔ بندگانِ خدا! میں تمہیں تقویٰ الہی کی نصیحت کرتا ہوں کہ یہ تمہارے اوپر اللہ کا حق ہے اور اس سے تمہارا حق پروردگار پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے لئے اللہ سے مدد مانگو اور اس کے ذریعہ اسی سے مدد طلب کرو کہ یہ تقویٰ آج دنیا میں سپردِ حفاظت کا ذریعہ اور کل سنت تک پہنچنے کا راستہ ہے۔ اس کا مسلک واضح اور اس کا راہبرد فائدہ حاصل کرنے والا ہے اور اس کا امانت دار حفاظت کرنے والا ہے۔ یہ تقویٰ اپنے کو ان پر بھی پیش کرتا رہا ہے جو گذر گئے اور ان پر بھی پیش کر رہا ہے جو باقی رہ گئے ہیں کہ سب کو کل اس کی ضرورت پڑنے والی ہے۔ جب پروردگار اپنی مخلوقات کو دوبارہ پلٹے گا اور جو کچھ عطا کیا ہے اسے واپس لے گا اور جن نعمتوں سے نوازا ہے ان کا سوال کرے گا۔ کس قدر کم ہیں وہ افراد جنہوں نے اس کو قبول کیا ہے اور اس کا واقعی حق ادا کیا ہے۔ یہ لوگ عدد میں بہت کم ہیں لیکن پروردگار کی اس توصیف کے حقدار ہیں کہ ”میرے شکر گزار بندے بہت کم ہیں“۔ اب اپنے کانوں کو اس کی طرف مصروف کرو اور سعی و کوشش سے اس کی پابندی کرو اور اسے گذرتی ہوئی گونا گویوں کا بدل قرار دو۔

لے کھلی ہوئی بات ہے کہ بندہ کسی قیمت پر پروردگار پر حق پیدا کرنے کے قابل نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کا ہر عمل کم پروردگار اور فضل الہی کا نتیجہ ہے۔ لہذا اس کا کوئی امکان نہیں ہے کہ وہ اطاعت الہی انجام دے کہ اس کے مقابلہ میں صاحب حق ہو جائے اور اس پر اسی طرح حق پیدا کرے جس طرح اس کا حق عبادت و اطاعت ہر بندہ پر ہے۔ اس حق سے مراد بھی پروردگار کا فضل و کرم ہے کہ اس نے بندوں سے انعام اور جزا کا وعدہ کر لیا ہے اور اپنے بارے میں یہ اعلان کر دیا ہے کہ میں اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ہوں جس کے بعد ہر بندہ کو یہ حق پیدا ہو گیا ہے کہ وہ مالک سے اپنے اعمال کی جزا اور اس کے انعام کا مطالبہ کرے نہ اس لئے کہ اس نے اپنے پاس سے اور اپنی طاقت سے کوئی عمل انجام دیا ہے کہ یہ بات غیر ممکن ہے۔ بلکہ اس لئے کہ مالک نے اس سے ثواب کا وعدہ کیا ہے اور وہ اپنے وعدہ کو وفا کرنے کا ذمہ دار ہے اور اس سے ذمہ برابر اٹھان نہیں کر سکتا ہے۔ روایات میں حق محمدؐ کا مفہوم یہی ہے کہ انھوں نے اپنی عبادت کے ذریعہ وعدہ الہی کی وفا کا اتنا حق پیدا کر لیا ہے کہ ان کے وسیلے سے دیگر افراد بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ بھی انھیں کے نقش قدم پر چلیں اور انھیں کی طرح اطاعت و عبادت انجام دینے کی کوشش کریں۔!

مِنْ كُلِّ سَلْفٍ خَلْفًا، وَمِنْ كُلِّ خَالِفٍ مُوَافِقًا. أَيْتَقَطُّوا بِهَا تَوَمُّكُمْ،  
 وَأَفْطَقُوا بِهَا يَوْمَكُمْ، وَأَشْعِرُوا قُلُوبَكُمْ، وَأَرَحِّضُوا بِهَا دُئُوبَكُمْ،  
 وَدَاوُوا بِهَا الْأَشْقَامَ، وَبَادِرُوا بِهَا الْحِمَامَ، وَاعْتَبِرُوا بِمَنْ أَضَاعَهَا،  
 وَلَا يَسْتَبِرَنَّ بِكُمْ مَنْ أَطَاعَهَا. أَلَا فَصُونُوهَا وَتَصُونُوا بِهَا، وَكُونُوا عَيْنَ  
 الدُّنْيَا نُسْرَاهَا، وَإِلَى الْآخِرَةِ وُلاَهَا. وَلَا تَصْعُقُوا (تسعموا) مَنْ رَفَعْتَهُ  
 التَّقْوَى، وَلَا تَرَفَعُوا مَنْ رَفَعْتَهُ الدُّنْيَا. وَلَا تَشِيْمُوا بِأَرْقَاهَا، وَلَا  
 تَسْمَعُوا نَاطِقَهَا، وَلَا تُجِيبُوا نَاعِقَهَا، وَلَا تَسْتَضِيئُوا بِأَشْرَاقِهَا،  
 وَلَا تُنْقِشُوا بِأَغْلَاقِهَا (أغلاقتها)، فَإِنَّ بَرَقَهَا خَالِبٌ، وَنُطْقَهَا كَاذِبٌ،  
 وَأَنْشُورُهَا مَعْرُوبَةٌ، وَأَغْلَاقُهَا مَنَلُوبَةٌ. أَلَا وَهِيَ الْمَصْدَبَةُ  
 السُّنُونُ، وَالْمَجَامِعَةُ الْحُرُونُ، وَالْمَائِنَةُ الْمُتَوُّنُ، وَالْمَجُودُ الْكَفُودُ،  
 وَالْمَعْتَدُ الصَّدُودُ، وَالْمَيُودُ الْمَيُودُ. حَالِمًا انْتِقَالًا، وَوِطَانِيًّا  
 زَلْزَالًا، وَعِزُّهَا ذُلٌّ، وَجِدُّهَا هَزْلٌ، وَعُلُوُّهَا سُفْلٌ. دَارُ حَرْبٍ وَتَسَلُّبٍ،  
 وَتَهَبٍ وَعَطَبٍ. أَهْلُهَا عَلَى سَائِي وَبِسَائِي، وَلَمَّاسِي وَفِرَاقِي. قَدْ تَحْمِيْرَتْ  
 مَدَاهِبُهَا، وَأَعْرَجَتْ مَهَارِبُهَا، وَخَابَتْ خَانَاتُهَا، فَأَسْلَمَتْهُمْ  
 الْمَعَاوِلُ، وَنَفَقَتْهُمْ الْمَنَازِلُ، وَأَغْرَبَتْهُمْ الْمَتَاعِلُ. فَمَنْ  
 نَسِجَ مَشْقُورٍ، وَلَتَمَّ بِمَجْرُورٍ، وَتَسَلَّقَ (اشلق) مَسْدُوحٍ، وَدَمَّ مَشْفُوحٍ  
 وَعَاصُ عَلَى يَدَيْهِ، وَصَافِي بِكَفَيْهِ، وَمُزْتَفِي بِمَدَيْهِ، وَزَارٍ  
 عَلَى رَأْسِهِ، وَرَاجِحٍ عَنِ عِزِّهِ، وَقَدْ أَدْبَرَتْ الْمَيْلَةَ، وَأَقْبَلَتْ  
 السُّبَيْلَةَ، «وَلَاتِ جِينِ مَنَاصٍ». هُنَيْاتُ هُنَيْاتٍ أَقْدَمَاتُ مَاقَاتِ،  
 وَذَهَبٌ مَآذَهَبٌ، وَمَصَّتِ الدُّنْيَا لِمَالِهَا، «فَمَا بَكَتْ عَلَيْنِمْ  
 السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ».

مرتفق - کہنیوں پر رکھے ہوئے

زارمی - بیزاری

غیلہ - سحر

بال - دل - خاطر

منظرین - جن کو جہلت دیدی جائے

رضض - دھو دینا

تصون - حفاظت

نزاه - جمع نازہ - پاکیزہ نفس

ولاء - جمع والہ - شتاق

شام البرق - اس پر نظر رکھی کہ کہاں بارش ہوتی ہے

بارق - بادل

اعلاق - جمع علق - قیمتی

خالب - دھوکہ باز

محرور - لٹ ہوا

متصدیہ - مائل کرنے والی

عَتُون - واضح

جامحہ - منہ زور

حرون - اڑیل

مانتہ - چھوٹی

خوون - خیانت کار

کنور - نا شکر

عنود - دشمن

صدود - روکنے والا

جیود - مائل

میود - مضطرب

حرب - لوٹ مار

عطب - ہلاکت

ساق و سیاق - استاد و آادہ سفر

لحاق - گذشتگان سے ملنے والا

ہبارب - جھانکنے کی جگہ

مماول - ہمارت

مقصور - زخمی

مججور - کھال کھینچا ہوا

شلو - بدن

مسفوح - بہا ہوا

اور ہر حال

اور اسے

اس کو ضا

در بعیر سے

جیسے دنیا

آواز دینے

دو - اس

سامان مجھے

اکا

راہ سے منحرف

تحت بھی ذ

سای کا گھ

سے تم کو ہر

سزاؤں نے ا

کشت کے ل

دن انفسوس

راہ جیلوں

کا گزر گئی ا

میں ہلکت

ہر جا بجا ہے

میں ہے۔

میں ہونے پائے

میں ہونے کوئی

اور

میں ہونے

میں ہونے

میں ہونے

الف کے مقابلہ میں موافق بناؤ۔ اس کے ذریعہ اپنی نیند کو بیداری میں تبدیل کرو اور اپنے دن گزار دو۔ اسے اپنے دلوں کا شعار بناؤ  
 ہا کے ذریعہ اپنے گناہوں کو دھو ڈالو۔ اپنے امراض کا علاج کرو اور اپنی موت کی طرف سبقت کرو۔ ان سے عبرت حاصل کرو جنہوں نے  
 مانع کر دیا ہے اور خبردار وہ تم سے عبرت نہ حاصل کرنے پائیں جنہوں نے اس کا راستہ اختیار کیا ہے۔ اس کی حفاظت کرو اور اس کے  
 سے اپنی حفاظت کرو۔ دنیا سے پاکیزگی اختیار کرو اور آخرت کے عاشق بن جاؤ۔ جسے تقویٰ بلند کر دے اسے بہت مت بناؤ اور  
 بیا اور بچا بنا دے اسے بلند مت سمجھو۔ اس دنیا کے چکنے والے بادل پر نظر نہ کرو اور اس کے ترجمان کی بات مت سنو اس کے  
 دینے والے کی آواز پر لبیک مت کہو اور اس کی چمک دمک سے روشنی مت حاصل کرو اور اس کی قیمتی چیزوں پر جان مت  
 اس لئے کہ اس کی بجلی فقط چمک دمک ہے اور اس کی باتیں سراسر غلط ہیں۔ اس کے اموال لٹنے والے ہیں اور اس کا

بچھنے والا ہے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ یہ دنیا جھلک دکھا کر منہ موڑ لینے والی چند اداں، منہ زور اڑیل۔ جھوٹی، خائن، ہٹ دھرم۔ ناشکری کرنے والی، میدھی  
 سے مخوف اور منہ پھرنے والی اور بجز تیج و تاب کھانے والی ہے۔ اس کا طریقہ انتقال ہے اور اس کا ہر قدم زلزلہ انگیز ہے۔ اس کی  
 بھی زلت ہے اور اس کی واقعیت بھی مذاق ہے۔ اس کی بلندی پستی ہے اور یہ جنگ و جدل۔ حرب و ضرب، لوٹ مار۔ ہلاکت و  
 آگاہ ہے۔ اس کے رہنے والے پاب رکاب ہیں اور جل چلاؤ کے لئے تیار ہیں۔ ان کی کیفیت وصل و فراق کی کشمکش کی ہے۔ جہاں  
 کم ہو گئے ہیں اور گریز کی راہیں مشکل ہو گئی ہیں اور منہ بے ناکام ہو چکے ہیں محفوظ گھاٹیوں نے انہیں مشکلات کے حوالہ کر دیا ہے اور  
 نے انہیں دور پھینک دیا ہے۔ دانشمندیوں نے بھی انہیں دور مانہ کر دیا ہے۔ اب جو بچ گئے ہیں ان میں کچھ کی کو نہیں کٹی ہوئی ہیں۔ کچھ  
 کے کو قہر ہے جن کی کھال اتار لی گئی ہے۔ کچھ کے ہونے جسم اور بچتے ہوئے خون جیسے ہیں۔ کچھ اپنے ہاتھ کاٹنے والے ہیں اور کچھ  
 لوس لٹنے والے۔ کچھ نکر و تردید میں کہنیاں و خساروں پر رکھے ہوئے اور کچھ اپنی فکر سے بیزار اور اپنے ارادہ سے بوجھ کرنے والے  
 بیوں نے منہ پھر لیا ہے اور ہلاکت سامنے آگئی ہے مگر چٹکارے کا دقت نکل چکا ہے۔ یہ ایک نہ ہونے والی بات ہے۔ جو چیز گذر گئی  
 گئی اور جو دقت چلا گیا وہ چلا گیا اور دنیا اپنے حال میں من مانی کرتی ہوئی گذر گئی۔ ”زان پر آسان رو یا اور زمین اور نہ  
 نہ اہلت ہی دی گئی۔“

اجانتا ہے کہ اس دنیا کا کوئی حال قابل اعتبار نہیں ہے اور اس کی کسی کیفیت میں سکون و قرار نہیں ہے۔ اس کا پہلا عیب تو یہ ہے کہ اس کے حالات میں  
 یہ ہے۔ صبح کا سویرا تھوڑی دیر میں دوپہر میں جاتا ہے اور آفتاب کا شباب تھوڑی دیر میں غروب ہو جاتا ہے۔ انسان بچنے کی آزادیوں سے مستفید  
 ہونے پاتا ہے کہ جوانی کی دھوپ آجاتی ہے اور جوانی کی رعنائیوں سے لذت اندوز نہیں ہونے پاتا ہے کہ ضعیفی کی کڑوریاں حملہ آور ہو جاتی  
 عرض کوئی حالت ایسی نہیں ہے جس پر اعتبار کیا جاسکے اور جسے کسی حد تک پرسکون کہا جاسکے۔

اور دو سرا عیب یہ ہے کہ الگ الگ کوئی دور بھی قابل اطمینان نہیں ہے۔ دولت مند دولت کو رو ہے ہیں اور غریب غریب کو۔ بہار بہاریوں کا  
 رکھ رہے ہیں اور صحت مند صحت کے تقاضوں سے عاجز ہیں۔ بے اولاد اولاد کے طلبگار ہیں اور اولاد والے اولاد کی خاطر پریشان۔

ایسی صورت حال میں تقاضائے عقل یہی ہے کہ دنیا کو ہٹ اور مقصد تصور نہ کیا جائے اور اسے صرف آخرت کے ذیلہ کے طور پر استعمال کیا جائے۔  
 ان نعمتوں میں سے اتنا ہی لے لیا جائے جتنا آخرت میں کام آنے والا ہے اور باقی کو اس کے اہل کے لئے چھوڑ دیا جائے۔!

قاصعہ - حیر بنا دینے والا  
عصبیہ - رشتوں پر ناز کرنا  
حمی - محفوظ مقام  
اصطفیٰ - اختیار کیا

رُواو - حسن منظر

عَرَفَ - خوشبو

اجط - برباد کر دیا

① انسان اگر ذرا غور کرے تو اس

حقیقت کا ادراک کر سکتا ہے کہ عورت

اور کبریائی کمال کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

جس کے پاس کمال نہیں ہے اس کے

پاس کبریائی کا تصور ایک جنون اور

دیوانگی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

اس بنیاد پر عورت اور کبریائی منظر

پر دروگہ کار کے لئے ہے کہ کمال مطلق اسکی

ذات کے لئے ہے اور اس کے علاوہ کوئی

اس کمال کا حقدار نہیں ہے جس کے

پاس یہ کمال ہے وہ اس کا کرم اور

احسان ہے ورنہ مخلوق ذاتی اعتبار

سے عدم محض ہے جس کو خالق نے

باس وجود سے آراستہ کر دیا ہے تو

اب باس وجود مخلوق کے لئے ضرور ہے

لیکن باس عورت و کبریائی صفت

خالق کے لئے ہے۔

### و من خطبہ له ﴿۱۹۲﴾

تسمی القاصعہ

وہی تتضمن ذم ابلیس لعنہ اللہ، علی استکبارہ و ترکہ السجود لآدم ﴿۱۹۲﴾، و اُنہ اول  
من اظهر العصبیة و تبع الحمیة، و تحذیر الناس من سلوک طریقته.

الْمَسْدُ لِلسُّلَّةِ الَّذِي لَيْسَ الْعِزُّ وَالْكَبرِيَاءُ، وَاخْتَارَهُمَا لِنَفْسِهِ دُونَ خَلْقِهِ،  
وَجَعَلَهُمَا حِمًى وَحَرَمًا عَلَى غَيْرِهِ، وَاضْطَقَهُمَا لِجَلَالِهِ. ۱

رأى الصبيان

وَجَعَلَ اللُّغَةَ عَلَى مَنْ نَارَعَهُ فِيهَا مِنْ عِبَادِهِ، ثُمَّ اخْتَبَرَ بِذَلِكَ مَلَائِكَةَ

الْمَقَرَّبِينَ، لِيَمَيِّزَ الْمُتَوَاضِعِينَ مِنْهُمْ مِنَ الْمُسْتَكْبِرِينَ، فَقَالَ سُبْحَانَكَ وَهُوَ

الْعَالِمُ بِمُضْمَرَاتِ الْقُلُوبِ، وَتَحْجُوبَاتِ الْغُيُوبِ: «إِنِّي خَالِقُ بَشَرًا مِنْ طِينِ

\* فَأَذَا سَوَيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَمُوا لَهُ سَاجِدِينَ \* فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ

كُلُّهُمْ أَسْمَعُونَ \* إِلَّا إِبْلِيسَ» اِغْتَرَضَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَافْتَخَرَ عَلَى آدَمَ بِخَلْقِهِ،

وَتَعَصَّبَ عَلَيْهِ لِأَضْلِهِ، فَعَدُوُّ اللّٰهِ إِسْمُ الْمُتَعَصِّبِينَ، وَسَلَفَ الْمُسْتَكْبِرِينَ،

الَّذِي وَضَعَ أَسَاسَ الْعَصْبِيَّةِ، وَنَارَعَ اللّٰهَ رِذَاءَ الْجَبْرِيَّةِ، وَأَذْرَعَ لِبَنَاسِ الشُّعْرُوبِ،

وَخَلَعَ قِنَاحَ الشُّذَلِ، أَلَا تَرَوْنَ كَيْفَ صَغَّرَهُ اللّٰهُ بِتَكْبَرِهِ، وَوَضَعَهُ بِتَرْكِهِ،

فَجَعَلَهُ فِي الدُّنْيَا مَذْهُورًا، وَأَعَدَّ لَهُ فِي الْآخِرَةِ سَعِيرًا؟ ۱

ابن، اللہ لطفہ

وَلَوْ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَخْلُقَ آدَمَ مِنْ نُورٍ يَحْفَظُ الْأَبْصَارَ ضِيَاءَهُ، وَيَنْبِئُ

الْمَقُولَ رُؤُؤَهُ، وَطَيِّبٍ يَأْخُذُ الْأَنْفَاسَ عِزْفَهُ، لَفَعَلَ. وَلَوْ فَعَلَ لَطَلَّتْ لَهُ

الْأَعْيُنُ خَاضِعَةً (خَاشِعَةً)، وَلَقُفَّتِ (لَحِقَّت) الْبَلَوِيُّ فِيهِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ،

وَلَكِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ يَسْتَبِي خَلْقَهُ بِغَضِّ مَا يُجْهَلُونَ أَضْلَهُ، تَمَيِّزًا بِالِاخْتِيَارِ

لَهُمْ، وَتَسْفِيًا لِلِاسْتِكْبَارِ عَنْهُمْ، وَإِعَادًا لِلْخُلُقِ مِنْهُمْ.

طلب الصبرہ

فَاعْتَبِرُوا بِمَا كَانَ مِنْ فِعْلِ اللّٰهِ بِإِبْلِيسَ إِذْ أَخْبَطَ عَمَلَهُ الطُّولِيَّ،

وَبِهَذِهِ الْمَسْجِدِ (الْجَمِيلِ)، وَكَانَ قَدْ عَبَدَ اللّٰهَ سِتَّةَ آلَافٍ سَنَةً، لَا يَذُرُّهُ

(اس خطبہ)

کہ ہر ایک

اسے طوع

ہو جائے

اس کا پاپ

نے انکا

پر دشمن

میں مقاب

میں اسے

کر دے

اور ملا کر

ہر کے ا

تباہ و ب

لے اس میں

لیکن اس

تکلیف

حامل سے

مذہب ما

ہر دور

کو بھیج

راہوں کے

مصادر خطبہ ۱۹۲ کتاب الیقین السید ابن طاووس ۱۹۱، فروع الکافی ۳ ۱۹۱، من لای یحضرہ الفقیہ ۱۹۲، ریح الأبرار زمر ۱۹۱

اعلام النبوة اور دسی ۱۹۱، الذریقہ ۲ ۱۹۱، سجاد الہ وارجلہ پنجم

(۱۹۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ (خطبہ قاصدہ)

اس خطبہ میں ابلیس کے تکبر کی مذمت کی گئی ہے اور اس امر کا اظہار کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے تعصب اور غرور کا راستہ اسی اختیار کیا ہے لہذا اس اجتناب ضروری ہے (ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس کا لباس عزت اور کبریائی ہے اور اس نے اس کمال میں کسی کو شریک نہیں بنایا ہے۔ اس نے ان دونوں صفوں کو ہر ایک کے لئے حرام اور ممنوع قرار دے کر صرف اپنی عزت و جلال کے لئے منتخب کر لیا ہے اور جس نے بھی ان دونوں صفوں میں اس سے مقابلہ کرنا چاہا، اسے ملعون قرار دے دیا ہے۔ اس کے بعد اسی درجہ سے ملائکہ مقررین کا امتحان لیا ہے تاکہ تواضع کرنے والوں اور غرور رکھنے والوں میں امتیاز قائم ہو جائے اور اسی بنیاد پر اس دنوں کے راز اور غیر کے اسرار سے باخبر پروردگار نے یہ اعلان کر دیا کہ "میں مٹی سے ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں اور جب اس کا پیکر تیار ہو جائے اور میں اس میں اپنی روح کمال چھونک دوں تو تم سب سجدہ میں گر پڑنا" جس کے بعد تمام ملائکہ نے سجدہ کر لیا۔ صرف ابلیس نے انکار کر دیا کہ اسے تعصب لاحق ہو گیا اور اس نے اپنی تخلیق کے مادہ سے آدم پر فخر کیا اور اپنی اصل کی بنا پر استکبار کا شکار ہو گیا۔ جس کے بعد یہ دشمن خدا تمام متعصب افراد کا پیشوا اور تمام تکبر لوگوں کا مورث الاعلیٰ بن گیا۔ اسی نے عصیت کی بنیاد قائم کی اور اسی نے پروردگار سے جبروت کی ردا میں مقابلہ کیا اور اپنے خیال میں عزت و جلال کا لباس زیب تن کر لیا اور تواضع کا نقاب اتار کر پھینک دیا۔

اب کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ پروردگار نے کس طرح اسے تکبر کی بنا پر چھوٹا بنا دیا ہے اور بلندی کے اظہار کی بنیاد پرست کر دیا ہے۔ دنیا میں اسے ملعون قرار دے دیا ہے اور آخرت میں اس کے لئے آتش جہنم کا انتظام کر دیا ہے۔

اگر پروردگار یہ چاہتا کہ آدم کو ایک ایسے نور سے خلق کرے جس کی ضیاء آنکھوں کو چکا چوند کر دے اور جس کی رونق عقول کو مبہوت کر دے یا ایسی خوشبو سے بنائے جس کی بھک سانسوں کو جکڑ لے تو یقیناً کر سکتا تھا اور اگر ایسا کر دیتا تو یقیناً گزریں ان کے سامنے جھکت جاتیں اور ملائکہ کا امتحان آسان ہو جاتا لیکن وہ ان چیزوں سے امتحان لینا چاہتا تھا جن کی اصل معلوم نہ ہو تاکہ اسی امتحان سے ان کا امتیاز قائم ہو سکے اور ان کے استکبار کا علاج کیا جاسکے اور انہیں غرور سے دور رکھا جاسکے۔

تو اب تم سب پروردگار کے ابلیس کے ساتھ برتاؤ سے عبرت حاصل کرو کہ اس نے اس کے طویل عمل اور بے پناہ جدوجہد کو تباہ و برباد کر دیا جب کہ وہ چھ ہزار سال عبادت کر چکا تھا۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ملائکہ کی عصمت بشر جیسی اختیاری نہیں ہے جہاں انسان مارے جذبات و خواہشات سے مگر اگر عصمت کو دار کا مظاہرہ کرنا ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ ملائکہ بالکل جمادات و نباتات جیسے نہیں ہیں کہ انہیں کسی طرح کا اختیار حاصل نہ ہو۔ ورنہ اگر ایسا ہوتا تو نہ تکلیف کے کوئی معنی ہوتے اور نہ امتحان کا کوئی مقصد ہوتا۔ ان میں جذبات و احساسات ہیں لیکن بشر جیسے نہیں ہیں۔ انہیں فعل و ترک کا اختیار حاصل ہے لیکن بالکل انسانوں جیسا نہیں ہے۔ اسی بنا پر ان کا امتحان لیا گیا اور امتحان صرف جذبہ حب ذات اور انانیت سے متعلق تھا کہ یہ جذبہ ملک کے اندر بھی نظر پایا جاتا ہے۔ اور اسی جذبہ کی آزمائش کے لئے آدم کو بظاہر پرست ترین عنصر سے پیدا کیا گیا جسے عام طور سے پروردگار سے رو نہ دیا جاتا ہے لیکن اسی پیکر خاکی میں روح کمال کو چھونک کر تابعدار بنا دیا کہ ملائکہ کے مسجود بننے کے لائق ہو گئے اور قدرت نے انسانوں کو بھی توجہ کر دیا کہ تمہارا کمال تمہاری اصل سے نہیں ہے۔ تمہارا کمال ہمارے رابطہ اور تعلق سے ہے۔ لہذا جب تک یہ رابطہ برقرار رہے گا تم صاحب کمال رہو گے اور جس دن یہ رابطہ ٹوٹ جائے گا تم خاک کا ڈھیر ہو جاؤ گے اور بس۔!

بعد یکم بداء - تمہیں بھی مبتلا  
کردے  
یستغفرکم - آوارہ کردے  
اجلب علیکم - تمہارے خلات جمع  
کریا ہے

خیل درجل - سوار اور پیادے  
فوق السہم - کان پر تیر چڑھایا ہے  
اغرق النازع - بھر دیکھتے یا ہے

نزع - کھینچنا

جامح - منور

طاعیت - لالچ

بخت - ظاہر ہو گیا

ولفت - آگے بڑھ گیا

اتحام - اچانک داخل کر دینا

ولجات - پناہ گاہ

اشخان - گہرے زخم لگانا

خزائم - اونٹ کے ناک کا چھلا

ادری - بھڑکا دیا

مناصبین - کھلم کھلا دشمن

متابین - اجتماع کرنے والے

حدکم - اپنا غضب

جد - قطع تعلق

بنان - انگلیاں

حور - مرکز

أَمِنْ سِنِي الدُّنْيَا أَمْ مِنْ سِنِي الآخِرَةِ، عَنْ كِبَرِ سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ. قَسَنَ دَا  
بَعْدَ إِئْتِسَابِ يَسْلَمَ عَلَى اللَّهِ بِمَثَلِ مَعْصِيَتِهِ؟ كَلَّا، مَا كَانَ اللَّهُ مُبْتَغَانَةً  
لِيُذْخِلَ الْجَنَّةَ بِشَرًّا بِأَنْسَرٍ أَخْرَجَ بِهِ مِنْهَا مَلَكًا. إِنَّ حُكْمَهُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ  
وَ أَهْلِ الْأَرْضِ لَوَاحِدٌ. وَمَا بَيْنَ اللَّهِ وَبَيْنَ أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ هَوَادَةٌ فِي  
إِتَابَةٍ جَمِي حَرَمَةٌ عَلَى الْعَالَمِينَ.

### التعذيب من الضبطار

فَاخَذُوا عِبَادَ اللَّهِ عَذَابَ اللَّهِ أَنْ يُعَذِّبَكُمْ بِدَائِهِ، وَأَنْ يَسْتَفِزَّكُمْ بِدَائِهِ،  
وَأَنْ يُجَلِّبَ عَلَيْكُمْ بِحَسْبِهِ وَرَجُلِهِ، فَلَقَمْتِي لَقْدًا قَسَوَتْ لَكُمْ سَنَمَ الوَعِيدِ،  
وَأَغْرَقَ إِلَيْكُمْ بِالزَّرْعِ الشَّدِيدِ، وَرَمَاكُمْ مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ، فَقَالَ: «رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي  
لَأَرْسِنَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَأَلْغُوِيَهُمْ أَجْمَعِينَ»، قَدْفًا بِغَيْبِ بَعِيدٍ، وَرَجْمًا  
بِظَنِّ غَيْرِ مُصِيبٍ، صَدَقَهُ بِهِ أَنْبَاءُ الْمَسِيَّةِ، وَإِخْوَانُ الْعَصِيَّةِ، وَفُرْسَانُ الْكِبَرِ  
وَالْجَاهِلِيَّةِ. حَتَّى إِذَا انْقَادَتْ لَهُ الْجَائِعَةُ مِنْكُمْ، وَاسْتَحْكَمَتِ الطَّاعِيَةُ مِنْهُ  
فِيكُمْ، فَتَجَمَّعَتِ الْمَالِ مِنْ الشَّرِّ الْمُنْفِي إِلَى الْأَنْسَرِ الْجَسَلِيِّ، اسْتَفْخَلَتْ سُلْطَانُهُ  
عَلَيْكُمْ، وَذَكَفَتْ بِحُودُودِهِمْ نَحْوَكُمْ، فَأَقْحَمُوكُمْ وَبَلَّاتِ (وَلِجَابِ) الذَّلِّ، وَأَحْلَوْكُمْ  
وَرَطَّاتِ الْقَتْلِ، وَأَوْطَسُوكُمْ إِسْخَانَ الْجِرَاحَةِ، طَمَعْنَا فِي عُيُونِكُمْ، وَحَرَآ فِي  
حُلُوقِكُمْ، وَدَقَّآ لِمَنَاخِرِكُمْ، وَقَصَدْنَا لِمَقَاتِلِكُمْ، وَسَوَقَا بِحَزَائِمِ الْقَهْرِ  
إِلَى النَّارِ الْمُسْعَدَةِ لَكُمْ، فَأَصْبَحَ أَعْظَمَ فِي دِينِكُمْ حَرْجًا، وَأَوْزَى فِي دُنْيَاكُمْ  
قَدْحًا، مِنْ الَّذِينَ أَصْبَحْتُمْ لَهُمْ مُنَاصِبِينَ، وَعَلَيْهِمْ مُتَالِيِينَ، فَاجْعَلُوا عَلَيْهِ  
حَدَّكُمْ، وَنَهْ جَدَّكُمْ، فَلَقَمْتِ اللَّهَ لَقْدًا فَخَرَّ عَلَى أَصْلِكُمْ، وَوَقَعَ فِي حَسْبِكُمْ،  
وَدَقَّعَ فِي نَسْبِكُمْ، وَأَجَلَّبَ بِحَسْبِهِ عَلَيْكُمْ، وَقَصَدَ بِسَرْجِلِهِ سَبِيلَكُمْ،  
يَقْتَضُونَكُمْ بِكُلِّ مَكَانٍ، وَيَضْرِبُونَ مِنْكُمْ كُفْلَ بَنَانٍ، لَا تَمْتِنُونَ  
بِحَبِيلَةٍ، وَلَا تَدْفَعُونَ بِعَزِيمَةٍ، فِي حَرَمَةِ ذُلِّ، وَحَلْفَةِ ضَيْقِي، وَعَرْضَةِ سَوْتِي،

جس کے با  
کون ایسا  
یہ  
کے لئے ایک  
مارے  
بنا

سوار اور

ہے اور کہ

تو نے مجھے

سے کبھی تنہا

نے اس کی

ہو گئی تو با،

انہوں نے

اسکھوں پر

قہر وغیر کی کیا

مردوح کر۔

کر رکھی ہے

اسی کے خلاف

خدا کا

اور تمہارے نہ

پر تمہارے ایک

در انہا ایک تم



کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہے کہ وہ دنیا کے سال تھے یا آخرت کے مگر ایک ساعت کے تکبر نے سب کو لیا میٹ کر دیا تو اب اس کے بعد ایسی معصیت کر کے عذاب الہی سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

یہ ہرگز ممکن نہیں ہے کہ جس جرم کی بنا پر ملک کو نکال باہر کیا اس کے ساتھ بشر کو داخل جنت کر دے جب کہ خدا کا قانون زمین آسمان کے ایک ہی جیل ہے اور اللہ اور کسی خاص بندہ کے درمیان کوئی ایسا خاص تعلق نہیں ہے کہ وہ اس کے لئے اس چیز کو حلال کر دے جو نئے عالمین کے لئے حرام قرار دی ہے۔

بزدگان خدا! اس دشمن خدا سے ہوشیار رہو۔ کہیں تمہیں بھی اپنے مرض میں مبتلا نہ کر دے اور کہیں اپنی آواز پر کھینچ نہ لے اور تم پر اپنے ارادہ پر بادہ شکر سے حملہ نہ کر دے۔ اس لئے کہ میری جان کی قسم اس نے تمہارے لئے شرانگیزی کے تیر کو چلا لکان میں جوڑ لیا اور لکان کو زور سے کھینچ لیا ہے اور تمہیں بہت نزدیک سے نشانہ بنانا چاہتا ہے۔ اس نے صاف کہہ دیا ہے کہ "پروردگار جس طرح نے مجھے بہکا دیا ہے اب میں بھی ان کے لئے لگانا ہوں کو آراستہ کر دوں گا اور ان سب کو گمراہ کر دوں گا" حالانکہ یہ بات بالکل بالکل انکل پنچو کہی تھی اور بالکل غلط اندازہ کی بنا پر زبان سے نکالی تھی لیکن غرور کی اولاد، تعصب کی برادری اور تکبر و جاہلیت کے شہسواروں اس کی بات کی تصدیق کر دی۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے منہ زوری کرنے والے اس کے مطیع ہو گئے اور اس کی طمع تم میں مستحکم ہوئی تو بات پر وہ راز سے نکل کر منظر عام آگئی۔ اس نے اپنے اقتدار کو تم پر قائم کر لیا اور اپنے لشکر کو کارخ تمہاری طرف موڑ دیا۔ ان نے تمہیں ذلت کے غاروں میں ڈھکیل دیا اور تمہیں قتل و خون کے بھنور میں پھنسا دیا اور مسلسل زخمی کر کے پامال کر دیا تمہاری گلوں میں نیزے جھبھو دئے۔ تمہارے حلق پر خنجر چلا دئے اور تمہاری ناک کو گرہ دیا۔ تمہارے جوڑ بند کو توڑ دیا اور تمہاری ناک میں غلبہ کی نیل ڈال کر تمہیں اس آگ کی طرف کھینچ لیا جو تمہارے ہی واسطے ہیما کی گئی ہے۔ وہ تمہارے دین کو ان سب سے زیادہ روک کرنے والا اور تمہاری دنیا میں ان سب سے زیادہ فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے والا ہے جن سے مقابلہ کی تم نے تیاری کر رکھی ہے اور جن کے خلاف تم نے لشکر جمع کئے ہیں۔ لہذا اب اپنے غیظ و غضب کا مرکز اسی کو قرار دو اور ساری کوشش ان کے خلاف صرف کرو۔

خدا کی قسم اس نے تمہاری اصل پر اپنی برتری کا اظہار کیا ہے اور تمہارے حسب میں عیب نکالا ہے اور تمہارے نسب پر طعن دیا ہے اور تمہارے خلاف لشکر جمع کیا ہے اور تمہارے راستہ کو اپنے پیادوں سے روندنے کا ارادہ کیا ہے۔ جو ہر جگہ تمہارا انکار کرنا چاہتے ہیں اور ہر مقام تمہارے ایک ایک انگلی کے پور پر ضرب لگانا چاہتے ہیں اور تم نہ کسی جیل سے اپنا بچاؤ کرتے ہو اور نہ کسی عزم دارادہ سے اپنا دفاع کرتے ہو۔ احمالیکہ تم ذلت کے بھنور تنگی کے دائرہ موت کے میدان اور بلاؤں کی جولانگاہ میں ہو۔

اس مقام پر یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ سورہ کہف کی آیت مذہ میں ایسے کو جنات میں قرار دیا گیا ہے تو اس مقام پر اسے ننگ کے لفظ سے کس طرح تعبیر کیا گیا ہے۔ ان اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ مقام تکلیف میں ہمیشہ ظاہر کو دیکھا جاتا ہے اور مقام جزا میں حقیقت پر نگاہ کی جاتی ہے۔ ایمان کے احکام ان تمام لوگوں کے لئے ہیں جن کا ظاہر ایمان ہے لیکن ایمان کی جزا اور اس کا انعام صرف ان افراد کے لئے ہے جو واقعی صاحبان ایمان ہیں۔ یہی حال ملائکہ اور جنات کا ہے کہ ملائکہ کے احکام میں وہ تمام افراد شامل ہیں جو اپنے ننگ ہونے کے دعویدار ہیں چاہے واقعتاً قوم جن سے تعلق رکھتے ہیں اور ملائکہ کی عظمت و شرافت صرف ان افراد کے لئے ہے جو واقعتاً ننگ ہیں اور اس کا قوم جن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔



تہا فرض ہے کہ تھارے دلوں میں جو عصیت اور جاہلیت کے کینوں کی آگ بھڑک رہی ہے اسے بجااد کہہ کر غور ایک  
 کے اندر شیطانی دوسوں، تختوں، فتنہ انگیزوں اور فسوں کاریوں کا نتیجہ ہے۔ اپنے سر پر تو اضع کا تاج رکھنے کا عزم کر دو اور تکبر کو  
 روکنے رکھ کر کچل دو۔ غور کے طوق کو اپنی گردنوں سے اتار کر پھینک دو اور اپنے اور اپنے دشمن اہلس اور اس کے لشکروں  
 میان تو اضع وانکار کا مورچہ قائم کر لو کہ اس نے ہر قوم میں سے اپنے لشکر، مددگار، پیادہ، سوار سب کا انتظام کر لیا ہے اور  
 اس شخص کے جیسے نہ ہو جاؤ جس نے اپنے ہاتھوں کے مقابلہ میں غور کیا بغیر اس کے کہ اللہ نے اسے کوئی فضیلت عطا کی ہو علاوہ  
 کہ حد کی عداوت نے اس کے نفس میں عظمت کا احساس پیدا کر دیا اور بیجا غیرت نے اس کے دل میں غضب کی آگ بھڑکادی  
 نے اس کی ناک میں تکبر کی ہوا پھونک دی اور انجام کار ندامت ہی ہاتھ آئی اور قیامت تک کے تمام قاتلوں کا گناہ اس کے  
 لیے اس نے قتل کی بنیاد قائم کی ہے۔

یاد رکھو تم نے اللہ سے کھلم کھلا دشمنی اور صاحبان ایمان سے جنگ کا اعلان کر کے ظلم کی انتہا کر دی ہے اور زمین میں  
 برپا کر دیا ہے۔ خدا را خدا سے ڈرو۔ تکبر کے غور اور جاہلیت کے تفاخر کے سلسلہ میں کہ یہ عداوتوں کے پیدا ہونے کی جگہ  
 سلطان کی فسوں کاری کی منزل ہے۔ اسی کے ذریعہ اس نے گذشتہ قوموں اور اگلی نسلوں کو دھوکہ دیا ہے یہاں تک کہ وہ لوگ  
 ت کے اندھیروں اور ضلالت کے گڑھوں میں گر پڑے۔ وہ اپنے بنکانے والے کے سیکل تابع اور کھینچنے والے کے سراپا  
 بنتے تھے۔ یہی وہ امر ہے جس میں قلوب سب ایک جیسے ہیں اور نسلیں اسی راہ پر چلتی رہی ہیں اور یہی وہ تکبر ہے جس کی  
 پویشی سے سینے تنگ ہیں۔

آگاہ ہو جاؤ۔ اپنے ان بزرگوں اور سرداروں کی اطاعت سے محتاط رہو جنہوں نے اپنے حسب پر غور کیا اور اپنے  
 کی بنیاد پر اپنے بن گئے۔ بدنام چیزوں کو اللہ کے سر ڈال دیا اور اس کے احسانات کا صریحی انکار کر دیا۔ انہوں نے اس کے  
 سے مقابلہ کیا ہے اور اس کی نعمتوں پر غلبہ حاصل کرنا چاہا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو عصیت کی بنیاد۔ فتنہ کے ستون۔ اور  
 عداوت کے غرور کی تلوار ہیں۔

اللہ سے ڈرو اور خردار اس کی نعمتوں کے دشمن اور اس کے دئے ہوئے فضائل کے حامد نہ بنو۔ ان جھوٹے مدعیان اسلام کا اتباع  
 و جن کے گندہ پانی کو اپنے صاف پانی میں ملا کر پی رہے ہو اور جن کی بیماریوں کو تم نے اپنی صحت کے ساتھ مخلوط کر دیا ہے اور جن کے  
 کو اپنے حق میں شامل کر لیا ہے۔ یہ لوگ فسق و فجور کی بنیاد ہیں اور نافرمانیوں کے ساتھ چپکے ہوئے ہیں۔

قایل اور قایل کی طون اشارہ ہے جہاں قایل نے صحت حد اور تعصب کی بنیاد پر اپنے حقیقی بھائی کا خون کر دیا اور اللہ کی پاکیزہ زمین کو خون ناحق  
 رنگین کر دیا اور اس طرح دنیا میں قتل و خون کا سلسلہ شروع ہو گیا جس کے ہر ٹھوم میں قایل کا ایک حصہ بہر حال رہے گا۔  
 قوم کی تباہی اور بربادی میں سب سے بڑا ہاتھ ان ریسوں اور سرداروں کا ہوتا ہے جن کی حیثیت کچھ نہیں ہوتی ہے لیکن اپنے کو اس قدر عظیم بنا کر پیش کرتے  
 ہیں کہ ان کا اعزازہ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ان کے پاس تعصب۔ عناد۔ غور اور تکبر کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ہے اور غریب بندگان خدا کو یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ اللہ  
 کو کم کو بلند بنایا ہے اور اسی نے تمہیں ہمت قرار دیا ہے لہذا اب تمہارا فرض ہے کہ اس کے فیصلہ پر راضی رہو اور ہماری اطاعت کی راہ پر چلتے رہو  
 اور تمہارا ارادہ صحت کرو کہ یہ قضا و قدر الہی سے بغاوت ہے اور یہ شان اسلام کے خلاف ہے۔

اتَّخَذَهُمْ إِبْلِيسُ مَطَايَا ضَلَالٍ، وَجُنُودًا بِهِمْ يَصُولُ عَلَى النَّاسِ، وَتَرَاجِمَةً يَنْطِقُ  
عَلَى أَلْسِنَتِهِمْ، اشْتَرَا قُلُوبَ الْمُتَوَلِّينَ وَدَخُلُوا فِي عُيُونِكُمْ، وَتَلَفْنَا (نَسْنَا) فِي  
أَشْيَاعِكُمْ، فَجَعَلْنَاكُمْ مَرْمَى نَبِيلِهِ، وَمَوْطِئَةً قَدِيمِهِ، وَمَا خَذَ يَدِيهِ

### العبرة بالماضير

فَاعْتَبِرُوا بِمَا أَصَابَ الْأُمَّةَ الْمُتَكَبِّرِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ مِنْ بَأْسِ اللَّهِ  
وَصَوْلَاتِيهِ، وَوَقَايِعِهِ وَمَسَائِلَاتِهِ، وَأَتَّعِظُوا بِمَسَائِرِي خُدُودِهِمْ، وَمَصَارِعِ  
جُنُودِهِمْ، وَاشْتَعِيدُوا بِاللَّهِ مِنْ لَوَائِحِ الْكِبْرِ، كَمَا تَشْتَعِيدُونَ مِنْ طَوَائِقِ  
الدَّهْرِ، فَلَوْ رَخِصَ اللَّهُ فِي الْكِبْرِ لِأَحَدٍ مِنْ عِبَادِهِ لَرَخِصَ فِيهِ لِحَاصَةِ  
أَنْبِيَائِهِ وَأَوْلِيَائِهِ؛ وَلَكِنَّهُ سُبْحَانَهُ كَرِهَ إِلَيْهِمُ التَّكْبِيرَ، وَرَضِيَ  
لَهُمُ التَّوَاضِعَ، فَالْتَصِقُوا بِالْأَرْضِ خُدُودَهُمْ، وَعَقَرُوا فِي التَّرَابِ وَجُوهَهُمْ،  
وَخَفَضُوا أَجْنِحَتَهُمْ لِلْمُؤْمِنِينَ، وَكَانُوا قَوْمًا مُسْتَضَعِّفِينَ، قَدِ اخْتَبَرَهُمُ اللَّهُ  
بِالْمُخْمَصَةِ، وَإِتْلَاهُمْ بِالْمَجْهُدَةِ، وَاشْتَحَبَهُمُ بِالْمَخَاوِفِ، وَخَفَضَهُمُ  
بِالْمَكَارِهِ، فَلَا تَعْتَبِرُوا الرُّضَى وَالسُّخْطَ بِالسَّالِ وَالسُّلُودَ جَهْلًا بِوَرَائِعِ  
الْمُفِئَةِ، وَالِاخْتِيَارَ (الْخِيَارَ) فِي مَوْضِعِ الْغِنَى وَالِإِقْتِدَارَ، فَقَدْ قَالَ  
سُبْحَانَهُ تَعَالَى: «أَيُّكُمْ يَأْتِيهِمْ مِنْ مَالٍ مِنْ مَالٍ وَتَسِينُ تُسَارِعُ  
لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ؟ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ» فَإِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ يَخْتَبِرُ عِبَادَهُ  
الْمُسْتَكْبِرِينَ فِي أَنْفُسِهِمْ بِأَوْلِيَائِهِ الْمُسْتَضَعِّفِينَ فِي أَعْيُنِهِمْ

### تواضع الأنبياء

وَلَقَدْ دَخَلَ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ وَمَعَهُ أَخُوهُ هَارُونَ - عَلَيْهِمَا السَّلَامُ - عَلَى  
فِرْعَوْنَ، وَعَلَيْهِمَا مَدَارِعُ الصُّوفِ، وَبِأَيْدِيهِمَا الْعِصِيُّ، فَسَرَطَا لَهُ - إِنَّ  
أَسْلَمَ - بَسْمَاءَ مُلْكِيهِ، وَدَوَّامَ عِزِّهِ (سُلْطَانِهِ)؛ فَقَالَ: «أَلَا تَعْبُدُونَ مِنْ هَذِهِ  
يَسْطِرْطَانَ لِي دَوَّامَ الْعِزِّ، وَبَسْمَاءَ الْمُلْكِ، وَهَذَا بِمَا تَرَوْنَ مِنْ حَالِ الْفَقْرِ وَالذُّلِّ؟  
فَهَلَّا أَلْقَيْتُمَا أَسَاوِرَةَ مِنْ ذَهَبٍ؟» إِعْظَامًا لِلذَّهَبِ وَجَمْعِيَةً، وَاحْتِقَارًا لِلصُّوفِ  
وَأَلْبِسِيهِ؛ وَلَوْ أَرَادَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ لِأَنْبِيَائِهِ حَيْثُ بَعَثَهُمْ أَنْ يَفْتَحَ لَهُمُ  
كُنُوزَ الذَّهَبِ، وَمَعَادِنَ الْعِثْقَانِ، وَمَعَارِسَ الْجِسَانِ، وَأَنْ يَخْشَرَ مَعَهُمْ طُيُورَ  
السَّمَاءِ وَوُحُوشَ الْأَرْضِ لَفَعَلَ، وَلَوْ فَعَلَ لَسَقَطَ الْبَلَاءُ، وَبَطَلَ الْجِسْرَانَةُ،

نیل - تیر  
مشلات - سزائیں  
مشاوی - جمع شوشی - منزل  
خردود - رخسار

مصارع الجبوب - پہلوؤں کی جگہ  
لوائح الکبر - تکبر کے اسباب  
محصہ - بھوک  
مجھدہ - مشقت  
مفص اللبین - دودھ کا مٹھنا  
ذہبان - جمع ذہب - سونا  
عقیان - خالص سونا

البلاء - امتحان

(۱) کسی دور میں بھی ایسے انسانوں  
کی کمی نہیں ہے جن کا تامل تصور یہ  
رہا ہے کہ مال خدا پروردگار کی رضا مندی  
کی علامت ہے اور غربت و افلاس  
اس کی ناراضگی کی پیمان ہے اور  
یہی وجہ ہے کہ ساج میں یہ محاورہ  
بن گیا ہے کہ جب مالی حالات ساڑھا  
ہوتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ پروردگار  
آج کل زیادہ ہیراں ہے اور جب  
مالی حالات خراب ہو جاتے ہیں تو یہ  
فریاد کی جاتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ  
پروردگار آج کل کچھ ناراض ہے  
گویا کہ رضا اور ناراضگی کا معیار  
یہی مال اور یہی سکون زندگی ہے -

حالانکہ اگر ایسا ہوتا تو فرعون و قارون رضائے الہی کے مجھے ہوتے اور موسیٰ و ہارون ہی غضب الہی کا مرکز ہوتے جس کے تصور کی بھی گنجائش  
ہے تو انسان کو یہ احساس کرنا چاہیے کہ مال و دولت امتحان ہے۔ رضائے الہی کا سامان نہیں ہے۔

میں نے انہیں گراہی کی سواری بنا لیا ہے اور ایسا لشکر قرار دے لیا ہے جس کے ذریعہ لوگوں پر حملہ کر رہا ہے اور یہی اس کے ترجمان ہیں جن کی زبان سے  
بولتا ہے۔ تمہاری عقلوں کو چھیننے کے لئے اور تمہاری آنکھوں میں سما جانے کے لئے اور تمہارے کانوں میں اپنی باتوں کو چھوکنے کے لئے  
ان نے تمہیں اپنے تیروں کا نشانہ اور اپنے قدموں کی جولانگاہ اور اپنے ہاتھوں کا کھلونا بنا لیا ہے۔

دیکھو تم سے پہلے استکبار کرنے والی قوموں پر جو خدا کا عذاب حملہ۔ قہر اور عتاب نازل ہوا ہے اس سے عبرت حاصل کرو۔ ان کے  
ساروں کے بھلے بیٹے اور پہلوؤں کے بھلے گرنے سے نصیحت حاصل کرو۔ اللہ کی بارگاہ میں تکبر کی پیداوار کی منزلوں سے اس طرح پناہ مانگو  
اس طرح زمانہ کے حوادث سے پناہ مانگتے ہو۔ اگر پروردگار تکبر کی اجازت کسی بندہ کو دے سکتا تو سب سے پہلے اپنے مخصوص انبیاء  
اور اولیاء کو اجازت دیتا لیکن اس بے نیاز نے ان کے لئے بھی تکبر کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے اور ان کی بھی تواضع ہی سے خوش  
ہوا ہے۔ انھوں نے اپنے رخساروں کو زمین سے چپکا دیا تھا اور اپنے چہروں کو خاک پر رکھ دیا تھا اور اپنے شانوں کو مومنین کے لئے جھکا دیا تھا۔

یہ سب سماج کے وہ کمزور بندے جلنے والے افراد تھے جن کا خدا نے بھوک سے امتحان لیا۔ مصائب سے آزمایا۔ خوفناک مراحل سے  
ختیار کیا اور ناخوشگوار حالات میں انہیں تہ و بالا کر کے دیکھ لیا۔ خبردار خدا کی خوشنودی اور ناراضگی کا معیار مال اور اولاد کو قرار نہ دینا  
کہ تم فتنہ کی منزلوں کو نہیں پہچانتے ہو اور تمہیں نہیں معلوم ہے کہ خدا مال داری اور اقتدار سے کس طرح امتحان لیتا ہے۔ اس نے صاف  
علان کر دیا ہے "کیا ان لوگوں کا خیال یہ ہے کہ ہم انھیں مال داد لاد کی فراوانی عطا کر کے ان کی نیکیوں میں اضافہ کر رہے ہیں۔ حقیقت  
یہ ہے کہ انھیں کوئی شعور نہیں ہے۔"

اللہ اپنے کو اونچا سمجھنے والوں کا امتحان اپنے کمزور قرار دے جلنے والے اولیاء کے ذریعہ لیا کرتا ہے۔

دیکھو موسیٰ بن عمرانؑ اپنے بھائی ہارون کے ساتھ فرعون کے دربار میں اس شان سے داخل ہوئے کہ ان کے بدن پر اون کا پیرا بن تھا  
اور ان کے ہاتھ میں ایک عصا تھا۔ ان حضرات نے اس سے وعدہ کیا کہ اگر اسلام قبول کرے گا تو اس کے ملک اور اس کی عزت کو دوام و بقا  
ملا کر دیں گے۔ تو اس نے لوگوں سے کہا "کیا تم لوگ ان دونوں کے حال پر تعجب نہیں کر رہے ہو جو اس فقر و فاقہ کی حالت میں میرے پاس  
آئے ہیں اور میرے ملک کو دوام کی ضمانت دے رہے ہیں۔ اگر یہ ایسے ہی اونچے ہیں تو ان پر سونے کے لنگن کیوں نہیں نازل ہوئے؟" اس کی نظر  
میں سونا اور اس کی صبح آوری ایک عظیم کارنامہ تھا اور اون کا لباس پہناؤت کی علامت تھا۔ حالانکہ اگر پروردگار چاہتا تو انبیاء کرام  
کی بعثت کے ساتھ ہی ان کے لئے سونے کے خزانے، طلائے خواص کے معادن، باغات کے کشت زاروں کے دروازے کھول دیتا اور  
ان کے ساتھ فضا میں پرواز کرنے والے پرندے اور زمین کے چوپایوں کو ان کا تابع فرمان بنا دیتا۔ لیکن ایسا کر دیتا تو آزمائش ختم ہو جاتی  
اور انعامات کا سلسلہ بھی بند ہو جاتا۔

یہ واقعہ کیا عجیب غریب نظر رہا ہو گا جب اللہ کے دیکھنے بندے معمولی لباس پہنے ہوئے فرعون کے دربار میں کھڑے ہوں گے اور اسے دین حق کی دعوت دے رہے ہوں گے  
انعام سے جزا و انعام کا وعدہ کر رہے ہوں گے اور وہ مسکرا کر درباریوں کی طرف دیکھ رہا ہو گا۔ ذرا ان دونوں کی جرأت تو دیکھو۔ خدا نے وقت کو دعوت بندگی دے  
رہے ہیں اور پھر حوصلے تو دیکھو۔ بسیرہ لباس کے باوجود انعامات کا وعدہ کر رہے ہیں اور معمولی حیثیت کے ساتھ عذاب الیم سے ڈرا رہے ہیں۔  
لیکن جناب موسیٰ نے ان حالات کی کوئی پرواہ نہیں کی اور نہایت سکون و وقار کے ساتھ اپنا پیغام سناتے رہے کہ اللہ والے سلطنت و جبروت کے مرعوب  
ہی ہوتے ہیں اور بہترین جہاد یہی ہے کہ سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق بلند کر دیا جائے اور حق کی آواز کو دہنے نہ دیا جائے۔

وَأَضْمَحَلَّتِ الْأَنْبَاءَ، وَلَمَّا وَجَبَ لِلْقَائِلِينَ أَجُورُ الْمَسْبُورِينَ، وَلَا اسْتَعَى  
الْمُؤْمِنُونَ نَوَابِ الْمُحْسِنِينَ، وَلَا لَزِمَتِ الْأَنْبَاءُ مَعَانِيهَا، وَلَكِنَّ اللَّهَ  
سُبْحَانَهُ جَعَلَ رُسُلَهُ أُولَى قُوَّةٍ فِي عَزَائِمِهِمْ، وَضَعَفَةً فِيمَا تَرَى الْأَعْيُنُ  
مِنْ حَالَتِهِمْ، مَعَ قَنَاعَةٍ تَمَلُّ الْقُلُوبَ وَالْعُيُونَ غَنَى، وَخَصَاصَةٍ تَمَلُّ  
الْأَبْصَارَ وَالْأَشْيَاعَ أَدَى.

وَلَوْ كَانَتِ الْأَنْبِيَاءُ أَهْلَ قُوَّةٍ لَا تُرَامُ، وَعِزَّةٍ لَا تُضَامُ، وَمُلْكٍ تَمُدُّ  
نَحْوَهُ أَعْنَاقُ الرِّجَالِ، وَتَشُدُّ إِلَيْهِ عُقَدُ الرِّجَالِ، لَكَانَ ذَلِكَ أَهْوَنَ عَلَى  
الْمَخْلُوقِ فِي الْأَعْيَانِ، وَأَقْدَمَ لَهُمْ فِي الْإِسْتِكْبَارِ (الاستكثار)، وَلَا مَتَوَاعِنَ  
رَهْبَةٍ قَاهِرَةٍ لَهُمْ، أَوْ رَغْبَةٍ مَائِلَةٍ بِهِمْ، فَكَانَتِ النَّبِيَّاتُ مُشْتَرَكَةً،  
وَالْمَسْنَأَتُ مُفْتَسَمَةً، وَلَكِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ أَرَادَ أَنْ يَكُونَ الْإِتْبَاعُ لِرُسُلِهِ،  
وَالتَّطَبُّقُ بِكُفَيْهِ، وَالخُضُوعُ لِرُؤُوفِهِ، وَالِاسْتِشْلَامُ  
لِطَاعَتِهِ، أُمُورًا لَهُ خَاصَّةٌ، لَا تُشَوِّبُهَا مِنْ غَيْرِهَا شَائِبَةٌ، وَكُلَّمَا كَانَتِ  
الْبُلُغَى وَالِاخْتِيَارُ أَعْظَمَ كَانَتِ الْمُسُوبَةُ وَالْمُتْرَاهُ أَجْزَلَ.

### الحكمة المقدمة

أَلَا تَسْرُونَ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ، اخْتَبَرَ الْأَوَّلِينَ مِنْ لَدُنْ آدَمَ صَلَوَاتِ اللَّهِ  
عَلَيْهِ، إِلَى الْآخِرِينَ مِنْ هَذَا الْعَالَمِ، بِأَشْجَارٍ لَا تَصْرُفُ وَلَا تَنْفَعُ، وَلَا تُبْصِرُ  
وَلَا تَسْمَعُ، فَجَعَلَهَا بَيْتَهُ الْمُرَامَ «الَّذِي جَعَلَهُ لِلنَّاسِ قِيَامًا»، ثُمَّ وَضَعَهُ  
بِأَوْعَسِ بَقَاعِ الْأَرْضِ حَجْرًا، وَأَقْلَّ نَتَائِقِ الدُّنْيَا مَدْرًا، وَأَضْيَقَ بَطُونِ الْأَوْدِيَةِ  
فُطْرًا بَيْنَ جِبَالٍ خَشِينَةٍ، وَرِمَالٍ دَمِيئَةٍ، وَعُيُونٍ وَشَلِيَةٍ، وَقُرَى مُنْقَطِعَةٍ، لَا يَزُكُّو بِهَا  
خُفًّا، وَلَا حَايِزًا وَلَا ظِلْفًا، ثُمَّ أَمَرَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَوَلَدَهُ أَنْ يَسْتَوُوا  
أَعْظَافَهُمْ (اغطفانهم) نَحْوَهُ، فَصَارَ مَتَابَعَةً لِمُتَجَعِّعِ أَشْفَارِهِمْ، وَغَايَةً لِمُلْقِي رِحَالِهِمْ.  
تَهَيَّوْا إِلَيْهِ فَمَسَّ الْأَفْئِدَةَ مِنْ مَقَاوِزِ قِفَارٍ سَحِيقَةٍ وَمَسْهَاوِي فَجَاجٍ عَجِيقَةٍ،  
وَجَزَائِرِ بَحَارٍ مُنْقَطِعَةٍ، حَتَّى يَهْرُوا سَنَاكِيهِمْ ذَلَالًا يَهْلُكُونَ (يهلون)  
بِلَهُ حَوْلَهُ، وَيَسْرُكُونَ عَلَى أَقْدَامِهِمْ شَغْنًا غُبْرًا لَهُ، قَد تَبَدَّلُوا التَّرَابِيلَ وَرَاءَ

خصوصہ - فقر و احتیاج  
نتائج - جمع نیتقہ - بلندترین زمینیں  
مدر - ڈھیلا

دمشہ - نرم

وشلہ - قلیل الماء

لا یزکو - بڑھتا نہیں ہے

نصف - اونٹ کا اشارہ ہے

حافر - گھوڑے کا اشارہ ہے

ظلفت - گائے بکری کا اشارہ ہے

شبی عطفہ - متوجہ ہو گیا

منفجع - محل فائدہ

ملقی - القا

تہوی - تیز رفتاری

مقاوڑ - صحرا

سحیقہ - دور دراز

فجاج - وسیع راستے

مناب - کاندھے

رکب - متوسط رفتار

اشعث - پرانگندہ

رغیر - غبار آلود

سرایل - کپڑے

۱) مایوں کے اشتراک اور جان کے

انعام کا مفہوم یہ ہے کہ اگر انبیاء کرام

صاحبان حیثیت ہوتے تو ایمان میں سب

شریک ہو جاتے۔ مخلصین بھی اور

لاچی افراد بھی۔ لیکن اس کے باوجود حنات کا درجہ الگ الگ ہوتا کہ مخلصین کی جز اور ان کا انعام تجارت پیشہ عبادت گزاروں سے یقیناً الگ ہوتا ہے اور دونوں کو ایک درجہ پر نہیں رکھا جاسکتا ہے۔!

اور آسما

سے بہت

جس کی یہ

اور ایسی

ہوتی اور

اور سب

میں حضور

اور ظاہر

کی

بجھ کا بظاہر

اگر

اگر

اگر

اگر

اگر

اگر

اگر

اگر

اگر

اگر

اگر

اگر

اگر

اگر

اگر

اگر

اگر

اگر

اگر

اگر

اگر

اگر

اگر

اگر

اگر

اگر

اگر

اگر

آسانی خرید بھی بیکار و برباد ہو جاتیں۔ نہ مصائب کو قبول کرنے والوں کو امتحان دینے والے کا اجر ملتا اور نہ صاحبان ایمان کو  
کے کرداروں جیسا انعام ملتا اور نہ الفاظ معانی کا ساتھ دیتے۔

المستبرود و دگار نے اپنے مرسلین کو ارادوں کے اعتبار سے انتہائی صاحب قوت قرار دیا ہے اگرچہ دیکھنے میں حالات کے اعتبار  
سے بہت کمزور ہیں ان کے پاس وہ قناعت ہے جس نے لوگوں کے دل و نگاہ کو ان کی بے نیازی سے معذور کر دیا ہے اور وہ غربت ہے  
س کی بنا پر لوگوں کی آنکھوں اور کانوں کو اذیت ہوتی ہے۔

اگر انبیا کرام ایسی قوت کے مالک ہوتے جس کا ارادہ بھی نہ کیا جاسکے اور ایسی عزت کے دارا ہوتے جس کو ذلیل نہ کیا جاسکے  
اور ایسی سلطنت کے حامل ہوتے جس کی طرف گردنیں اٹھتی ہوں اور سوار یوں کے پالان کسے جاتے ہوں تو یہ بات لوگوں کی عبرت حاصل کرنے کے لئے آسان  
ہوتی اور انھیں انگبار سے بآسانی دد کر سکتی اور سب کے سب قہراً میز خوف اور لذت آمیز رغبت کی بنا پر ایمان لے آتے۔ سب کی نیتیں ایک ہی ہوتیں  
اور سب کے درمیان نیکیاں تقسیم ہو جائیں۔ لیکن اس نے یہ چاہا ہے کہ اس کے رسولوں کا اتباع اور اس کی کتابوں کی تصدیق اور اس کی بارگاہ  
میں حضور اور اس کے ادام کے سامنے فروتنی۔ سب اس کی ذات اقدس سے مخصوص رہیں اور اس میں کسی طرح کی ملادٹ نہ ہونے پائے  
اور ظاہر ہے کہ جقدر آزمائش اور امتحان میں شدت ہوگی اسی قدر اجر و ثواب بھی زیادہ ہوگا۔

کیا تم یہ نہیں دیکھتے ہو کہ پروردگار عالم نے آدم کے دور سے آج تک اولین و آخرین سب کا امتحان لیا ہے۔ ان پتھروں کے ذریعہ  
س کا بظاہر نہ کوئی نفع ہے اور نہ نقصان۔ نہ ان کے پاس بصارت ہے اور نہ سماعت۔ لیکن انھیں سے اپنا وہ محترم مکان بنوادیا جسے  
لوگوں کے قیام کا ذریعہ قرار دے دیا ہے اور پھر اسے ایسی جگہ قرار دیا ہے جو روئے زمین پر انتہائی چھٹی و بلند زمینوں میں انتہائی مٹی والی  
دادوں میں اطراف کے اعتبار سے انتہائی تنگ ہے۔ اس کے اطراف سخت قسم کے پہاڑ، نرم قسم کے ریتیلے میدان، کہ پانی والے چشمے اور  
مشترق قسم کی بستیاں ہیں جہاں نہ اونٹ پرورش پاسکتے ہیں اور نہ گائے اور نہ بکریاں۔

اس کے بعد اس نے آدم اور ان کی اولاد کو حکم دے دیا کہ اپنے کانہوں کو اس کی طرف موڑ دیں اور اس طرح اسے سفروں سے فائدہ  
اٹھانے کی منزل اور پالانوں کے اتارنے کی جگہ بنا دیا جس کی طرف لوگ دور افتادہ بے آب گیاہ بیا باؤں۔ دور دراز گھاٹیوں کے نشیبی  
راستوں۔ زمین سے کٹے ہوئے دریاؤں کے جزیروں سے دل و جان سے متوجہ ہوتے ہیں تاکہ ذلت کے ساتھ اپنے کانہوں کو حرکت دیر اور  
اس کے گرد اپنے پروردگار کی الوہیت کا اعلان کریں اور پیدل اس عالم میں دوڑتے رہیں کہ ان کے بال بکھرے ہوئے ہوں اور سر پر  
حاک بڑی ہوتی ہو۔ اپنے پیراہنوں کو اتار کر پھینک دیں۔

یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ تعمیر خانہ کعبہ کا تعلق جناب ابراہیم سے نہیں ہے بلکہ جناب آدم سے ہے۔ سب سے پہلے انھوں نے حکم خدا سے اس کا گھر  
بنایا اور اس کا طواف کیا اور پھر اپنی اولاد کو طواف کا حکم دیا اور یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا یہاں تک کہ طوفان نوح کے موقع پر اس تعمیر کو بلند کر لیا گیا اور اس کے بعد  
جناب ابراہیم نے اپنے دور میں اس کی دیواروں کو بلند کر کے ایک مکان کی حیثیت دے دی جس کا سلسلہ آج تک قائم ہے اور ساری دنیا سے مسلمان اس گھر کا  
طواف کرنے کے لئے آتے ہیں جب کہ اس کی تعمیر حیثیت لاکھوں مکانوں سے کتر ہے۔ لیکن مسئلہ اس کی مادی حیثیت کا نہیں ہے۔ مسئلہ اس کی نسبت کا ہے  
جو پروردگار نے اپنی طرف سے دی ہے اور اسے مرجع خلافت بنا دیا ہے جس طرح کہ سرکارِ دو عالم نے خود مولائے کائنات کو "انت بمنزلۃ الکعبۃ"  
کہہ کر مرجع عوام و خواص بنا دیا ہے کہ اس سے انحراف کی کوئی گنجائش نہیں رہ گئی ہے۔!

اعفاء شعور - بال بڑھانا  
 قرار - پرسکون زمین  
 جم اشجار - بکثرت درخت  
 بنی - جمع نیبہ - مکان  
 بڑھ - گندم  
 سمر - بہترین  
 اریات - شاداب زمین  
 عراض - صحن  
 مفدقہ - جہاں پانی کی کثرت ہو  
 اساس - جمع اس  
 متعج - تلاطم  
 فتح - کھلے ہوئے  
 تساور - درآں ہے  
 اکدی - جب اثر کر سکے  
 اشوت الصربتہ - اچھ گئی  
 طر - بوسیدہ باس  
 اطرات - اعضاء و جوارح  
 عتاق - بہترین  
 متون - پشت  
 شک کیا کہنا اس بندہ کا جو کمال بندگی  
 کے اظہار کے لئے اس طرح کی قربانی  
 پر آمادہ ہو جائے۔ لاکھوں کے جمع میں  
 باس کو اتار کر ایک تنگی اور چادر میں  
 نکل پڑے۔ بالوں کو میدان منی میں  
 کاٹنے کے لئے بڑھائے اور پھر منی میں  
 بالکل صاف کرادے

ظہورہم، وشسؤہوا بإعفاء الشُّعور بحاسنِ خَلْفِهِمْ، أَيْتِلَاءَ عَظِيمًا، وَأَسْتِحْأَنًا  
 سَدِيدًا، وَأَخْتِيَارًا مُبِينًا، وَتَحْيِيصًا بَلِيغًا، جَعَلَهُ اللَّهُ سَبِيًّا لِرَحْمَتِهِ، وَوَسْطَةَ  
 إِلَى جَسْتِيهِ. وَلَوْ أَرَادَ سُبْحَانَهُ أَنْ يَضَعَ بَيْتَهُ الْمَرْأَمَ، وَمَسَاعِيرَهُ الْعِظَامَ،  
 بَيْنَ جَنَاتٍ وَأَنْهَارٍ، وَسَهْلٍ وَقَرَارٍ، جَمَّ الْأَشْجَارَ دَكَاةِ الشُّبَارِ، مَلْتَمَفَ الْبَيْتِ،  
 مُتَّصِلَ الْقُرَى، بَيْنَ بَرَّةٍ سَمْرَاءَ، وَوُضْعَةِ خَضْرَاءَ، وَأَرْيَافِ مُدَقِّقَةٍ، وَعِرَاصِ  
 مُفَدِّقَةٍ، وَرِيَاضِ نَاصِرَةٍ، وَطُرُقِ عَابِرَةٍ، لَكَانَ قَدْ صَغُرَ قَدْرُ الْمَرْأَمِ عَلَى  
 حَسَبِ ضَعْفِ الْبَلَاءِ. وَلَوْ كَانَ الْأَسَاسُ الْمَتَحْمُولُ عَلَيْهَا، وَالْأَخْجَارُ  
 الْمَرْفُوعُ بِهَا، بَيْنَ زُمْرَةِ خَضْرَاءَ، وَيَأْفُوتَةِ حَمْرَاءَ، وَتَوْبِ وَضِيَاءَ،  
 لَمَقَّتْ ذَلِكَ مُصَارَعَةً (مضارعة) الشُّكِّ فِي الصُّدُورِ، وَلَوْضَعَ بِجَاهِدَةِ إِبْلِيسَ  
 عَنِ الْقُلُوبِ، وَلَتَقَى مُتَمَلِّجِ الرَّيْبِ مِنَ النَّاسِ، وَلَكِنَّ اللَّهَ يَحْتَبِرُ عِبَادَةَ  
 بِأَنْسَوَاعِ الشَّدَائِدِ، وَيَسْتَعْبِدُهُمْ بِأَنْسَوَاعِ الْمَتَّجَاهِدِ، وَبِتَلْيِيمِ بِضُرُوبِ  
 الْمَكَارِهِ، إِخْرَاجًا لِلتَّكْبُرِ مِنْ قُلُوبِهِمْ، وَإِنْكَانًا لِلتَّذَلُّلِ فِي نُفُوسِهِمْ،  
 وَلِيَجْعَلَ ذَلِكَ أَبْوَابًا فَتْحًا إِلَى فَضْلِهِ، وَأَسْتِبَابًا ذَلَالًا لِعَفْوِهِ.

#### عود الہر التحذیر

قَالَتِ اللَّهُ فِي عَاجِلِ السَّبْتِ وَأَجَلِ وَخَانَةِ الظُّلْمِ، وَشَوْءِ عَاقِبَةِ الْكِبَرِ،  
 فَأَيُّهَا مَصِيدَةُ إِبْلِيسَ الْمُطْمَئِنِّ، وَمَكِيدَةُ الْكُفْرِيِّ، الَّتِي تُسَاوِرُ قُلُوبَ  
 الرِّجَالِ مُسَاوَرَةَ الشُّومِ الْقَابِلَةِ، فَمَا تُكْذِبِي أَبَدًا، وَلَا تُشْوِي أَحَدًا، لَا عَالِمًا  
 يَعْلَمُهَا، وَلَا مُقَاتِلًا فِي طَبْعِهَا.

#### فضائل الغرائز

وَعَنِ ذَلِكَ مَا حَرَسَ اللَّهُ عِبَادَةَ الْمُؤْمِنِينَ بِالصَّلَوَاتِ وَالزَّكَاةِ،  
 وَجَاهِدَةِ الصِّيَامِ فِي الْأَيَّامِ الْمَفْرُوضَاتِ، تَشْكِينًا لِأَطْرَافِهِمْ، وَتَحْشِيمًا  
 لِأَبْصَارِهِمْ وَتَذَلِيلًا لِنُفُوسِهِمْ، وَتَخْفِيفًا (تخفيفاً) لِقُلُوبِهِمْ، وَإِذْهَابًا  
 لِلتَّخِيلَاءِ عَنْهُمْ، وَلَمَّا فِي ذَلِكَ مِنْ تَغْفِيرِ عِتَاقِ الْوُجُوهِ بِالتَّرَابِ  
 تَوَاضَعًا، وَالْحِصَانِ كَرَامِ الْجَسَارِحِ بِالأَرْضِ تَصَاغَرًا، وَالْحُسُوقِ الْبَطُونِ  
 بِالْمَتُونِ مِنَ الصِّيَامِ تَذَلُّلًا، نَمَعَ مَا فِي الزَّكَاةِ مِنْ ضَرْفِ تَمَرَاتِ

غرضکہ جلد جذبات کو قربان کر دے اور عشقِ اکہی میں ایسا دیوانہ ہو جائے کہ محبوب کی مرضی کے علاوہ کوئی شے نگاہ میں نہ رہ جائے۔

اور ہر  
 نام  
 ایک  
 نام  
 لیکن

عبارت  
 کا  
 کے ذر  
 جائے  
 و مغفرت

و  
 عظیم  
 ترمیم  
 خطا کرتا  
 اد

ذریعہ بچایا  
 بارگاہِ الہی  
 میں اور محض  
 میں اور زکوٰۃ

لے انسان کا  
 سے چلنے  
 پیدا ہو گا اد  
 تلہے اد



اور بال بٹھا کر اپنے حسن و جمال کو بدنام بنالیں۔ یہ ایک عظیم ابتلاؤ۔ شدید امتحان اور واضح اختیار ہے جس کے ذریعہ عدیت کی مکمل آزمائش ہو رہی ہے۔ پروردگار نے اس مکان کو رحمت کا ذریعہ اور جنت کا وسیلہ بنا دیا ہے۔ وہ اگر چاہتا تو اس گھر کو اور اس کے تمام مشاعر کو باغات اور نہروں کے درمیان نرم و ہموار زمین پر بنا دیتا جہاں گھنے درخت ہوتے اور قریب قریب پھل۔ عمارتیں ایک دوسرے سے جڑھی ہوتیں اور آبیاں ایک دوسرے سے متصل۔ کہیں سرخی مائل گندم کے پودے ہوتے اور کہیں سرسبز باغات۔ کہیں چمن زار ہوتا اور کہیں پانی میں ڈوبے ہوئے میدان۔ کہیں سرسبز و شاداب کشت زار ہوتے اور کہیں آباد گزرگاہیں لیکن اس طرح آزمائش کی سہولت کے ساتھ جزا کی مقدار بھی گھٹ جاتی۔

اور اگر جس بنیاد پر اس مکان کو کھڑا کیا گیا ہے وہ سبز زمرد اور سرخ یا قوت جیسے پتھروں اور نور و ضیا کی تابانیوں سے عبارت ہوتی تو سینوں پر شکوک کے حملے کم ہو جاتے اور دلوں سے ابلیس کی محنتوں کا اثر ختم ہو جاتا اور لوگوں کے خلیجان قلب کا سلسلہ تمام ہو جاتا۔ لیکن پروردگار اپنے بندوں کو سخت ترین حالات سے آزمانا چاہتا ہے اور ان سے سنگین ترین مشقتوں کے ذریعہ بندگی کرانا چاہتا ہے اور انہیں طرح طرح کے ناخوشگوار حالات سے آزمانا چاہتا ہے تاکہ ان کے دلوں سے تکبر نکل جائے اور ان کے نفوس میں تواضع اور فروتنی کو جگہ مل جائے اور اسی بات کو فضل و کرم کے کھلے ہوئے دروازوں اور عفو و مغفرت کے آسان ترین وسائل میں قرار دیتے۔

دیکھو دنیا میں سرکشی کے انجام، آخرت میں ظلم کے عذاب اور تکبر کے بدترین نتیجے کے بارے میں خدا سے ڈرو کہ یہ تکبر شیطان کا عظیم ترین جال اور بزرگ ترین مکر ہے جو دلوں میں اس طرح اتر جاتا ہے جیسے زہر قاتل کہ نہ اس کا اثر زائل ہوتا ہے اور نہ اس کا دار خطا کرتا ہے۔ نہ کسی عالم کے علم کی بنا پر اور نہ کسی نادار پر اس کے چھے کپڑوں کی بنا پر۔

اور اسی مصیبت سے پروردگار نے اپنے صاحبان ایمان بندوں کو نماز اور زکوٰۃ اور مخصوص دنوں میں روزہ کی مشقت کے ذریعہ بچایا ہے کہ ان کے اعضاء و جوارح کو سکون مل جائے۔ نگاہوں میں خشوع پیدا ہو جائے۔ نفس میں احساس ذلت پیدا ہو، دل بارگاہ الہی میں جھک جائیں اور ان سے غرور نکل جائے اور اس بنیاد پر کہ نماز میں نازک چہرے تواضع کے ساتھ خاک آلود کیے جاتے ہیں اور محرم اعضاء و جوارح کو ذلت کے ساتھ زمین سے ملا دیا جاتا ہے۔ اور روزہ میں احساس عاجزی کے ساتھ پیٹ پیٹھ سے مل جاتے ہیں اور زکوٰۃ میں زمین کے بہترین نتائج کو فقراء و مساکین کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔

لہ انسان کی سب سے بڑی مصیبت شیطان کا اتباع ہے اور شیطان کا سب سے بڑا حربہ فریاد اور استکبار ہے۔ اس لئے پروردگار نے انسان کو اس حملہ سے بچانے کے لئے نماز، روزہ اور زکوٰۃ کو واجب کر دیا کہ نماز کے ذریعہ خضوع و خشوع کا اظہار ہوگا۔ روزہ کے ذریعہ مشقت برداشت کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا اور زکوٰۃ کے ذریعہ اپنی محنت کے نتائج میں فقراء و مساکین کو مقدم کرنے کا خیال پیدا ہوگا اور اس طرح وہ غرور نکل جائے گا جو استکبار کی بنیاد بنتا ہے اور جس کی بنا پر انسان شیطنیت سے قریب تر ہو جاتا ہے۔

الأرضِ وَغَيْرِ ذَلِكَ إِلَى أَهْلِ الْمَسْكَنَةِ وَالْفَقْرِ.

أَنْظُرُوا إِلَى مَا فِي هَذِهِ الْأَفْعَالِ مِنْ قَعِ نَوَاجِمِ الْفَخْرِ، وَقَدَحِ الْقَطْعِ طَوَالِحِ الْكِبَرِ! وَلَقَدْ نَظَرْتُ قَمًا وَجَدْتُ أَحَدًا مِنْ الْعَالَمِينَ يَسْتَعَصِبُ لِسُنِّيهِ إِلَّا عَنِ عِيْلَةٍ تَحْتَمِلُ تَمْوِيَةَ الْجُهْلَاءِ، أَوْ حُجَّةٍ تَلِيطُ بِمَقُولِ الشُّفَهَاءِ غَيْرُكُمْ؛ فَمَا أَنْتُمْ تَتَعَصَّبُونَ لِأَمْرِ مَا يُعْرِفُ لَهُ سَبَبٌ وَلَا عِلَّةٌ (مس يد علة) أَمَا إِنْ لَيْسَ فَتَتَعَصَّبَ عَلَى آدَمَ لِأَضْلِهِ، وَطَعَنَ عَلَيْهِ فِي خِلْقَتِهِ، فَقَالَ: أَنَا نَارِي وَأَنْتَ طَيْبِي.

### عصية المال

وَأَمَّا الْأَغْنِيَاءُ مِنْ مُتَرْفَعَةِ الْأُمَمِ، فَتَتَعَصَّبُوا لِآثَارِ مَوَاقِعِ النَّعْمِ، فَقَالُوا: «نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذِّبِينَ». فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ مِنَ الْعَصِيَّةِ فَلْيَكُنْ تَعَصُّبُكُمْ لِمَكَارِمِ الْحِصَالِ، وَتَحَايِدِ الْأَفْعَالِ، وَتَحَايِسِ الْأُمُورِ، الَّتِي تَفَاضَلَتْ فِيهَا الْمُجْدَاءُ وَالشُّجْدَاءُ مِنْ بَيِّنَاتِ الْعَرَبِ وَبِعَاسِيِبِ الْقَبَائِلِ؛ بِالسَّخَاةِ الرَّغِيْبَةِ، وَالْأَخْلَامِ الْعَظِيْمَةِ، وَالْأَخْطَارِ الْجَلِيلَةِ، وَالْآثَارِ الْحَمُودَةِ، فَتَتَعَصَّبُوا لِجِلَالِ الْمُنْدِ مِنْ الْمَفِظِ لِجَوَارِ، وَالْوَفَاءِ بِالذَّمَامِ، وَالطَّاعَةِ لِلْبُرِّ، وَالْخِصَّةِ لِلْكَبْرِ، وَالْأَخْذِ بِالْقَضْلِ، وَالْكَفِّ عَنِ الْبَغْيِ، وَالْإِعْظَامِ لِلْقَتْلِ، وَالْإِنْصَافِ لِلخَلْقِ، وَالْكَظْمِ لِلْقَيْظِ، وَاجْتِنَابِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ، وَاحْذَرُوا مَا نَزَلَ بِالسُّلُوكِ قَبْلَكُمْ مِنَ الْكَلْبَاتِ بِسُوءِ الْأَفْعَالِ، وَذَمِيمِ الْأَعْمَالِ، فَتَذَكَّرُوا فِي الْحَيْرِ وَالشَّرِّ أَحْوَالَهُمْ، وَاحْذَرُوا أَنْ تَكُونُوا أَنْتَاهُمْ.

فَإِذَا تَفَكَّرْتُمْ فِي تَفَاوُتِ حَالِهِمْ، فَالزُّمُوا كُلَّ أَمْرٍ لَزِمَتْ الْبِعْزَةُ بِهِ شَأْنُهُمْ (حالم)، وَزَاخَتْ الْأَعْدَاءُ لَهُ عَنْهُمْ، وَوَدَّتِ الْعَاقِبَةُ بِهِ عَنْهُمْ، وَأَنْقَادَتْ النَّعْمَةُ لَهُ مَعَهُمْ، وَوَصَلَتْ الْكِرَامَةُ عَلَيْهِمْ حَبْلُهُمْ مِنَ الْإِحْتِنَابِ لِلْقُرُوقَةِ، وَاللُّزُومِ لِلْأَلْفَةِ، وَالشَّحَاضِ عَلَيْهِمَا، وَالسَّوَاحِي بِهِمَا، وَاجْتَنِبُوا كُلَّ أَمْرٍ كَسَرَ فِغْرَتَهُمْ، وَأَوْهَسَ مُنْتَهَمَهُ، مِنْ تَضَاعُنِ الْقُلُوبِ، وَتَسَاخُنِ الصُّدُورِ، وَتَدَابُرِ السُّفُوسِ، وَتَحَاذُلِ الْأَيْدِي وَتَدَبُّرِ أَحْوَالِ الْمَاطِينِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ قَبْلَكُمْ، كَيْفَ كَانُوا فِي حَالِ السُّنْجِيصِ وَالْبَلَاءِ، أَلَمْ يَكُونُوا أَثْقَلَ الْخَلَائِقِ أَعْبَاءً، وَأَجْهَدَ

قوع - مغلوب کر دینا

نواجح - آثار

قدح - روک دینا

تلیط - چپک جاتی ہے

مترفعہ - دولت مند

آثار مواقع النعم - غرور و تکبر

بعاسیب - شہد کی کھی کا سردار

رغیبہ - پسندیدہ

احلام - عقول

جوار - ہمسائیگی

ذمام - عہد و پیمان

مشلات - عقوبات

تفاوت - اختلاف

مدت - پھیلا دی گئی

فقہہ - ریڑھ کی ہڈی

منہ - توت

تحیص - آزمائش

﴿م﴾ اسلامی عبادات نے انسانی

دل و دماغ سے کبر و غرور کے تصور

کو چڑھے اکھاڑ کر پھینک دیا ہے اور

اب مسلمان کے لئے تکبر و غرور کا کوئی

جواز نہیں ہے۔

ابلیس کو اپنی اصل پر ناز تھا۔

دولت مندوں کو اپنی دولت پر ناز

ہے۔ مسلمان کو اگر ناز ہی کرنے کا

شوق ہے اور غرور ہی کا خیال ہے

تو اس کا فرض ہے کہ پہلے وہ حسین ترین اخلاق اور بلند ترین کردار پیدا کرے جس کی مثال دوسرے افراد اور اقوام کے پاس نہ ہوتا کہ اس

غرور اور تعصب کا کوئی جواز پیدا ہو سکے ورنہ بلا سبب غرور اور تعصب تو شیطنیت سے بھی بدتر کردار ہے اور اس کا اولاد رسول سے کوئی تعلق نہیں ہوتا

ہے۔

زوار کی

علت

ما تعصب

اصل کی

دلے ہی

عادات

بزرگ

کی مخالفت

فصیحہ کو بی

بد

یاد رکھو

اگر

زہی۔ دشمن

شراف

اسی کی آپ

اور

مراوات

ذرا

ہام مخلوق

قار

تاریخ

مازہ لے

سوانی کا سا

سے جنھوں

رادیکھو کہ ان اعمال میں کس طرح تفاخر کے آثار کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جاتا ہے اور تکبر کے نمایاں ہونے والے آثار کو دبا دیا جاتا ہے۔ میں نے تمام عالمین کو پرکھ کر دیکھ لیا ہے۔ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس میں کسی شے کا تعصب پایا جاتا ہو اور اس کے پیچھے کوئی ایسی علت نہ ہو جس سے جاہل دھوکہ کھا جائیں یا ایسی دلیل نہ ہو جو احمقوں کی عقل سے چپک جائے۔ علاوہ تم لوگوں کے کہ تم ایسی چیز کا تعصب رکھتے ہو جس کی کوئی علت اور جس کا کوئی سبب نہیں ہے۔ دیکھو ابلیس نے آدمؑ کے مقابلہ میں عصبیت کا اظہار کیا تو اپنی اصل کی بنیاد پر اور ان کی تخلیق پر طنز کیا اور یہ کہہ دیا کہ میں آگ سے بنا ہوں اور تم خاک سے بنے ہو۔

اسی طرح امتوں کے دولت مندوں نے اپنی نعمتوں کے آثار کی بنا پر غرور کا مظاہرہ کیا اور یہ اعلان کر دیا کہ "ہم زیادہ مال و اولاد والے ہیں لہذا ہم پر عذاب نہیں ہو سکتا ہے" لیکن تمہارے پاس تو ایسی کوئی بنیاد بھی نہیں ہے۔ لہذا اگر نخر ہی کرنا ہے تو بہترین عادات، قابل تحسین اعمال اور حسین ترین خصائل کی بنا پر کرو جن کے بارے میں عرب کے خاندانوں۔ قبائل کے سرداروں کے بزرگ اور شریف لوگ کیا کرتے تھے۔ یعنی پسندیدہ اخلاق، عظیم دانائی، اعلیٰ مراتب اور قابل تعریف کارنامے۔ تم بھی انہیں قابل ستائش اعمال پر فخر کرو۔ ہمایوں کا تحفظ کرو۔ عہد و پیمان کو پورا کرو۔ نیک لوگوں کی اطاعت کرو۔ سرکشوں کی مخالفت کرو۔ فضل و کرم کو اختیار کرو۔ ظلم و سرکشی سے پرہیز کرو۔ نوزیری سے پناہ مانگو۔ خلق خدا کے ساتھ انصاف کرو۔ حصہ کو پی جاؤ۔ فساد فی الارض سے اجتناب کرو کہ یہی صفات و کمالات قابل فخر و مباحثات ہیں۔

بدترین اعمال کی بنا پر گذشتہ امتوں پر نازل ہونے والے عذاب سے اپنے کو محفوظ رکھو۔ خیر و شر ہر حال میں ان لوگوں کو اور کھو اور خبردار ان کے جیسے بد کردار نہ ہو جانا۔

اگر تم نے ان کے اچھے بُرے حالات پر غور کر لیا ہے تو اب ایسے امور کو اختیار کرو جن کی بنا پر عزت ہمیشہ ان کے ساتھ رہی۔ دشمن ان سے دور دور رہے۔ عافیت کا دامن ان کی طرف پھیلا دیا گیا نعمتیں ان کے سامنے سرنگوں ہو گئیں اور کرامت شرافت نے ان سے اپنا رشتہ جوڑ لیا کہ وہ افتراق سے بچے۔ محبت کے ساتھ۔ اسی پر دوسروں کو آمادہ کرتے رہے اور اسی کی آپس میں وصیت اور نصیحت کرتے رہے۔

اور دیکھو ہر اس چیز سے پرہیز کرو جس نے ان کی مکر کو توڑ دیا۔ ان کی طاقت کو کمزور کر دیا۔ یعنی آپس کا کینہ۔ دلوں کی دراوت، نفوس کا ایک دوسرے سے منہ پھیر لینا اور ہاتھوں کا ایک دوسرے کی امداد سے ڈک جانا۔ ذرا اپنے پہلے والے صاحبان ایمان کے حالات پر بھی غور کرو کہ وہ کس طرح بلاؤ اور آزمائش کی منزلوں میں تھے۔ کیا وہ تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ بوجھ کے متحمل اور تمام بندوں میں سب سے زیادہ مصائب میں مبتلا نہیں تھے۔

یہ تاریخ کردار سازی کا بہترین ذریعہ ہے اور اس سے استفادہ کرنے کا بنیادی اصول یہ ہے کہ انسان دونوں طرح کی قوموں کے حالات اجاڑ لے۔ ان قوموں کو بھی دیکھے جنہوں نے سرفرازی اور بلندی حاصل کی ہے اور ان قوموں کے حالات کا بھی مطالعہ کرے جنہوں نے ذلت اور گوانی کا سامنا کیا ہے۔ تاکہ ان اقوام کے کردار کو اپنائے جنہوں نے اپنے وجود کو سرمایہ تاریخ بنا دیا ہے اور ان لوگوں کے کردار سے پرہیز کرے جنہوں نے اپنے کو ذلت کے غار میں ڈھکیل دیا ہے۔

مراد - شدید تلخ  
 آلاء - جماعت، قوم  
 ارباب - سردار  
 غصارة - تازگی - وسعت  
 اعتدال - مناسب  
 اشتباه - مشابہت  
 میخازون - جمع کرتے ہیں  
 ہمانی - گذرگاہ ہوا  
 نکلہ - شدت، تنگی  
 دبر - جانور کی پیٹھ کا زخم  
 لایاؤن - رجوع نہیں کرتے ہیں  
 آزل - شدت  
 مؤوودہ - زندہ درگور  
 شن الغارة - بہر طرت سے حملہ

﴿﴾ جناب اسماعیل جناب ابراہیم کے  
 فرزند جناب ہاجرہ کے بلن سے اور  
 جناب اسحاق ان کے فرزند جناب ابرہ  
 کے بلن سے تھے۔  
 اسرائیل جناب یعقوب کا لقب  
 تھا جس کے سنی ہیں خدا سے مقابلہ  
 کرنے والا اور اس کا سبب تورات  
 میں یہ بیان ہوا ہے کہ انھوں نے تمام  
 رات پروردگار سے کشتی لڑی ہے اور  
 پروردگار انھیں زیر نہیں کر سکا ہے  
 اسناد اللہ تورات سفر تکوین اصحاح

(۳۲)

الْعِبَادِ بِلَاءَهُ، وَأَضْيَقَ أَهْلَ الدُّنْيَا حَالاً. اتَّخَذْتَهُمُ الْفِرَاعِيَّةَ عَيْبَاداً فَسَأَمُوهُمْ  
 سُوءَ الْعَذَابِ، وَجَرَّعُوهُمْ الْمَرَارَ، فَلَمْ تَبْرَحِ الْحَالُ بِهِمْ فِي ذَلِكَ الْمَلَكَةِ وَقَهْرِ الْعَلْيَةِ،  
 لَا يَجِدُونَ حِيلَةً فِي امْتِنَاعِ، وَلَا سَيْلاً إِلَى دِفَاعِ حَتَّى إِذَا رَأَى اللَّهُ سُبْحَانَهُ جِدَّ الصَّبْرِ  
 مِنْهُمْ عَلَى الْأَذَى فِي حَبِيئِهِ، وَالِاخْتِطَالَ لِيَلْمَكُوهُ مِنْ حَوْفِهِ، جَعَلَ لَهُمْ مِنْ مَضَائِقِ  
 الْبِلَاءِ فَرْجاً، فَأَبْدَلَهُمُ الْعِزَّ مَكَانَ الذُّلِّ، وَالْأَمْنَ مَكَانَ الْخَوْفِ، فَصَارُوا مُلُوكاً حُكَّاماً،  
 وَأَيَّامَةً أَغْلَاماً، وَقَدْ بَلَّغْتَ الْكَرَامَةَ مِنَ اللَّهِ لَهُمْ مَا لَمْ تَذْهَبِ الْأَسَالُ إِلَيْهِ بِهِمْ  
 فَانظُرُوا كَيْفَ كَانُوا حَيْثُ كَانَتِ الْأَمْثَلُ الْمُجْتَمِعَةُ، وَالْأَهْوَاءُ مُؤْتَلِفَةً (مستفحة)،  
 وَالْقُلُوبُ مُتَعَدِّدَةً، وَالْأَيْدِي مُتَرَادِفَةً (مترافدة)، وَالسُّيُوفُ مُتَنَاصِرَةً، وَالْبَصَائِرُ نَافِذَةً،  
 وَالنِّعَائِمُ وَاحِدَةً، أَلَمْ يَكُونُوا أَرْبَاباً فِي أَفْطَارِ الْأَرْضِينَ، وَمُلُوكاً عَلَى رِقَابِ الْعَالَمِينَ!  
 فَانظُرُوا إِلَى مَا صَارُوا إِلَيْهِ فِي آخِرِ أُمُورِهِمْ، حِينَ وَقَعَتِ الْفُرْقَةُ، وَتَشَتَّتِ الْأَلْفَةُ،  
 وَاخْتَلَفَتِ الْكَلِمَةُ وَالْأَفِيدَةُ، وَتَشَعَّبُوا مُخْتَلِفِينَ، وَتَفَرَّقُوا مُتَحَارِبِينَ (مستحاربين)، قَدْ  
 خَلَعَ اللَّهُ عَنْهُمْ لِبَاسَ كِرَامَتِهِ، وَسَلَبَهُمْ غَضَارَةَ رِغْمَتِهِ، وَبَقِيَ قِصَصُ أَخْبَارِهِمْ  
 فِيكُمْ عِبْرَةً لِلْمُعْتَبِرِينَ.

الاعتبار بالأمم

فَاعْتَبِرُوا بِحَالِ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ وَبَنِي إِسْحَاقَ وَبَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ،  
 قَبْلَ أَنْ تَدَّغْتُمْ أَعْيُنَ الْأَخْوَالِ، وَأَقْرَبَ اشْتِيَاءِ الْأَمْثَلِ! تَأَمَّلُوا أَسْرَهُمْ فِي خِطَالِ  
 تَسْتَبِيهِمْ وَتَفَرُّقِهِمْ، لَسَالِي كَانَتِ الْأَكْمَابِرَةَ وَالْقِيَاصِرَةَ أَرْبَاباً لَهُمْ، يَحْتَارُونَ مِنْهُمْ  
 عَنْ رَيْفِ الْآفَاقِ، وَبَحْرِ الْعِرَاقِ، وَخُضْرَةِ الدُّنْيَا، إِلَى مَنَابِتِ (مہابت) الشَّيْحِ، وَمَهَابِ  
 الرِّيحِ، وَتَكْدِ الْمَعَاشِ، فَتَرَكَوهُمْ عَائِلَةً مَسَاكِينَ إِخْوَانِ دَبِيرِ (دین) وَوَيْسِرِ (وتسیر)،  
 أَذَلُّ الْأَتَمِّ دَاراً، وَأَجْدَهُمْ قَسَاراً، لَا يَأْوُونَ إِلَى جَنَاحِ دَعْوَةٍ يَغْتَنِمُونَ بِهَا،  
 وَلَا إِلَى ظِلِّ أَلْفَةٍ يَغْتَمِدُونَ عَلَى عِزِّهَا، فَالْأَحْوَالُ مُضْطَرِبَةٌ، وَالْأَيْدِي مُخْتَلِفَةٌ،  
 وَالْكَثْرَةُ مُتَفَرِّقَةٌ، فِي بِلَاءِ أَزَلِّ، وَأَطْبَاقِ جَهْلٍ! مِنْ بَنَاتِ مَوْوُودَةَ، وَأَصْنَامِ  
 مَعْبُودَةٍ، وَأَرْحَامِ مَقْطُوعَةٍ، وَغَارَاتِ مَشْتُونَةٍ.

جناب اسرائیل کے بارہ فرزند تھے۔ شمون، ماہین، لاوی، یہوذا، یساکر، زبولون، جواد، اشیرودان - نفتالی - بنیامین - یوسف  
 ان میں اکثریت بے ایمان - فاسق - غارتگر اور بے دین افراد کی تھی حالانکہ سب نبی خدا کی اولاد تھی تو ساتھیوں کا کیا ذکر ہے؟

اور تمام ان  
 تھے۔ انھیں  
 نہ بچاؤ کا  
 بہ  
 ہر ناگوار  
 خوف کے  
 ان منزلوں  
 کی امداد کر  
 طرح باعز  
 ی  
 پیدا ہو گیا  
 نعمتوں کو  
 ہا  
 یکساں ہر  
 اطرات کا  
 معیشت کو  
 قیام کر۔  
 زمان کی آ  
 طاقتیں  
 ٹوٹی ہوئی  
 لے عالم اس  
 حالات  
 کا خیال نہ  
 اور اس  
 کسی طر  
 اخلاقاً

حمام اہل دنیا میں سب سے زیادہ تنگی میں بسر نہیں کر رہے تھے۔ فرعون نے انھیں غلام بنالیا تھا اور طرح طرح کے بدترین عذاب میں مبتلا کر رہے تھے۔ انھیں تلخ گھونٹ پلا رہے تھے اور وہ انھیں حالات میں زندگی گزار رہے تھے کہ ہلاکت کی ذلت بھی تھی اور تغلب کی قہر سامانی بھی۔

بچاؤ کا کوئی راستہ تھا اور نہ دفاع کی کوئی سبیل۔ یہاں تک کہ جب پروردگار نے یہ دیکھ لیا کہ انھوں نے اس کی محبت میں طرح طرح کی اذیتیں برداشت کر لی ہیں اور اس کے خوف سے ناناگوار حالات کا سامنا کر لیا ہے تو ان کے لئے ان تنگیوں میں وسعت کا سامان فراہم کر دیا اور ان کی ذلت کو عزت میں تبدیل کر دیا۔

وقت کے بدلے امن و امان عطا فرما دیا اور وہ زمین کے حاکم اور بادشاہ۔ قائم اور نمایاں افراد بن گئے۔ الہی کرامت نے انھیں ان منزلوں تک پہنچا دیا جہاں تک جانے کا انھوں نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔ دیکھو جب تک ان کے اجتماعات یکجا رہے۔ ان کے خواہشات میں اتفاق رہا۔ ان کے دل معتدل رہے۔ ان کے ہاتھ ایک دوسرے کی امداد کرتے رہے۔ ان کی تلواریں ایک دوسرے کے کام آتی رہیں۔ ان کی بصیرتیں نافذ رہیں اور ان کے عزائم میں اتحاد رہا۔ وہ کس طرح باعزت رہے۔ کیا وہ تمام اطراف زمین کے ارباب اور تمام لوگوں کی گردنوں کے حکام نہیں تھے۔

لیکن پھر آخر کار ان کا انجام کیا ہوا جب ان کے درمیان افتراق پیدا ہو گیا اور محبتوں میں انتشار پیدا ہو گیا۔ باتوں اور دلوں میں اختلاف پیدا ہو گیا اور سب مختلف جماعتوں اور متحارب گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ تو پروردگار نے ان کے بدن سے کرامت کا لباس اتار لیا اور ان کے نعمتوں کی شادانی کو سلب کر لیا اور اب ان کے تھے صرف عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے سامان عبرت بن کر رہ گئے ہیں۔

لہذا اب تم اولاد اسمعیل اور اولاد اسحاق (ع) اور اسمعیل (ع) سے عبرت حاصل کرو کہ سب کے حالات کس قدر ملتے ہوئے اور کیفیات کس قدر یکساں ہیں۔ دیکھو ان کے انتشار و افتراق کے دور میں ان کا کیا عالم تھا کہ قیصر و کسریٰ ان کے ارباب بن گئے تھے۔ اور انھیں اطراف عالم کے سبزہ زاروں۔ عراق کے دریاؤں اور دنیا کی شادا بیوں سے نکال کر خار دار جھاڑیوں اور آندھیوں کی بے روک گذر گاہوں اور معیشت کی دشوار گذار منزلوں تک پہنچا کر اس عالم میں چھوڑ دیا تھا کہ وہ فقیر و نادار۔ اذیتوں کی پشت پر چلنے والے اور بالوں کے خیوں میں قیام کرنے والے ہو گئے تھے۔ گھر بار کے اعتبار سے تمام قوموں سے زیادہ ذلیل اور جگہ کے اعتبار سے سب سے زیادہ خشک سالیوں کا شکار تھے۔ زبان کی آواز تھی جن کی پناہ لے کر اپنا تحفظ کر سکیں اور نہ کوئی الفت کا سایہ تھا جس کی طاقت پر بھروسہ کر سکیں۔ حالات مضطرب، طاقتیں منتشر، کثرت میں انتشار۔ بلائیں سخت۔ جہالت تہہ بہ تہہ۔ زندہ در گور بیٹیاں۔ پتھر پرستش کے قابل، رشتہ داریاں ٹوٹی ہوئی اور چاروں طرف سے حملوں کی یلغار۔ !

لے عالم اسلام کو بنی اسرائیل کے حالات سے عبرت حاصل کرنا چاہیے کہ انھیں قیصر و کسریٰ اور دیگر سلاطین زمانے نے کس قدر ذلیل کیا اور کیسے کیسے بدترین حالات سے دوچار کیا۔ صرف اس لئے کہ ان کے درمیان اتحاد نہیں تھا اور وہ خود بھی برائیوں میں مبتلا تھے اور دوسروں کو بھی برائیوں سے روکنے کا خیال نہیں رکھتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پروردگار نے انھیں اس عذاب میں مبتلا کر دیا اور ان کا یہ تصور مہمل ہو کر رہ گیا کہ ہم اللہ کے منتخب بندے اور اس کی اولاد کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ دور حاضر میں مسلمانوں کا یہی عالم ہے کہ صرف امت وسط کے نام پر ہجوم رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے کردار میں کسی طرف سے اعتدال کی کوئی جھلک نہیں ہے۔ ہر طرف انحراف ہی انحراف اور کجی ہی کجی نظر آتی ہے۔ نہ کہیں وحدت کلمہ ہے اور نہ کہیں اتحاد کلام۔ اختلافات کا زور ہے اور دشمن کی حکمرانی۔ آپس کا جھگڑا ہے اور غیروں کی غلامی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون !

### النعمة برسول الله ﷺ

فَانظُرُوا إِلَى مَوَاقِعِ نِعْمِ اللَّهِ عَلَيْهِمْ حِينَ بَعَثَ إِلَيْهِمْ رَسُولًا، فَعَقَدَ بِمِلَّةِ طَاعَتِهِمْ، وَجَمَعَ عَلَى دَعْوَتِهِ أَلْفَتَهُمْ، كَيْفَ تَشَرَّتِ النُّعْمَةُ عَلَيْهِمْ جَنَاحَ كَرَامَتِهَا، وَأَسَالَتْ لَهُمْ جَدَاوِلَ نَعِيمِهَا، وَالصَّقَتِ الْمِلَّةُ بِهِمْ فِي عَوَانِدِ بَرَكَتِهَا، فَأَصْبَحُوا فِي نِعْمَتِهَا غَرَقِينَ، وَفِي خُضْرَةِ عَيْنِهَا فَكِيهِينَ (فَاكِهِينَ). قَدْ تَرَبَّعَتِ الْأُمُورُ بِهِمْ، وَفِي ظِلِّ سُلْطَانٍ قَاهِرٍ، وَأَوْتَهُمُ الْمَسْأَلُ إِلَى كَنْفِ عِزٍّ غَالِبٍ، وَتَعَطَّقَتِ الْأُمُورُ عَلَيْهِمْ فِي ذُرَى مُلْكٍ ثَابِتٍ. فَهُمْ حُكَّامٌ عَلَى الْعَالَمِينَ، وَمُلُوكٌ فِي أَطْرَافِ الْأَرْضِينَ. يَمْلِكُونَ الْأُمُورَ عَلَى مَنْ كَانَ يَمْلِكُهَا عَلَيْهِمْ، وَيُخْضَعُونَ الْأَحْكَامَ فِيمَنْ كَانَ يُخْضِعُهَا فِيهِمْ! لَا تُنْعَمُ لَهُمْ قَنَاءَةٌ، وَلَا تُشْفَعُ لَهُمْ صَفَاءَةٌ!

### لوم الصفاة

أَلَا وَإِنَّكُمْ قَدْ تَفَضَّضْتُمْ أَيْدِيَكُمْ مِنْ حَبْلِ الطَّاعَةِ، وَتَلَنَنْتُمْ حِضْنَ اللَّهِ الْمَضْرُوبِ عَلَيْهِمْ، بِأَحْكَامِ الْمَاهِلِيَّةِ. فَإِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ قَدْ امْتَنَّ عَلَى جَمَاعَةٍ هَذِهِ الْأُمَّةِ فِيمَا عَقَدَ بَيْنَهُمْ مِنْ حَبْلِ هَذِهِ الْأَلْفَةِ الَّتِي يَسْتَقْلُونَ فِي ظِلِّهَا، وَيَأْوُونَ إِلَى كَنْفِهَا، يَنْعَمُونَ لَا يَعْزِفُ أَحَدٌ مِنَ الْمُخْلُوقِينَ لَهَا قِيَمَةً، لِأَنَّهَا أَرْجَحُ مِنْ كُلِّ تَمَنٍّ وَأَجَلُّ مِنْ كُلِّ خَطَرٍ. وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ صِرْتُمْ بَعْدَ الْهَجْرَةِ أَعْرَابًا، وَبَعْدَ الْمَوَالَةِ أَحْرَابًا. مَا سَتَلَقْتُمْ مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا بِاسْمِهِ، وَلَا تَعْرِفُونَ مِنَ الْإِيمَانِ إِلَّا رِسْمَهُ. تَقُولُونَ: النَّارُ وَالْأَعَارُ كَأَنَّكُمْ تُرِيدُونَ أَنْ تُكْفِنُوا الْإِسْلَامَ عَلَى وَجْهِهِ انْتِهَاكَ لِحَرِيحِهِ، وَتَقْضُوا لِمِثَاقِهِ الَّذِي وَضَعَهُ اللَّهُ لَكُمْ حَرَمًا فِي أَرْضِهِ، وَأَمْنَا بَيْنَ خَلْقِهِ. وَإِنَّكُمْ إِنْ لَجَأْتُمْ إِلَى غَيْرِهِ حَارَبْتُمْ أَهْلَ الْكُفْرِ، ثُمَّ لَجَبْتُمْ إِلَى وَلَا مِيكَانِيْلٍ وَلَا مُهَاجِرُونَ وَلَا أُنْصَارَ يَنْصُرُونَكُمْ إِلَّا الْمَقَارَعَةَ بِالسَّيْفِ حَتَّى يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَكُمْ.

وَإِنَّ عِنْدَكُمْ الْأَمْتَالَ مِنْ نَاسِ اللَّهِ وَقَسْوَارِعِهِ، وَأَيَّامِهِ وَقَوَائِعِهِ، فَلَا تَسْتَبْطِنُوا وَعِيْدَهُ جَهْلًا بِأَخْذِهِ، وَتَهَاوُنًا بِبَطْنِيهِ، وَيَأْسًا مِنْ تَأْسِهِ. فَإِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ لَمْ يَلْعَنِ الْقُرْنَ الْمَاضِي بَيْنَ أَيْدِيكُمْ إِلَّا لِتَرْكِهِمُ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ. فَلَعَنَ اللَّهُ الشُّفَهَاءَ لِسُرُكُوبِ الْمَعَاصِي وَالْحُلَّةَاءَ لِتَرْكِ النَّهْيِ!

التفاف - لپیٹ دینا  
عوائد - خیرات و برکات  
فکھین - مٹلن  
تربعت - ہوار ہو گئے  
قناة - نیرہ  
صفاءة - پتھر  
شلم - رخسہ  
موالاة - محبت

حقیقت امر یہ ہے کہ اس انسان کا درجہ کس قدر بابرکت ہے جس نے اپنے دین کے احکام اور اپنے کردار کی استقامت کی بنا پر چند برسوں میں ایک قوم تیار کر دی اور قوم کو اس قدر باعزت بنا دیا کہ گویا معاشرہ کی کاپی لپٹ دی کہاں وہ بنی اسرائیل پر ہونے والے مظالم - کہاں وہ عرب کا دور جاہلیت اور کہاں اسلام کے زیر سایہ تشکیل پانے والا معاشرہ - جس نے محکوموں کو حاکم بنا دیا - بدوں کو انسان بنا دیا اور انسانوں کو مسلمان اور صاحب ایمان بنا دیا اور یہ سب صرف اس لئے ممکن ہو گیا کہ قانون صالح تھا - نافرمانی کرنے والا باعمل تھا اور امت اطاعت کے لئے تیار تھی - ورنہ ان میں سے کوئی ایک عنصر بھی کم ہو جاتا تو اس طرح کے انقلاب کے امکانات معدوم ہو جاتے

اور قوم کے مقدر میں صرف نکتہ، رسوائی، غلامی اور دبدبوری رہ جاتی اور میں -!

کیا یہ  
شکر ہے  
حاکم  
ان کا  
امور  
تھا

کی بنا  
زیر  
ہر قسم

صرف

بارہ

کسی

اور نہ

اور

ترک

لہ

ہو جائے

لے

دینا

نہ

جب

اس کے بعد دیکھو کہ پروردگار نے ان پر کس قدر احسانات کئے جب ان کی طرف ایک رسول بھیج دیا جس نے اپنے نظام سے ان کی اطاعت میں بنایا اور اپنی دعوت پر ان کی الفتوں کو متحد کیا اور اس کے نتیجے میں نعمتوں نے ان پر کرامت کے بال و پر پھیلا دیئے اور راتوں کے دریا بہا رہے بیت نے انھیں اپنی برکتوں کے جیش قیمت فوائد میں لپیٹ لیا۔ وہ نعمتوں میں غرق ہو گئے اور زندگی کی شادابیوں میں مزے اڑانے لگے۔ ایک بڑے ملک کے زیر سایہ حالات سازگار ہو گئے اور حالات نے غلبہ و بزرگی کے پہلو میں جگہ دلوا دی اور ایک مستحکم ملک کی بلندیوں پر دنیا و دین کی سعادتیں ان کی طرف جھک پڑیں۔ وہ عالمین کے حکام ہو گئے اور اطراف زمین کے بادشاہ شمار ہونے لگے جو کل ان کے امور کے مالک تھے آج وہ ان کے مورث کے مالک ہو گئے اور اپنے احکام ان پر نافذ کرنے لگے جو کل اپنے احکام ان پر نافذ کر رہے تھے کہ اب زمان کا دم خرم نکالا جاسکتا تھا اور زمان کا زور ہی توڑا جاسکتا تھا (۱)

دیکھو تم نے اپنے ہاتھوں کو اطاعت کے بندھنوں سے جھاڑ لیا ہے اور اللہ کی طرف سے اپنے گرد کھینچے ہوئے حصار میں جاہلیت کے احکام کی بنا پر رخنہ پیدا کر دیا ہے۔ اللہ نے اس امت کے اجتماع پر یہ احسان کیا ہے کہ انھیں الفت کی ایسی بندشوں میں گرفتار کر دیا ہے کہ اسی کے زیر سایہ سفر کرتے ہیں اور اسی کے پہلو میں پناہ لیتے ہیں اور یہ وہ نعمت ہے جس کی قدر و قیمت کو کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا ہے اس لئے کہ یہ قیمت سے بڑی قیمت اور ہر شرف و کرامت سے بالاتر کرامت ہے۔

اور یاد رکھو کہ تم ہجرت کے بعد پھر صحرائی بدو ہو گئے ہو اور باہمی دوستی کے بعد پھر گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہو۔ تمہارا اسلام سے ابطہ صرف نام کا رہ گیا ہے اور تم ایمان میں سے صرف علامتوں کو پہچانتے ہو اور روح مذہب سے بالکل بے خبر ہو۔

تمہارا کہنا ہے کہ آگ برداشت کر لیں مگر ذلت نہیں برداشت کریں گے۔ گویا کہ اسلام کے حدود کو توڑ کر اور اس کے اس عہد و پیمانہ کو پارہ پارہ کر کے جسے اللہ نے زمین میں پناہ اور مخلوقات میں امن قرار دیا ہے۔ اسلام کو الٹ دینا چاہتے ہو۔ حالانکہ اگر تم نے اسلام کے علاوہ کسی اور طرف رخ بھی کیا تو اہل کفر تم سے باقاعدہ جنگ کریں گے اور اس وقت نہ چیر ٹیل آئیں گے نہ میکائیل۔ نہ مہاجر تمہاری امداد کریں گے اور نہ انصار۔ صرف تلواریں کھر کھر پاتی رہیں گی یہاں تک کہ پروردگار اپنا آخری فیصلہ نافذ کر دے۔

تمہارے پاس تو عدائی عتاب و عذاب اور حوادث و بلائوں کے نونے موجود ہیں لہذا خبردار اس کی گرفت سے غافل ہو کر اسے دور نہ سمجھو اور اس کے حملہ کو آسان سمجھ کر اور اس کی سختی سے غافل ہو کر اپنے کو مطمئن نہ بنا لو۔

دیکھو پروردگار نے تم سے پہلے گزر جانے والی قوموں پر صرف اسی لئے لعنت کی ہے کہ انھوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کر دیا تھا جس کے نتیجے میں جہلا پر مباحی کے ارتکاب کی بنا پر لعنت ہوئی اور دانشمندوں پر انھیں نہ منع کرنے کی بسنا پڑ

لے انہوں نے قوم نے چار دن پہلے عزت کے دن دیکھے ہوں۔ اپنے اتحاد و اتفاق اور اپنی اطاعت شہادی کے اثرات کا شاہدہ کیا ہو۔ وہ یکبارگی اس طرح منقلب ہو جائے اور راحت پسندی اسے دوبارہ ڈھکیل کر ماضی کے گڑھے میں ڈال دے اور ذلت و رسوائی اس کا مقدر بن جائے۔

یہ نکتہ ہر دور کے لئے قابل توجہ ہے کہ دین خدا میں لعنت کا استحقاق صرف جہالت اور بد عملی ہی سے نہیں پیدا ہوتا ہے بلکہ اکثر اوقات اس کے حقدار اہل علم اور دیندار حضرات بھی بن جاتے ہیں۔ جب ان کے کردار میں انانیت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ دوسروں کی طرف سے یکسر غافل ہو جاتے ہیں۔ نہ نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور نہ برائیوں سے روکتے ہیں۔ دین خدا کی ربادی کی طرف سے اس طرح آنکھیں بند کر لیتے ہیں جیسے کسی غریب کا سرمایہ لٹ رہا ہے اور ہم سے اس کا کوئی تعلق نہیں جب کہ دین اسلام ہر مسلمان کا سرمایہ حیات ہے اور اس کے تحفظ کی ذمہ داری ہر صاحب ایمان پر عائد ہوتی ہے۔

نکث - عہد شکنی

قاسطون - حق سے عدول کرنے والے  
مارقہ - دین سے باہر نکل جانے والے  
دوستہم - انھیں ذلیل بنا دیا ہے  
ردھ - گراھا  
شیطان الردھ - ذوالشریہ  
صعقہ - بیہوشی

وجتہ القلب - دل کا لرزنا

رجتہ الصدر - سینے کا دھڑکنا  
لا دین منہم انھیں شاکر حکومت  
دوسروں کے حوالے کر دوں گا

تیشذر - منتشر ہوجاگ

کلاکل - سینے

نواجم - ظاہر ہونے والے

عرت - خوشبو

خطلہ - لغزش

فصیل - بچہ شتر

علم - واضح فضیلت

جراو - مکر کے قریب ایک پہاڑ ہے

① اس شخص کا نام جرقص بن زبیر  
تھا۔ رسول اکرم کے دور سے بدترین  
منافق تھا اور حضور کے عدل و انصاف  
پر اعتراض کیا کرتا تھا۔ آپ نے اس کے  
قتل کی خبر بھی سنا دی تھی۔ اس کے  
کاندھوں پر گوشت کا ایک ٹکڑا عورت  
کے پستان جیسا تھا اور اسی بنا پر اسے  
ذوالشریہ کہا جاتا ہے۔

أَلَا وَقَدْ قَطَعْتُمْ قَيْدَ الْأَسْلَامِ، وَعَطَلْتُمْ حُدُودَهُ وَأَمْتُمْ أَحْكَامَهُ أَلَا وَقَدْ  
أَسْرَفِي اللَّهُ بِقِتَالِ أَهْلِ السَّبْعِيِّ وَالنَّكْتِ وَالْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ، فَأَنَا النَّاسِكُونَ  
فَقَدْ قَاتَلْتُ، وَأَنَا الْفَاسِقُونَ فَقَدْ جَاهَدْتُ، وَأَنَا الْمَارِقَةُ فَقَدْ دَوَّخْتُ، وَأَنَا  
شَيْطَانُ الرَّذَاهَةِ فَقَدْ كَفَيْتُهُ بِصَعْقَةٍ سَمِعَتْ لَهَا وَجِبَةٌ قَلْبِي وَرَجَعَتْ صَدْرِي،  
وَبَقِيَتْ بَقِيَّةٌ مِنْ أَهْلِ السَّبْعِيِّ، وَلَيْزِنِ أَذِنَ اللَّهِ فِي الْكُرَّةِ عَلَيْهِمْ لِأَدْبَلِكُمْ  
مِنْهُمْ إِلَّا مَا يَتَشَدَّرُ فِي أَطْرَافِ الْبِلَادِ تَشَدُّرًا!

## شجاعہ و فضلہ ﴿۱۱﴾

أَنَا وَضَعْتُ فِي الصَّغْرِ بِكَلَاكِلِ الْعَرَبِ، وَكَسَرْتُ نَوَاجِمَ قُرُونٍ رَيْبَعَةً وَمَضْرَبَ  
وَقَدْ عَلَيْنَكُمْ مَوْضِعِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِالتَّقَاتِيَةِ  
الْقَرِيْبِيَةِ، وَالْمَنْزِلَةِ الْمُخْصِيصَةِ، وَضَعْتَنِي فِي حَجْرِهِ وَأَنَا وَلَدٌ يَضْمُنِي إِلَى  
صَدْرِهِ، وَيَكْنُفُنِي فِي فِرَاسِيهِ، وَيُثْسِنِي جَسَدَهُ، وَيُثْسِنِي عَرْفَهُ، وَكَانَ يَضْغُ  
الشَّيْءَ ثُمَّ يُلْقِيْنِيهِ، وَمَا وَجَدَ لِي كَذْبَةً فِي قَوْلٍ، وَلَا خَطْلَةً فِي فِعْلٍ، وَلَقَدْ  
قَرَنَ اللَّهُ بِهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - مِنْ لَدُنْ أَنْ كَانَ فَطِيمًا أَكْبَرًا مَلَكًا  
مِنْ مَلَائِكَتِهِ يَسْلُكُ بِهِ طَرِيقَ الْمَكَارِمِ، وَتَحَاسِنِ أَخْلَاقِ الْعَالَمِ، لَيْلَةً وَنَهَارَةً،  
وَلَقَدْ كُنْتُ أَتَّبِعُهُ أَتْبَاعَ الْفَصِيلِ أَنْزَامِهِ، يَرْفَعُ لِي فِي كُلِّ يَوْمٍ مِنْ  
أَخْلَاقِهِ عِلْمًا، وَيَأْمُرُنِي بِالْإِقْتِدَاءِ بِهِ، وَلَقَدْ كَانَ يُجَاوِرُ فِي كُلِّ سَنَةٍ  
بِحِرَاءِ فَارَاهُ، وَلَا يَرَاهُ غَيْرِي، وَلَمْ يَجْمَعْ بَيْنَهُ وَاحِدٌ يُؤْمِنُ فِي الْأَسْلَامِ  
غَيْرَ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - وَخَدِيجَةَ وَأَنَا نَالِيَهُمَا، أَرَى نُورَ  
الْوَحْيِ وَالرَّشَاقَةِ وَأَسْمُ رِيحِ النَّبُوَّةِ.

وَلَقَدْ سَمِعْتُ رَثَّةَ الشَّيْطَانِ جِئِنَ نَزَلَ الْوَحْيُ عَلَيْهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ -  
فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذِهِ الرَّثَّةُ؟ فَقَالَ: «هَذَا الشَّيْطَانُ قَدْ أَيْسَ مِنْ  
عِبَادَتِي، إِنَّكَ تَسْمَعُ، مَا أَسْمَعُ، وَتَرَى مَا أَرَى، إِلَّا أَنَّكَ لَسْتَ بِسَبِيٍّ  
وَلَكِنَّكَ لَسَوْزِيرٌ وَإِنَّكَ لَعَلَى خَيْرٍ»، وَلَقَدْ كُنْتُ مَعَهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَآلِهِ - سَلَّمَ أَتَاهُ الْمَلَأُ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقَالُوا لَهُ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّكَ قَدْ أَدْعَيْتَ  
عَظِيمًا لَمْ يَدْعِهِ آبَاؤُكَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ بَنِيكَ، وَتَحْنُ نَشَأُكَ أَنْتَ إِنْ أَنْتَ  
أَجَبْتَنَا إِلَيْهِ وَأَرَبْتَنَا، عَلَيْنَا أَنْكَ نَبِيٌّ وَرَسُولٌ، وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ  
عَلَيْنَا أَنْكَ سَاجِدٌ كَذَّابٌ، فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ:

نہروان میں خوارج کے قتل کے بعد امیرالمومنین نے اس کی تلاش کا حکم دیا۔ لاش نہ مل سکی تو لوگوں نے کہا کہ شامہ بچ کر نکل گیا ہے۔

آکا

ادرا ہے ا

رٹنے والے

ن گرنے

نک پہنچ

دے تو ا

نہرے پر

دبچ

ہے کہ رسول

نک دکا ہے کہ

سے سرفراز ا

نہرے کسی

ادرا

ادب بہترین

ملتا تھا جس

نہر مجھے اس

دہر

رسول اکرم ا

دو خوشبوئے

میں

شیطان ہے

جو میں سن رہ

میں ا

ہے جو تمہارے

اور ہمیں

سادو گراو



گماہ ہو جاؤ کہ تم نے اسلام کی پابندیوں کو توڑ دیا ہے۔ اس کے حدود کو معطل کر دیا ہے اور اس کے احکام کو مردہ ہے اور پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں بغاوت کرنے والے، عہد شکن اور مفسدین سے جہاد کروں۔ عہد پیمانے والوں سے جہاد کر چکانا فرماؤں سے مقابلہ کر چکا اور بے دین خوارج کو مکمل طریقہ سے ذلیل کر چکا۔ رہ گیا گڑھے نے والا شیطان (۱) تو اس کا مسئلہ اس چنگھاڑ سے حل ہو گیا جس کے دل کی دھڑکن اور سینہ کی تھڑھڑاہٹ کی آواز میرے کانوں پہنچ رہی تھی۔ اب صرف باغیوں میں تھوڑے سے افراد باقی رہ گئے ہیں کہ اگر پروردگار ان پر حملہ کرنے کی اجازت دے تو انہیں بھی تباہ کر کے حکومت کا رخ دوسری طرف موڑ دوں گا اور پھر وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جو مختلف شہروں میں بے بڑے ہیں۔

(مجھے بیچانو) میں نے کسی ہی میں عرب کے سینوں کو زمین سے ملا دیا تھا اور رجبہ و مضر کی سنگوں کو توڑ دیا تھا یہیں معلوم کر رسول اکرمؐ سے مجھے کس قدر قریبی قرابت اور مخصوص منزلت حاصل ہے۔ انہوں نے بچپن سے مجھے اپنی گود میں اسی طرح رکھا ہے کہ مجھے اپنے سینے سے لگائے رکھتے تھے۔ اپنے بستر پر جگہ دیتے تھے۔ اپنے کلیبر سے لگا کر رکھتے تھے اور مجھے مسلسل اپنی خوشبو سے فرما فرمایا کرتے تھے اور غذا کو اپنے دانتوں سے چبا کر مجھے کھلاتے تھے۔ انہوں نے میرے کسی بیان میں جھوٹ پایا اور نہ کسی عمل میں غلطی دیکھی۔

اور اللہ نے دودھ بڑھائی کے دور ہی سے ان کے ساتھ ایک عظیم ترین ملک کو کر دیا تھا جو ان کے ساتھ بزرگیوں کے راستہ بہترین اخلاق کے طور طریقہ پر چلتا رہتا تھا اور شب و روز یہی سلسلہ رہا کرتا تھا۔ اور میں بھی ان کے ساتھ اسی طرح رہتا تھا جس طرح بچہ ناقہ اپنی ماں کے ہمراہ چلتا ہے۔ وہ روزانہ میرے سامنے اپنے اخلاق کا ایک نشانہ پیش کرتے تھے اور مجھے اس کی اقتدار کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

وہ سال میں ایک زمانہ غار حرا میں گزارا کرتے تھے جہاں صرف میں انہیں دیکھتا تھا اور کوئی دوسرا نہ ہوتا تھا۔ اس وقت رسول اکرمؐ اور خدیجہ کے علاوہ کسی گھر میں اسلام کا گذر نہ ہوا تھا اور ان میں کامیاب تھا۔ میں نوروحی رسالت کا شاہدہ کیا کرتا تھا اور خوشبوئے رسالت سے دماغ کو معطر رکھتا تھا۔

میں نے نزول وحی کے وقت شیطان کی چیخ کی آواز سنی تھی اور عرض کی تھی یا رسول اللہ! یہ چیخ کیسی ہے؟ تو فرمایا کہ یہ شیطان ہے جو آج اپنی عبادت سے مایوس ہو گیا ہے۔ تم وہ سب دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں اور وہ سب سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں۔ صرف فرق یہ ہے کہ تم نہیں ہو۔ لیکن تم میرے وزیر بھی ہو اور منزل خیر بھی ہو۔

میں اس وقت بھی حضرت کے ساتھ تھا جب قریش کے سرداروں نے آکر کہا تھا کہ محمد! تم نے بہت بڑی بات کا دعویٰ کیا ہے جو تمہارے گھر والوں میں کسی نے نہیں کیا تھا۔ اب ہم تم سے ایک بات کا سوال کر رہے ہیں۔ اگر تم نے صحیح جواب دے دیا اور ہمیں ہمارے مدعا کو دکھلا دیا تو ہم سمجھ لیں گے کہ تم نبی خدا اور رسول خدا ہو ورنہ اگر ایسا نہ کر سکتے تو ہمیں یقین ہو جائے گا کہ تم مادوگر اور جھوٹے ہو۔ تو آپ نے فرمایا تھا

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سرکارِ دو عالم نے پروردگار کی دی ہوئی طاقت سے اس سحر کا اظہار فرمایا تھا لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ اسے درخت میرے حکم یا مالک کی اجازت سے آجا۔ بلکہ فرمایا کہ اگر تجھے میرا اعتبار ہے اور میری رسالت کا ایمان ہے تو میرے حکم کے مطابق اپنی جگہ چھوڑ کر میرے سامنے آکر کھڑا ہو جا۔ گویا آپ نے اس امر کی طرف اشارہ کیا تھا کہ ایمان میں اتنی طاقت اور اتنا اثر پایا جاتا ہے کہ صاحبِ ایمان درخت بھی جو تو سرکار کے بلائے پر جگہ چھوڑ کر حاضر ہو سکتا ہے

حیرت ہے ان انسانوں کے ایمان پر جنہیں حضور روزِ احد آواز دے رہے تھے اور وہ پہاڑوں کی بلندیوں سے مڑ کر دیکھنے کے لئے بھی تیار نہیں تھے

«وَمَا تَسْأَلُونَ؟» قَالُوا: تَدْعُو لَنَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ حَتَّى تَنْقَلِعَ بِعُرْوِهَا وَتَقِفَ بَيْنَ يَدَيْكَ، فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: «إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، فَإِنْ فَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ ذَلِكَ، أَتُؤْمِنُونَ وَتَسْتَهْدُونَ بِالْحَقِّ؟» قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: «فَأِنِّي سَأْرِيكُمْ مَا تَطْلُبُونَ، وَإِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكُمْ لَا تَفِيئُونَ إِلَيَّ خَيْرٌ، وَإِنْ فِيكُمْ مَنْ يُطْرَحُ فِي الْقَلْبِ، وَمَنْ يُحْرَبُ الْأَحْرَابَ.» ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: «يَا أَيُّهَا الشَّجَرَةُ إِنْ كُنْتَ تُؤْمِنِينَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتَعْلَمِينَ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، فَانْقَلِعِي بِعُرْوَتِكَ حَتَّى تَقِفِي بَيْنَ يَدَيَّ بِإِذْنِ اللَّهِ.» فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ لَأَنْقَلِعَتْ بِعُرْوَتِهَا، وَجَاءَتْ وَلَهَا دَوِيٌّ شَدِيدٌ، وَقَضَفَتْ كَقَضَبِ أُجْنِحَةِ الطَّيْرِ؛ حَتَّى وَقَفَتْ بَيْنَ يَدَيَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ مُرْفَرَفَةً، وَأَلْفَتْ بِقَضَبِهَا الْأَعْلَى عَلَيَّ، رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، وَبَغَضُ أَغْصَانِهَا عَلَيَّ مَنَكِبِي، وَكُنْتُ عَنْ يَمِينِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، فَلَمَّا نَظَرَ الْقَوْمُ إِلَى ذَلِكَ قَالُوا: «عُلُؤًا وَاسْتِحْبَارًا.» قَرَّهَا فَلْيَأْتِيكِ يَضْفُهَا وَيَسْبِقُ يَضْفُهَا، فَأَمَرَهَا بِذَلِكَ، فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ يَضْفُهَا كَأَعْجَبِ إِسْتِبَالٍ وَأَسْدِهِ دَوِيًّا، فَكَادَتْ تَلْتَفُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، فَقَالُوا: «كُفْرًا وَعُسْتُؤًا.» ثُمَّ هَذَا النَّصْفُ فَلْيَرْجِعْ إِلَى يَضْفِهِ كَمَا كَانَ، فَأَمَرَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَرَجَعَ، فَقُلْتُ أَنَا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، إِنِّي أَوَّلُ مُؤْمِنٍ بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَأَوَّلُ مَنْ أَقْرَبَ بَانَ الشَّجَرَةَ فَعَلَتْ مَا فَعَلَتْ بِأَمْرِ اللَّهِ تَعَالَى تَصَدِيقًا بِسُبُوتِكَ، وَإِجْلَالًا لِكَلِمَتِكَ. فَقَالَ الْقَوْمُ كَلِمَتَهُمْ: بَلْ سَاجِرٌ كَذَّابٌ، عَجِيبُ السَّخْرِ خَفِيفٌ فِيهِ، وَهَلْ يُصَدِّقُكَ فِي أَمْرِكَ إِلَّا بِمِثْلِ هَذَا! (يَعْتَوْنِي) وَإِنِّي لَنْ قَوْمٍ لَا تَأْخُذُهُمْ فِي اللَّهِ لَوْ مَتَّ لَأَمَّ، يَسْأَلُهُمْ سِجَا الصَّادِقِينَ، وَكَلَامُهُمْ كَلَامُ الْأَنْبِيَاءِ، عَمَّارُ اللَّيْلِ وَمَنَارُ النَّهَارِ، مُتَمَسِّكُونَ بِحَبْلِ الْقُرْآنِ؛ يُحْيُونَ سُنَنَ اللَّهِ وَسُنَنَ رَسُولِهِ، لَا يَسْتَكْبِرُونَ وَلَا يَغْلِبُونَ، وَلَا يَغْلِبُونَ وَلَا يُفْسِدُونَ قُلُوبَهُمْ فِي الْغِيَانِ، وَأَجْسَادَهُمْ فِي الْعَمَلِ!

۱۹۳

و من خطبة له ﴿﴾

بصف نبي المتقين

مصادر خطبہ ۱۹۳ کتاب سلیم بن قیس ص ۱۱۱، امالی صدوق ص ۳۳۴، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۲ ص ۳۵۲، تحف العقول حرانی ص ۱۵۹، تذکرۃ الخوہ ص ۱۳۸  
مطاب السؤل ابن طلحہ الشافعی ص ۱۵۱، کتبخوار کراچی ص ۳۱، مروج الذهب سعوی ص ۲ ص ۲۲، طبقات کبریٰ ابن سعد ص ۱۱، دانی ص ۳ ص ۱۱، اصول کافی ص ۲ ص ۲۲۶، امالی صدوق، العقد الفرید ابن عبد ربہ ص ۳۱۳، امالی طوسی ص ۲ ص ۵۵،

تھا  
ب  
ان لوگ  
ہیں  
ادارت  
اجاد  
اس عالم  
ایک شا  
اس آجا  
کے ساتھ  
دوسرے  
حقیقت  
اپنے  
کا  
کی تصدیق  
کی کسی  
را دجیا  
روزہ ر  
ہیں اور

کراچی کفار  
کے کتب  
کے لئے  
کے لئے  
کے لئے

اس سوال کیا ہے؟۔ ان لوگوں نے کہا کہ آپ اس درخت کو دعوت دیں کہ وہ جڑ سے اکھڑ کر آجائے اور آپ کے سامنے کھڑا ہو جائے؟  
 نے فرمایا کہ پروردگار ہر شے پر قادر ہے۔ اگر اس نے ایسا کر دیا تو کیا تم لوگ ایمان لے آؤ گے؟ اور حق کی گواہی دے دو گے؟  
 لوگوں نے کہا بیشک۔ آپ نے فرمایا کہ میں عنقریب یہ منظر دکھلا دوں گا لیکن مجھے معلوم ہے کہ تم کبھی خیر کی طرف پلٹ کر آنے والے  
 نہ ہو۔ تم میں وہ شخص بھی موجود ہے جو کنوئیں میں پھینکا جائے گا اور وہ بھی ہے جو اجزاب قائم کرے گا۔ یہ کہہ کر آپ نے درخت کو  
 آزدی کہ اگر تیرا ایمان اللہ اور روز آخرت پر ہے اور تجھے یقین ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو جڑ سے اکھڑ کر میرے سامنے  
 اور اذن خدا سے کھڑا ہو جا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے انھیں حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ درخت جڑ سے اکھڑ گیا اور  
 عالم میں حضور کے سامنے آ گیا کہ اس میں سخت کھڑکھڑاہٹ تھی اور پرندوں کے پروں کی آوازوں جیسی پھڑپھڑاہٹ بھی تھی۔ اس نے  
 شاخ سرکار کے سر پر سایہ انگن کر دی اور ایک میرے کامر سے پر۔ جب کہ میں آپ کے داہنے پہلو میں تھا<sup>(۱)</sup>  
 ان لوگوں نے جیسے ہی منظر دیکھا نہایت درجہ سرکشی اور غرور کے ساتھ کہنے لگے کہ اچھا اب حکم دیجئے کہ آدھا حصہ آپ کے  
 آجائے اور آدھا رک جائے۔ آپ نے یہ بھی کہ دیا اور آدھا حصہ نہایت درجہ حیرت کے ساتھ اور سخت ترین کھڑکھڑاہٹ  
 ساتھ آگیا اور آپ کا حصار کر لیا۔ ان لوگوں نے پھر برناتے کفر و سرکشی یہ مطالبہ کیا کہ اچھا اب اس سے کہنے کو واپس جا کر  
 میرے نصف حصہ سے مل جائے۔ آپ نے یہ بھی کہہ کر دکھلا دیا تو میں نے آزدی کہ میں توجید الہی کا پہلا اقرار کرنے والا اور اس  
 سنت کا پہلا اعتراف کرنے والا ہوں کہ درخت نے امر الہی سے آپ کی نبوت کی تصدیق اور آپ کے کلام کی بلندی کے لئے  
 حکم کی مکمل اطاعت کر دی۔

لیکن ساری قوم نے آپ کو جھوٹا اور جادوگر قرار دے دیا کہ ان کا جادو عجیب بھی ہے اور باریک بھی ہے اور ایسی باتوں  
 تصدیق ایسے ہی افراد کر سکتے ہیں ہم لوگ نہیں کر سکتے ہیں۔ لیکن میں بہر حال اس قوم میں شمار ہوتا ہوں جنہیں خدا کے بارے  
 میں ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں ہوتی ہے۔ جن کی نشانیاں صدیقین جیسی ہیں اور جن کا کلام نیک کردار  
 اور جیسا۔ یہ راتوں کو آباد رکھنے والے اور دنوں کے منارے ہیں۔ قرآن کی رسی سے متمسک ہیں اور خدا و رسول کی سنت  
 زندہ رکھنے والے ہیں۔ ان کے یہاں نہ غرور ہے اور نہ سرکشی، نہ خیانت ہے اور نہ فساد۔ ان کے دل جنت میں لگے ہوئے  
 ہیں اور ان کے جسم عمل میں مصروف ہیں۔

۱۹۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں صاحبان تقویٰ کی تعریف کی گئی ہے)

اگر کفار و مشرکین نے یہ بات بطور تسخیر و استہزاء کہی تھی لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ ایسے حقائق کا اقرار ایسے ہی افراد کر سکتے ہیں اور ایمان کی دولت سے سرفراز ہونا  
 ایسے کس کی بات نہیں ہے۔ اس دولت سے محروم آج کے وہ دانشور بھی ہیں جن کی کچھ میں معجزہ ہی نہیں آتا ہے اور وہ ہر معجزہ کو خلائق قانون طبیعت قرار دے کر  
 لے آتے ہیں اور ان کا خیال یہ ہے کہ قانون صاحب قانون پر بھی حکومت کر رہا ہے اور صاحب قانون کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی بندہ کے منصب کی تصدیق کے  
 لئے قانون میں تبدیلی کرے جب کہ اس کی ہزاروں مثالیں تاریخ میں موجود ہیں۔ اور وہ جہلاء اور متعصب افراد بھی ہیں جن کی کچھ میں شق افراد و رذیل جیسا رشتہ  
 نہیں آتا ہے تو قرآن مجید کی باریکیوں اور درجہ کرامات کی نزاکتوں کو کیا سمجھیں گے اور کس طرح ایمان لاسکیں گے۔

اقتصاد - متوسط قسم کا  
خصوا البصار برہم - نگاہیں نیچے رکھتے  
ہیں  
مُرجحہ - فائدہ مند  
ترتیل - وضاحت کے ساتھ  
زفیر - بھڑکنے کی آواز  
شہیق - شعلوں کی گرج

حانون - خجیدہ  
مفترشون - زمین سے چکے رہے  
فکاک - ربائی  
قداح - تیر

۱) کافوی کی ایک عظیم ترین علامت  
یہ ہے کہ متقی کی نگاہ میں دنیا کی راحت  
اور تکلیف میں کوئی فرق نہیں ہوتا ہے  
ذیباں کی راحت اسے اپنی طرف  
متوجہ کر سکتی ہے اور نہ میاں کی  
تکلیف اس کے سکون نفس کو درہم  
برہم کر سکتی ہے وہ یہ دیکھتا رہتا  
ہے کہ ہر راحت سے بالاتر جنت  
کی راحت ہے اور ہر مصیبت  
سے عظیم تر محشر کی مصیبت ہے اور  
جو اتنے عظیم مراحل پر نگاہ رکھتا ہو  
اس کی نظروں میں معمولی مراحل  
کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے

اس سے بالاتر یہ سلسلہ ہے  
کہ وہ عظمت خالق کا مکمل تصور رکھتے  
ہیں اور ایسے آدمی کے لئے ساری دنیا حقیر و ذلیل ہوتی ہے تو وہاں کی راحت یا مصیبت کی کیا اوقات ہے اور اس کا دل و دماغ پر کیا  
ہو سکتا ہے

روی ان صاحباً لأمیر المؤمنین ﴿علیہ السلام﴾ یقال له ہمام کان رجلاً عابداً، فقال له: یا  
أمیر المؤمنین، صف لی المتقین حتی کأنی أنظر الیہم. فتناقل ﴿علیہ السلام﴾ عن جوابہ ثم قال: یا  
ہمام، اتق اللہ و احسن: فان اللہ مع الذین اتقوا و الذین ہم محسنون». فلم یقع ہمام  
بہذا القول حتی عزم علیہ، فحمد اللہ و اتنی علیہ، و صلی علی النبی - صَلَّى اللہ علیہ و آلہ  
- ثم قال ﴿علیہ السلام﴾:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ اللّٰهَ - سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى - خَلَقَ الْخَلْقَ حِينَ خَلَقَهُمْ غَنِيًّا  
عَنِ طَاعَتِهِمْ، أَيْنَا مِنْ مَغْفِيَّتِهِمْ، لِأَنَّهُ لَا تَضُرُّهُ مَغْفِيَةٌ مِنْ عَصَاةٍ،  
وَلَا تَنْفَعُهُ طَاعَةٌ مِنْ أَطَاعَةٍ. فَتَمَّ بِتَيْبِهِمْ مَغْفِيَّتَهُمْ، وَوَضَعَهُمْ  
بَيْنَ الدُّنْيَا مَوَاضِعَهُمْ، فَالْمُتَّقُونَ فِيهَا هُمْ أَهْلُ الْمَضَائِلِ: مَنْطِقُهُمُ الصَّوَابُ،  
وَمَلْبَسُهُمُ الْإِقْتِصَادُ، وَمَشِيَّتُهُمُ التَّوَاضُعُ، غَضُّوا أَبْصَارَهُمْ عَنِ حَرَمِ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ،  
وَوَقَّفُوا أَسْمَاعَهُمْ عَلَى الْعِلْمِ النَّافِعِ لَهُمْ. نُزِّلَتْ أَنْفُسُهُمْ مِنْهُمْ فِي الْبِلَادِ  
كَأَنِّي نُزِّلْتُ فِي الرَّحَاءِ، وَتَوَلَّوْا الْأَجَلَ الَّذِي كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ أَمْ تَسْتَعِزُّ  
أَزْوَاجَهُمْ فِي أَجْسَادِهِمْ طَرْفَةَ عَيْنٍ، سَوَقًا إِلَى النَّوَابِ، وَخَوْفًا مِنَ الْعِقَابِ.  
عَظُمَ الْمَخَالِقُ فِي أَنْفُسِهِمْ فَصَغُرَ مَا دُونَهُ فِي أَعْيُنِهِمْ، فَهَمُّ وَالْجَسَّةُ كَمَنْ  
قَدَّرَ آهًا، فَهَمُّ فِيهَا مُنْقَمُونَ، وَهَمُّ وَالشَّارُ كَمَنْ قَدَّرَ آهًا، فَهَمُّ فِيهَا مُعَذِّبُونَ.  
فَلَوْبُهُمْ تَحْزُونَةٌ، وَشُرُورُهُمْ مَأْمُونَةٌ، وَأَجْسَادُهُمْ نَجِيفَةٌ، وَحَاجَاتُهُمْ  
خَفِيفَةٌ، وَأَنْفُسُهُمْ عَفِيفَةٌ. صَبَرُوا أَبْيَامًا قَصِيرَةً أَعْقَبَتْهُمْ رَاحَةً طَوِيلَةً،  
تَجَمَّرَتْهُمْ مَرْجِحَةٌ يَسَّرَهَا لَهُمْ رَبُّهُمْ. أَرَادَتْهُمْ الدُّنْيَا فَلَمْ يُرِيدُواهَا،  
وَأَسْرَتْهُمْ فَسَقَدُوا أَنْفُسَهُمْ مِنْهَا. أَمَّا اللَّيْلُ فَصَافُونَ أَقْدَامَهُمْ، تَالِينَ  
لِأَجْرَاءِ الْقُرْآنِ يُسْرَتُلُونَهَا تَسْرِيلاً يُحْزَنُونَ بِهِ أَنْفُسَهُمْ وَيَسْتَعِيرُونَ  
بِهِ دَوَاءَ دَائِهِمْ. فَإِذَا مَرُّوا بِآيَةٍ فِيهَا تَشْوِيقٌ رَكَعُوا إِلَيْهَا طَمَعًا  
وَتَطَلَّعَتْ نُفُوسُهُمْ إِلَيْهَا سَوْقًا، وَظَنُّوا أَنَّهَا نُصِبَ أَعْيُنِهِمْ. وَإِذَا مَرُّوا بِآيَةٍ  
فِيهَا تَحْوِيفٌ أَصْفَرُوا إِلَيْهَا مَسَامِعَ قُلُوبِهِمْ، وَظَنُّوا أَنَّ زُفِيرَ جَهَنَّمَ وَشَبِيحَهَا  
فِي أَصْوَالِ آذَانِهِمْ، فَهَمُّ حَانُونَ عَلَى أَوْسَاطِهِمْ، مُفْتَرِشُونَ لِجَنَابِهِمْ وَأَكْفِيهِمْ وَرَكْبِهِمْ،  
وَأَطْرَافِ أَقْدَامِهِمْ، يَطْلُبُونَ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى فِي فَكَاكِ رِقَابِهِمْ،  
وَأَمَّا النَّهَارُ فَحُلُمَاءُ عُلَمَاءِ، أَبْرَارٌ أَتَقِيَاءُ، قَدَّرَ بَرَاهِمُ الْمُتَوَفَّى بَرِيَّ الْقِدَاحِ

کہا جاتا ہے  
بیان فرما  
اور حسن  
۱  
اسے کسی نا  
۲۱  
و کمالات  
قرار ہے  
ان کے نفوس  
ان کی روح  
استدراک عظیم  
ہوں اور جہ  
شکر نہیں  
دیا میں چہ  
زیلے انھیں  
را  
اپنی بہاری  
سے گذرنا  
کاوں تک  
ہر  
اس

یوں تو تلاوت  
انہاں بھی  
رقہ درد  
تغیب  
در

ہاں ہے کہ امیر المؤمنین کے ایک عابد ذرا ہر صحابی جن کا نام ہمام تھا ایک دن حضرت سے عرض کرنے لگے کہ حضور مجھ سے متقیین کے صفات کچھ اس طرح فرمائیں کہ گویا میں ان کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے جواب سے گریز کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمام اللہ سے ڈرو اور دینیک عمل کرو کہ اللہ تعالیٰ حسن عمل والوں کو دوست رکھتا ہے۔

ہمام اس مختصر بیان سے مطمئن نہ ہوئے تو حضرت نے حمد و ثنائے پروردگار اور صلوات و سلام کے بعد ارشاد فرمایا: ابا بعد ابرور دگار نے تمام مخلوقات کو اس عالم میں پیدا کیا ہے کہ وہ ان کی اطاعت سے مستغنی اور ان کی نافرمانی سے محفوظ تھا۔ نہ کسی نافرمان کی معصیت نقصان پہنچا سکتی تھی اور نہ کسی اطاعت گزار کی اطاعت فائدہ دے سکتی تھی۔

اس نے سب کی معیشت کو تقسیم کر دیا۔ اور سب کی دنیا میں ایک منزل قرار دے دی۔ اس دنیا میں متقی افراد وہ ہیں جو صاحبانِ کمالات ہوتے ہیں کہ ان کی گفتگو حق و صواب، ان کا لباس معتدل، ان کی رفتار متواضع ہوتی ہے۔ جن چیزوں کو پروردگار نے حرام قرار دیا ہے ان سے نظروں کو بچا رکھتے ہیں اور اپنے کانوں کو ان علوم کے لئے وقف رکھتے ہیں جو فائدہ پہنچانے والے ہیں۔ ان کے نفوس بلا و آزمائش میں ایسے ہی رہتے ہیں جیسے راحت و آرام میں۔ اگر پروردگار نے ہر شخص کی حیات کی مدت مقرر نہ کر دی ہوتی تو ان کی رو میں ان کے جسم میں ہلک جھپکنے کے برابر بھی ٹھہر نہیں سکتی تھیں کہ انھیں ثواب کا شوق ہے اور عذاب کا خوف۔ خالق ان کی نگاہ میں سزا و عذاب کا سامنا دینا نسا ہوں سے گر گئی ہے۔ جنت ان کی نگاہ کے سامنے اس طرح ہے جیسے اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہورہے ہوں اور جہنم کو اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے اس کے عذاب کو محسوس کر رہے ہوں۔ ان کے دل نیکیوں کے خزانے ہیں اور ان سے شر کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ان کے جسم نحیف اور لاغر ہیں اور ان کے ضروریات نہایت درجہ مختصر اور ان کے نفوس بھی طیب و طاہر ہیں۔ انھوں نے دنیا میں چند دن تکلیف اٹھا کر ابدی راحت کا انتظام کر لیا ہے اور ایسی فائدہ بخش تجارت کی ہے جس کا انتظام ان کے پروردگار نے کر دیا تھا۔

انہوں نے انھیں بہت چاہا لیکن انھوں نے اسے نہیں چاہا اور اس نے انھیں بہت گرفتار کرنا چاہا لیکن انھوں نے فدیہ دے کر اپنے کو چھڑا لیا۔ راتوں کے وقت مصلیٰ پر کھڑے رہتے ہیں۔ خوش الحانی کے ساتھ تلاوتِ قرآن کرتے رہتے ہیں۔ اپنے نفس کو محروم رکھتے ہیں اور اسی طرح اپنی بیماریاں دل کا علاج کرتے ہیں۔ جب کسی آیت ترغیب سے گزرتے ہیں تو اس کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور جب کسی آیت تمہیہ تمخویف سے گزرتے ہیں تو دل کے کانوں کو اس کی طرف یوں مصروف کر دیتے ہیں جیسے جہنم کے شعلوں کی آواز اور وہاں کی چیخ بکاہر مسلسل ان کے کانوں تک پہنچ رہی ہو۔ یہ رکوع میں کرمحمد اور سورہ میں پیشانی، ہتھیلی، انگوٹھوں اور گھٹنوں کو فرش خاک کے رہتے ہیں۔ پروردگار سے ایک ہی سوال کرتے ہیں کہ ان کی گردنوں کو آتش جہنم سے آزاد کر دے۔

اس کے بعد دن کے وقت یہ علماء اور دانشمندیک کردار اور پرہیزگار ہوتے ہیں جیسے انھیں تیرا نماز کے تیر کی طرح خوب خدائے تراشا ہو

یوں تو تلاوتِ قرآن کا سلسلہ گھروں سے لے کر مسجدوں تک اور گلدستا اذان سے لیکر ٹی وی اسٹیشن تک ہر جگہ حاوی ہے اور حسن قرأت کے مقابلوں میں "اللہ اللہ" کی آواز بھی سنائی دیتی ہے لیکن کہاں ہیں وہ تلاوت کرنے والے جن کی شان کو لائے کائنات نے بیان کی ہے کہ ہر آیت ان کے کردار کا ایک حصہ بن جائے اور ہر فقرہ درد زندگی کے ایک علاج کی حیثیت پیدا کر لے۔ آیت نعمت پر طبعی توجہ کا نقشہ نگاہوں میں کھینچ جائے اور تزلزلے موت میں بیقرار ہو جائیں اور آیت غضب کی تلاوت کریں تو جہنم کے شعلوں کی آواز کانوں میں گونجنے لگے اور سارا وجود تھر تھرا جائے۔

درحقیقت یا امیر المؤمنین ہی کی زندگی کا نقشہ ہے جسے حضرت نے متقیین کے نام سے بیان کیا ہے ورنہ دیدہ تاریخ ایسے متقیین کی زیارت کے لئے سراپا اشتیاق ہے۔

يَنْظُرُ إِلَيْهِمُ النَّاطِرُ فَيَحْتَبِهِمْ مَرْضَى، وَمَا بِالنَّوْمِ مِنْ مَرْضَى،  
وَيَقُولُ: لَقَدْ خُوطُوا

وَلَقَدْ خَالَطَهُمْ أَمْرٌ عَظِيمٌ لَا يَرْضَوْنَ مِنْ أَعْمَالِهِمُ الْقَلِيلَ، وَلَا  
يَشْتَكِرُونَ الْكَثِيرَ، فَهُمْ لَا يُفْسِحُ مِنْهُمْ مُتَمَوِّنُونَ، وَمِنْ أَعْمَالِهِمْ مُشْفِقُونَ  
إِذَا رُكِبِي أَحَدٌ مِنْهُمْ خَافَ بِمَا يُقَالُ لَهُ، فَيَقُولُ: أَنَا أَعْلَمُ بِنَفْسِي  
مِنْ غَيْرِي، وَرَبِّي أَعْلَمُ بِبِنْتِي بِنَفْسِي، اللَّهُمَّ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا يَقُولُونَ،  
وَاجْعَلْنِي أَفْضَلَ بِمَا يَنْطَوِّنُونَ، وَاعْزِزْنِي مَا لَا يَعْلَمُونَ.

فَمِنْ عَلَامَةِ أَحَدِهِمْ أَنَّكَ تَرَى لَهُ قُوَّةَ فِي دِينِهِ، وَحَزْمًا فِي لِينِهِ، وَإِيمَانًا  
فِي يَقِينِهِ، وَحِزْمًا فِي عِلْمِهِ، وَعِلْمًا فِي حِلْمِهِ، وَقَصْدًا فِي غِنَى، وَخُشُوعًا فِي  
عِبَادَةِ، وَتَجَمُّلاً فِي قَاتَةِ، وَصَبْرًا فِي سِدَّةِ، وَطَلَبًا فِي حَلَالِ، وَتَشَاطُفًا فِي  
هُدَى، وَتَمَسُّجًا عَنِ طَمَعِ، يَفْعَلُ الْأَعْمَالَ الصَّالِحَةَ وَهُوَ عَلَى وَجْهِ تَبَسُّبِي  
وَهَيْئَةِ الشُّكْرِ، وَيُضَيِّعُ وَهَيْئَةَ الذُّكْرِ، يَبِيْتُ حَذِرًا وَيُضَيِّعُ قَرِحًا، حَذِرًا لِمَا  
حُدِّرَ مِنَ الْعَفْلَةِ، وَقَرِحًا بِمَا أَصَابَ مِنَ الْقُضْلِ وَالرَّحْمَةِ، إِنْ اسْتَضَعَبَتْ  
عَلَيْهِ نَفْسُهُ فَمَا تَكْرَهُ لَمْ يُغْطِهَا سُؤْلُهَا فَمَا حُبُّ، قُرَّةٌ عَلَيْهِ فَمَا  
لَا يَزُولُ، وَرَقَادَةٌ فَمَا لَا يَسْتَقِي، يَتَرَجُّعُ الْمَيْلُ بِالْعِلْمِ، وَالْقَوْلُ  
بِالْعَمَلِ، تَرَاهُ قَرِيبًا أَسَلَهُ، قَلِيلًا زَلَّهُ، خَاسِعًا قَلْبَهُ، قَائِمَةً نَفْسُهُ،  
مَنْزُورًا أَكَلَهُ، سَهْلًا أَمْرَهُ، حَرِيرًا دِينَهُ، مَيِّتَةً شَهْوَتَهُ، مَكْظُومًا غَيْظَهُ،  
الْمُتَزَيِّرُ مِنْهُ مَأْمُورٌ، وَالشَّرُّ مِنْهُ مَأْمُونٌ، إِنْ كَانَتْ فِي الْعَافِلِينَ كُتَيْبٌ  
فِي الذَّاكِرِينَ، وَإِنْ كَانَتْ فِي الذَّاكِرِينَ لَمْ يُكْتَسَبْ مِنَ الْعَافِلِينَ يَسْتَفُو  
عَمَّنْ ظَلَمَهُ، وَيُعْطِي مَنْ حَرَمَهُ، وَيَسْجُلُ مَنْ قَطَعَهُ، بَعِيدًا فَحُشَّةً، لَيْسًا قَوْلَهُ،  
غَائِبًا مُسْتَكْرَهُ، حَاضِرًا مَعْرُوفَهُ، مُقْبِلًا خَيْرَهُ، مُدْبِرًا شَرَّهُ، فِي الزَّلَازِلِ  
وَقُورٍ، وَفِي الْمَكْسَارِهِ صَبُورٌ، وَفِي الرُّخْسَاءِ شُكُورٌ، لَا يَحْيِفُ عَلَى مَنْ يُبْيَضُ،  
وَلَا يَأْتُمُّ فَيَسْتَمُّ حُبُّ، يَعْتَرَفُ بِالْحَقِّ قَبْلَ أَنْ يُشْهَدَ عَلَيْهِ، لَا يُضَيِّعُ مَا  
اسْتَحْفِظَ، وَلَا يَسْتَسِي مَا ذُكِرَ، وَلَا يُنَابِزُ بِالْأَلْقَابِ، وَلَا يُضَارُّ بِالْجَارِ، وَلَا

خوڑیو۔ عقل ماری گئی ہے  
مشفقون۔ خوفزدہ  
زنگی۔ تعریف کی جاے  
تجمل۔ فاقوں میں سکون کا اظہار  
تخرج۔ تحفظ  
استصعبت۔ نافرمانی کرے  
منزور۔ قلیل  
حریر۔ محفوظ  
فحش۔ نامناسب کلام  
زلزل۔ شداہد  
وقور۔ مطمئن  
لائباز بالالقاب۔ القاب سے  
پڑھتا نہیں ہے۔

کاش ہر صاحب ایمان کو یہ کردار  
نصیب ہو جاتا اور انسان سماج کی  
تعریف کے دھوکے میں آکر کسی غرور کا  
شکار نہ ہوتا اور یہ احساس کرتا کہ ہر  
شخص اپنے حالات کو سماج کے  
درج خوانوں سے بہتر سمجھتا ہے اور  
اسے اندازہ رہتا ہے کہ اس کی شبیہ  
کمزوریاں ہیں جن سے سماج باخبر  
نہیں ہے اور صرف صاحب عالم  
ہی باخبر ہے یا وہ مالک جانتا ہے  
کہ جو انسان کی ایک ایک حرکت پر  
نگاہ رکھتا ہے اور اس کے ایک ایک  
عمل سے باخبر ہے اور یہ صرف اس کا

پردہ پوشی ہے کہ انسان عزت کی زندگی گزار رہا ہے ورنہ اب تک سماج میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہ جاتا۔

کاش قدر حسین اور معنی خیز دعا ہے کہ انسان کمال تقویٰ کی بنا پر لوگوں کی تعریف کو مولخذہ کا سبب تصور کرتا ہے اور یہ سوچتا ہے کہ جس قدر  
لوگ میرے اعمال کو اہمیت دے رہے ہیں اسی حساب سے اگر مجھے حساب بھی دینا پڑا تو کیا ہوگا۔ میں تو کسی قابل نہ رہ جاؤں گا اور میرا کہیں کیا  
نہ رہ سکے گا۔

کینے  
میں  
اور  
دینا  
علم  
بر  
شکر  
کیا  
اس  
علم  
کے  
انسان  
الوں  
کنے  
ہو  
گناہ  
سے  
بھولا  
نہ  
گواہ  
کے  
ان  
ہیں  
بہ  
بول  
کے  
ان  
اتیات

یعنی والا انہیں دیکھ کر بیمار تصور کرتا ہے حالانکہ یہ بیمار نہیں ہے اور ان کی باتوں کو سن کر کہتا ہے کہ ان کی عقلوں میں فتور ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ انہیں ایک بہت بڑی بات نے مدہوش بنا رکھا ہے کہ یہ نہ قلیل عمل سے راضی ہوتے ہیں اور نہ کثیر عمل کو سہیجے ہیں۔ ہمیشہ اپنے نفس ہی کو تہم کرتے رہتے ہیں اور اپنے اعمال ہی سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ جب ان کی تعریف کی جاتی ہے تو اس سے خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں خود اپنے نفس کو دوسروں سے بہتر پہچانتا ہوں اور میرا پروردگار تو مجھ سے بھی بہتر جانتا ہے (۱۷)۔

خدا یا۔ مجھ سے ان کے اقوال کا محاسبہ نہ کرنا اور سمجھ ان کے حسن ظن سے بھی بہتر قرار دے دینا اور پھر ان گناہوں کو معاف بھی کر دینا جنہیں یہ سب نہیں جانتے ہیں۔

ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ ان کے پاس دین میں قوت، نرمی میں شدت، احتیاط، یقین میں ایران، علم کے بارے میں طمع، حلم کی منزل میں علم، مالداروں میں میاں زوری، عبادت میں خشوع قلب، فاقہ میں خودداری، سختیوں میں صبر، حلال کی طلب، ہدایت میں نشا، مالاج سے پرہیز جیسی تمام باتیں پائی جاتی ہیں۔ وہ نیک اعمال بھی انجام دیتے ہیں تو لرزتے ہوئے انجام دیتے ہیں۔ شام کے وقت ان کی فکر شکر پروردگار ہوتی ہے اور صبح کے وقت ذکر الہی۔ خوفزدہ عالم میں رات کرتے ہیں اور فرج دوسروں میں صبح۔ جس غفلت سے ڈرایا گیا ہے اس سے محتاط رہتے ہیں اور جس فضل و رحمت کا وعدہ کیا گیا ہے اس سے خوش رہتے ہیں۔ اگر نفس ناگوار امر کے لئے سختی بھی کہے اور اس کے مطالبہ کو پورا نہیں کرتے ہیں۔ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک لازوال نعمتوں میں ہے اور ان کا پرہیز فانی اشیاء کے بارے میں ہے۔ حلم کو علم سے اور قول کو عمل سے ملائے ہوئے ہیں۔ تم ہمیشہ ان کی امیدوں کو مختصر دل کو خاشع، نفس کو قانع، کھانے کو معمولی، معاملات آسان، دین کو محفوظ، خواہشات کو مردہ اور غصہ کو بیا ہوا دیکھو گے۔

ان سے ہمیشہ نیکیوں کی امید رہتی ہے اور انسان ان کے شرک طرف سے محفوظ رہتا ہے۔ یہ غافلوں میں نظر آئیں تو بھی یاد خدا کرنے والوں میں کہے جاتے ہیں اور یاد کرنے والوں میں نظر آئیں تو بھی غافلوں میں شمار نہیں ہوتے ہیں۔ ظلم کرنے والے کو معاف کرتے ہیں۔ مجرموں کو کھنے والے کو عطا کر دیتے ہیں۔ قطع رحم کرنے والوں سے تعلقات رکھتے ہیں۔ لغویات سے دور۔ نرم کلام۔ منکرات غائب۔ نیکیاں حاضر۔ ہیرا آتا ہوا شرف جاتا ہوا۔ نزلوں میں باوقار۔ دشمنوں میں صابر۔ آسانیوں میں شکر گزار۔ دشمن پر ظلم نہیں کرتے ہیں چاہنے والوں کی خاطر گناہ نہیں کرتے ہیں۔ گواہی طلب کئے جانے سے پہلے حق کا اعتراف کرتے ہیں۔ امانتوں کو ضائع نہیں کرتے ہیں۔ جو بات یاد دلا دی جائے اسے بھولتے نہیں ہیں اور القاب کے ذریعہ ایک دوسرے کو جڑھاتے نہیں ہیں اور ہمسایہ کو نقصان نہیں پہنچاتے ہیں۔

سے خدا گواہ ہے کہ ایک ایک لفظ آب زہر سے گھسنے کے قابل ہے اور انسانی زندگی میں انقلاب پیدا کرنے کے لئے کافی ہے۔ صاحبان تقویٰ کی واقفیت ان ہی ہے کہ ان سے ہر نیکی امید کی جائے اور ان کے بائے میں کسی شرک تصور نہ کیا جائے۔ وہ غافلوں کے درمیان بھی رہیں تو ذکر خدا میں مشغول رہیں اور بے باؤں کی ہستی میں بھی آباد ہوں تو ایمان و کردار میں فرق نہ آئے۔ نفس اتنا پاکیزہ ہو کہ ہر بُرائی کا جواب نیکی سے دیں اور ہر غلطی کو معاف کرنے کا حوصلہ رکھتے ہوں۔ گفتگو۔ اعمال۔ رفتار۔ کردار ہر اعتبار سے طیبہ ظاہر ہوں اور کوئی ایک لمحہ بھی خوف خدا سے خالی نہ ہو۔

تلاش کیجئے آج کے دور کے صاحبان تقویٰ اور مدعیان پرہیزگاری کی ہستی میں۔ کوئی ایک شخص بھی ایسا جامع الصفات نظر آتا ہے اور کسی انسان کے کردار میں بھی مولائے کائنات کے ارشاد کی جھلک نظر آتی ہے۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو سمجھئے کہ ہم خیالات کی دنیا میں آباد ہیں اور ہمارا واقعات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

صبر حق - بیہوش ہو گیا

زا و عنہ - دور کر دیا

غمرہ - شدت

غصہ - اچھو

تلون - رنگ بدنا

تالاب - جمع ہو جانا

اعنہ - جمع عنان - بجام

اسحق - دور ترین

زالون - خطاکار

مزنون - لوگوں کو غلطی میں مبتلا

کرنے والے

افتاناً - دگ بڑگ کی باتیں کرنا

عماد - ستون

مرصاد - گھات

یرصد وکم - نظر رکھتے ہیں

دویہ - مریض

صفاح - چہرے

یشون الحفا - آہستہ چال پلٹے ہیں

یبرون - دبے پاؤں پلٹے ہیں

الدار العیاء - ناقابل علاج مرض

حصہ - جمع حاسد

صریح - زمین پر پڑا ہوا

يَسْتَمِتُ بِالْمَصَائِبِ، وَلَا يَدْخُلُ فِي الْبَاطِلِ، وَلَا يُخْرِجُ مِنَ الْحَقِّ. إِنْ صَمَتَ  
لَمْ يَغْمُرْ صَمْتُهُ، وَإِنْ ضَحِكَ لَمْ يَغْلُ صَوْتُهُ، وَإِنْ بُعِيَ عَلَيْهِ صَبَرَ حَسْبِي  
يَكُونُ اللَّهُ هُوَ الَّذِي يَتَّقِمُ لَهُ نَفْسَهُ مِنْهُ فِي عَنَاءٍ، وَالنَّاسُ مِنْهُ فِي رَاحَةٍ.  
أَتَعَبَ نَفْسَهُ لِأَخِيرَتِهِ، وَأَرَاخَ النَّاسَ مِنْ نَفْسِهِ. بَعْدَهُ عَمَّنْ تَبَاعَدَ عَنْهُ زُهْدٌ  
وَنَزَاهَةٌ، وَدُنُوهُ بِمَنْ دَنَا مِنْهُ لِينٌ وَرَحْمَةٌ. لَيْسَ تَبَاعُدُهُ بِكِبَرٍ وَعَظَمَةٍ،  
وَلَا دُنُوهُ بِكِبَرٍ وَخَدِيعَةٍ.

قال: فصنع همام صفة كانت نفسه فيها.

فقال أمير المؤمنين **﴿ع﴾**: أَمَا وَاللَّهِ لَقَدْ كُنْتُ أَحَافَهَا عَلَيْكَ. ثُمَّ قَالَ:  
أَهَكَذَا تَصْنَعُ الْمَوَاعِظَ الْبَالِغَةَ بِأَهْلِهَا؟

فقال له قائل: فما بالك يا أمير المؤمنين؟

فقال **﴿ع﴾**: وَإِيْحَكَ، إِنْ لِكُلِّ أَجَلٍ وَقْتًا لَا يَسُدُّوهُ، وَسَيِّئًا لَا يَتَجَاوَرُهُ.  
فَهَلَا لَا تَعُدُّ لِمِثْلِهَا، فَإِنَّمَا تَفَتَّ الشَّيْطَانُ عَلَى لِسَانِكَ!

۱۹۴

### و من خطبة له **﴿ع﴾**

يصف فيها المنافقين

تَحْتَدُّهُ عَلَى مَا وَفَّقَ لَهُ مِنَ الطَّاعَةِ، وَذَادَ عَنْهُ مِنَ الْمَنُصِيَةِ، وَتَسْأَلُهُ  
لِمَنِّيهِ تَمَامًا، وَيَحْتَلِبُهُ اغْتِصَامًا. وَتَشْهَدُ أَنْ تُحَمَّدَ عِنْدَهُ وَرَسُولَهُ، خَاضِ  
إِلَى رِضْوَانِ اللَّهِ كُلَّ غَمْرَةٍ، وَتَجْرَعُ فِيهِ كُلَّ غُصَّةٍ، وَقَدْ تَلَوْنَ لَهُ الْأَدْوَانَ،  
وَتَأَلَّبَ عَلَيْهِ الْأَقْصُونَ، وَخَلَعَتْ إِلَيْهِ الْعَرَبُ أَعْيُنَهَا، وَضَرَبَتْ إِلَى  
مُحَارَبَتِهِ بَطُونَ رَوَاجِلِهَا، حَتَّى أَنْزَلَتْ بِسَاحَتِهِ عِدَاوَتَهَا، مِنْ أُبْعَدِ الدَّارِ،  
وَأَسْحَقِ الْمَرْزَارِ.

أَوْصِيَكُمْ، عِبَادَ اللَّهِ، بِتَقْوَى اللَّهِ، وَأَحْذَرُكُمْ أَهْلَ النُّفَاقِ، فَإِنَّهُمْ  
الضَّالُّونَ الْمَضِلُّونَ، وَالزَّالِمُونَ الْمُرْلُونُ، يَسْتَلُونُ الْوَأَانَ، وَيَسْتَنُونَ  
افْتِنَانًا، وَيَعْمِدُونَكُمْ بِكُلِّ عِمَادٍ وَيَرْضُدُونَكُمْ (يسدونكم) بِكُلِّ مِرْصَادٍ قُلُوبِهِمْ  
دَوِيَّةً، وَصِفَاحَهُمْ نَقِيَّةً. يَنْشُونَ الْحَفَاءَ، وَيَسْدُونَ الطَّرَاءَ، وَصَفَهُمْ دَوَاءً،  
وَقَوْلَهُمْ شِفَاءً، وَيَسْأَلُهُمُ الدَّاءُ الْعِتَابَ حَسَدَةَ الرَّخَاءِ، وَمُؤَكَّدَ  
(مسولدوا) السِّبَاءِ، وَسُقُطُوا الرَّجَاءِ. هُمْ بِكُلِّ طَرِيقٍ صَرِيحٍ، وَإِلَى كُلِّ

مصادر خطبه ۱۹۴ الطراز السيد الیانی ۲ ص ۳۵، غرر الحکم الآمدی ص ۵۳، ص ۲۶۹

کتاب  
کتاب  
کتاب

جن

ادرا  
اس  
نے  
اپنی

بھی

کرتے

اور

ہے۔ یہ

پڑا ہے

لے اگر

خفا

خلان

دوڑا



سب میں کسی کو طعنے نہیں دیتے ہیں۔ حرف باطل میں داخل نہیں ہوتے ہیں اور کلمہ حق سے باہر نہیں آتے ہیں۔ یہ چپ رہیں تو ان کی خوشی ہم و غم  
پر بنا رہے ہیں اور یہ ہنستے ہیں تو آواز بلند نہیں کستے ہیں۔ ان پر ظلم کیا جائے تو صبر کر لیتے ہیں تاکہ خدا اس کا انتقام لے۔ ان کا اپنا نفس ہمیشہ رنج  
میں رہتا ہے اور لوگ ان کی طرف سے ہمیشہ مطمئن رہتے ہیں۔ انھوں نے اپنے نفس کو آخرت کے لئے تھکا ڈالا ہے اور لوگ ان کے نفس کی طرف سے  
زاد ہو گئے ہیں۔ دور رہنے والوں سے ان کی دوری زہد اور پاکیزگی کی بنا پر ہے اور قریب رہنے والوں سے ان کی قربت نرمی اور مرحمت  
کی بنا پر ہے۔ نہ دوری تکبر و برتری کا نتیجہ ہے اور نہ قربت مکر و فریب کا نتیجہ۔

۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر ہمام نے ایک صحیح ماری اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔  
تو امیر المؤمنین نے فرمایا کہ میں اسی وقت سے ڈر رہا تھا کہ میں جانتا تھا کہ صا جان تقویٰ کے دلوں پر نصیحت کا اترا سی طرح ہوا کرتا ہے۔  
یہ سننا تھا کہ ایک شخص بول پڑا کہ پھر آپ پر ایسا اثر کیوں نہیں ہوا؟  
تو آپ نے فرمایا کہ خدا تیرا بڑا کرے۔ ہر اجل کے لئے ایک وقت مہین ہے جس سے آگے بڑھنا ناممکن ہے اور ہر شے کے لئے ایک سبب ہے  
جس سے تجاوز کرنا ناممکن ہے۔ خبردار اب ایسی گفتگو نہ کرنا۔ یہ شیطان نے تیری زبان پر اپنا جادو بھونک دیا ہے۔

۱۹۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں منافقین کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں)

ہم اس پروردگار کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے اطاعت کی توفیق عطا فرمائی اور مصیبت سے دور رکھا اور پھر اس سے احسانات کے مکمل کرنے  
اور اس کی دسیان ہدایت سے وابستہ رہنے کی دعا بھی کہتے ہیں۔ اور اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ محمد اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ انھوں نے  
اس کی رضا کی خاطر ہر مصیبت میں اپنے کو ڈال دیا اور ہر غصہ کے گھونٹ کو پی لیا۔ قریب والوں نے ان کے سامنے رنگ بدل دیا اور دور والوں  
نے ان پر لشکر کشی کر دی۔ عربوں نے اپنی زمام کا رخ ان کی طرف موڑ دیا اور اپنی سواروں کو ان سے جنگ کرنے کے لئے مہینز کر دیا یہاں تک کہ  
اپنی عورتوں کو دور دراز علاقوں اور دور افتادہ سرحدوں سے لاکر ان کے صحن میں اتار دیا۔

بندگان خدا! میں تمہیں تقویٰ الہی کی وصیت کرتا ہوں اور تمہیں منافقین سے ہوشیار کر رہا ہوں کہ یہ گمراہ بھی ہیں اور گمراہ کن بھی۔ منحرف  
بھی ہیں اور منحرف ساز بھی۔ یہ مسلسل رنگ بدلتے رہتے ہیں اور طرح طرح کے فتنے اٹھاتے رہتے ہیں۔ ہر مکر و فریب کے ذریعہ تمہارا ہی قصد  
کرتے ہیں اور ہر گھمٹ میں تمہاری ہی تاک میں بیٹھتے ہیں۔ ان کے دل بیمار ہیں اور ان کے چہرے پاک و صاف۔ اندر ہی اندر چال چلتے ہیں  
اور نقصانات کی خاطر رینگتے ہوئے قدم بڑھاتے ہیں۔ ان کا طریقہ دو جیسا اور ان کا کلام شفا جیسا ہے لیکن ان کا کردار ناقابل علاج مرض  
ہے۔ یہ راستوں میں حسد کرنے والے، مصیبتوں میں مبتلا کر دینے والے اور امیدوں کو نا امید بنا دینے والے ہیں۔ جس راہ پر دیکھو ان کا مارا ہوا  
بڑا ہے اور جس دل کو دیکھو وہاں تک پہنچنے کا ایک سفارشی دھونڈو دکھا ہے۔

لے اگر ماری دنیا کے جواں کی ہنرست تیار کی جائے تو اس میں سرفہرست نفاق ہی کا نام جوگا جس میں ہر طرح کی برائی اور ہر طرح کا عیب پایا جاتا ہے۔ نفاق اندر سے کفر و شرک کی  
خباثت رکھتا ہے اور باہر سے جھوٹ اور غلط بیانی کی کثافت رکھتا ہے اور ان دونوں سے بدتر دنیا کا کوئی جرم اور کوئی عیب نہیں ہے۔  
دور حاضر کا دقیق ترین جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ اس دور میں عالمی سطح پر نفاق کے علاوہ کچھ نہیں رہ گیا ہے۔ ہر شخص جو کچھ کہتا ہے اس کا باطن اس کے  
خلاف ہے اور ہر حکومت جس بات کا دعویٰ کر رہی ہے اس کی کوئی واقعیت نہیں ہے۔ تہذیب کے نام پر فساد، مواصلات کے نام پر تباہ کاری، امن عالم کے نام پر اسلحوں کی  
دوڑ، تعلیم کے نام پر بد اخلاقی اور مذہب کے نام پر لاد مذہبیت ہی اس دور کا طرہ امتیاز ہے اور اسی کو زبان شریعت میں نفاق کہا جاتا ہے۔

تَبَقًا فَيَوْمَ - ایک دوسرے سے  
تعریف کا تقاضا کرتے ہیں  
الْحَمْدُ - طلب کرنے میں اصرار کیا  
عَدُّوا - ملامت کی  
يُفْقَهُونَ - راجح کرتے ہیں  
أَعْلَاقَ - قیمتی شے  
يُشَبِّهُونَ - مشتبہ باتیں کرتے ہیں  
أَضَلُّوا - بیٹھا کر دیا  
لَمْ - جماعت

حتمہ - ٹونک

مَقْلٌ - جمع مقلد - آنکھ

ہماہم - فکر تعلیم

طَامِسَةٌ - بے نشان

صَمْعٌ - واضح گات کیا

قَصْدٌ - اعتدال

لَمَّا تَفَقَّهُوا - واقف پہچان یہی

ہے کہ ان کے پاس ہر میدان حیات

میں ایک الگ دنیا پائی جاتی ہے اور

کسی محاذ پر ان کا حقیقت سے کوئی

واسطہ نہیں ہوتا ہے - وہ ہر حق کے

مقابلہ میں ایک باطل، ہر سقیم کے

مقابلہ میں ایک منحرف، ہر زندہ کے

مقابلہ میں ایک قاتل اور ہر دروازہ

کے لئے الگ ایک کنجی رکھتے ہیں -

ان کی زندگی کا کوئی قول یا کوئی عمل

واقعہ کے مطابق نہیں ہوتا ہے اور ان کی زندگی سراپا جھوٹ ہوتی ہے

قَلْبٍ شَفِيعٍ، وَلِكُلِّ شَجْوٍ دُمُوعٌ. يَسْتَقَارِضُونَ الشَّاءَ، وَيَتَرَاقِبُونَ الْمُعْزَاءَ؛  
إِنْ سَأَلُوا (سَأَلُوا) أَلْهَفُوا، وَإِنْ عَدُّوا كَتَفُوا، وَإِنْ حَكَمُوا أَشْرَفُوا.  
قَدْ عَدُّوا لِكُلِّ حَقٍّ بِاطِّبَاطٍ، وَلِكُلِّ قَائِمٍ سَائِلًا، وَلِكُلِّ حَيٍّ قَائِلًا، وَلِكُلِّ  
بَابٍ مِفْتَاحًا، وَلِكُلِّ لَيْلٍ مِضْبَاحًا. يَسْتَوْصِلُونَ إِلَى الطَّمَعِ بِالنَّيَاسِ لِيَتَّبِعُوا  
بِهِ أَشْوَأَتَهُمْ، وَيُسْتَفِقُوا بِهِ أَعْلَاقَهُمْ. يَسْفُكُونَ فَيُشَبِّهُونَ، وَيَسْفُكُونَ  
فَيُيْمَوِّهُونَ. قَدْ هَوَّنُوا الطَّرِيقَ (الَّذِينَ)، وَأَضَلُّوا الْمَضِيقَ، فَهَمَّ لَمَّةُ  
الشَّيْطَانِ، وَحَمَّةُ النَّيْرَانِ: «أَوْلَيْكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ، أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ  
هُمُ الْخَائِرُونَ»۔

۱۹۵

و من خطبة له ﴿﴾

بحمد الله و بشي على نبيه و يعظ

حمد الله

المُسْتَدُّ لِمَنْ أَلْهَى أَظْهَرَ مِنْ أَنْبَارِ سُلْطَانِيهِ، وَجَلَّالِ كِبَرِيَانِيهِ،  
مَا حَبَّرَ مُقَلَّ الْعُقُولِ مِنْ عَجَائِبِ قُدْرَتِهِ، وَرَدَّعَ خَطَرَاتِ هَمَاهِمِ  
الْأُسْفُوسِ عَنِ عِزِّقَانِ كُنْهِ صِفَتِهِ.

الفہمائے

وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، شَهَادَةَ إِيْمَانٍ وَإِيْقَانٍ، وَإِخْلَاصٍ وَإِدْعَانٍ.  
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَرْسَلَهُ وَأَعْلَامَ الْمَهْدَى دَارِسَةً، وَتَسَاهِجُ  
الَّذِينَ طَامِسَةٌ، فَصَدَّعَ بِالْحَقِّ، وَنَصَحَ لِلْخَلْقِ، وَهَدَى إِلَى الرُّشْدِ، وَأَمَرَ بِالْقَصْدِ،  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ.

الصلوة

وَاعْلَمُوا، عِبَادَ اللَّهِ، أَنَّهُ لَمْ يَخْلُقْكُمْ عَبَثًا، وَلَمْ يُؤْسِلْكُمْ (بِتَرْكِكُمْ) هَتَلًا،

اور ہر  
میں تو سچ  
ہے اور  
تا کہ اپنے  
حق کا راز  
جہنم کے

عجائب قد  
دیتا ہو  
کے راز  
کا قانون  
بند

حقیقت  
و آسمان کے  
اور نہ کوئی  
خطبہ  
اور اپنی زندگی  
سارا عالم  
ہے جس پر  
انسان کا

ہر رنج و غم کے لئے آسوتیار رکھے ہوئے ہیں۔ ایک دوسرے کی تعریف میں حصہ لیتے ہیں اور اس کے بدلے منتظر رہتے ہیں۔ سوال کرتے اور چیک جلتے ہیں اور برائی کرتے ہیں تو رسوا کر کے ہی چھوڑتے ہیں اور فیصلہ کرتے ہیں تو حد سے بڑھ جاتے ہیں۔ ہر حق کے لئے ایک باطل تیار کر رکھا ہے اور ہر سیدھے کے لئے ایک گجی کا انتظام کر رکھا ہے۔ ہر زندہ کے لئے ایک قاتل موجود ہے اور ہر دروازہ کے لئے ایک گنجی بنا رکھی ہے اور ہر رات کے لئے ایک چراغ مہیا کر رکھا ہے۔ طمع کے لئے ناموس کو ذریعہ بناتے ہیں اور اپنے بازار کو رواج دے سکیں اور اپنے مال کو راج کر سکیں۔ جب بات کرتے ہیں تو مشتبہ قسم کی اور جب تعریف کرتے ہیں تو باطل کو حق کا رنگ دے کر۔ انھوں نے اپنے لئے راستہ کو آسان بنا لیا ہے اور دوسروں کے لئے تنگی پیدا کر دی ہے۔ یہ شیطان کے گروہ ہیں اور انہم کے شعلے، یہی حزب الشیطان کے مصداق ہیں اور حزب الشیطان کا مقدر رسولؐ کے خسارہ کے کچھ نہیں ہے (۱۰)

۱۹۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنی سلطنت کے آثار اور کبریائی کے جلال کو اس طرح نمایاں کیا ہے کہ عقلموں کی نگاہیں بابت قدرت سے حیران ہو گئی ہیں اور نفوس کے تصورات و افکار اس کے صفات کی حقیقت کے عرفان سے رک گئے ہیں۔ میں گوہی دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور یہ گوہی صرف ایمان و یقین، اخلاص و اعتقاد کی بنا پر ہے اور پھر میں گوہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ اس نے انھیں اس وقت بھیجا ہے جب ہدایت کے نشانات مٹ چکے تھے اور دین کے راستے بے نشان ہو چکے تھے۔ انھوں نے حق کا دانشگان انداز سے اظہار کیا۔ لوگوں کو ہدایت دی اور سیدھے راستے پر لگا کر مینار کی کاتاقوں بنا دیا۔

بندگانِ خدا۔ یاد رکھو پروردگار نے تم کو بیکار نہیں پیدا کیا ہے اور نہ تم کو بے لگام چھوڑ دیا ہے۔

یہ حقیقت امر یہ ہے کہ منافقین کا کوئی عمل قابل اعتبار نہیں ہوتا ہے اور ان کی زندگی سراغِ غلط بیانی ہوتی ہے۔ تعریف کرنے پر آجلتے ہیں تو زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں اور برائی کرنے پر ٹٹل جلتے ہیں تو آدمی کو عالمی سطح پر ذلیل کر کے چھوڑتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کا نہ کوئی ضمیر ہوتا ہے اور نہ کوئی معیار۔ انھیں صرف موقع پرستی سے کام لینا ہے اور اسی کے اعتبار سے زبان کھولتا ہے۔

خطبہ کے عنوان سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ یہ سماج کے چند افراد کا ایک گروہ ہے جس کے کردار کو واضح کیا جا رہا ہے تاکہ لوگ اس کردار سے ہوشیار رہیں اور اپنی زندگی کو نفاق سے بچا کر ایمان اور تقویٰ کے راستے پر لگا دیں۔ لیکن تفصیلات کو دیکھنے کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ یہ پورے سماج کا نقشہ ہے اور سارا عالم انسانیت اسی رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں نفاق کی حکمرانی نہ ہو اور انسان کے کردار کا کوئی رخ ایسا نہیں ہے جس میں واقعیت اور حقیقت پائی جاتی ہو اور جسے نفاق سے پاک و پاکیزہ قرار دیا جاسکے۔

ایسے حالات میں تو ہر شخص کو اپنے نفس کا جائزہ لینا چاہئے اور منافقین کے بارے میں بیان کئے ہوئے صفات سے عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ مبادا انسان کا شمار منافقین میں ہو جائے اور اس کی آخری منزل درکِ اسفل قرار پا جائے۔

استفتاح - طلب فتح  
 استنجاؤ - طلب کامیابی  
 استمنح - طلب عطایا  
 تلم السیف - کنارہ ٹوٹ گیا  
 حجار - عطیہ  
 لالیوی - موڑ نہیں سکتا ہے  
 لا تورا - غافل نہیں بنا سکتا ہے  
 لا یجتنہ - چھپا نہیں سکتا ہے  
 وان - محاسبہ کیا  
 ورا - خلق کیا  
 احتیال - غور و فکر  
 ازمام - گام  
 قوام - اصل حیات  
 اکنان - جمع کن - چھپنے کی جگہ  
 وعہ - عیش و عشرت  
 معاقل - قلعہ  
 حرز - حفاظت  
 صروم - اونٹوں کی جماعت  
 عشار - اونٹنی جس کے حل کو پس  
 ماہ گذر جائیں  
 شتم - جمع اشم - بلند  
 شامخ - بلند ترین  
 صم - ٹھوس  
 راسخ - ثبات  
 صلہ - سخت اور پکنا  
 سراب - چکھاریت  
 رقرق - مضطرب  
 معہد - صل  
 قاع - میدان  
 سملق - ہموار

عَلِيمَ مَبْلَغَ نَعْمِهِ عَلَيْكُمْ، وَأَخْصَى إِحْسَانَهُ إِلَيْكُمْ،  
 فَاسْتَفْتَحُوا، وَاسْتَنْجَوْهُ، وَأَطْلُبُوا إِلَيْهِ وَاسْتَمْنَحُوا  
 (و استمنحوہ)، فَاسْتَطَعْتُمْ عَنْهُ حِجَابًا، وَلَا أَغْلِقْ عَنْكُمْ دُونَهُ  
 بَابًا، وَإِنَّهُ لَيَكُلُّ مَكَانًا، وَفِي كُلِّ حِينٍ وَأَوَانٍ، وَسَخَّ كُلُّ  
 إِنْسٍ وَجَسَانٍ؛ لَا يَسْتَلِيمُهُ الْعَطَاءُ، وَلَا يَسْتَنْصِتُهُ الْحِيبَاءُ  
 وَلَا يَسْتَنْفِذُهُ سَائِلٌ، وَلَا يَسْتَنْقِصِيهِ نَائِلٌ، وَلَا يَلْوِيهِ  
 شَخْصٌ عَنْ شَخْصٍ، وَلَا يُلْهِمِيهِ صَوْتُ عَنْ صَوْتٍ، وَلَا تَحْمِزُهُ  
 هَيْبَةٌ عَنْ سَلْبٍ، وَلَا يَسْتَعْلَهُ غَضَبٌ عَنْ رَحْمَةٍ، وَلَا تُؤَلِّمُهُ  
 رَحْمَةٌ عَنْ عِقَابٍ، وَلَا يُجِئُهُ الْبُطُونُ عَنِ الظُّهُورِ،  
 وَلَا يَسْقُطُهُ الظُّهُورُ عَنِ الْبُطُونِ. قَسْرُبَ فَتَأْتِي،  
 وَعَلَا فَتَدْنَا، وَظَهَرَ فَتَبْطِنُ، وَبَطْنٌ فَتَعْلَنُ، وَدَانَ وَتَمَّ  
 يُدْنُ، لَمْ يَذَرِ الْمَقْلِقُ بِإِحْتِيَالٍ، وَلَا اسْتَعَانَ  
 بِهِمْ لِكَلَالٍ.

أَوْصِيَكُمْ، عِبَادَ اللَّهِ، بِتَقْوَى اللَّهِ، فَسَائِبُهَا الزَّمَامُ وَالْقِيَامُ،  
 فَتَمَسَّكُوا بِوَتَائِقِهَا، وَأَعْتَصِمُوا بِحَمَائِقِهَا، تَوَلُّ بِكُمْ إِلَى الْاُكْتَانِ  
 الدَّاعِيَةِ وَأَوْطَانِ السَّعِيَةِ، وَسَعَائِلِ (مناقل) الْمَيْزِزِ وَمَسَائِلِ (منال) السَّيْرِ  
 فِي «يَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ»، وَتُظَلِّمُ لَهُ الْأَقْطَارُ، وَتُعْطَلُ  
 فِيهِ صُرُومُ الْعِشَارِ، وَيُنْفَخُ فِي الصُّورِ، فَتَرْهَقُ كُلُّ مُهْجَةٍ، وَتَبْجَمُ  
 كُلُّ لَهْجَةٍ، وَتَذِلُّ (تدك) الشُّمُورُ الشَّوَالِغُ، وَالصَّمُّ الرُّوَاسِخُ، فَصَيِّرُ  
 صَلْدَهَا سَرَابًا رَقْرَقًا، وَمَسْتَهْدَهَا قَاعًا سَمَلَقًا، فَلَا تَسْفِيعُ يَسْفِيعُ،  
 وَلَا تَحْمِصُ يَحْمِصُ، وَلَا تَسْغِرُوهَ تَسْغِرُ.

وہ تم کو دی  
 اور اس کی  
 تم پر بند نہیں  
 اور نہ ہدایا  
 کہ نہیں پہنچ  
 نہیں بنا سکتا  
 سے نفلت  
 سکتا ہے  
 وہ جزا دیتا  
 بدل ہے  
 بزرگا  
 ہو اور اس  
 محفوظ مقام  
 زمینیاں موطا  
 بدترین پہا  
 دوران کی منہ  
 الالبونگا  
 جن لوگوں کے  
 ہرمان ہی ہو  
 ان کے اوصاف  
 اسے میں عین معما  
 ہو رہی ہوا  
 شخص ماکر  
 اور انعام کا  
 یاد کرے

وردی جانے والی نعمتوں کے حدود کو جانتا ہے اور تم پر کئے جانے والے احسانات کا شمار رکھتا ہے لہذا اس سے کامرائی اور کامیابی کا تقاضا اس کی طرف دست طلب بڑھاؤ اور اس سے عطایا کا مطالبہ کرو۔ کوئی حجاب تمہیں اس سے جدا نہیں کر سکتا ہے اور کوئی دروازہ اس کا بند نہیں ہو سکتا ہے۔ وہ ہر جگہ اور ہر آن موجود ہے۔ ہر انسان اور ہر جن کے ساتھ ہے۔ نہ عطا اور اس کے کرم میں رخنہ ڈال سکتی ہے نہ ہمایا اس کے خزانہ میں کمی پیدا کر سکتے ہیں۔ کوئی سائل اس کے خزانہ کو خالی نہیں کر سکتا ہے اور کوئی عطیہ اس کے کرم کی انتہا نہیں پہنچ سکتا ہے۔ ایک شخص کی طرف توجہ دوسرے کی طرف سے رنج موڑ نہیں سکتی ہے اور ایک آواز دوسری آواز سے غافل نہیں بنا سکتی ہے۔ اس کا عطیہ لے پھین لینے سے مانع نہیں ہوتا ہے اور اس کا غضب رحمت سے مشغول نہیں کرتا ہے۔ رحمت عطا کرنے کی غفلت میں نہیں ڈال دیتی ہے اور سستی کا پوشیدہ ہونا ظہور سے مانع نہیں ہوتا ہے اور آثار کا ظہور سستی کی پردہ داری کو نہیں روک سکتا ہے۔ وہ قریب ہو کر بھی دور ہے اور بلند ہو کر بھی نزدیک ہے۔ وہ ظاہر ہو کر بھی پوشیدہ ہے اور پوشیدہ ہو کر بھی ظاہر ہے۔ جوا دیتا ہے لیکن اسے جوا نہیں دی جاتی ہے۔ اس نے مخلوقات کو سوچ بچار کر کے نہیں بنایا ہے اور نہ خشکی کی بنا پر ان سے دل ہے۔

بندگان خدا! میں تمہیں تقویٰ الہی کی وصیت کرتا ہوں کہ یہی ہر خیر کی زمام اور ہر نیکی کی بنیاد ہے۔ اس کے بندھنوں سے وابستہ ہو اور اس کے حقائق سے متمسک رہو۔ یہ تم کو راحت کی محفوظ منزلوں اور وسعت کے بہترین علاقوں تک پہنچانے کا ہتھیار ہے۔ لفظ مقامات ہوں گے اور باعزت منازل۔ اس دن جس دن آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی اور اطراف اندھیرا چھا جائے گا۔ مٹیاں معطل کر دی جائیں گی اور صورت بھونک دیا جائے گا۔ اس وقت سب کا دم نکل جائے گا اور ہر زبان گونگی ہو جائے گی۔ درتین پہاڑ اور مضبوط ترین چٹانیں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔ پتھروں کی چٹانیں چمکدار سراب کی شکل میں تبدیل ہو جائیں گی اور ان کی منزل ایک صاف چٹیل میدان ہو جائے گی۔ نہ کوئی شفیع شفاعت کرنے والا ہوگا اور نہ کوئی دوست کام آنے والا ہوگا۔ اور نہ کوئی معذرت دفاع کرنے والی ہوگی۔

جن لوگوں کے صفات و کمالات پر مزاج یا عادات کی حکمرانی ہوتی ہے۔ ان کے کمالات میں اس طرح کی یکسانیت پائی جاتی ہے کہ ہر بان ہوتے ہیں ہر بان ہی ہوتے ہیں اور غصہ و ر ہوتے ہیں تو غصہ و ر ہی ہوتے ہیں۔ لیکن مالک کائنات کے اوصاف و کمالات اس سے بالکل مختلف ہیں اس کے اوصاف و کمالات کا سرچشمہ اس کا مزاج یا اس کی طبیعت نہیں ہے۔ بلکہ ان کا واقعی سرچشمہ اس کی حکمت اور مصلحت ہے۔ لہذا اس کے ارے میں عین ممکن ہے کہ ایک ہی وقت میں ہر بان بھی ہو اور غضب ناک بھی۔ نعمتیں عطا بھی کر رہا ہو اور سلب بھی کر رہا ہو۔ اس کے کمال کا ظہور بھی ہو اور پردہ بھی۔ وہ دور بھی نظر آئے اور قریب بھی۔ اس لئے کہ مصالح کا تقاضا ہمیشہ افراد کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے۔ ایک شخص کا کردار رحمت چاہتا ہے اور دوسرے کا غضب۔ ایک کے حق میں مصلحت عطا کر دینا ہے اور دوسرے کے حق میں چھین لینا۔ ایک کو ازاد انعام کا سزاوار ہے اور دوسرا سزا و عقاب کا حقدار۔ تو حکیم علی الاطلاق کا فرض ہے کہ ایک ہی وقت میں ہر شخص کے ساتھ ویسا ہی باتاؤ کرے جس کا وہ اہل ہے اور ایک بڑا ڈاؤ اسے دوسرے بڑا ڈاؤ سے غافل نہ بنا سکے۔

شخص - کوچ

بائن - جدا

تمید - حرکت کرتی ہے

تقصفا - توڑ دیتی ہیں

تختر - دفع کرتی ہیں

دبن - ہلاک

لدن - زخم

منقلب - محل انقلاب

ارباق - گلے میں پھندہ پڑ جانا

مستحظ - امانتدار

مواساة - ہمدردی

نکص - رجوع

سجدہ - شجاعت

افنیہ - صحن خانہ

ہینمہ - خاموش آواز

بصیرت - عقل کی روشنی

(۷) موت سے کس کو رستگاری ہے

آج تم کل ہمارے باری ہے

ایسی حقیقت کی آمد کے بارے

میں انسان مطہر کہ رہے اور اس کی

آمد کا انتظار کرے تو اس سے بڑا جاہل

کوئی نہیں ہے۔ موت برحق ہے۔ عمل

لازم ہے اور تو بہ ضروری ہے لہذا عمل

اور تو بہ کی طرف سبقت کرنے میں موت

کا انتظار چہالت ہے۔

## و من خطبة له ﴿۱۹۶﴾

بعتہ اللہ ﴿۱۹۶﴾

بَعْتَهُ حِينَ لَا عِلْمَ قَائِمٍ، وَلَا مَنَارًا سَاطِعًا، وَلَا مَسْجِدًا وَاضِحًا.

## الخطبة بالره

أَوْصِيَكُمْ، عِبَادَةَ اللَّهِ، بِتَقْوَى اللَّهِ، وَأَحْذَرُكُمْ الدُّنْيَا، فَابْتِغُوا  
 دَارَ سُخُوصٍ، وَتَحَلَّ تَنَاصُصٍ، سَاكِنُهَا ظَالِمِينَ، وَقَاطِنُهَا بَائِسِينَ، تَمَيَّزُوا  
 بِأَهْلِهَا مَتَيِّدَانِ السُّؤْيَةِ تَقْصِفُهَا الْعَوَاصِفُ فِي لُجَجِ الْبَحَارِ، فَابْتِغُوا  
 الْغَرَقَ الْوَيْقِي، وَمِنْهُمْ النَّاجِي عَلَى بُسْطُونِ الْأَنْسَاجِ، تَحْفِزُهُ الرِّسَالُ  
 بِأَذْيَالِهَا، وَتَحْمِلُهُ عَلَى أَمْوَالِهَا، فَاعْرِقْ مِنْهَا فَلَئْسَ بِمُسْتَذْرِكٍ  
 وَمَا نَجَا مِنْهَا فَبِإِلَى مَهْلِكٍ!

عِبَادَةَ اللَّهِ، الْآنَ فَاغْلَمُوا، وَالْآنَ مُطْلَقَةٌ، وَالْآنَ صَاحِبَةٌ  
 وَالْآنَ غَضَاءُ لَدَنَةٍ، وَالْمَقْلَبُ (مَنْقَلَب) فَبِجْ، وَالْمَجَالُ عَرِيضٌ، قَبْلَهُ  
 إِزْهَاقِي (ازھاق) الْقَوَاتِ، وَحُلُولِ الْمَوْتِ، فَحَقَّقُوا عَلَيْكُمْ نُزُولَهُ  
 وَلَا تَنْتَظِرُوا قُدُومَهُ!

## و من كلام له ﴿۱۹۷﴾

بینہ فیہ علی فضیلتہ لقبول قولہ و امرہ و نہیہ

وَلَقَدْ عَلِمَ الْمُسْتَحْفَظُونَ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ أَنَّهُ  
 لَمْ أَرُدَّ عَلَى اللَّهِ وَلَا عَلَى رَسُولِهِ سَاعَةً قَطُّ. وَلَقَدْ وَاسَيْتُهُ بِنَفْسِي  
 الْمَوَاطِنِ الَّتِي تَنْكُصُ فِيهَا الْأَبْطَالُ، وَتَتَأَخَّرُ فِيهَا الْأَقْدَامُ، فَجَدَّ  
 أَكْرَمَنِي اللَّهُ بِهَا.

وَلَقَدْ قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَإِنَّ رَأْسَهُ لَعَلَّ صَدْرِي، وَلَقَدْ  
 سَأَلْتُ نَفْسِي فِي كَيْفِي، فَأَمَرَتْهَا عَلَى وَجْهِي. وَلَقَدْ وُلِّيتُ غُضْلَةَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَآلِهِ وَالْمَلَابِكَةَ أَعْوَانِي، فَضَجَّتِ الدَّارُ وَالْأَفْنِيَّةُ: مَلَأَ يَبْطُ، وَمَلَأَ يَخْرُجُ  
 وَمَا فَسَارَقَتْ سَمْعِي هَيْبَتَهُ مِنْهُمْ، يُصَلُّونَ عَلَيْهِ حَتَّى وَارِثَانَهُ فِي ضَرْبِيهِ. فَسَأَلْتُ  
 ذَا أَحَقُّ بِهِ مِنِّي حَيًّا وَمَيِّتًا؟ فَاثْقَدُوا عَلَى بَصَائِرِكُمْ، وَلْتَضُدُّ نِيَّتِي كَيْفَ تَشَاءُ

پروردگار نے آپ کو اس وقت  
 بندگانِ خدا! میں تمہیں تقویٰ

بہر حال سفر کرنے والا ہے! اور  
 روں میں تند و تیز ہواؤں کی

میں انہیں اپنے دامن میں  
 نہیں جاسکتا اور جو بچ گیا

بندگانِ خدا! ابھی بات  
 وسیع اور کام کا میدان طو

ت کی آمد کو یقینی سمجھ لو اور

جس میں پیغمبر  
 اصحاب پیغمبر میں شریعت

میں نے پیغمبر اکرم پر اپنی جا  
 ہاتے ہیں۔ صرف اس بہادر

رسول اکرم اس وقت دنیا  
 میں نے اپنے ہاتھوں کو چہرہ پر

رہا تھا۔ ایک گروہ نازل ہوا  
 ہاں تک کہ میں نے ہی حضرت

میر توں کے ساتھ اور صدق

کے کائنات کی پوری حیات! اور  
 کی وقوع ایسا نہیں تھا جہاں آ

کاشوت ندیا ہو جس کی طر  
 آپ نے فرمایا کہ اس میں

اس کے بعد انتقال سے۔  
 اسے صحابہ کرام دفن میں

مصادر خطبہ ۱۹۶ غرہ الحکم آدمی ص ۲۵

مصادر خطبہ ۱۹۷ بحار الانوار کتاب الفتن ص ۳۳۲، غرہ الحکم ص ۲۳۳

۱۹۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں سرکارِ دو عالمؐ کی مدح کی گئی ہے)

پروردگار نے آپ کو اس وقت مبعوث کیا جب کوئی نشانِ ہدایت قائم رہ گیا تھا نہ کوئی نارہ دین روشن تھا اور نہ کوئی راستہ واضح تھا۔ بندگانِ خدا! میں تمہیں تقویٰ الہی کی وصیت کرتا ہوں اور دنیا سے ہوشیار کر رہا ہوں کہ یہ کوچ کا گھرا اور بد مزگی کا علاقہ ہے۔ اس کا یہ بہر حال سفر کرنے والا ہے اور اس کا مقیم بہر حال جُدا ہونے والا ہے۔ یہ اپنے اہل کو لے کر اس طرح لڑتی ہے جس طرح گھرسے لڑوں میں تند و تیز ہواؤں کی زد پر کشتیاں۔ کچھ لوگ غرق اور ہلاک ہو جاتے ہیں اور کچھ موجوں کے سہارے پر باقی رہ جاتے ہیں۔ اگرچہ انہیں اپنے دامن میں لے پھرتی رہتی ہیں اور اپنی ہولناکیوں کی طرف لے جاتی رہتی ہیں۔ جو غرق ہو گیا وہ دوبارہ اٹھ نہیں جاسکتا اور جو بچ گیا ہے اس کا راستہ ہلاکت ہی کی طرف جارہا ہے۔

بندگانِ خدا! ابھی بات کو سمجھ لو جب کہ زبانیں آزاد ہیں اور بدن صحیح و سالم ہیں۔ اعضاء میں لچک باقی ہے اور آنے جانے کی وسعت اور کام کا میدان طویل و عریض ہے۔ قبل اس کے کہ موت نازل ہو جائے اور اجل کا پھندہ گلے میں پڑ جائے۔ اپنے موت کی آمد کو یقینی سمجھ لو اور اس کے آنے کا انتظار نہ کرو! ﴿۱﴾

۱۹۷۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں پیغمبرِ اسلامؐ کے امر و نہی اور تعلیمات کو قبول کرنے کے ذیل میں فضیلت کا ذکر کیا گیا ہے)

اصحابِ پیغمبرؐ میں شریعت کے امانتدار افراد اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ میں نے ایک لمحہ کے لئے بھی خدا و رسولؐ کی بات کو رد نہیں اور میں نے پیغمبرِ اکرمؐ پر اپنی جان ان مقامات پر قربان کی ہے جہاں بڑے بڑے بہادر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں اور ان کے قدم پیچھے رہ جاتے ہیں۔ صرف اس بہادری کی بنیاد پر جس سے پروردگار نے مجھے سرفراز فرمایا تھا۔

رسولِ اکرمؐ اس وقت دنیا سے رخصت ہوئے ہیں جب ان کا سر میرے سینے پر تھا اور ان کی روح اقدس میرے ہاتھوں پر چڑھا ہوئی تو میں نے اپنے ہاتھوں کو چہرہ پر مل لیا۔ میں نے ہی آپ کو غسل دیا ہے جب ملائکہ میری امداد کر رہے تھے اور گھر کے اندر اور باہر ایک کراہ برپا تھا۔ ایک گروہ نازل ہو رہا تھا اور ایک واپس جا رہا تھا۔ سب نماز جنازہ پڑھ رہے تھے اور میں مسلسل ان کی آوازیں سن رہا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے ہی حضرت کو سپردِ لحد کیا ہے۔ تو اب بتاؤ کہ زندگی اور موت میں مجھ سے زیادہ ان سے قریب تر کون ہے؟ انیابِ عیروں کے ساتھ اور صدقِ نیت کے اعتماد پر آگے بڑھو۔

بولنے کا نمانت کی پوری حیات اس ارشاد گرامی کا بہترین مرقع ہے جہاں ہجرت کی رات سے لے کر فتح مکہ تک اور اس کے بعد تبلیغِ برائت کے کوئی موقع ایسا نہیں تھا جہاں آپ نے سرکارِ دو عالمؐ اور ان کے مقصد کی خاطر اپنی جان کو خطرہ میں نہ ڈال دیا ہو اور اس وحدتِ ذات و صفات کا ثبوت نہ دیا ہو جس کی طرف خود حضرت نے میدانِ احد میں اشارہ کیا تھا جب جبریل امینؑ نے عرض کی کہ حضورِ علیؑ کی مواساة کو دیکھ رہے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس میں ہجرت کی بات کیا ہے "علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔"

اس کے بعد انتقال سے لے کر دفن کے آخری مرحلہ تک ہر قدم پر حضور کے امد کے ذمہ دار رہے جب کہ مورخین کے بیان کی بنا پر بڑے صحابہ کرام دفن میں شرکت کی سعادت حاصل نہ کر سکے اور خلافت سازی کی ہم میں مصروف رہ گئے۔

مزلہ - لغزش کی جگہ

نینان - جمع نون - پھلیاں

سنجیب - منتخب

مرئی المفزع - پناہ گاہ

جائش - دل

شعار - بدن سے چپکا ہوا لباس

وٹار - باہر کا لباس

منہل - چشمہ

دورک - لاحق ہو جانا

طلبہ - مطلوب

جُنہ - سپر

ادار - آگ کی حرارت اور شعلہ

عرب - غائب ہو گیا

انصاب - تعب

تحدب علیہ - جھک گیا

Ⓛ انسان کی زندگی کے یہی چند مراحل

ہیں - ابتدا، انتہا، ضروریات،

خواہشات، مقصد، پناہ گاہ .

ملائے کا کلمات نے صاف

لفظوں میں اعلان کر دیا ہے کہ یہ سارے

مراحل پروردگار کے ہاتھوں میں ہیں

لہذا اس سے ڈرنا تقاضائے عمل بھی

ہے اور تقاضائے پریش بھی -

فِي جِهَادٍ عَدُوِّكُمْ. قَوْلَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِيَّيْ لَعَلِّي جَادَّةَ الْحَقِّ. وَإِنَّهُمْ لَعَلِّي  
مَزَلَّةِ الْبَاطِلِ. أَقُولُ مَا تَسْمَعُونَ، وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِي وَلَكُمْ!

۱۹۸

### و من خطبة له ﴿١٩٨﴾

بينه على احاطه علم الله بالجزيئات، ثم بحث على التقوى، وبين فضل الإسلام والقرآن  
يَعْلَمُ عَجِيجَ السُّوحُوشِ فِي الْفَلَوَاتِ، وَمَعَايِجَ السِّيَادِ فِي الْحَسَلَاتِ،  
وَاخْتِلَافَ النَّيْتَانِ فِي السِّحَارِ الْغَامِرَاتِ، وَتَلَاطُفَ الْمَاءِ بِالرِّيَاحِ الْعَاصِفَاتِ.  
وَأَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا نَجِيبُ اللَّهِ، وَسَفِيرُ وَخِيهِ، وَرَسُولُ رَحْمَتِهِ.

### الوصية بالتقوى

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أَوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ الَّتِي ابْتَدَأَ خَلْقَكُمْ، وَإِلَيْهِ  
يَكُونُ مَعَادُكُمْ، وَبِهِ نَجَاحُ طَلِبَتِكُمْ، وَإِلَيْهِ مُتَبَتِّهِنَ رَغْبَتِكُمْ، وَتَحْسُوهُ  
قَضْدُ سَبِيلِكُمْ، وَإِلَيْهِ مَرَامِي مَفْرَعِكُمْ. فَإِنَّ تَقْوَى اللَّهِ دَوَاءٌ دَاءٌ قُلُوبِكُمْ،  
وَبَصَرٌ عَمَى أَفْسِدَتِكُمْ، وَشِفَاءٌ مَرَضِ أَجْسَادِكُمْ (أجسامكم)، وَصَلَاحٌ قَسَادِ  
صُدُورِكُمْ، وَطَهُورٌ دَنَسِ أَنْفُسِكُمْ، وَجِلَاءٌ عَشَاءِ (غشاء) أَبْصَارِكُمْ، وَأَسْنُ  
فَرْعِ جَائِحِكُمْ، وَخِيَاءٌ سَوَادِ ظُلْمَتِكُمْ. فَاجْعَلُوا طَاعَةَ اللَّهِ شِعَارًا دُونَ  
دَنَارِكُمْ، وَدَخِيلًا دُونَ شِعَارِكُمْ، وَلَطِيفًا بَيْنَ أَضْلَاعِكُمْ، وَأَمِيرًا (أمراً)  
فَوْقَ أُمُورِكُمْ، وَمَنْهَلًا لِحَبِينِ وُزُودِكُمْ، وَشَفِيعًا لِدَرْكِ طَلِبَتِكُمْ، وَجُنَّةً  
لِسَيُومِ فِرْعَانِكُمْ، وَمَصَابِيحَ لِسُطُونِ قُبُورِكُمْ، وَسَكَنًا لِسُطُولِ وَخَشَتِكُمْ، وَنَسَاءً  
لِكَرْبِ سَوَاطِينِكُمْ. فَإِنَّ طَاعَةَ اللَّهِ حِرْزٌ مِنْ مَسَافَلِ مُكْتَنِفَةٍ، وَمَخَافَتِ  
مُتَوَقِّعَةٍ، وَأَوَارِيزِ بَرِيانِ مُوقَدَةٍ. فَمَنْ أَخَذَ بِالتَّقْوَى عَزَبَتْ عَنْهُ الشَّدَائِدُ  
بَعْدَ دُئُوسِهَا، وَاحْتَلَوَتْ لَهُ الْأُمُورُ بَعْدَ مَرَارَتِهَا، وَانْفَرَجَتْ عَنْهُ الْأَمْوَاجُ  
بَعْدَ تَرَائِكُمِهَا، وَأَسَهَلَتْ لَهُ الصَّعَابَ بَعْدَ انْصَابِهَا، وَهَطَلَتْ عَلَيْهِ الْكَرَامَةُ  
بَعْدَ قُحُوطِهَا، وَتَحَدَّثَتْ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ بَعْدَ نُفُورِهَا، وَتَفَجَّرَتْ عَلَيْهِ النَّعْمُ

اور اپنے دشمن  
میں ہیں۔ میں جو

دہ پرو

کی رفت و آمد

اور میں

ابا ببرا

مانا ہے۔ اسی

اسی کی طرف تھ

یہ تقویٰ ا

ہے اور تمہارا

سارے دل کے

اصل کرو صرف

در منزل مقصود

کے لئے مونس بنا

مراکتی ہوئی آگ

نیوں کے بعد

لہ قحط کے بعد کرا

مصادر خطبہ مشہور ۱۹۸ تحت العقول ص ۱۲۶، اصول کافی ۲ ص ۳۹، ذیل الامالی قالی ص ۱۴۱، قوت القلوب ابو طالب المکی ص ۳۸۲، حلیۃ الاولیاء

ابونعیم ص ۴۲، ۴۵، نصاب صدق ص ۱۵۱

اس کا

مذہب ہوتا ادا

کا اصل یہ



نئے دشمن سے جہاد کر دیکھتا ہے اس پروردگار کی جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے کہ میں حق کے راستے پر ہوں اور وہ لوگ باطل کی لغزشوں کی منزل میں جو کہ رہا ہوں وہ تم سن رہے ہو اور میں اپنے اور تمہارے دونوں کے لئے خدا کی بارگاہ میں استغفار کر رہا ہوں۔

۱۹۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں خدا کے عالم جزئیات ہونے پر تاکید کی گئی ہے اور پھر تقویٰ پر آمادہ کیا گیا ہے)

وہ پروردگار صحراؤں میں جانوروں کی فریاد کو بھی جانتا ہے اور تنہائیوں میں بندوں کے گناہوں کو بھی۔ وہ گہرے سمندروں میں پھیلنے والے آندے سے بھی باخبر ہے اور تیز و تند ہواؤں سے پیدا ہونے والے تلاطم سے بھی۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد خدا کے منتخب بندہ۔ اس کی وحی کے سفير اور اس کی رحمت کے رسول ہیں۔

اب بعد! میں تم سب کو اسی خدا سے ڈرنے کی نصیحت کر رہا ہوں جس نے تمہاری خلقت کی ابتدا کی ہے اور اسی کی بارگاہ میں تمہیں پلٹ کر ہے۔ اسی کے ذریعہ تمہارے مقاصد کی کامیابی ہے اور اسی کی طرف تمہاری رغبتوں کی انتہا ہے۔ اسی کی سمت تمہارا سیدھا راستہ ہے اور اسی کی طرف تمہاری فریادوں کا نشانہ ہے (۱)

یہ تقویٰ الہی تمہارے دلوں کی بیماری کی دوا ہے اور تمہارے قلوب کے اندھے پن کی بصارت۔ یہ تمہارے جسموں کی بیماری کی شفا کا سامان اور تمہارے سینوں کے فساد کی اصلاح۔ یہی تمہارے نفوس کی گندگی کی طہارت ہے اور یہی تمہاری آنکھوں کے چڑھانے کی جلا دہی ہے۔ اس کے دل کے اضطراب کا سکون ہے اور یہی زندگی کی تاریکیوں کی ضیاء ہے۔ اطاعت خدا کو اندر کا شعار بناؤ صرف باہر کا نہیں اور اسے باطن میں کر دو صرف ظاہر میں نہیں۔ اپنی پسلیوں کے درمیان سکو لو اور اپنے حملہ امور کا حاکم قرار دے دو۔ تشنگی میں درود کے لئے چشمہ تصور کرو۔ منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے وسیلہ قرار دو۔ اپنے روز فرغ کے لئے سپر بناؤ اور اپنی تاریکیوں کے لئے چراغ۔ اپنی طولانی حیرت پر لئے مونس بناؤ اور اپنے رنج و غم کے مراحل کے لئے سہارا۔ اطاعت الہی تمام گھیرنے والے بربادی کے اسباب، آنے والے خوفناک مراحل اور آتی ہوئی آگ کے شعلوں کے لئے حوز جان ہے۔ جس نے تقویٰ کو اختیار کر لیا اس کے لئے سختیاں قریب آکر دور چلی جاتی ہیں اور امور زندگی کے بعد شیریں ہو جاتے ہیں۔ موجیں تہ بہ تہ ہو جانے کے بعد بھی ہٹ جاتی ہیں اور دشواریاں مشقتوں میں مبتلا کرنے کے بعد بھی آسان ہو جاتی ہیں۔ خط کے بعد کرامتوں کی بارش شروع ہو جاتی ہے اور حساب رحمت ہٹ جانے کے بعد پھر بسنے لگتا ہے اور نعمتوں کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں۔

اس مقام پر مولائے کائنات نے اس نکتہ کی طرف توجہ کرنا چاہا ہے کہ تقویٰ کا فائدہ صرف آخرت تک محدود نہیں ہے کہ تم یہاں گناہوں سے پرہیز کرو۔ الگ وہاں تمہیں ان نعمتوں سے محروم کر دے گا بلکہ یہ تقویٰ آخرت کے ساتھ دنیا کے ہر مرحلہ پر کام آنے والا ہے اور کسی مرحلہ پر انسان کو نظر انداز کرنے والا نہیں ہے۔ مشکلات سے نجات تقویٰ کا کارنامہ ہے اور طوفانوں کا مقابلہ اسی تقویٰ کی طاقت سے ہوتا ہے۔ رحمت کے چشمے اسی سے جاری ہوتے ہیں اور فضل و کرم کے بادل اسی کی برکت سے آتے ہیں اور شاید یہ اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ انسانی زندگی کی ساری پریشانیوں اس کے اعمال کی کمزوریوں سے پیدا ہوتی ہیں، جہاں ان تقویٰ کے بڑے کردار کو مضبوط کرنے کا توہر پریشانی سے مقابلہ آسان ہو جائے گا۔

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ متعین کی زندگی میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی ہے اور وہ چین اور سکون کی زندگی گزارتے ہیں۔ ایسا ہوتا تو صبر کا کوئی نام نہ ہوتا اور متعین کا سلسلہ صابریں سے الگ ہو جاتا۔ بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ تقویٰ صبر کا حوصلہ پیدا کرتا ہے اور تقویٰ کے ذریعہ مصائب سے مقابلہ کرنے کا حوصلہ پیدا ہو جاتا ہے اور اس کی برکت سے رحمتوں کا نزول شروع ہو جاتا ہے۔

نضوب - خشک ہوجانا

ارزاد - ہلکی بارش

محاو - شدید مخالفت

رکن - عزت

اتاق - بھردیا

مواتح - جمع مآخ - پانی کھینچنے والا

عفا - مٹ جانا

جد - کاٹ دینا

فنگ - تنگی

دعوتہ - نرمی

وضح - سفیدہ سحر

عصل - کچی

دعش طریق - دشواری سفر

فج - وسیع راستہ

اسلخ - ثابت کردیا

اسلخ - اصول

شبت - بھوک اٹھی

سفار - مسافرین

اعلام - سنگ میل

مشرف - بلند

معوذ المثار - تباہی میں پناہ دینے والا

تعمیر طریق عربی زبان میں راستہ کے

ہموار کرنے کو کہا جاتا ہے اور اسلام میں

عبادت کا واقعی تصور یہی ہے کہ زندگی

کی راہ احکام الہی کے لئے اس طرح

ہموار ہو جائے کہ انسان کسی طرح کی تنگی

اور دشواری کا احساس نہ کرے اور بندگی پروردگار میں

اسی نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ہر اختلاف میں پیغمبر اسلام سے فیصلہ کرایا جائے اور پھر ان کے فیصلے

خلافت کسی طرح کی تنگی نفس کا احساس نہ ہو کہ تنگی کا احساس ایمان اور بندگی دونوں کے خلافت ہے -

بَعْدَ نَضُوبِهَا، وَوَبِلَتْ عَلَيْهِ الْبَرَكَةُ بَعْدَ إِزْدَادِهَا.

فَسَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسْتَعِينُونَ بِرِيسَالَتِهِ، وَوَعظَمَكُمْ بِرِيسَالَتِهِ، وَوَسَّعَتْ عَلَيْهِ سُبُلُ رِيسَالَتِهِ، وَوَسَّعَتْ عَلَيْهِ سُبُلُ رِيسَالَتِهِ، وَوَسَّعَتْ عَلَيْهِ سُبُلُ رِيسَالَتِهِ.

فضل الاسلام

ثُمَّ إِنَّ هَذَا الْإِسْلَامَ دِينُ اللَّهِ الَّذِي اضْطَفَأَهُ لِنَفْسِهِ، وَاضْطَفَأَهُ عَلَى عَيْبِهِ، وَأَضْفَأَهُ خَيْرَةَ خَلْقِهِ، وَأَقَامَ دَعَايَهُ عَلَى تَحْيِيهِ أَذَلَّ الْأَدْيَانَ بِعِزَّتِهِ، وَوَضَعَ الْمِلَلَ بِرَفْعِهِ، وَأَهَانَ أَعْدَاءَهُ بِكَرَامَتِهِ، وَخَذَلَ مُخَادِيهِ بِتَضَرُّعِهِ، وَهَدَمَ أَرْكَانَ الضَّلَالَةِ بِرُكْنِهِ، وَسَقَى مَنْ عَطِشَ مِنْ حَيَاتِهِ، وَأَثَقَ الْمَيْتَابَ بِوَأْتِيهِ، ثُمَّ جَعَلَهُ لَا انْفِصَامَ لِمُزُونِهِ، وَلَا فَكَّ لِمَلْفَتِهِ، وَلَا انْهَادًا لِأَسْيَابِهِ، وَلَا زَوَالَ لِذَعَائِفِهِ، وَلَا انْقِلَاقَ لِشَجَرَتِهِ، وَلَا انْقِطَاعَ لِمُذْتَبِعِهِ، وَلَا عَفَاءَ لِشَرَائِعِهِ، وَلَا جَدًّا (جسد) لِغُرُوعِهِ، وَلَا ضَنْكًا لِطُرُقِهِ، وَلَا عُقُوبَةَ لِسُهُُولَتِهِ، وَلَا سَوَادًا لِوَضْعِهِ، وَلَا عَسُوجًا لِانْتِصَابِهِ، وَلَا عَصَلَ فِي عُودِهِ، وَلَا وَعَتَ لِجَبْهِهِ، وَلَا انْطِقَاءَ لِصَابِيَعِهِ، وَلَا تَمَرَّزَةَ لِجَلَاوَتِهِ، فَهُوَ دَعَايِمٌ أَسَاخٌ فِي الْمَقْأَاتِ وَأَسَاخٌ فِي الْمَقْأَاتِ، وَتَبَّتْ لَهَا آسَاسُهَا، وَتَبَيَّعَ عَزُزَتَ عُيُونِهَا، وَتَصَابِيحُ شَبَّتْ نِيرَانُهَا، وَمَنَارٌ أَفْتَدَى بِهَا سَمَائِزَهَا، وَأَعْلَامٌ قَصِدَتْ بِهَا فِجَاجُهَا، وَمَنَاهِلٌ رَوَى بِهَا وَرَادِقَاتُهَا، جَعَلَ اللَّهُ فِيهِ مُسْتَهْتَبًا رِضْوَانِهِ، وَذُرُوعَ دَعَائِمِهِ، وَسَنَامَ طَاعَتِهِ، فَسُئِلَ عِنْدَ اللَّهِ وَرَبِّ الْأَرْكَانِ، رُفِيعُ الْبُنْيَانِ، مُسْتَبِيرُ السُّرْهَانِ، مُضِيءُ السُّرُورِ، عَزِيزُ السُّلْطَانِ، مُشْرِفٌ (مشرق) الْمَنَارِ، مُعْوِذُ الْمَنَارِ (المثال)، فَشَرَّفُوهُ وَأَثَبُوهُ

ہموار  
اش  
زاحسا  
اس  
بے ادرا  
ادراس  
نے والو  
وں کو  
اس  
ہو سکتی  
نہیں  
اس کی  
شورای  
حق کی  
س کے  
منزل  
اپنے  
دلائل  
اس کے  
اسلام کا  
میں  
کمال کے  
تعمیر  
اسلام کے  
بے ادرا  
کی میں  
ادگار کا

دار کی کسی کے بعد برکت کی برسات شروع ہو جاتی ہے۔  
 اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں نصیحت سے فائدہ پہنچایا ہے اور اپنے پیغام کے ذریعہ نصیحت کی ہے اور اپنی نعمت سے احسان کیا ہے۔ اپنے نفس کو اس کی عبادت کے لئے ہموار کرو اور اس کے حق کی اطاعت سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کرو۔  
 اس کے بعد یاد رکھو کہ یہ اسلام وہ دین ہے جسے مالک نے اپنے لئے پسند فرمایا ہے اور اپنی نگاہوں میں اس کی ذمہ بھال ہے اور اسے بہترین خلائق کے حوالہ کیا ہے اور اپنی محبت پر اس کے ستونوں کو قائم کیا ہے۔ اس کی عزت کے ذریعہ ادیان کو سرنگوں کیا اور اس کی بلندی کے ذریعہ ملتوں کی پستی کا اظہار کیا ہے۔ اس کے دشمنوں کو اس کی کرامت کے ذریعہ ذلیل کیا ہے اور اس سے مقابلہ کرنے والوں کو اس کی نصرت کے ذریعہ رسوا کیا ہے۔ اس کے رکن کے ذریعہ ضلالت کے ارکان کو منہدم کیا ہے اور اس کے خوف سے لوگوں کو سیراب کیا ہے اور پھر پانی لپٹنے والوں کے ذریعہ ان جوڑوں کو بھر دیا ہے۔  
 اس کے بعد اس دین کو ایسا بنا دیا ہے کہ اس کے بندھن ٹوٹ نہیں سکتے ہیں۔ اس کی کڑیاں کھل نہیں سکتی ہیں۔ اس کی بنیاد منہدم ہو سکتی ہے۔ اس کے ستون گر نہیں سکتے ہیں۔ اس کا درخت اکھڑ نہیں سکتا ہے۔ اس کی مدت تمام نہیں ہو سکتی ہے۔ اس کے آثار نہیں کٹتے ہیں۔ اس کی شاخیں کٹ نہیں سکتی ہیں۔ اس کے راستے تنگ نہیں ہو سکتے ہیں۔ اس کی آسانیاں دشوار نہیں ہو سکتی ہیں۔ اس کی سفیدی میں سیاہی نہیں ہے اور اس کی استقامت میں کجی نہیں ہے۔ اس کی نکلوسی ٹیڑھی نہیں ہے اور اس کی وسعت دشواری نہیں ہے۔ اس کا چراغ بجھ نہیں سکتا ہے اور اس کی حلاوت میں تلخی نہیں آسکتی ہے۔ اس کے ستون ایسے ہیں جن کے حق کی زمین میں نصب کئے گئے ہیں اور پھر اس کی اساس کو پائیدار بنایا گیا ہے۔ اس کے چشموں کا پانی کم نہیں ہو سکتا ہے اس کے چراغوں کی لودھم نہیں ہو سکتی ہے۔ اس کے ناروں سے راہ گیر ہدایت پاتے ہیں اور اس کے نشانات کو راہوں میں منزل بنایا جاتا ہے۔ اس کے چشموں سے پیاسے سیراب ہوتے ہیں اور پروردگار نے اس کے اندر اپنی رضا کی انتہائی لہر لہرائی۔ اپنے بلند ترین ارکان اور اپنی اطاعت کا عروج قرار دیا ہے۔ یہ دین اس کے نزدیک مستحکم ارکان والا، بلند ترین بنیاد والا اور دلائل والا۔ روشن ضیاء والا۔ غالب سلطنت والا۔ بلند بنا والا اور ناممکن بنا ہی والا ہے۔  
 اس کے شرف کا تحفظ کرو۔ اس کے احکام کا اتباع کرو۔

یہ اسلام کا سب سے بڑا امتیاز ہے کہ اس کے قوانین خالق کائنات نے بنائے ہیں اور ہر قانون کو فطرت بشر سے ہم آہنگ بنا دیا ہے۔ اس نے بشریت میں اپنے محبوب ترین بندہ کو بھی دخل نہیں کیا ہے اور نہ کسی کو اس کے قوانین میں ترمیم کرنے کا حق دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو قانون خالق و ملک عالم و کمال کے نتیجے میں منظر عام پر آئے گا اس کی بقا کی ضمانت اس کے دفعات کے اندر ہی ہوگی اور جب تک یہ کائنات باقی رہے گی اس کے تحت میں تغیر و تبدل کی ضرورت نہ ہوگی۔

اسلام کے دین پسندیدہ ہونے ہی کا اٹھ ہے کہ اس کے سامنے تمام ادیان عالم حقیر اور اس کے مقابلہ میں تمام دشمنان مذہب نے لیل ہی۔ مالک نے اس کی بنیاد محبت ہی ہے اور اس کی اساس رحمت اور بے پرواہی کو قرار دیا ہے۔ اس کا تسلسل ناقابل اختتام ہے اور اس کے حلقے ناقابل انقباض۔  
 اس میں انسانیت کی پیاس بجھانے کا سامان ہے اور اس میں طالبان ہدایت کے لئے بہترین وسیلہ رہنمائی ہے۔ رضائے الہی کا سامان بھی ہے اور پروردگار کا بہترین مرقعہ ہی دین و مذہب ہے۔ اس کے بغیر ہدایت کا تصور مہمل ہے اور اس کے علاوہ ہر دین ناقابل قبول ہے۔

وَأَدُّوا إِلَيْهِ حَقَّهُ، وَضَعُوهُ مَوَاضِعَهُ.

الرسول الاعظم ﷺ

ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِالْحَقِّ حِينَ دَنَا مِنَ الذُّنُوبِ الْإِنْقِطَاعُ، وَأَقْبَلَ مِنَ الْآخِرَةِ الْأَطْلَاقُ، وَأَطْلَمَتْ بِنَهْجَتِهَا بَسْمُودَ إِشْرَاقِ، وَقَامَتْ بِأَهْلِهَا عَلَى سَائِي، وَخَشِنَ مِنْهَا مِهَادُ، وَأَرَفَ مِنْهَا قِيَادُ، فِي انْقِطَاعِ مِنْ مُدَّتِهَا، وَأَقْبَرَابِ مِنْ أَشْرَاطِهَا، وَتَضَرَّتْ مِنْ أَهْلِهَا، وَأَنْفِصَامِ مِنْ حَلَقَتِهَا، وَأَنْتِشَارِ مِنْ سَبَبِهَا، وَعَقَاءِ مِنْ أَعْلَابِهَا، وَتَكْشُفِ مِنْ عَسْوَرَاتِهَا، وَقِصْرِ مِنْ طَوْلِهَا.

جَعَلَهُ اللَّهُ بِلَاغًا لِرِسَالَتِهِ، وَكَرَامَةً لِأُمَّتِهِ، وَرَبِيعًا لِأَفْضَلِ زَمَانِهِ، وَرِفْعَةً لِأَعْوَانِهِ، وَشَرَفًا لِأَنْصَارِهِ.

القرآن العظيم

ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ نُورًا لَا تُطْفَأُ مَصَابِيحُهُ، وَبِرَاجَا لَا يَخْبُو تَوَقُّدُهُ، وَبِحَسْرًا لَا يُدْرِكُ قَعْرُهُ، وَمِنْهَا جَا لَا يُغْلِبُ نَهْجُهُ، وَشِقَاعًا لَا يُظْلِمُ ضَوْؤُهُ، وَفُرْقَانًا لَا يُخْصِمُ بُرْهَانُهُ، وَتَبَيَّنًا لَا تُنْهَدِمُ (تَسْهَدِم) أَرْكَانُهُ، وَيَقَاءَ لَا تُخْفِي أَسْقَانُهُ، وَعَسْرًا لَا تُهْزِمُ أَنْصَارُهُ، وَحَقًّا لَا تُخْذَلُ أَعْوَانُهُ. فَهُوَ مَعْدِنُ الْإِيمَانِ وَبُحْبُوحَتُهُ، وَيَتَابِعُ الْعِلْمِ وَبُحْبُورُهُ، وَرَبِيعُ الْمَعْدَلِ وَغُدْرَانُهُ، وَأَنْبَاءُ الْإِسْلَامِ وَبُسْتَانُهُ، وَأُودِيَّةُ الْحَقِّ وَغَيْطَانُهُ، وَبِحَسْرًا لَا يَسْتَرْفَعُهُ الْمُسْتَرْفَعُونَ، وَغَيْبُونَ لَا يُنْظِمُهَا الْإِسْمَاعِيلِيُّونَ، وَمَنْهَلٌ لَا يَفِيضُهَا الْوَارِدُونَ، وَمَنْتَازِلٌ لَا يَسْخُلُ نَهْجَتِهَا الْمَسَافِرُونَ، وَأَعْلَامٌ لَا يَمْنَعُ عَنْهَا السَّائِرُونَ، وَآكَامٌ (امام) لَا يَجُورُ عَنْهَا الْقَاصِدُونَ. جَعَلَهُ اللَّهُ رِبَاعًا لِمَطْشِ الْعُلَمَاءِ، وَرَبِيعًا لِقُلُوبِ الْفُقَهَاءِ، وَنَحَاجٌ

اس کے حق کو اد  
اس کے  
دنیا کا اجالا اندرا  
ادورہ فنا کے ہا  
قرب آگئے۔ ا  
عیب کھلنے لگے  
اللہ نے  
ازاد کی شرافت  
اس کے  
ہے جس کی تھام  
ادرا براحتی و با  
ہیں یہاری کا کو ا  
یہ ایمان کا  
ہمان ہے۔ یہ وہ  
ہے جس پر وارور  
ہے جو راہ گیروں  
پروردگار

ہے کتا حسین دور تہ  
تھا اور زمین و آسم  
اپنی تمام قیادت ہ  
ایسے حالات  
کم تھا کہ اس نے وہ  
تھا اور جس کی روشنی  
ایمان کا برہان ہو  
اسے ما کا  
اس کی تسکین کا  
انہ کے جائیں جنہ

اطلاع - آمد  
خشونت - سختی  
جہاد - گہوارہ  
ازوف - قربت  
اشراط - جمع شرط - علامات  
تصرم - گذر جانا  
انقسام - جدا ہو جانا  
عقار - محو ہو جانا  
خبت انار - آگ بجھ گئی  
منہاج - واضح راستہ  
سج - سوک  
بجوحہ - وسط  
ریاض - جمع روضہ - باغ  
غدران - جمع غدیر - تالاب  
اثانی - جمع اٹھیہ - جس پتھر پر دیگ  
رکھی جائے  
غیطان - ہموار زمین  
نزوف - خشک ہو جانا  
نضب - کم ہو جانا  
ماح - پانی نکالنے والا  
منہل - چٹے  
غیض - نقص  
آکام - جمع اکہ - ٹیلہ  
لا یجوز عنہا - آگے نہیں بڑھ سکتے ہیں  
محاج - جمع محج - وسط راہ

حق کو ادا کرو اور اسے اس کی واقعی منزل پر قرار دو۔

اس کے بعد مالک نے حضرت محمدؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا جب دنیا فنا کی منزل سے قریب تر ہو گئی اور آخرت سر پر ہونے لگی  
آج آسمانوں میں تبدیل ہونے لگا اور وہ اپنے چاہنے والوں کے لئے ایک مہیبت بن کر کھڑی ہو گئی۔ اس کا فرش کھردرا ہو گیا  
فنا کے ہاتھوں میں اپنی ہمار دینے کے لئے تیار ہو گئی۔ اس طرح کہ اس کی مدت خاتمہ کے قریب پہنچ گئی۔ اس کی فنا کے آثار  
آئے۔ اس کے اہل ختم ہونے لگے۔ اس کے حلقے ٹوٹنے لگے۔ اس کے اسباب منتشر ہونے لگے۔ اس کے نشانات مٹنے لگے، اس کے  
کھلنے لگے اور اس کے دامن سمٹنے لگے۔

اللہ نے انہیں پیغامِ رسائی کا وسیلہ۔ امت کی کرامت۔ اہل زمانہ کی بہار، اعوان و انصار کی بلندی کا ذریعہ اور یار و مددگار  
کی شرافت کا واسطہ قرار دیا ہے۔

اس کے بعد ان پر اس کتاب کو نازل کیا جس کی تبدیل کچھ نہیں سکتی ہے اور جس کے چراغ کی لودھم نہیں پڑ سکتی ہے وہ ایسا سند  
جس کی تھام نہیں سکتی ہے اور ایسا راستہ ہے جس پر چلنے والا بھٹک نہیں سکتا ہے۔ ایسی شعاع جس کی ضو تاریک نہیں ہو سکتی ہے  
ایسا حق و باطل کا امتیاز جس کا برہان کمزور نہیں ہو سکتا ہے۔ ایسی وضاحت جس کے ارکان منہدم نہیں ہو سکتے ہیں اور ایسی شہا جس  
پر بیماری کا کوئی خوف نہیں ہے۔ ایسی عزت جس کے انصار پناہ نہیں ہو سکتے ہیں اور ایسا حق جس کے اعوان بے یار و مددگار نہیں چھوڑے جاسکتے ہیں۔

یہ ایمان کا معدن و مرکز، علم کا چشمہ اور سند را عدالت کا باغ اور حوض، اسلام کا سنگ بنیاد اور اساس، حق کی وادی اور اس کا ہموار  
راہ ہے۔ یہ وہ سند ہے جسے پانی نہ کالنے والے ختم نہیں کر سکتے ہیں اور وہ چشمہ ہے جسے اپنے دل سے خشک نہیں کر سکتے ہیں۔ وہ گھاٹ  
جس پر وارد ہونے والے اس کا پانی کم نہیں کر سکتے ہیں اور وہ منزل ہے جس کی راہ پر چلنے والے مسافر بھٹک نہیں سکتے ہیں۔ وہ نشانِ منزل  
ہے جو راہ گزروں کی نظروں سے اوجھل نہیں ہو سکتا ہے اور وہ ٹیلہ ہے جس کا تصور کرنے والے آگے نہیں جاسکتے ہیں۔  
پروردگار نے اسے علماء کی سیرابی کا ذریعہ، فقہاء کے دلوں کی بہار، صلحاء کے راستوں کے لئے شاہراہ قرار دیا ہے۔

یہ کتابیں دور تھا جب انبیاء کرام کا سلسلہ قائم تھا۔ کتابیں اور صحیفے نازل ہو رہے تھے۔ مبلغین دین و مذہب اپنے کردار سے انسانیت کی رہنمائی کر رہے  
تھے اور زمین و آسمان کے رشتے جوڑے ہوئے تھے پھر یکبارگی مرت کا زمانہ آ گیا اور یہ سارے سلسلے ٹوٹ گئے۔ دنیا پر جاہلیت کا اندھا چھا گیا اور انسانیت نے  
اپنی زمامِ قیادت جہل و جاہلیت کے حوالہ کر دی۔

ایسے حالات میں اگر سرکارِ دو عالم کا ورد نہ ہوتا تو یہ دنیا گھٹا ٹوپ اندھیروں ہی کی نذر ہو جاتی اور انسانیت کو کوئی راستہ نظر نہ آتا۔ لیکن یہ مالک کا  
کرم تھا کہ اس نے رحمت للعالمین کو بھیج دیا اور اندھیری دنیا کو پھر دوبارہ نور رسالت سے منور کر دیا۔ اور آپ کے ساتھ ایک نور اور نازل کر دیا جس کا نام قرآنِ مبین  
تھا اور جس کی روشنی ناقابلِ اختتام تھی۔ یہ بیک وقت دستور بھی تھا اور اعجاز بھی۔ سند بھی تھا اور چراغ بھی۔ حق و باطل کا فرقان بھی تھا اور دین  
ایمان کا برہان بھی۔ اس میں ہر مرض کا علاج بھی تھا اور ہر بیماری کا مداوی بھی۔

اسے مالک نے سیرابی کا ذریعہ بھی بنایا تھا اور دلوں کی بہار بھی۔ نشانِ راہ بھی قرار دیا تھا اور منزل مقصود بھی۔ جو شخص جس نقطہ نگاہ سے دیکھے  
اس کی تسکین کا سامان قرآنِ حکیم میں موجود ہے اور ایک کتابِ ساری کائنات جن و انس کی ہدایت کے لئے کافی ہے بشرطیکہ اس کے مطالب ان لوگوں سے  
انہ کے جائیں جنہیں راسخون فی العلم بنایا گیا ہے اور جن کے علم قرآن کی ذمہ داری مالک کائنات نے لی ہے۔

جنت - سپر  
 اسلام - زرہ پہنلی  
 قضی - فیصلہ کیا  
 حجت - گرنا  
 ربیع - رسی  
 حتمہ - گرم  
 نصب - تعب  
 مغبون - خسارہ والا

لَطُوفِي الصَّلَاةِ، وَذَوَاءَ لَيْسَ بَعْدَهُ دَاءٌ،  
 وَتُورًا لَيْسَ مَعَهُ ظُلْمَةٌ، وَحَبْلًا وَنَيْقًا عُرْوَتُهُ، وَمَقِيلًا مَسِينًا ذُرْوَتُهُ،  
 وَعِزًّا لَيْسَ تَوْلَاهُ، وَيَلْمًا لَيْسَ دَخَلَهُ، وَهُدًى لَيْسَ انْتَمَّ بِهِ، وَعُذْرًا  
 لَيْسَ انْتَحَلَهُ، وَبُرْهَانًا لَيْسَ تَكَلَّمَ بِهِ، وَشَاهِدًا لَيْسَ خَاصَمَ بِهِ،  
 وَقَلْبًا لَيْسَ حَاجَّ بِهِ، وَحَامِلًا لَيْسَ حَمَلَهُ، وَمَسْطِيحًا لَيْسَ أَعْتَمَلَهُ،  
 وَآيَةً لَيْسَ تَوَسَّمت، وَجُنَّةً لَيْسَ اسْتَلَامَ، وَعَيْلًا لَيْسَ وَعَى، وَحَدِيدًا  
 لَيْسَ رَوَى، وَخُكْمًا لَيْسَ قَضَى

۱۹۹

و من خطبة له

کان یوصی بہ أصحابہ

تَعَاهَدُوا أَمْرَ الصَّلَاةِ، وَحَافِظُوا عَمَلَيْهَا، وَاسْتَكْبِرُوا مِنْهَا، وَتَقَرَّبُوا بِهَا،  
 فَسَاءَتْهَا «كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا»، أَلَا تَسْمَعُونَ إِلَى جَوَابِ أَهْلِ  
 النَّارِ جِئِن سَأَلُوا: «مَا سَأَلَكُم فِي سَعَرٍ؟ قَالُوا: لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ»، وَإِنَّمَا  
 لَسْتُحُّ الذُّنُوبَ حَتَّى السُّورَةِ، وَتُطَلِّفُهَا إِطْلَاقَ الرَّبِيعِ، وَشَبَّهَهَا رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِالْحَمَّةِ (الجمعة) تَكُونُ عَلَى بَابِ الرَّجُلِ، فَهُوَ يَغْتَسِلُ  
 مِنْهَا فِي السُّيُومِ وَاللَّيْلَةِ حَمْسَ مَرَّاتٍ، فَمَا عَسَى أَنْ يَسْتَقِيَ عَلَيْهِ مِنَ الدَّرَنِ؟  
 وَقَدْ عَرَفَ حَقَّهَا رَجَالٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ لَا تَشْفَلُهُمْ عَنْهَا زِينَةُ مَسْتَاعٍ،  
 وَلَا قُرَّةُ عَيْنٍ مِنْ وَلَدٍ وَلَا مَالٍ. يَقُولُ اللَّهُ سُبحَانَهُ: «رَجَالٌ لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ  
 وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ». وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ نَصِيبًا بِالصَّلَاةِ بَعْدَ التَّشْبِيرِ لَهُ بِالْحَمَّةِ لِقَوْلِ اللَّهِ  
 سُبحَانَهُ: «وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا»، فَكَانَ يَأْمُرُ بِهَا أَهْلَهُ  
 وَيَضَرُّ عَلَيْهِمَا نَفْسَهُ.

الزكاة

فَمِنْ إِنْ الزَّكَاةَ جُعِلَتْ مَعَ الصَّلَاةِ قُرْبَانًا لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ، فَمَنْ أَعْطَاهَا  
 طَيِّبَ النَّفْسِ بِهَا، فَسَاءَتْهَا تُجْعَلُ لَهُ كَسْمَارَةً، وَمِنْ النَّارِ حِجَارًا (حجاباً) وَوَقَايَةً،  
 فَلَا يُشْفَعُهَا أَحَدٌ نَفْسُهُ، وَلَا يُكْتَبَرَنَّ عَلَيْهَا لَهْفُهُ، فَإِنْ مَنْ أَعْطَاهَا غَيْرَ  
 طَيِّبِ النَّفْسِ بِهَا، يَرْجُو بِهَا مَا هُوَ أَفْضَلُ مِنْهَا، فَهُوَ جَاهِلٌ بِالسُّنَّةِ، مَغْبُونٌ  
 الْأَجْرِ، ضَالٌّ الْعَقْلِ، طَوِيلُ النَّدَمِ.

الامانة

دوہ دوہ ہے جس  
 دوہ پناہ گاہ ہے  
 حجت حاصل کرنا  
 کلمے والوں کے  
 حرم سپر ہے۔ فکر

دیکھو نماز کا  
 کلمے کے وقت کی پابندی  
 ہرگز نہ ہونے پر  
 روح کلام ہوں سے آ  
 اردوہ اس میں  
 اس کے حق  
 اس کا ہے۔ رسول  
 اہل کو نماز کا حکم دو  
 اس کے بعد  
 کفارہ میں جلتے  
 طیب نفس کے بغیر  
 اس کا عمل پر باد

اس میں کوئی شک  
 دشمنوں کی اذیتوں  
 سرکار کی شخصیت او  
 سلسلہ جاری رہتا  
 یہ نماز برابر آپ کا  
 کلمہ زکوٰۃ کو کرنا  
 اور اس طرح ا  
 بغیر زندہ نہیں

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ  
 نماز ادا کرنے والا لگتا ہوں کی طرف سے  
 سے بالکل آسودہ ہو جائے کہ نماز انھیں  
 بہر حال ختم کر دے گی اور اس طرح  
 انسان ایک نماز سے اس طرح کے گناہوں  
 کا جواز حاصل کرنے  
 اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ  
 نماز انسان کو گناہوں سے روک دیتی  
 ہے اور نماز کے احکام پر نظر کرنے والا  
 اور اسے اخلاص نیت سے ادا کرنے والا  
 ہر طرح کے گناہ سے خود بخود نجات  
 حاصل کر لیتا ہے اور یہی معنی ہیں  
 اس کے گناہوں کو تپوں کی طرح گرا  
 دینے اور اڑا دینے کے۔ ورنہ  
 حقوق العباد کے نماز یا کسی بھی عمل  
 سے ساقط ہو جانے کا کوئی تصور نہیں  
 ہو سکتا ہے۔

ہے جس کے بعد کوئی مرض نہیں رہ سکتا اور وہ فوراً جس کے بعد کسی ظلمت کا امکان نہیں ہے۔ وہ رسیان ہے جس کے حلقے مستحکم ہیں۔ چاہے جس کی بلندی محفوظ ہے۔ چاہے والوں کے لئے عزت، داخل ہونے والوں کے لئے سلامتی۔ اقتدار کرنے والوں کے لئے ہدایت، عمل کرنے والوں کے لئے حجت، بولنے والوں کے لئے برہان اور مناظرہ کرنے والوں کے لئے شاہد ہے۔ بحث کرنے والوں کی کامیابی کا ذریعہ، والوں کے لئے بوجھ بٹانے والا۔ عمل کرنے والوں کے لئے بہترین سواری، حقیقت شناسوں کے لئے بہترین نشانی اور مسخو سینے والوں کے لئے چہرے۔ فکر کرنے والوں کے لئے علم اور روایت کرنے والوں کے لئے حدیث اور تفصیلات کرنے والوں کے لئے قطعہ حکم اور فیصلہ ہے۔

۱۹۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس کی اصحاب کو وصیت فرمایا کرتے تھے)

دیکھو نماز کی پابندی اور اس کی نگہداشت کرو۔ زیادہ سے زیادہ نمازیں پڑھو اور اسے تقرب الہی کا ذریعہ قرار دو کہ یہ صاحبان ایمان کی وقت کی پابندی کے ساتھ واجب کی گئی ہے۔ کیا تم نے اہل جہنم کا جواب نہیں سنا ہے کہ جب ان سے سوال کیا جائے گا کہ تمہیں کس چیز نے جنت پہنچا دیا ہے تو کہیں گے کہ ہم نمازی نہیں تھے۔ یہ نماز گناہوں کو اسی طرح جھاڑ دیتی ہے جس طرح درخت کے پتے جھڑ جائے ہیں اور اسی گناہوں سے آزادی دلا دیتی ہے جس طرح جانور آزاد کئے جاتے ہیں۔ رسول اکرم نے اسے اس گرم چتر سے تشبیہ دی ہے جو انسان کے دروازہ پر ہوا وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرے۔ ظاہر ہے کہ اس پر کسی کفایت کے باقی رہ جانے کا امکان نہیں رہ جاتا ہے۔

اس کے حق کو واقفان صاحبان ایمان نے پہچانا ہے جنہیں زمین متاع دنیا یا تجارت اور کاروبار کوئی شے بھی یا رخا اور نماز و زکوٰۃ سے غافل نہیں رہے۔ رسول اکرم اس نماز کے لئے اپنے کو زحمت میں ڈالتے تھے حالانکہ انہیں جنت کی بشارت دی جا چکی تھی اس لئے کہ پروردگار نے فرمادیا تھا کہ اپنے کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس کی پابندی کرو تو آپ اپنے اہل کو حکم بھی دیتے تھے اور خود زحمت بھی برداشت کرتے تھے۔

اس کے بعد زکوٰۃ کو نماز کے ساتھ مسلمانوں کے لئے وسیلہ تقرب قرار دیا گیا ہے۔ جو اسے طیب خاطر سے ادا کرے گا اس کے گناہوں کے لئے یہ بارہ بن جائے گی اور اسے جہنم سے بچالے گی۔ خبردار کوئی شخص اسے ادا کرنے کے بعد اس کے بارے میں فکر نہ کرے اور نہ اس کا انوس کرے کہ میں نفس کے بغیر ادا کرنے والا اور پھر اس سے بہتر اجر و ثواب کی امید کرنے والا سنت سے بے خبر اور اجر و ثواب کے اعتبار سے خسارہ میں ہے، کا عمل برباد ہے اور اس کی ندامت دائمی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سرکارِ دو عالم نے نماز قائم کرنے کی راہ میں بے پناہ زحمتوں کا سامنا کیا ہے۔ رات رات بھر مصلیٰ پر قیام کیا ہے اور طرح طرح کی دشمنوں کی اذیتوں کو برداشت کیا ہے لیکن مالک کائنات نے اس کا اجر بھی بے حساب عنایت کیا ہے کہ نماز سرکار کی یاد کا بہترین ذریعہ بن گئی ہے اور اس کے ذریعہ سرکار کی شخصیت اور رسالت کو ابدی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ نمازی اذان و اقامت ہی سے سرکار کا کلمہ پڑھنا شروع کر دیتا ہے اور پھر شہد و سلام تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اور اس طرح تمام امتوں کا رشتہ ان کے پیغمبروں سے ٹوٹ چکا ہے لیکن امتِ اسلامیہ کا رشتہ سرکارِ دو عالم سے نہیں ٹوٹ سکتا ہے اور یہ نماز برابر آپ کی یاد کو زندہ رکھے گی اور مسلمانوں کو حسن کردار کی دعوت دیتی رہے گی۔

لے زکوٰۃ کو نماز کے ساتھ بیان کرنے کا ظاہری فلسفہ یہ ہے کہ نماز عباد و معبود کے درمیان کا رشتہ ہے اور زکوٰۃ بندوں اور بندوں کے درمیان کا تعلق ہے اور اس طرح اسلام کا نصاب مکمل ہو جاتا ہے کہ مسلمان اپنے مالک کی اطاعت بھی کرتا ہے اور اپنے ہی نوع کے کمزور افراد کا خیال بھی رکھتا ہے اور ان کی شرکت کے بغیر زندہ نہیں رہنا چاہتا ہے۔

مَدْحُوَّة - فرش شدہ  
مَقْفَرَات - حاصل کرنے والا  
خبر - علم  
عیان - مشاہدہ  
لَا اُسْتَفْزَم - کمزور نہیں کیا جاسکتا  
سَخَط - ناراضگی  
خَارَت - آواز کرنے لگی  
رَحْمَاة - گرم کیا ہوا  
خَوَارِه - نرم زمین  
ظاہر ہے کہ اس امانت سے

مراد مال و دولت کی امانت نہیں ہے کہ اسے زمین و آسمان پر پیش کیا گیا ہے اور نہ ان کے انکار کے کوئی سنی ہیں۔ اس سے مراد دین الہی اور اس کی ذمہ داریاں ہیں جن کے ادا کرنے کی صلاحیت زمین و آسمان میں بھی نہیں تھی لہذا انھوں نے زبان حال سے انکار کر دیا اور انسان میں صلاحیت تھی لہذا اس نے اس بوجھ کو اٹھایا اور اس کے نتائج کے لئے تیار ہو گیا جو نفس کے ظلمات ظلم ضرر تھا لیکن فطرت کی صلاحیتوں کے اعتبار سے کوئی ظلم نہیں تھا اور ایسی باصلاحیت مخلوق کو ایسا ہی ہونا چاہیے تھا

ثُمَّ آدَاءَ الْأَمَانَةِ، فَقَدْ خَابَ مَنْ لَيْسَ مِنْ أَهْلِهَا. إِنَّهَا عُرِضَتْ عَلَى السَّمَاوَاتِ الْمَسْبُورَةِ، وَالْأَرْضِينَ الْمَذْخُورَةِ، وَالْجِبَالِ ذَاتِ الطُّوْلِ الْمَسْجُورَةِ، فَلَا أَطْوَلَ وَلَا أَعْرَضَ، وَلَا أَعْلَى وَلَا أَعْظَمَ مِنْهَا. وَلَوْ اِسْتَفْعَ شَيْءٌ بِطَوْلِ أَوْ عَرْضِ أَوْ قُسْوَةٍ أَوْ عِزٍّ لَامْتَنَّ، وَلَكِنْ اِسْتَفْعَ مِنَ الْعُقُوبَةِ، وَعَقَلْنَ مَا جَهِلَ مَنْ هُوَ أضعَفُ مِنْهُنَّ، وَهُوَ الْإِنْسَانُ، «إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا».

### علم الله تعالى

إِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لَا يَخْسَى عَلَيْهَ مَا الْعِبَادُ مُسْتَقْرِفُونَ فِي سَلِيمِهِمْ وَتَهَارِهِمْ. لَطْفٌ بِهِ خَيْرٌ، وَأَحَاطَ بِهِ عِلْمًا. أَعْضَاؤُكُمْ شُهُودٌ، وَجَسَادُكُمْ جُنُودٌ، وَضَائِرُكُمْ عُيُونٌ، وَخَلْقَاتُكُمْ عِيَانٌ.

۲۰۰

### و من کلام له ﴿عج﴾

في معاوية

وَاللَّهِ مَا مُعَاوِيَةَ بِأَذْهَنِي مِنِّي، وَلَكِنَّهُ يَغْدِرُ وَيَنْجِرُ، وَلَوْ لَا كَرَاهِيَةُ الْغَدْرِ لَكُنْتُ مِنَ أَذْهَنِي النَّاسِ، وَلَكِنْ كُلُّ غَدْرَةٍ فُجْرَةٌ، وَكُلُّ فُجْرَةٍ كُفْرَةٌ. «وَلِكُلِّ غَادِرٍ لِيَوَاءٍ يُعْرَفُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

وَاللَّهِ مَا اِسْتَفْعَلُ بِالْمَكِيدَةِ وَلَا اِسْتَفْعَمُ بِالشَّدِيدَةِ.

۲۰۱

### و من کلام له ﴿عج﴾

يعظ بسلوك الطريق الواضح

أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَشْتَوْ جِسُوعًا فِي طَرِيقِ الْمَدَى لِثِقَلِ أَهْلِيهِ، فَإِنَّ النَّاسَ قَدْ اجْتَمَعُوا عَلَى مَائِدَةٍ يَسْبَعُهَا قَصِيرٌ، وَجُوعُهَا طَوِيلٌ.

أَيُّهَا النَّاسُ، أَيُّهَا يَجْمَعُ النَّاسَ الرِّضَى وَالسُّخْطُ. وَإِنَّمَا عَقْرُ نَائِقَةِ نَمُودَ رَجُلٌ وَاحِدٌ فَمَعَهُمُ اللَّهُ بِالْعَذَابِ مَا عَمَّوهُ بِالرِّضَى، فَقَالَ سُبْحَانَهُ: (فَمَعَرُوهَا فَأَضَبُوا نَادِمِينَ)، فَكَانَ إِلَّا أَنْ خَارَتِ أَرْضُهُمْ بِالْمُنْفِقَةِ خَوَارِ السُّكَّةِ الْمَخْتَارَةِ فِي الْأَرْضِ الْمَخَارِةِ. أَيُّهَا النَّاسُ، مَنْ سَلَكَ الطَّرِيقَ الْبَوَاضِحَ وَرَدَّ الْمَاءَ، وَمَنْ خَالَفَ وَقَعَ فِي الشَّيْءِ!

مصادر خطبة ۲۲۱ اصول کافی ۲ ص ۳۳۶

مصادر خطبة ۲۲۱ محاسن بقرق ۲ ص ۲۵۸، غیبت نعمانی ص ۹، بحار الانوار ۲ ص ۲۶۶، تفسیر البرهان ۳ ص ۳۶۳، المسترشد طبری ص ۶۶، ارشاد مفید ص ۳

بلند بالا  
یا قوت ا  
جن کو ا

سے احاطہ  
تعماری

نہ ہوتی تو

ہر خدا سے  
تھا

ای  
کہا ہے

لو

تھے لیکن ا  
لاشکار ہوں  
لو

لے کھلی ہوئی

صاحب علم و  
کامیاب تھا

جانز قراء  
آپ کا نام

یہ مرضی



اس کے بعد انہوں کی ادائیگی کا خیال رکھو کہ امانتداری نہ کرنے والا ناکام ہوتا ہے۔ امانت کو بلند ترین آسمانوں، فرش شدہ زمیوں اور دہلا ہوا پھاڑوں کے سامنے پیش کیا گیا ہے جن سے بظاہر طویل و عریض اور اعلیٰ و ارفع کوئی شے نہیں ہے اور اگر کوئی شے اپنے طول و عرض و طاقت کی بنا پر اپنے کو بچا سکتی ہے تو یہی چیزیں ہیں۔ لیکن یہ سب خیانت کے عذاب سے خوفزدہ ہو گئے اور اس نکتہ کو سمجھ لیا کہ ان سے ضعیف تر انسان نے نہیں پہچانا کہ وہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والا اور ناواقف تھا۔

پروردگار پر بندوں کے دن و رات کے اعمال میں سے کوئی شے مخفی نہیں ہے۔ وہ لطافت کی بنا پر خبر رکھتا ہے اور علم کے اعتبار سے اعلم رکھتا ہے۔ تمہارے اعضاء ہی اس کے گواہ ہیں اور تمہارے ہاتھ پاؤں ہی اس کے لشکر ہیں۔ تمہارے ضمیر اس کے جاسوس ہیں اور ہماری تہائیاں بھی اس کی نگاہ کے سامنے ہیں۔

۲۰۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

(معاذیر کے بارے میں)

خدا کی قسم معاذیر مجھ سے زیادہ ہوشیار نہیں ہے لیکن کیا کروں کہ وہ مکر و فریب اور فسق و فجور بھی کرتا ہے اور اگر یہ چیز مجھے ناپسند ہوتی تو مجھ سے زیادہ ہوشیار کوئی نہ ہوتا لیکن میرا نظریہ یہ ہے کہ ہر مکر و فریب گناہ ہے اور ہر گناہ پروردگار کے احکام کی نافرمانی ہے۔ پروردگار کے ہاتھ میں قیامت کے دن ایک جھنڈا ہے دیا جائے گا جس سے اسے عرصہ محشر میں پہچان لیا جائے گا۔

خدا کی قسم مجھے نہ ان مکاروں سے غفلت میں ڈالا جاسکتا ہے اور نہ ان سختیوں سے دبایا جاسکتا ہے۔

۲۰۱۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں واضح راستوں پر چلنے کی نصیحت فرمائی گئی ہے)

ایسا انسان! دیکھو ہدایت کے راستے پر چلنے والوں کی قلت کی بنا پر چلنے سے مت گھبراؤ کہ لوگوں نے ایک ایسے دھتر خوان پراقتدار کو لیا ہے جس میں میرے جوتے کی مدت بہت کم ہے اور جھوک کی مدت بہت طویل ہے۔

لوگو! یاد رکھو کہ رضامندی اور ناراضگی ہی سارے انسانوں کو ایک نقطہ پر جمع کر دیتی ہے۔ ناقصہ صانع کے پیر ایک ہی انسان نے کاٹے تھے لیکن اللہ نے عذاب سب پر نازل کر دیا کہ باقی لوگ اس کے عمل سے راضی تھے اور فرمایا کہ ان لوگوں نے ناقصہ کے پیر کاٹ ڈالے اور آخر میں ندامت کا شکار ہو گئے۔ ان کا عذاب یہ تھا کہ زمین جھلنے سے گھر گھر مانے لگی جس طرح کہ زم زم میں لوہے کی تپتی ہوئی پھالی چلائی جاتی ہے۔

لوگو! دیکھو جو روشن راستے پر چلتا ہے وہ سرچشمہ تک پہنچ جاتا ہے اور جو اس کے خلاف کرتا ہے وہ مگر ابھی میں پڑ جاتا ہے۔

لے کھلی ہوئی بات ہے کہ جسے پروردگار نے نفس رسول قرار دیا ہو اور خود سرکار دو عالم نے باب مدینہ علم قرار دیا ہو اس سے زیادہ ہوشیار۔ ہوشمند اور صاحب علم و ہنر کون ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بعض نادان افراد کا خیال ہے کہ معاذیر زیادہ ہوشیار اور زیرک تھا اور اسی لئے اس کی ساری بات زیادہ کامیاب تھی۔ حالانکہ اس کا راز ہوشیاری اور ہوشمندی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا راز مکاری اور غداری ہے کہ معاذیر مقصد کے حصول کے لئے ہر وسیلہ کو جائز قرار دیتا تھا اور اس مقصد بھی صرف حصول اقتدار اور تخت حکومت تھا اور مولائے کائنات کی نگاہ میں نہ مقصد وسیلہ کے جواز کا ذریعہ تھا اور نہ آپ کا مقصد اقتدار دنیا کا حصول تھا۔ آپ کا مقصد دین خدا کا قیام تھا اور اس راہ میں انسان کو ہر قدم چھوٹک چھوٹک کر اٹھانا پڑتا ہے اور ہر سانس میں مرضی پروردگار کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔

تاشی - پیروی

قادح - سنگین

تعمری تیسکین

ملحودہ القبر - لمح

مستہد - بیدار

بہضم - نظم

احفا - تفصیل سوال

قالی - بنیاد

تسیم - دل تنگ

دارمجاز - گذرگاہ

عرجہ - جانور کا منزل پر پانچ دینا

سیدہ خباب فاطمہ کی عظیم ترین شخصیت

کی طرف اشارہ ہے کہ جس طرح کافر کو عالم

مالک کی نگاہ میں منتخب اور مصطفیٰ تھے

اسی طرح خباب فاطمہ سرکارِ دو عالم کی

نگاہ میں منتخب روزگار تھیں

یعنی جب میں نے آپ کے فراق کو

برداشت کر لیا اور آپ کے حبیبِ قدس

کو اپنے ہاتھوں سے سپردِ خاک کر دیا

تو اب کسی بھی صیبت کا برداشت کر لینا

ناممکن نہیں ہے۔ یہ ادربات ہے کہ

آپ کی دخترِ نیک اختر کا سدا آپ سے

قدرے مختلف تھا کہ آپ کے بارے میں

صرف فراق اور خدائی کا صدر تھا

اور فاطمہ کے سدا میں بے پناہ مصائب

کا احساس بھی ہے جنہیں آپ کے بعد

فاطمہ زہرا نے برداشت کیا ہے!

۲۰۲

## و من کلام له ﴿۲۰۲﴾

روي عنه أنه قاله عند دفن سيدة النساء فاطمة ﴿۲۰۲﴾.

کالمناجی بہ رسول اللہ ﴿۲۰۲﴾ عند قبرہ:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَنِّي، وَعَنِ ابْنَتِكَ النَّازِلَةِ فِي جِوَارِكَ،  
وَالسَّرِيعَةِ اللَّحَاقِي بِكَ، قُلِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ، عَنِ صَفِيَّتِكَ صَبْرِي، وَرَقَّ عَنِّي  
تَجَلُّدِي، إِلَّا أَنَّ فِي النَّاسِي لِي بِعَظِيمٍ فُكْرَتِكَ، وَقَادِحٍ مُصِيبِكَ،  
مَوْضِعٍ تَعَزَّ، فَلَقَدْ وَدَدْتُكَ فِي مَلْحُودَةِ قَبْرِكَ، وَقَاضَتْ بَيْنَ عَضْرِي  
وَصَدْرِي نَفْسُكَ، وَإِنَّا إِلَيْهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، فَلَقَدْ اسْتَرْجَمْتِ  
السُّودِيَّةَ، وَأَخَذْتَ الرَّهِيئَةَ، أَمَا حُزْنِي فَسَرْمَدٌ، وَأَمَا لَيْلِي فَسَهْدٌ،  
إِنِّي أَنْ يَخْتَارَ اللَّهُ لِي دَارَكَ أَلْسِي أَنْتِ بِهَذَا مُقِيمٌ، وَسَبَّحْتُكَ  
أَبْنَتُكَ بِتَضَافُرٍ أُمَّتِكَ عَلَيَّ هَضِيهَا، فَأَخْفِيهَا السُّوَالِ، وَاسْتَحْبَرْتِهَا الْحَالِ،  
هَذَا وَلَمْ يَطَّلِ الْعَهْدُ، وَلَمْ يَخْلُ مِنْكَ الذِّكْرُ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكَمَا سَلَامٌ  
مُؤَدَّعٍ، لَا قَالِ وَلَا سَنِمِ، فَإِنِ أَنْصَرَفَ فَلَا عَن مَلَالَةٍ، وَإِنِ أَوْسَمَ  
فَلَا عَن سُوءِ ظَنٍّ بِنَا وَعَدَالَتِهِ الصَّابِرِينَ.

۲۰۳

## و من کلام له ﴿۲۰۳﴾

في التزهيد من الدنيا والترغيب في الآخرة

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّمَا الدُّنْيَا دَارٌ مَجَازٌ، وَالْآخِرَةُ دَارٌ قَرَارٌ، فَخُذُوا مِنْ  
مَمْرِكُمْ لِمَقَرِّكُمْ، وَلَا تَهْتِكُوا أَسْتَارَكُمْ عِنْدَ مَنْ يَعْلَمُ أَسْرَارَكُمْ،  
وَأَخْرَجُوا مِنَ الدُّنْيَا قُلُوبَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَخْرُجَ مِنْهَا أَبْدَانُكُمْ، قَبِينَا  
اخْتَبِرْتُمْ، وَلِغَيْرِهَا خُلِقْتُمْ، إِنَّ الْأَرْءَ إِذَا هَلَكَ قَالَ النَّاسُ: مَا تَرَكَ؟  
وَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: مَا قَدَّمَ؟ لِئَلَّا يَأْوُكُمْ، فَقَدِّمُوا بَعْضًا يَكُنْ لَكُمْ قَرْضًا،  
وَلَا تَخْلِفُوا كَلًّا فَيَكُونَ قَرْضًا عَلَيْكُمْ.

۲۰۴

## و من کلام له ﴿۲۰۴﴾

کان کنبراً ما ینادی به أصحابه

تَجَهَّزُوا رَحِمَكُمُ اللَّهُ! فَقَدْ نُودِيَ فِيكُمْ بِالرَّحِيلِ، وَأَقْبَلُوا السُّؤْبَةَ  
عَلَى الدُّنْيَا، وَأَنْقَلِبُوا بِصَالِحٍ مَا يَحْضُرُكُمْ مِنَ الرَّأْدِ، فَإِنَّ أَسَاتِكُمْ

آپ سے

یا

مرف بہارا

ہی سینہ

آ

جب تک

آپ اس

اف

یہ

کیا دل

تہا

لوگو

اپنے پردہ

کھانے پہا

کرتے ہیں

کے پاس تہ

خدا

تہا سے سا:

کے اسلام کا

اور اس کے

مصادر خطبہ ۲۰۲ اصول کافی ۲۵۸، دلائل الامامة الطبری الامامی ۳۵۱، مجالس مفیہ ۱۶۵، المالی طوسی ۱۵۱، کشف الغراری ۲، مشکوٰۃ الخوارزمی ۱۵۵، تذکرۃ الخوارزمی ۱۵۵

ابن الجوزی ۳۱۱

مصادر خطبہ ۲۰۳ امالی صدوق ۳۳۳، عیون اخبار الرضا صدوق ۱۹۵، ارشاد مفیہ ۱۳۹، مشکوٰۃ الخوارزمی ۲۳۳، مجاہدہ دام ۳۱۱

بکار الانوار ۱۵۱، کمال مرشد ۲۳۵

مصادر خطبہ ۲۰۴ امالی صدوق - المجالس مفیہ ۱۱۱، ارشاد مفیہ ۱۱۱، مشکوٰۃ الخوارزمی ۲۵۵، بکار الانوار ۳۳۵

۲۰۲۔ آپ کا ارشاد گرامی

کہا جاتا ہے کہ یہ کلمات سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کے دفن کے موقع پر پیغمبر اسلام سے رازدارانہ گفتگو کے انداز سے کہے گئے تھے۔  
سلام ہو آپ پر سے خدا کے رسول! میری طرف سے اور آپ کی اس دختر کی طرف سے جو آپ کے جوار میں نازل ہو رہی ہے اور بہت جلدی سے ملحق ہو رہی ہے۔

یا رسول اللہ! میری قوت صبر آپ کی منتخب روزگار دختر کے بارے میں ختم ہوئی جا رہی ہے اور میری ہمت ساتھ چھوڑے دے رہی ہے  
میں ہلا رہی ہے کہ میں نے آپ کے فراق کے عظیم صدمہ اور جانکاہ حادثہ پر صبر کر لیا ہے تو اب بھی صبر کروں گا کہ میں نے ہی آپ کو قبر میں اتارا تھا اور میرے  
لی سینہ پر سرد رکھ کر آپ نے انتقال فرمایا تھا۔ بہر حال میں اللہ ہی کے لئے ہوں اور مجھے بھی اسی کی بارگاہ میں واپس جانا ہے۔  
آج امانت واپس چلی گئی اور جو چیز میری تحویل میں تھی وہ مجھ سے چھڑالی گئی۔ اب میرا رنج و غم دائمی ہے اور میری راتیں نذر بیداری ہیں  
تک مجھے بھی پروردگار اس گھر تک نہ پہنچا دے جہاں آپ کا قیام ہے۔

عقرب آپ کی دختر تک اختران حالات کی اطلاع دے گی کہ کس طرح آپ کی امت نے اس پر ظلم ڈھانے کے لئے اتفاق کر لیا تھا۔  
آپ اس سے مفصل سوال فرمائیں اور جملہ حالات دریافت کریں۔

انفوس کہ یہ سب اس وقت ہوا ہے جب آپ کا زمانہ گزرے دیر نہیں ہوئی ہے اور ابھی آپ کا تذکرہ باقی ہے۔  
میرا سلام ہو آپ دونوں پر۔ اس شخص کا سلام جو رخصت کرنے والا ہے اور دل تنگ و طول نہیں ہے۔ میں اگر اس قبر سے واپس چلا جاؤں تو  
میری دل تنگی کا نتیجہ نہیں ہے اور اگر ہمیں ٹھہر جاؤں تو یہ اس وعدہ کی بے اعتباری نہیں ہے جو پروردگار نے صبر کرنے والوں سے کیا ہے۔

۲۰۳۔ آپ کا ارشاد گرامی

(دنیا سے پرہیز اور آخرت کی ترغیب کے بارے میں)

لوگو! یہ دنیا ایک گذرگاہ ہے۔ قرار کی منزل آخرت ہی ہے لہذا اس گذرگاہ سے وہاں کا سامان لے کر آگے بڑھو اور اس سلسلے  
پنپنے پر وہ راز کو چاک مت کرو جو تمہارے اسرار سے باخبر ہے۔ دنیا سے اپنے دلوں کو باہر نکال لو قبل اس کے کہ تمہارے بدن کو یہاں سے نکالا  
جائے۔ یہاں صرف تمہارا امتحان لیا جا رہا ہے ورنہ تمہاری خلقت کسی اور جگہ کے لئے ہے۔ کوئی بھی شخص جب مرتا ہے تو ادھر والے یہ سوال  
کرتے ہیں کہ کیا چھوڑ کر گیا ہے اور ادھر کے فرشتے یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا لے کر آیا ہے؟ اللہ تمہارا بھلا کرے۔ کچھ وہاں بھیجو جو مالک  
کے پاس تمہارے قرضہ کے طور پر رہے گا۔ اور سب یہیں چھوڑ کر مت جاؤ کہ تمہارے ذمہ ایک بوجھ بن جائے۔

۲۰۴۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس کے ذریعہ اپنے اصحاب کو آواز دیا کرتے تھے)

خدا تم پر رحم کرے۔ تیار ہو جاؤ کہ تمہیں کوچ کرنے کے لئے پکارا جا چکے اور خبردار دنیا کی طرف زیادہ توجہ مت کرو۔ جو بہترین زادراہ  
تمہارے سامنے ہے اسے لے کر مالک کی بارگاہ کی طرف پلٹ جاؤ کہ تمہارے سامنے ایک بڑی دشوار گزار گھاٹی ہے

یہ اسلام کا مدعا ترک دنیا نہیں ہے اور نہ وہ یہ چاہتا ہے کہ انسان رہبانیت کی زندگی گزارے۔ اسلام کا مقصد صرف یہ ہے کہ دنیا انسان کی زندگی کا وسیلہ ہے  
اور اس کے دل کا کینہ نہ بننے پائے ورنہ حجت دنیا انسان کو زندگی کے ہر خطرہ سے دوچار کر سکتی ہے اور اسے کسی بھی گڑھے میں گرا سکتی ہے۔

کھو - سخت، دشوار گزار  
 ملاحظہ - مرکز نظر  
 وانیہ - قریب  
 تشبہت - محاورہ یا ہے  
 استظہر وا - مدد حاصل کرو  
 نقمتا - غصہ دکھلایا  
 ارجاتا - مثال دیا  
 اربہ - غرض - حاجت  
 اسوة - برابری  
 عثنی - رضامندی  
 موت، قبر، حشر، صراط،  
 میزان وہ منازل ہیں جن کا تصور  
 بھی انسان کے لئے ممکن نہیں ہے۔  
 چہ جائیکہ ہر شخص کو ان منازل سے  
 گذرنا بھی ہے اور ان کی سختیوں کا  
 سامنا بھی کرنا ہے۔ امیر المؤمنین  
 کی نگاہ میں ان منازل کے لئے بہترین  
 مددگار تقویٰ ہے لہذا آپ نے اس سے  
 مدد حاصل کرنے کا حکم دیا ہے اور  
 دنیا سے قطع تعلق کو اس کا بہترین  
 ذریعہ قرار دیا ہے

عَثَبَةً كَوْوُودًا، وَمَنَازِلَ مَخُوفَةً مَهُولَةً، لَا بُدَّ مِنَ السُّورُودِ عَلَيْنَا،  
 وَالسُّورُودِ عِنْدَهَا، وَاعْلَمُوا أَنَّ مَلَاحِظَ الْمُنِيْبَةِ تَحْوِكُكُمْ دَائِبِيَةً (دائیہ)،  
 وَكَأَنَّكُمْ بِمَخَالِبِهَا وَقَدْ نَشِبَتْ فِيكُمْ، وَقَدْ دَهَسَتْكُمْ فِيهَا مُنْطَقَاتُ  
 الْأُمُورِ، وَمُفْضَلَاتُ (مضامات) الْمَخْذُورِ، فَتَقَطُّوا عَلاَئِقَ الدُّنْيَا  
 وَاسْتَظْهِرُوا بِرِزَادِ الشَّقَوِيِّ (الآخِرَةِ).  
 وقد مضى شيء من هذا الكلام فيها تقدم، بخلاف هذه الرواية.

۲۰۵

ومن كلام له ﴿...﴾

کلم به طلحة و الزبير بعد بيعته بالخلافة و قد عتبا عليه من ترك مشورتها،

والاستعانة في الأمور بهما

لَقَدْ نَعَمْتُمْ بِيَرًا، وَأَرْجَأْتُمْ كَثِيرًا، أَلَا تُحْسِرَانِي، أَيُّ شَيْءٍ كَسَانِ  
 لَكُمَا فِيهِ حَقٌّ دَعَيْتُكُمْ عَنْهُ؟ أَمْ أَيُّ قَسَمٍ اسْتَأْتَرْتُمْ عَلَيْنَا بِهِ؟ أَمْ  
 أَيُّ حَقٍّ رَفَعْتُمْ إِلَيْنِي أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ضَمَمْتُمْ عَنْهُ، أَمْ جَهْلُهُ، أَمْ  
 أَخْطَاؤُكُمْ يَا بَنِي آدَمَ؟

وَاللَّهِ مَا كَانَتْ لِي فِي الْخِلَافَةِ رَغْبَةٌ، وَلَا فِي السُّلْوَانَةِ إِهْتَابٌ،  
 وَلَكِنَّكُمْ دَعَوْتُمُونِي إِلَيْهَا، وَتَمَلَّكْتُمُونِي عَلَيْهَا، فَلَمَّا أَنْصَحْتُ إِلَيْنِ  
 نَظَرْتُ إِلَيْنِ بِكِتَابِ اللَّهِ وَمَا وَضَعَ لَنَا، وَأَمَرْنَا بِالْحُكْمِ بِهِ فَاتَّبَعْتُمْ،  
 وَمَا اسْتَنْتُنِي النَّبِيُّ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، فَاتَّقَدَّيْتُمْ، فَلَمْ أُحْتَجْ  
 فِي ذَلِكَ إِلَيْنِي زَائِرِيكُمْ، وَلَا زَائِي غَيْرِكُمْ، وَلَا وَتَسَّحَ حُكْمُكُمْ جَهْلُهُ،  
 فَأَسْتَشِيرُكُمْ وَإِنْ خَوَانِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَلَوْ كَانِ ذَلِكَ لَمْ أَرْغَبْ عَنْكُمْ،  
 وَلَا عَنِ غَيْرِكُمْ، وَأَمَّا مَا ذَكَرْتُمْ مِمَّنْ أَمَرَ الْأَسْوَدَ، فَإِنَّ ذَلِكَ أَمْرٌ  
 أَخْرَجْتُمْ أَنَا فِيهِ بِرَائِي، وَلَا وَلِيَّتُهُ هَوَىٰ مِنِّي، بَلْ وَجَدْتُ أَنَا وَأَنْتُمْ  
 مَا جَاءَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - قَدْ فَرَّغَ مِنِّي،  
 فَلَمْ أُحْتَجْ إِلَيْنَا فِيمَا قَدْ فَرَّغَ اللَّهُ مِنَ قَسَمِهِ، وَأَمَضَىٰ فِيهِ حُكْمُهُ،  
 فَلَيْسَ لَكُمْ، وَاللَّهِ، عِنْدِي وَلَا لِغَيْرِكُمْ فِي هَذَا عُثْبِي. أَخَذَ اللَّهُ  
 بِقُلُوبِنَا وَقُلُوبِكُمْ إِلَى الْحَقِّ، وَأَلْهَمَنَا وَإِلَّا كُنْتُمْ الصَّابِرِينَ.  
 ثم قال ﴿...﴾: رَحِمَهُ اللَّهُ رَجُلًا زَائِي حَقًّا فَأَعَانَ عَلَيْهِ، أَوْ زَائِي  
 جَوْرًا فَزَدَهُ، وَكَانَ عَوْنًا بِالْحَقِّ عَلَىٰ صَاحِبِهِ.

مصادر خطبہ ۲۰۵ نقض الثمانیہ الجغرافیہ اسکانی شرح بیح البلاغہ صدیدی ۲ ص ۱۷۱، بحار الانوار کتاب الفتن ص ۳۷۱

جس اس  
 آدمہ  
 اسی  
 علامہ  
 ایسی  
 کی طرف  
 ہی نہیں  
 حق کی  
 کے حق  
 لہ امیر المؤمنین  
 کی جگہ کے  
 کبھی  
 دعوت  
 مذہب  
 مقامات

خیز خطرناک اور خوفناک منزلیں ہیں جن پر بہر حال وارد ہونا ہے اور وہیں ٹھہرنا بھی ہے۔ اور یہ یاد رکھو کہ موت کی نگاہیں تم سے قریب تر  
 ہیں اور تم اس کے بیچوں میں آچکے ہو جو تمہارے اندر گر گئے جا چکے ہیں۔ موت کے شدید ترین مسائل اور دشواری ترین مشکلات تم پر چھانکے  
 رہے اب دنیا کے تعلقات کو ختم کرو اور آخرت کے زاد راہ تقویٰ کے ذریعہ اپنی طاقت کا انتظام کرو۔  
 (ماضی ہے کہ اس سے پہلے بھی اسی قسم کا ایک کلام دوسری روایت کے مطابق گزر چکا ہے)

۲۰۵۔ آپ کا ارشاد گرامی

جس میں طلوعِ ذہب کو مخاطب بنایا گیا ہے جب ان دونوں نے بیعت کے باوجود مشورہ نہ کرنے اور عدو نہ مانگنے پر آپ سے ناراضگی کا اظہار کیا،  
 تم نے معمولی سی بات پر تو غصہ کا اظہار کر دیا لیکن بڑی باتوں کو پس پشت ڈال دیا۔ کیا تم یہ بتا سکتے ہو کہ تمہارا کون سا حق ایسا ہے  
 جس سے میں نے تم کو محروم کر دیا ہے؟ یا کون سا حصہ ایسا ہے جس پر میں نے قبضہ کر لیا ہے؟ یا کسی مسلمان نے کوئی مقدمہ پیش کیا ہو اور میں  
 اس کا فیصلہ نہ کر سکا ہو یا اس سے ناواقف رہا ہو یا اس میں کسی غلطی کا شکار ہو گیا ہو۔

خدا گواہ ہے کہ مجھے نہ خلافت کی خواہش تھی اور نہ حکومت کی احتیاج۔ تمہیں لوگوں نے مجھے اس امر کی دعوت دی اور اس پر  
 آمادہ کیا۔ اسکے بعد جب یہ میرے ہاتھ میں آگئی تو میں نے اس سلسلہ میں کتابِ خدا اور اس کے دستور پر نگاہ کی اور جو اس نے حکم دیا تھا  
 اسی کا اتباع کیا اور اس طرح رسولِ اکرمؐ کی سنت کی اقتدا کی۔ جس کے بعد نہ مجھے تمہاری رائے کی کوئی ضرورت تھی اور نہ تمہارے  
 علاوہ کسی کی رائے کی اور نہ میں کسی حکم سے جاہل تھا کہ تم سے مشورہ نہ کرنا یا تمہارے علاوہ دیگر برادرانِ اسلام سے۔ اور اگر  
 ایسی کوئی ضرورت ہوتی تو میں نہ تمہیں نظر انداز کرتا اور نہ دیگر مسلمانوں کو۔ وہ کیا یہ مسئلہ کہ میں نے بیت المال کی تقسیم میں برابری  
 سے کام لیا ہے تو یہ میری ذاتی رائے ہے اور نہ اس پر میری خواہش کی حکمرانی ہے بلکہ میں نے دیکھا کہ اس سلسلہ میں رسولِ اکرمؐ  
 کی طرف سے ہم سے پہلے فیصلہ ہو چکا ہے تو خدا کے معین کے ہونے حق اور اس کے جاری کئے ہوئے حکم کے بعد کسی کی کوئی ضرورت  
 ابھی نہیں رہ گئی ہے۔

خدا شاہد ہے کہ اس سلسلہ میں نہ تمہیں شکایت کا کوئی حق ہے اور نہ تمہارے علاوہ کسی اور کو۔ اللہ ہم سب کے دلوں کو  
 حق کی راہ پر لگا دے اور سب کو صبر و شکیبائی کی توفیق عطا فرمائے۔  
 خدا اس شخص پر رحمت نازل کرے جو حق کو دیکھ لے تو اس پر عمل کرے یا ظلم کو دیکھ لے تو اسے ٹھکرا دے اور صاحبِ حق  
 کے حق میں اس کا ساتھ دے۔

اے امیر المؤمنین! ان تمام پہلوؤں کا تذکرہ اس لئے کیا ہے تاکہ طلوعِ ذہب اور زہیر کی نیتوں کا محاسبہ کیا جاسکے اور ان کے عواقب کی حقیقتوں کو بے نقاب  
 کیا جاسکے کہ جس سے پہلے زمانوں میں یہ تمام نقائص موجود تھے۔ کبھی حقوق کی پامالی ہو رہی تھی۔ کبھی اسلامی سرمایہ کو اپنے گھرانے پر تقسیم کیا جا رہا تھا۔  
 کبھی مفادات میں فیصلہ سے عاجزی کا اعتراف تھا اور کبھی صریح طور پر غلط فیصلہ کیا جا رہا تھا۔ لیکن اس کے باوجود تم لوگوں کی رگِ حریت  
 و عزت کو کوئی جنبش نہیں ہوئی۔ اور آج جب کہ ایسا کچھ نہیں ہے تو تم بغاوت پر آمادہ ہو گئے ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا تعلق دین اور  
 مذہب سے نہیں ہے۔ تمہیں صرف اپنے مفادات سے تعلق ہے۔ جب تک یہ مفادات محفوظ تھے، تم نے ہر غلطی پر سکوت اختیار کیا اور آج جب  
 مفاداتِ خطرہ میں پڑ گئے ہیں تو شورش اور ہنگامہ پر آمادہ ہو گئے ہو۔

اِرْعَاؤُ - غلطی سے باز آجانا  
 لُجج - کلام کیا  
 غلام - فرزند چاہے اس کی عمر  
 ۳۳ سال ہی کیوں نہ ہو  
 بڑا - منہدم کر دینا  
 نفس یہ - سچل کیا  
 شہک - کمزور کر دیا  
 اِطْلَاع - اظہار

۲۰۶

### و من کلام له ﴿۲۰۶﴾

وقد سمع قوماً من أصحابه يستون أهل الشام أيام حربهم بصفين  
 إِنِّي أَخْشَرُهُ لَكُمْ أَنْ تَكُونُوا سَبَّابِينَ، وَلِكَيْتُمْ كَسُوا وَصَفْتُمْ أَغْسَاءَهُمْ،  
 وَذَكَرْتُمْ حَالَهُمْ، كَانَ أَضْوَابَ فِي السَّوْلِ، وَأَبْلَغَ فِي السُّعْذِرِ، وَقُلْتُمْ مَكَانَ  
 سَبِّكُمْ إِسَاءَهُمْ، أَلَلَّهُمْ أَحْقِينَ دِمَاءَنَا وَدِمَاءَهُمْ، وَأَصْلِحَ ذَاتَ بَيْتِنَا وَبَيْتِهِمْ،  
 وَأَهْدِهِمْ مِنْ ضَلَالَتِهِمْ، حَتَّى يَعْرِفَ الْحَقَّ مِنْ جِهَلِهِ، وَيَرْعُوِي عَنِ الْعَمَى  
 وَالْعُدْوَانِ مِنْ لَهْجِ بَيْطِهِ

۲۰۷

### و من کلام له ﴿۲۰۷﴾

في بعض أيام صفين وقد رأى الحسن ابنه ﴿۲۰۷﴾ يتسرع إلى الحرب  
 أَمْلِكُوا عَنِّي هَذَا الْغُلَامَ لَا يَهْدِنِي، فَإِنِّي أَنَفْسُ بَهْذِينَ - يَعْنِي  
 الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ - عَلَى الْمَوْتِ لِنَلَا يَنْتَقِعَ بِهَا نَسْلُ  
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ.  
 قال السيد الشريف: وقوله ﴿۲۰۷﴾: وأملكوا عني هذا الغلام، من أعلى الكلام و  
 أفصحه.

۲۰۸

### و من کلام له ﴿۲۰۸﴾

قاله لما اضطرب عليه أصحابه في أمر الحكومة  
 أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهُ لَمْ يَزَلْ أَمْرِي مَعَكُمْ عَلَى مَا أَحَبُّ، حَتَّى تَهَكَّتْكُمْ الْحَرْبُ،  
 وَقَدْ، وَاللَّهِ أَخَذْتُ مِنْكُمْ وَتَرَكْتُ، وَهِيَ لِعَدْوِكُمْ أَتْنَكُ.  
 لَقَدْ كُنْتُ أَمْسِ أَمْرًا، فَأَصْبَحْتُ النَّيِّمَ مَأْمُورًا، وَكُنْتُ أَمْسِ نَاهِيًا، فَأَصْبَحْتُ  
 النَّيِّمَ مَسْئِيًا، وَقَدْ أَحْبَبْتُمُ الْبَيْتَاءَ، وَلَيْسَ لِي أَنْ أَجْلِكُمْ عَلَى مَا تَكْرَهُونَ!

۲۰۹

### و من کلام له ﴿۲۰۹﴾

بالبصرة، وقد دخل على العلاء بن زياد الحارثي - وهو من أصحابه -

يعوده، فلما رأى سعة داره قال:

مَا كُنْتُ تَصْنَعُ بِسَعَةِ هَذِهِ الدَّارِ فِي الدُّنْيَا، وَأَنْتَ إِلَيْهَا فِي الْآخِرَةِ كُنْتُ أَخْرَجْتُ؟  
 وَبَلَى! إِنْ شِئْتَ بَلَّغْتَ بِهَا الْآخِرَةَ تُقْرَى فِيهَا الضَّيْفُ، وَتَصِلُ فِيهَا الرَّجْمُ، وَتُطْلَعُ  
 مِنْهَا الْحَقُوقُ بِطَالِقِهَا، فَإِذَا أَنْتَ قَدْ بَلَّغْتَ بِهَا الْآخِرَةَ.

مصادر خطبة ۲۰۶ الاخبار الطوال ونبوری ۱۵۵، کتاب صفین ص ۱۰۳، تذکرة الخواص ص ۱۵۳،

مصادر خطبة ۲۰۷ تاریخ طبری ۶ ص ۳۳۳

مصادر خطبة ۲۰۸ کتاب صفین ص ۳۸۳، الامامة والسياسة ص ۱۱۸، مروج الذهب ۲ ص ۴۴

مصادر خطبة ۲۰۹ قوت القلوب ص ۵۳، العقد الفريد ۱ ص ۳۲۹، کافی ص ۴۱، ربيع الارباب باب اليهود واللذات الاخصاص مفید ص ۱۵۲

تیسیس ابلیس ابن الجوزی ص ۱۹۳،

کرد  
 کرد  
 اور

رکھتا

بڑا

یہ ہے

تر

اکھت کا

اس طرح

لہ یہ

افا

ہے

۲۰۶۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب آپ نے جنگ صفین کے زمانہ میں اپنے بعض اصحاب کے بارے میں سنا کہ وہ اہل شام کو برا بھلا کہہ رہے ہیں) میں تمہارے لئے اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ تم گالیاں دینے والے ہو جاؤ۔ بہترین بات یہ ہے کہ تم ان کے اعمال اور حالات کا تذکرہ رو دنا کہ بات بھی صحیح رہے اور حجت بھی تمام ہو جائے اور پھر گالیاں دینے کے بجائے یہ دعا کرو کہ خدایا! ہم سب کے خونوں کو محفوظ کر دے اور ہمارے معاملات کی اصلاح کر دے اور انہیں گمراہی سے ہدایت کے راستہ پر لگا دے تاکہ نادانوں کو حق سے باخبر ہو جائیں اور حروف باطل کہنے والے اپنی گمراہی اور سرکشی سے باز آجائیں۔

۲۰۷۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جنگ صفین کے دوران جب امام حسنؑ کو میدان جنگ کی طرف سبقت کرتے ہوئے دیکھ لیا) دیکھو! اس فرزند کو روک لو کہیں اس کا صدر مجھے بے حال نہ کر دے۔ میں ان دونوں (حسن و حسینؑ) کو موت کے مقابل میں زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے مرجانے سے نسل رسول منقطع ہو جائے۔  
سید رضیؒ۔ املکو اعنی ہذا الغلام۔ عرب کا بلند ترین کلام اور فصیح ترین محاورہ ہے۔

۲۰۸۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جو اس وقت ارشاد فرمایا جب آپ کے اصحاب میں تمکیم کے بارے میں اختلاف ہو گیا تھا)  
لوگو! یاد رکھو کہ میرے معاملات تمہارے ساتھ بالکل صحیح چل رہے تھے جب تک جنگ نے تمہیں خستہ حال نہیں کر دیا تھا۔ اسکے بعد معاملات بگڑ گئے حالانکہ خدا گواہ ہے کہ اگر جنگ نے تم سے کچھ کو لے لیا اور کچھ کو چھوڑ دیا تو اس کی زد تمہارے دشمن پر زیادہ ہی پڑی ہے۔ افسوس کہ میں کل تمہارا حاکم تھا اور آج محکوم بنایا جا رہا ہوں۔ کل تمہیں میں روکا کرتا تھا اور آج تم مجھے روک رہے ہو۔ بات صرف یہ ہے کہ تمہیں زندگی زیادہ پیاری ہے اور میں تمہیں کسی ایسی چیز پر آمادہ نہیں کر سکتا ہوں جو تمہیں ناگوار اور ناپسند ہو۔

۲۰۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب بصرہ میں اپنے صحابی علاء بن زیاد حارثی کے گھر عبادت کے لئے تشریف لے گئے اور ان کے گھر کی وسعت کا شہادہ فرمایا)  
تم اس دنیا میں اس قدر وسیع مکان کو لے کر کیا کر دو گے جب کہ آخرت میں اس کی احتیاج زیادہ ہے۔ تم اگر چاہو تو اس کے ذریعہ آخرت کا سامان کر سکتے ہو کہ اس میں بہانوں کی ضیافت کرو۔ قربانداروں سے صلہ رحم کرو اور موقع و محل کے مطابق حقوق کو ادا کرو کہ اس طرح آخرت کو حاصل کر سکتے ہو۔

لے یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ مکان کی وسعت ذاتی اغراض کے لئے ہو تو اس کا نام دنیا داری ہے۔ لیکن اگر اس کا مقصد بہان نوازی جملہ احرام۔ ادائیگی حقوق۔ حفظ آبرو۔ اظہار عظمت علم و مذہب ہو تو اس کا کوئی تعلق دنیا داری سے نہیں ہے اور یہ دین و مذہب ہی کا ایک شعبہ ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ یہ فیصلہ نیتوں سے ہو گا اور نیتوں کا جاننے والا صرف پروردگار ہے کوئی دوسرا نہیں ہے۔

فقال له العلاء: يا أمير المؤمنين، أشكو إليك أخي عاصم بن زياد. قال: وما له؟ قال: ليس العبادة وتخلي عن الدنيا. قال: علي به. فلما جاء قال:  
يَا عُدِّي تَسْفِيهِ! لَقَدْ اسْتَهَامَ بِكَ الْمُنَيْبُ! أَمَا رَجِمْتَ أَهْلَكَ وَوَلَدَكَ!  
أَتَرَى اللَّهَ أَحَلَّ لَكَ الطَّيِّبَاتِ، وَهُوَ يَكْفُرُ أَنْ تَأْخُذَهَا أَنْتَ أَهْوُونَ  
عَلَى اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ!

قال: يا أمير المؤمنين، هذا أنت في خشونة ملبسك وجشوبة ما أكلك! قال:  
وَيَحْتَكِ، إِنِّي لَسْتُ كَأَنْتَ، إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى فَرَضَ عَلَيَّ أَيْثُمَّ السُّدُلِ (المسك)  
أَنْ يُقَدِّرُوا أَنْفُسَهُمْ بِضَعْفَةِ النَّاسِ، كَيْلًا يَسْتَبِيعَ بِالْفَقِيرِ فَقْرَهُ!

۲۱۰

### و من کلام له ﴿عبداللہ﴾

وقد سأله سائل عن أحاديث البدع، و عما في أيدي الناس  
من اختلاف الخبر، فقال ﴿عبداللہ﴾:

إِنَّ فِي أَيْدِي النَّاسِ حَقًّا وَبَاطِلًا: وَصِدْقًا وَكُذِبًا، وَتَأْسِخًا وَمَنْشُوحًا،  
وَعَلَامًا وَخَاصًّا، وَمُحْكَمًا وَمُتَشَابِهًا، وَجَفَظًا وَوَهْمًا. وَلَقَدْ كُذِّبَ عَلَيَّ  
رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - عَلَيَّ عَهْدِي، حَتَّى قَامَ حَطِيبِيَّةُ،  
فَقَالَ: «مَنْ كَذَّبَ عَلَيَّ مُتَمَدِّدًا فَلْيَبْتُؤُوا مَفْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».  
وَإِنَّمَا أَتَاكَ بِالْحَدِيثِ أَرْبَعَةٌ رِجَالٌ لَيْسَ لَهُمْ حَاسِبٌ:

### المنافقون

رَجُلٌ مُتَافِقٌ مُظَهِّرٌ لِإِيْمَانِهِ، مُتَصَنِّعٌ بِالْإِسْلَامِ، لَا يَتَأَمَّرُ وَلَا يَسْتَحْرِجُ،  
يَكْذِبُ عَلَيَّ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مُتَمَدِّدًا، فَلَوْ عَلِمَ  
النَّاسُ أَنَّهُ مُتَافِقٌ كَاذِبٌ لَمْ يَقْبَلُوا مِنْهُ، وَلَمْ يُصَدِّقُوا قَوْلَهُ، وَلَكِنْ كُنْتُمْ قَالُوا:  
صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - رَأَاهُ، وَسَمِعَ مِنْهُ، وَلَقِفَ  
عَنْهُ، فَيَأْخُذُونَ بِقَوْلِهِ، وَقَدْ أَخْبَرَكَ اللَّهُ عَنِ الْمُتَافِقِينَ بِمَا أَخْبَرَكَ،  
وَوَصَّفَهُمْ بِمَا وَصَفَهُمْ بِهِ لَكَ، ثُمَّ بَسُّوا بَعْدَهُ، فَسَقَرُوا إِلَى أَيْمَةِ الصَّلَاةِ،  
وَالدُّعَاةِ إِلَى الشَّارِ بِالرُّؤْيِ وَالْبُهْتَانِ، فَسَوَّوْهُمْ الْأَعْمَالَ، وَجَعَلُوهُمْ (محلوم)  
حُكَّامًا عَلَيَّ رِقَابِ النَّاسِ، فَأَكَلُوا بِهِمُ الدُّنْيَا، وَإِنَّمَا النَّاسُ مَعَ الْمُلُوكِ وَالِدُنْيَا.

عُدِّي - عدو کی تصنیف ہے  
يَقْدِرُوا انفسهم - اپنا حساب لگائیں  
يَسْتَبِيعُ - پیچیدہ کر کے ہلاک نہ کر دے  
تَسْتَأْمُرُ - گناہ سے ڈرتا ہے  
يَسْتَحْرِجُ - غلطی سے پرہیز کرتا ہے  
لَقِفْتُ عَنْهُ - لے لیا

﴿عبداللہ﴾ کا مقصد یہ ہے کہ حاکم کی  
ذمہ داریاں عوام سے زیادہ ہوتی ہیں  
عوام اپنی ذات، اپنے گھر اور ہمسایہ  
واقربائے ذمہ دار ہوتے ہیں اور حاکم  
ساری رعایا کا ذمہ دار ہوتا ہے لہذا  
اس کا فرض ہے کہ اگر تمام افراد مملکت  
کے لئے راحت و آرام کا انتظام نہ  
کر سکے تو کم سے کم ان کے دکھ دردیں  
برابر کا شریک رہے اور انہیں انکی  
محکیت کا غیر معمولی احساس نہ ہونے  
دے۔

کاش دنیا کے حکام اس نکتہ کو  
سمجھ لیتے اور عوام الناس کے حقوق  
کی بے حاشہ پامالی نہ ہوتی۔ واضح ہے  
کہ صاحب "منہاج البراء" نے  
اس خطبہ کی شرح ۳۶۵ - صفحات  
میں لکھی جو خود ایک مستقل کتاب ہے۔

مصادر خطبہ منہاج اصول کافی ۲ ص ۶۲، تحت العقول ص ۱۳۶، خصال صدوق ۱ ص ۳۳۳، الامتاع والمراسم توحیدی ۳ ص ۱۹۵، الفیہ النعمان  
ص ۲۶، المسترشد ص ۳، تذکرہ ص ۱۳۲، الاحتجاج طبرسی ص ۲۹۳، الاستنصار کراچی ص ۱۱، الاربعین بہائی ص ۹۵، کافی  
ص ۵، کتاب سلیم ص ۳۵، خصال صدوق ص ۲۳۳

فرمان

کر

کر

کذب

نہ

ہیں

تعمیر

تعمیر

تعمیر

تعمیر

تعمیر

تعمیر

تعمیر

تعمیر

تعمیر

تعمیر

تعمیر

تعمیر



یہ سن کہ علاء بن زیاد نے عرض کی کہ یا امیر المؤمنین میں اپنے بھائی عاصم بن زیاد کی شکایت کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ انھیں کیا  
 بار ہے؟ عرض کی کہ انھوں نے ایک عبا ڈھلی ہے اور دنیا کو کبتر ترک کر دیا ہے۔ فرمایا انھیں بلاؤ۔ عاصم حاضر ہوئے تو آپ نے

اسے دشمن جان۔ تجھے شیطان خبیث نے گرویدہ بنا لیا ہے۔ تجھے اپنے اہل و عیال پر کیوں رحم نہیں آتا ہے۔ کیا تیرا خیال یہ ہے  
 خدا نے پاکیزہ چیزوں کو حلال تو کیا ہے لیکن وہ ان کے استعمال کو ناپسند کرتا ہے۔ تو خدا کی بارگاہ میں اس سے زیادہ پست ہے۔  
 عاصم نے عرض کی کہ یا امیر المؤمنین! آپ بھی تو کھردرا لباس اور معمولی کھانے پر گزارا کر رہے ہیں۔  
 فرمایا، تم پر حیف ہے کہ تم نے میرا قیاس اپنے اوپر کر لیا ہے جب کہ پروردگار نے ائراحتی پر فرض کر دیا ہے کہ اپنی زندگی کا پیمانہ  
 اور ترین انسانوں کو قرار دیں تاکہ فقیر اپنے فقر کی بنا پر کسی بیچ و تاب کا شکار نہ ہو۔

۲۱۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب کسی شخص نے آپ سے برعتی احادیث اور متضاد روایات کے بارے میں سوال کیا)

لوگوں کے ہاتھوں میں حق و باطل، صدق و کذب، ناسخ و منسوخ، عام و خاص، محکم و متشابہ اور حقیقت و وہم سب کچھ ہے اور  
 رب افزا کا سلسلہ رسول اکرم کی زندگی ہی سے شروع ہو گیا تھا جس کے بعد آپ نے منبر سے اعلان کیا تھا کہ "جس شخص نے بھی میری  
 روایت سے غلط بات بیان کی اسے اپنی جگہ جہنم میں بنا لینا چاہئے۔"

یاد رکھو کہ حدیث کے بیان والے چار طرح کے افراد ہوتے ہیں جن کی پانچویں کوئی قسم نہیں ہے :  
 ایک وہ منافق ہے جو ایمان کا اظہار کرتا ہے۔ اسلام کی وضع قطع اختیار کرتا ہے لیکن گناہ کرنے اور افراد میں پڑنے سے پرہیز  
 نہیں کرتا ہے اور رسول اکرم کے خلاف تصدّ اٹھوتی روایتیں تیار کرتا ہے۔ کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ منافق اور جھوٹا ہے  
 یقیناً اس کے بیان کی تصدیق نہ کریں گے لیکن شکل یہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ صحابی ہے۔ اس نے حضور کو دیکھا ہے۔ ان کے ارشاد کہ  
 سنا ہے اور ان سے حاصل کیا ہے اور اس طرح اس کے بیان کو قبول کر لیتے ہیں جب کہ خود پروردگار بھی منافقین کے بارے میں  
 فرماتا ہے چکا ہے اور ان کے اوصاف کا تذکرہ کر چکا ہے اور یہ رسول اکرم کے بعد بھی باقی رہ گئے تھے اور گمراہی کے پیشواؤں اور  
 پیغمبر کے داعیوں کی طرف اسی غلط بیانی اور افزا پر دازی سے تقرب حاصل کرتے تھے۔ وہ انھیں عہدے دیتے رہے اور لوگوں کی  
 آڈوں پر حکمراں بناتے رہے اور انھیں کے ذریعہ دنیا کو کھلتے رہے اور لوگ تو بہر حال بادشاہوں اور دنیا داروں ہی کے ساتھ  
 رہتے ہیں۔ علاوہ ان کے جنہیں اللہ اس شر سے محفوظ کر لے۔

وضوح رہے کہ اسلامی علوم میں علم رجال اور علم درایت کا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ سارا عالم اسلام اس نقطہ پر متفق ہے کہ روایات قابل قبول  
 ہی ہیں اور ناقابل قبول بھی۔ اور راوی حضرات ثقہ اور معتبر بھی ہیں اور غیر ثقہ اور غیر معتبر بھی۔ اس کے بعد عدالت صحابہ اور اعتبار  
 عام علماء کا عقیدہ۔ ایک معنی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

حضرت نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ منافقین کا کاروبار ہمیشہ حکام کی نالائقی سے چلتا ہے درنہ حکام دیانتدار ہوں اور ایسی روایات کے خریدار  
 نہیں تو منافقین کا کاروبار ایک دن میں ختم ہو سکتا ہے۔

إِلَّا مَنْ عَصَمَ اللَّهُ، فَبِذَلِكَ أَحَدُ الْأَرْبَعَةِ.

### الغاطنور

وَرَجُلٌ سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ شَيْئاً لَمْ يَحْفَظْهُ عَلَىٰ وَجْهِهِ، فَوَهِمَ فِيهِ،  
وَلَمْ يَتَعَمَّدْ كَذِباً، فَهُوَ فِي سَدِيدِهِ، وَيَرْوِيهِ وَيَسْمَعُ بِهِ وَيَقُولُ: أَنَا سَمِعْتُهُ  
مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، فَلَوْ عَلِمَ الْمُسْلِمُونَ أَنَّهُ وَهَمَ  
فِيهِ لَمْ يَتَّبِعُوهُ مِنْهُ، وَلَوْ عَلِمَ هُوَ أَنَّهُ كَذَلِكَ لَرَفَضَهُ!

### أهل الضميمة

وَرَجُلٌ ثَالِثٌ، سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ شَيْئاً يَأْمُرُ بِهِ،  
ثُمَّ إِنَّهُ نَهَى عَنْهُ، وَهُوَ لَا يَعْلَمُ، أَوْ سَمِعَهُ يَنْهَى عَنْ شَيْءٍ، ثُمَّ أَمَرَ بِهِ وَهُوَ  
لَا يَعْلَمُ، فَحَفِظَ الْمَنْسُوخَ، وَلَمْ يَحْفَظِ النَّاسِخَ، فَلَوْ عَلِمَ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ لَرَفَضَهُ،  
وَلَوْ عَلِمَ الْمُسْلِمُونَ إِذْ سَمِعُوهُ مِنْهُ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ لَرَفَضُوهُ.

### الصادقون الحافظون

وَآخِرُ رَابِعٍ، لَمْ يَكْذِبْ عَلَى اللَّهِ، وَلَا عَلَى رَسُولِهِ، مُبِغِضٌ لِلْكَذِبِ خَوْفاً  
مِنَ اللَّهِ، وَتَعْظِيماً لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَسْمَعْ  
بَلْ حَفِظَ مَا سَمِعَ عَلَىٰ وَجْهِهِ، فَجَاءَ بِهِ عَلَىٰ مَا سَمِعَهُ، لَمْ يَزِدْ فِيهِ وَوَلَمْ  
يَنْقُصْ مِنْهُ، فَهُوَ حَفِظَ النَّاسِخَ فَعَمِلَ بِهِ، وَحَفِظَ الْمَنْسُوخَ فَجَنَّبَ عَنْهُ،  
وَعَسَّرَ الْمُنَاصَ وَالْعَامَّ، وَالْمُحْكَمَ وَالنَّشَاطَةَ، فَوَضَعَ كُلَّ شَيْءٍ مَوْضِعَهُ.  
وَقَدْ كَانَ يَكُونُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
الْكَلَامَ لَهُ وَجِهَانِ: فَكَلَامَ خَاصٍّ، وَكَلَامَ عَامٍّ، فَيَسْمَعُهُ  
مَنْ لَا يَعْرِفُ مَا عَنِی اللَّهُ سُبْحَانَهُ بِهِ، وَلَا مَا عَنِی  
رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - فَيَحْبِلُهُ  
السَّمِيعُ، وَيُوجِّهُهُ عَلَىٰ غَيْرِ مَعْرِفَةٍ بِمَعْنَاهُ، وَمَا قَصِدَ  
بِهِ، وَمَا خَرَجَ مِنْ أَجْلِهِ، وَلَيْسَ كُلُّ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى

وہم - اشتباہ کی

جذب عنہ - پر ہیر کیا

محکم - جس کے معنی واضح ہوں

تشابہ - جس کے معنی واضح نہ ہوں

ناسخ - وہ حکم جو قابل عمل ہے

منسوخ - وہ حکم جو قابل عمل نہیں

رہ گیا ہے

کلام خاص - جو مخصوص افراد کے لئے

ہوتا ہے

کلام عام - جو تمام افراد کے لئے ہوتا

ہے

① امام علیہ السلام کے انھیں بیانات

کی روشنی میں علماء حق نے روایات

کے قبول کرنے کے اصول مرتب کئے

ہیں اور یہ طے کر دیا ہے کہ راوی متفق

اور کاؤب ہے تو اس کی روایت

بہر حال قابل اعتبار نہیں ہے۔ اس کے

بعد راوی میں صحیح محفوظ کرنے کی

صلاحیت نہیں ہے تو تنہا اس کی

روایت بھی قابل اعتبار نہیں ہے۔

راوی ہر اعتبار سے مستبر ہے اور

ناسخ و منسوخ سے بے خبر ہے تو ہر

روایت پر عمل کرنے کے لئے بھی روایا

روایات پر نظر کرنا ضروری ہے تاکہ

اس کے ناسخ کو تلاش کیا جاسکے

راوی کے جامع شرائط ہونے

کے بعد روایت قابل اعتبار تو ہو جاتی ہے

لیکن قابل عمل نہیں ہوتی ہے جب تک کہ علم رجال سے

گذر کر مفہوم حدیث کی بحثوں کی منزل سے

جائے اور اس کے صحیح مفہوم کا تعین نہ کر لیا جائے۔

ہاں میں -

دور

میں لاشکا

لاہے اور

ت قبول نہ

تیسری

فرت کو

صحیح کو

وجہ کے

چوتھی

یاد پر

رکھا ہے

یاد رکھا

ہے

لیکن

مشا

کلمات عام

سے کن اس

اندہ ہوا ہے

یہ سے ایک قسم ہے۔

دوسرا شخص وہ ہے جس نے رسول اکرم سے کوئی بات سنی ہے لیکن اسے صحیح طریقہ سے محفوظ نہیں کر سکا ہے اور اس میں  
اشکال ہو گیا ہے۔ جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولتا ہے۔ جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے اسی کی روایت کرتا ہے اور اسی پر عمل  
کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ یہ میں نے رسول اکرم سے سنا ہے حالانکہ اگر مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ اس سے غلطی ہو گئی ہے تو ہرگز اس کی  
روایت نہ کریں گے بلکہ اگر اسے خود بھی معلوم ہو جائے کہ یہ بات اس طرح نہیں ہے تو ترک کر دے گا اور نقل نہیں کرے گا۔

تیسری قسم اس شخص کی ہے جس نے رسول اکرم کو حکم دیتے سنا ہے لیکن حضرت نے جب منع کیا تو اسے اطلاع نہیں ہو سکی یا  
منع کو منہ کرنے دیکھا ہے پھر جب آپ نے دوبارہ حکم دیا تو اطلاع نہ ہو سکی، اس شخص نے منسوخ کو محفوظ کر لیا ہے اور  
منسوخ کو محفوظ نہیں کر سکا ہے کہ اگر اسے معلوم ہو جائے کہ یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے تو اسے ترک کر دے گا اور اگر مسلمانوں کو معلوم  
ہوئے کہ اس نے منسوخ کی روایت کی ہے تو وہ بھی اسے نظر انداز کر دیں گے۔

چوتھی قسم اس شخص کی ہے جس نے خدا و رسول کے خلاف غلط بیانی سے کام نہیں لیا ہے اور وہ خوف خدا اور تعظیم رسول خدا  
اور جھوٹ کا دشمن بھی ہے اور اس سے بھول چوک بھی نہیں ہوئی ہے بلکہ جیسے رسول اکرم نے فرمایا ہے ویسے ہی محفوظ  
کھاتا ہے نہ اس میں کسی طرح کا اضافہ کیا ہے اور نہ کمی کی ہے۔ ناسخ ہی کو محفوظ کیا ہے اور اسی پر عمل کیا ہے اور منسوخ  
اور کھاتا ہے لیکن اس سے اجتناب کیا ہے۔ خاص دعام اور محکم و متشابہ کو بھی پہچانتا ہے اور اسی کے مطابق عمل بھی  
کرتا ہے (۱۷)

لیکن مشکل یہ ہے کہ کبھی کبھی رسول اکرم کے ارشادات کے دو رخ ہوتے تھے۔ بعض کا تعلق خاص افراد سے ہوتا تھا اور  
کلمات عام ہوتے تھے اور ان کلمات کو وہ شخص بھی سن لیتا تھا جسے یہ نہیں معلوم تھا کہ خدا و رسول کا مقصد کیا ہے اور  
شخص کو اس کی ایک توجیہ کر لیتا تھا بغیر اس نکتہ کا ادراک کئے ہوئے کہ اس کلام کا مفہوم اور مقصد کیا ہے اور یہ کس بنیاد پر  
اور کہا ہے۔ اور تمام اصحاب رسول اکرم میں

اس طرح ایک انسان کی زندگی کے مختلف رخ ہوتے ہیں اور بعض اوقات ایک رخ دوسرے سے بالکل اجنبی ہوتا ہے کہ بے خبر انسان اسے دو زندگیوں  
میں کر دیتا ہے۔ اسی طرح معاشرہ اور روایات کے بھی مختلف رخ ہوتے ہیں اور بعض اوقات ایک رخ دوسرے سے بالکل اجنبی اور  
مخالف ہوتا ہے اور ہر رخ کے لئے الگ مفہوم ہوتا ہے اور ہر رخ کے الگ احکام ہوتے ہیں۔ اب اگر کوئی شخص اس حقیقت سے باخبر نہیں ہوتا  
تو وہ ایک ہی رخ یا ایک ہی روایت کو لے لےتا ہے اور وثوق و اعتبار کے ساتھ یہ بیان کرتا ہے کہ میں نے خود رسول اکرم سے سنا ہے  
اسے یہ خبر نہیں ہوتی ہے کہ زندگی کا کوئی دوسرا رخ بھی ہے۔ یا اس بیان کا کوئی اور بھی پہلو ہے جو قبل یا بعد دوسرے مناسب موقع  
پر بیان ہو چکا ہے یا بیان ہونے والا ہے اور اس طرح اشتباہات کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور حقیقت روایات میں گم ہو جاتی ہے  
کہ دیدہ و دانستہ کوئی گناہ یا اشتباہ نہیں ہوتا ہے۔

زاخر - بھرا ہوا  
 تَقَاصُفٌ - بوجھ کاتہ وبالاپھونا  
 یَبْسٌ - خشک  
 فُطْرٌ - پید اکیا  
 أَطْبَاقٌ - طبقات  
 رَتِقٌ - جوڑنا  
 مَتَعَجْرٌ - بے حساب پانی  
 تَقَامٌ - سمندر  
 نَشُوْرٌ - بندری  
 اَنْهَدٌ - بند کر دیا  
 اَسَاخٌ - داخل کر دیا  
 اَنْصَابٌ - جمع نصب - سیدھا  
 اَشْهَبِقٌ - بلند تر بنا دیا  
 قَلَالٌ - جمع قَلَّةٌ - بلند کوہ  
 اَرْزَمٌ - ثابت کر دیا  
 تَمِيْدٌ - ادھر ادھر ہو جاگ  
 اَكْنَاتٌ - اطراف  
 فِهَادٌ - فرش  
 تَمَكْرَكَةٌ - حرکت دیتی ہیں  
 ذَوَارِتٌ - بہانے والا  
 (۱) کس قدر حیرت انگیز صورتحال ہے کہ صحابہ کرام دن رات سرکارِ دو عالم کی خدمت میں رہیں اور ایک سلسلہ دریافت کرنے کی توفیق نہ ہو اور اس موقع کے منتظر رہیں جب کوئی باہر والا آکر سلسلہ دریافت کرے تو اور دہ بھی اس سے باخبر ہو جائیں

اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - مَنْ كَانَ يَسْأَلُهُ وَيَسْتَنْفِئُهُ،  
 حَتَّىٰ إِنْ كَانُوا لَيُجِئُونَ أَنْ يَحْمِيَهُ الْأَغْرَابِيُّ وَالطَّسَارِيُّ،  
 فَسْأَلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتَّىٰ يَسْتَلِمُوهُ، وَكَانَ لَا يَمُرُّ بِمَنْ  
 ذَلِكَ شَيْءٌ إِلَّا سَأَلْتُهُ عَنْهُ وَحَفِظْتُهُ، فَهَذِهِ وَجْوهٌ مَسْأَلِهِ  
 عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي اخْتِلَافِهِمْ، وَعِلْمِهِمْ فِي رِوَايَاتِهِمْ.

۲۱۱

و من خطبة له

في عجيب صنعة الصدور

وَكَانَ مِنْ أَفْتِدَارِ جَبْرُوتِهِ، وَتَدْيِجِ لَطَائِفِ صَنَعَتِهِ، أَنْ جَعَلَ  
 مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ (الْيَمِّ) الرَّاخِرِ الْمَتْرَاحِمِ الْمُتَقَاصِفِ، يَبْسًا جَمِيدًا،  
 ثُمَّ فُطِرَ مِنْهُ أَطْبَاقًا، فَتَنَّقَهَا سَحَابٌ يَمْتَدُّ بِمِثَابَاتٍ بَعْدَ اِرْتِفَاقِهَا،  
 فَاسْتَنْتَكَتْ بِأَمْرِهِ، وَقَامَتْ عَلَى حُدُودِ وَأَرْسَى أَرْضًا يَحْمِلُهَا  
 الْأَخْضَرُ الْمُتَعَجْرُ، وَالْمَقْنَمُ الْمَسْحُورُ (الْمَسْجَرُ)، قَدْ ذَلَّ لِأَمْرِهِ،  
 وَأَذْعَنَ لَهُ سَبِيحُهُ، وَوَقَفَ الْجَمَارِيُّ مِنْهُ لِحَنَسِيَّتِهِ، وَجَبَلٌ جَلَابِيْدُهُ،  
 وَتَشُورٌ مُشَوِّبُهُ وَأَطْوَادُهُمَا، فَأَرَزَاهَا فِي مَرَايِسِيهَا، وَأَلَزَمَهَا  
 قَرَارَاتِهَا، فَضُتْ رُؤُوسُهَا فِي الْمَوَاقِ، وَرَسَتْ أَصُولُهَا فِي الْمَاقِ،  
 فَأَنْهَدَ جَنَابُهَا عَنْ سُهُولِهَا، وَأَسَاخَ قَوَاعِدُهَا فِي مُثُونِ أَقْطَارِهَا،  
 وَمَوَاضِعِ أَنْصَابِهَا، فَأَشْهَبِقَ قَلَالُهَا، وَأَطَالَ أَنْشَاؤُهَا، وَجَعَلَهَا  
 لِالْأَرْضِ عِمَادًا، وَأَرْزَمَهَا فِيهَا أَوْتَادًا، فَتَكَنَّتْ عَلَى حَرَكَتِهَا مِنْ أَنْ  
 تَمِيْدَ بِأَهْلِيَّتِهَا، أَوْ تَسْبِخَ بِحِمْلِهَا، أَوْ تَسْرُوَلَ عَنْ مَوَاضِعِهَا، فَسُبْحَانَ  
 مَنْ أَسْتَكْنَاهَا بَعْدَ مَوْجَانِ يَتَاهُهَا، وَأَجْمَدَهَا بَعْدَ رُطُوبِيَةِ اَكْتِنَاهَا،  
 فَجَعَلَهَا لِحَلْقِهِ مِهَادًا، وَيَسْطُهَا لَهْمَ فِرَاشًا، فَسَوَّقَ بِخَسْرِ الْجُوسِيِّ رَاكِبِيَهُ  
 لَا يَخْشِي، وَقَامِمْ تَمِيْسِي، تُكْرِكُهُ الرِّيحُ الْعَوَاصِفُ، وَتَمُخُّهُ  
 الْغَمَامُ الذَّوَارِفُ، (إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِمَنْ يَخْشِي).

یہ بہت  
 آپ سے  
 کر لیتا تو

ٹھوس  
 ٹھہرے  
 کے آگے  
 پھانوں  
 کو اطراف  
 پہاڑوں  
 اہل زمین  
 کا  
 خشک بنا  
 ہوا ہے  
 برسنے دا  
 خوف خدا

شہ کتا حیر  
 اس طرح  
 کر رہی  
 کوئی ذرہ  
 کا اُرد کا

ایسی صحابیت سے تو دیباچت ہی بہتر ہے کہ اس میں تحصیل علم دین کا جذبہ تو پایا جاتا ہے

ت بھی نہیں تھی کہ آپ سے سوال کر سکیں اور باقاعدہ تحقیق کر سکیں بلکہ اس بات کا انتظار کیا کرتے تھے کہ کوئی صحرائی یا پردیسی آکر سے سوال کرے تو وہ بھی سن لیں۔ یہ صرف میں تھا کہ میرے سامنے سے کوئی ایسی بات نہیں گزرتی تھی مگر یہ کہ یہاں دریافت بھی جانتھا اور محفوظ بھی کر لیتا تھا۔

یہ ہیں لوگوں کے درمیان اختلافات کے اسباب اور روایات میں تضاد کے عوامل و محرکات۔

۲۱۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(حیرت انگیز تخلیق کائنات کے بارے میں)

یہ پروردگار کے اقتدار کی طاقت اور اس کی صناعتی حیرت انگیز لطافت ہے کہ اس نے گہرے اور متلاطم سمندر میں ایک خشک اور یوں زمین کو پیدا کر دیا۔ اور پھر بخارات کے طبقات بنا کر انھیں شگافتہ کر کے سات آسمانوں کی شکل دے دی جو اس کے امر سے پھرے ہوئے ہیں اور اپنی حدود پر قائم ہیں۔ پھر زمین کو یوں گاڑ دیا کہ اسے سبز رنگ کا گہرا سمندر اٹھائے ہوئے ہے جو قانون الہی کے آگے منحرف ہے۔ اس کے امر کا تابع ہے اور اس کی ہیبت کے سامنے سرنگوں ہے اور اس کے خوف سے اس کا بہاؤ ٹھما ہوا ہے۔ پھر پتھروں، ٹیلوں اور پہاڑوں کو خلق کر کے انھیں ان کی جگہوں پر گاڑ دیا اور ان کی منزلوں پر مستقر کر دیا کہ اب انکی بلندیاں غاڑوں سے گذر گئی ہیں اور ان کی جڑیں پانی کے اندر راسخ ہیں۔ ان کے پہاڑوں کو ہموار زمینوں سے ادنچا کیا اور انکی ستونوں اور اطراف کے پھیلاؤ اور مراکز کے ٹھہراؤ میں نصب کر دیا۔ اب ان کی چوٹیاں بلند ہیں اور ان کی بلندیاں طویل ترین ہیں۔ انھیں پہاڑوں کو زمین کا ستون قرار دیا ہے اور انھیں کو کیل بنا کر گاڑ دیا ہے جن کی وجہ سے زمین حرکت کے بعد ساکن ہو گئی اور نہ ان زمین کو لے کر کسی طرف جھک سکی اور نہ ان کے بوجھ سے دھنس سکی اور نہ اپنی جگہ سے ہٹ سکی۔

پاک و بے نیاز ہے وہ مالک جس نے پانی کے توج کے باوجود اسے روک رکھا ہے اور اطراف کی تری کے باوجود اسے خشک بنا رکھا ہے اور پھر اسے اپنی مخلوقات کے لئے گہوارہ اور فرش کی حیثیت دے دی ہے۔ اس گہرے سمندر کے اوپر چٹھرا ہوا ہے اور بہتا نہیں ہے اور ایک مقام پر قائم ہے کسی طرف جاتا نہیں ہے حالانکہ اسے تیز و تند ہوائیں حرکت دے رہی ہیں اور رسنے والے بادل اسے تھم کر اس سے پانی کھینچتے رہتے ہیں۔ "ان تمام باتوں میں عبرت کا سامان ہے ان لوگوں کے لئے جن کے اندر خوف خدا پایا جاتا ہے۔"

لے کتنا حسین نظام کائنات ہے کہ متلاطم پانی پر زمین قائم ہے اور زمین کے اوپر ہوا کا دباؤ قائم ہے اور انسان اس تین منزلہ عمارت میں درمیانی طبقہ پر اس طرح سکونت پذیر ہے کہ اس کے زیر قدم زمین اور پانی ہے اور اس کے بالائے سر فضا اور ہوا ہے۔ ہوا اس کی زندگی کے لئے سانس فراہم کر رہی ہے اور زمین اس کے سکون و قرار کا انتظام کر کے اسے باقی رکھے ہوئے ہیں۔ پانی اس کی زندگی کا قوام ہے اور سمندر اس کی تازگی کا ذریعہ۔ کوئی ذرہ کائنات اس کی خدمت سے غافل نہیں ہے اور کوئی عنصر اپنے سے اشراف مخلوق کی اطاعت سے منحرف نہیں ہے۔ تاکہ وہ بھی اپنی اشرافیت کی ابرو کا تحفظ کرے اور ساری کائنات سے بالاتر فائق و مالک کی اطاعت و عبادت میں ہمہ تن مصروف رہے۔

شعبہ - مشابہت

رَبِّق - ذعاب لینا

رَبِّق - جوڑنا

مفاتیح - شکات

سَاوَرَ - مقابل کیا

مُغَالِب - غلبہ کی طیار

حُزُونٌ - ناہموار

نَسَخَ - تبدیل کیا

(۱) بعض حضرات نے "بالکبریاہین

نقل کیا ہے اور مراد سرکارِ دو عالم کو

یا ہے۔ حالانکہ قرین قیاس یا کبریاہین

ہی ہے اور "کبریاہین" قرآن مجید

نے پروردگار ہی کو قرار دیا ہے۔

(انعام ۱۹)

(۲) یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ

مخلوقات کا کمال کسی قدر بلند کیوں

نہ ہو جائے۔ اس کا خالق پر قیاس

ہیں کیا جاسکتا ہے کہ ہر ایک کمال

کسی کی دین ہے اور مالک کمال

اس کا ذاتی اور حقیقی ہے۔

## و من خطبة له ﴿﴾

كان يستنهض بها أصحابه الى جهاد أهل الشام في زمانه

اللَّهُمَّ أَيُّمَا عَبْدٍ مِنْ عِبَادِكَ سَمِعَ مَسْأَلَتَنَا غَيْرَ الْمَسْأَلَةِ،  
وَالْمُضْلِحَةَ غَيْرَ الْمُنْفِيَةِ، فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، فَأَبَى بَعْدَ تَسْمِيهِ لِمَا إِلَّا  
التَّكْوِينِ عَنِ نُصْرَتِكَ، وَالْإِبْطَاءِ عَنِ إِعْزَارِ رَبِّكَ، فَإِنَّا نَشْتَهِدُكَ عَلَيْهِ  
يَا أَكْبَرَ الشَّاهِدِينَ شَهَادَةً، وَنَشْتَهِدُ عَلَيْهِ جَمِيعَ مَا أَشْكَيْتَهُ أَرْضَكَ  
وَسَمَاوَاتِكَ، ثُمَّ أَنْتَ بَعْدُ الْمُنْفِي عَنِ نَصْرِهِ، وَالْأَخِذُ لَهُ بِذُنُوبِهِ.

## و من خطبة له ﴿﴾

في عجب الله وتعظيمه

الْمُسْتَدِلُّهُ الْعَلِيُّ عَنِ شَيْبَةَ الْمُخْلُوقِينَ، الْغَالِبِ بِمَقَالِ السَّوَاحِقِينَ،  
الظَّاهِرِ بِعَجَائِبِ تَذْيِيرِهِ لِلنَّاطِقِينَ، وَالْبَاطِنِ بِجَلَالِ عِزَّتِهِ عَنِ فِكْرِ الْمُتَوَهِّمِينَ،  
الْعَالِمِ بِسَلَاةِ كِتَابٍ وَلَا إِزْدِيَادٍ، وَلَا عِلْمٍ مُسْتَقَادٍ، أَلْتَقَدَّرَ بِجَمِيعِ الْأَشْيَاءِ  
بِالذُّرِّيَّةِ وَلَا ضَمِيرٍ، الَّذِي لَا تَغْشَاهُ الظُّلْمَةُ، وَلَا يَسْتَضِي بِالْأَنْوَارِ، وَلَا يَزْمَعُهُ  
لَيْلٌ، وَلَا يَجْرِي عَلَيْهِ نَهَارٌ، لَيْسَ إِذْرَاكُهُ بِالْإِبْصَارِ، وَلَا عِلْمُهُ بِالْإِخْبَارِ.

و منها في ذكر النبي صلى الله عليه وآله وسلم

أَرْسَلَهُ بِالضِّيَاءِ، وَقَدَّمَ فِي الْأَضْطِغَاءِ، فَرَبَّقَ بِهِ الْمَفَاتِيحَ،  
وَسَاوَرَ بِهِ الْمَغَالِبَ، وَذَلَّلَ بِهِ الصُّرُوبَةَ، وَسَهَّلَ بِهِ الْمُرُوتَةَ، حَتَّى تَرَحَّحَ  
الصُّلَّالُ، عَنِ يَمِينٍ وَشِمَالِ.

## و من خطبة له ﴿﴾

يصف جوهر الرسول، ويصف العلماء، ويعظ بالتقوى

وَأَشْهَدُ أَنَّكَ عَدْلٌ وَعَدْلٌ عَدْلٌ، وَحَكَمٌ فَصْلٌ، وَأَشْهَدُ أَنَّكَ عَدْلٌ عَدْلٌ  
وَرَسُولٌ، وَسَيِّدٌ عِبَادِهِ، كَلَّمَا نَسَخَ اللَّهُ الْخَلْقَ فِرْقَتَيْنِ جَعَلَهُ فِي

مصادر خطبة ۲۱۲

مصادر خطبة ۲۱۳ بحار الانوار مجلس ۳ ص ۲۱۹

مصادر خطبة ۲۱۴ غرر الحکم - شرح المحدثی ۳ ص ۲۳۳

۲۱۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں اپنے اصحاب کو اہل شام سے جہاد کرنے پر آمادہ کیا ہے)

ایسا تیرے جس بندہ نے بھی میری عادلانہ گفتگو (جس میں کسی طرح کا ظلم نہیں ہے) اور مصلحانہ نصیحت (جس میں کسی طرح کا فساد نہیں) نے کے بعد بھی تیرے دین کی نصرت سے انحراف کیا اور تیرے دین کے اعزاز میں کوتاہی کی ہے۔ میں اس کے خلاف تجھے گواہ ہے رہا ہوں کہ تجھ سے بالاتر کوئی گواہ نہیں ہے اور پھر تیرے تمام مسکن ارض و سما کو گواہ قرار دے رہا ہوں۔ اس کے بعد تو ان مردوں سے بے نیاز بھی ہے اور ہر ایک کے گناہ کا مواخذہ کرنے والا بھی ہے۔

۲۱۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(پروردگار کی تجید اور اس کی تعظیم کے بارے میں)

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو مخلوقات کی مشابہت سے بلند تر اور توصیف کرنے والوں کی گفتگو سے بالاتر ہے وہ میرے عجائب کے ذریعہ دیکھنے والوں کے سامنے بھی ہے اور اپنے جلال و عزت کی بنا پر مفکرین کی فکر سے پوشیدہ بھی ہے۔ تحصیل اور اضافہ کے عالم ہے اور اس کا علم کسی استفادہ کا نتیجہ بھی نہیں ہے۔ تمام امور کا تقدیر سامنے ہے اور اس سلسلہ میں برادر و سوچ بچار کا محتاج بھی نہیں ہے۔ تاریکیاں اسے ڈھانپ نہیں سکتی ہیں اور روشنیوں سے وہ کسی طرح کا کب زور نہیں ہے۔ نہ رات اس پر غالب آسکتی ہے اور نہ دن اس کے اوپر سے گذر سکتا ہے۔ اس کا ادراک آنکھوں کا محتاج نہیں ہے اور علم اطلاعات کا نتیجہ نہیں ہے۔

اس نے پیغمبر کو ایک نوردے کر بھیجا ہے اور انھیں سب سے پہلے منتخب قرار دیا ہے۔ ان کے ذریعہ پرانگیزیوں کو جمع کیا ہے اور اصل کرنے والوں کو قابو میں رکھا ہے۔ دشواریوں کو آسان کیا ہے اور ناسمجھوں کو ہموار بنا دیا ہے۔ یہاں تک کہ مگر ایسوں کو بائیں ہر طرف سے دور کر دیا ہے۔

۲۱۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں رسول اکرم کی تعریف، علماء کی توصیف اور تقویٰ کی نصیحت کا ذکر کیا گیا ہے)

میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ پروردگار ایسا عادل ہے جو عدل ہی سے کام لیتا ہے۔ اور ایسا حاکم ہے جو حق و باطل کو جدا کر دیتا ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندہ اور رسول ہیں اور پھر تمام بندوں کے سردار بھی ہیں۔ جب بھی پروردگار نے مخلوقات کو دو دنوں میں تقسیم کیا ہے انھیں بہترین حصہ ہی میں رکھا ہے۔

پھر مسلم کتاب الفضائل میں سرکارِ دو عالم کا یہ ارشاد درج ہے کہ اللہ نے اولاد اسماعیل میں کناز کا انتخاب کیا ہے اور پھر کناز میں قریش منتخب قرار دیا ہے۔ قریش میں بنی ہاشم منتخب ہیں اور بنی ہاشم میں بنی۔ لہذا دنیا کی کسی شخصیت کا سرکارِ دو عالم اور اہلبیت پر قیاس نہیں لیا جاسکتا ہے۔ !

عاشر - بہکا

ضرب فیہ - حصہ لیا  
عِصْم - جمع عصمت - وسالطت  
کفاء - کافی  
مستحفظین - جنہیں علم کا خزانہ دار  
بنایا گیا ہے

ولایت - محبت

برویہ - سیراب کرنے والا

ریہ - زوال عطش

ریہ - شک و شبہ

عقد - خلقت اور اخلاق دونوں

کو وابستہ کر دیا

یتقی - چن لیا جاتا ہے

بذر - تخم زراعت

تہذیب - صفائی

تمیص - چنائی - چھان بین

کرامت - نصیحت

قارعہ - داعی موت

متحمل - مستقبل

منتقل - مرکز انتقال

حدبہ - گناہ

واہر - نسل - پیمانہ گان

① یہ اعلان ہے کہ رسول اکرم

کے شجرہ نسب میں کسی بدکار اور

فاجر کا دخل نہیں ہے اور سب طیب

دظاہر اور پاک د پاکیزہ تھے

خَبْرَهُنَّ، لَمْ يُسْئَلْنَهُمْ فِيهِ عَاطِرٌ، وَلَا ضَرَبَ فِيهِ قَاسِرٌ.

أَلَا وَإِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ قَدْ جَعَلَ لِكُلِّ أَهْلٍ، وَلِلْحَقِّ دَعَايِمٌ،  
وَلِلطَّاعَةِ عِصْمًا، وَإِنَّ لَكُمْ عِنْدَ كُلِّ طَاعَةٍ عَوْنًا مِنَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ يَقُولُ  
عَلَى الْأَلْسِنَةِ، وَيُنَبِّئُ الْأَقْبِدَةَ، فِيهِ كِفَاءٌ لِكُلِّفٍ، وَشِفَاءٌ لِمُسْتَفِيءٍ.

## صفة العلماء.

وَاعْلَمُوا أَنَّ عِبَادَ اللَّهِ الْمُسْتَحْفَظِينَ عِلْمُهُ، يَصُونُونَ مَصُونَتَهُ،  
وَيُفَجِّرُونَ عُيُونَهُ، يَتَوَاصَلُونَ بِالْوِلَايَةِ، وَتَتَلَقَّوْنَ بِالسَّحَابَةِ،  
وَيَسْتَأْقُونَ بِكَأْسِ رَوْيَةِ، وَيَصُدُّوْنَ بِرِيَّةٍ، لَا تُشَوِّهُمُ الرِّيْبَةَ،  
وَلَا تُسْرِعُ فِيهِمُ الْغَيْبَةَ، عَلَى ذَلِكَ عَقَدَ خَلْقَهُمْ وَأَخْلَاقَهُمْ،  
فَعَلَيْهِ يَسْتَحَابُونَ، وَبِهِ يَتَوَاصَلُونَ، فَكَانُوا كَمَقَاضِلِ الْبَدْرِ يُسْتَقَى،  
فَيُؤَخَذُ مِنْهُ وَيُلْقَى، قَدْ مَيَّرَهُ التَّخْلِيفُ، وَهَدَّبَهُ التَّمْخِيفُ.

## العصاة بالتقوى

فَلْيُقْبَلْ امْرُؤٌ كَرَامَةً بِقَبُولِهَا، وَلْيَخْذَرْ قَارِعَةً قَبْلَ حُلُولِهَا،  
وَلْيَنْظُرْ امْرُؤٌ فِي قَصِيرِ أَيَّامِهِ، وَقَلِيلِ مُقَامِهِ، فِي مَنْزِلٍ حَتَّى يَسْتَبِيلَ  
بِهِ مَسْرَلًا، فَلْيَصْنَعْ لِمُسْتَحْوَلِهِ، وَمَعَارِفِ مُسْتَقْبَلِهِ، فَطُوبَى لِمَنْ سَلِمَ  
أَطَاعَ مَنْ يَهْدِيهِ، وَتَجَنَّبَ مَنْ يُرْدِيهِ، وَأَصَابَ سَبِيلَ السَّلَامَةِ بِبَحْرٍ مَنْ  
بَصَّرَهُ، وَطَاعَةَ هَادٍ أَمَرَهُ، وَسَادَرَ الْهَدَى قَبْلَ أَنْ تُفْلَقَ أَبْوَابُهُ، وَتُفْطَحَ  
أَسْبَابُهُ، وَانْتَفَحَ الثَّوْبَةُ، وَأَمَاطَ الْحَوْبَةُ، فَقَدْ أُقِيمَ عَلَى الطَّرِيقِ  
وَهَدِيَ نَهْجَ السَّبِيلِ.

۲۱۵

## و من دعاء له ﴿﴾

كان يدعو به كثيراً

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يُضْضِعْ بِي مَيْمَنًا وَلَا سَقِيمًا، وَلَا مَضْرُوبًا عَلَى  
عُرْوِي فِي سُوءٍ، وَلَا مَأْخُودًا بِأَسْوَأِ عَمَلِي، وَلَا مَقْطُوعًا دَابِرِي، وَلَا

ان کی تخلیق

یا

یا ہے ا

کوشا

یا

بھی کرتے

جا مولت

ان کے

نیا پر

اچھے دانے

شہر آقا

ار

اپنے نختہ

فرض ہے

خو

دکھا دے

دروازے

دہ لوگ

ہ

خ

خ

خ

خ

خ

خ

خ

خ

خ

خ

خ

خ

خ

خ

خ

خ

خ

خ

خ

خ

خ

خ

خ

خ

لہ دنیا

علم کا تختہ

ہیں۔ ال



ملین میں نہ کسی بدکار کا کوئی حصہ ہے اور نہ کسی فاسق و فاجر کا کوئی دخل ہے (۱۵)

یاد رکھو کہ پروردگار نے ہر شے کے لئے اہل قرار دئے ہیں اور ہر حق کے لئے ستون اور ہر اطاعت کے لئے وسیلہ حفاظت قرار ہے اور تمہارے لئے ہر اطاعت کے موقع پر خدا کی طرف سے ایک مددگار کا انتظام رہتا ہے جو زبانوں پر بولتا ہے اور دلوں میں عنایت کرتا ہے۔ اس کے وجود میں ہر ارتکاف کرنے والے کے لئے کفایت ہے اور ہر طلبگار صحت کے لئے شفا و عنایت ہے۔ یاد رکھو کہ اللہ کے وہ بندے جنہیں اس نے اپنے علم کا محافظ بنایا ہے وہ اس کا تحفظ بھی کرتے ہیں اور اس کے چشموں کو جاری کرتے رہتے ہیں۔ آپس میں محبت سے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور چاہت کے ساتھ ملاقات کرتے ہیں۔ سیراب کرنے والے بول سے مل کر سیراب ہوتے ہیں اور پھر سیر و سیراب ہو کر وہی باہر نکلتے ہیں۔ ان کے اعمال میں ریب کی آمیزش نہیں ہے اور ان کے معاشرہ میں بغیت کا گزر نہیں ہے۔ اسی انداز سے مالک نے ان کی تخلیق کی ہے اور ان کے اخلاقی قرار دئے ہیں اور اسی بار پر وہ آپس میں محبت بھی کرتے ہیں اور ملتے بھی رہتے ہیں۔ ان کی مثال ان دانوں کی ہے جن کو اس طرح چننا جاتا ہے کہ بچے دانوں کو لے لیا جاتا ہے اور خراب کو پھینک دیا جاتا ہے۔ انہیں اسی صفائی نے ممتاز بنا دیا ہے اور انہیں اسی پر کھانے صاف سزا قرار دے دیا ہے۔

اب ہر شخص کو چاہئے کہ انہیں صفات کو قبول کر کے کرامت کو قبول کرے اور قیامت کے آنے سے پہلے ہوشیار ہو جائے۔ اپنے مختصر سے دنوں اور تھوڑے سے قیام کے بارے میں غور کرے کہ اس منزل کو دوسری منزل میں بہر حال بدل جانا ہے۔ اب اس کا فرض ہے کہ نئی منزل اور جانی پہچانی جائے بازگشت کے بارے میں عمل کرے۔

خوشحال مجال ان قلب سلیم والوں کے لئے جو رہنما کی اطاعت کریں اور ہلاک ہونے والوں سے پرہیز کریں۔ کوئی راستہ دکھادے تو دیکھ لیں اور واقعی راہنما امر کرے تو اس کی اطاعت کریں۔ ہدایت کی طرف سبقت کریں قبل اس کے کہ اس کے دروازے بند ہو جائیں اور اس کے اسباب منقطع ہو جائیں۔ تو بہ کا دروازہ کھول لیں اور گناہوں کے داغوں کو دھو ڈالیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں سیدھے راستہ پر کھڑا کر دیا گیا ہے اور انہیں واضح راستہ کی ہدایت مل گئی۔

۲۱۵۔ آپ کی دعا کا ایک حصہ

(جس کی برابر تکرار فرمایا کرتے تھے)

خدا کا شکر ہے کہ اس نے صبح کے ہنگام نہ مژدہ بنایا ہے اور نہ بیمار۔ نہ کسی رگ پر مرض کا حملہ ہوا ہے اور نہ کسی بد عملی کا مواخذہ کیا گیا ہے۔ نہ میری نسل کو منقطع کیا گیا ہے اور نہ اپنے دین میں ازتداد کا شکار ہوا ہوں۔

اے دنیا میں صاحبان علم و فضل بشارتیں ہیں لیکن وہ اہل علم جنہیں مالک نے اپنے علم اور اپنے دین کا محافظ بنایا ہے وہ محدود ہی ہیں جن کی صفت یہ ہے کہ علم کا تحفظ بھی کرتے ہیں اور دوسروں کو سیراب بھی کرتے رہتے ہیں۔ خود بھی سیراب رہتے ہیں اور دوسروں کی تشنگی کا بھی علاج کرتے رہتے ہیں۔ ان کے علم میں جہالت اور تلا اداری "کا گزر نہیں ہے اور وہ کسی سائل کو محروم واپس نہیں کرتے ہیں۔

التباس - اختلاط

تتابع - پیچھے لگ جانا

مکافا - برابری

اذلال - جمع ذل - صحیح راستہ

سُنن - جمع سنت

(۱) اس قدر حسین انداز طلب ہے کہ

بندہ کسی امر کا حقدار نہیں لیکن کریم

کی سلطنت میں رہ کر محروم رہ جاتے

یہ امر قابل تصور نہیں ہے۔ مالک

سے مطالبہ یہی ہے کہ بندہ کی ذات

و حقارت پر نگاہ نہ کرے بلکہ اپنے کرم

و فضل کے پیش نظر امور انجام دے

اگرچہ مخلوق کے خالق پر کسی حق

کا تصور نہیں کیا جاسکتا ہے لیکن یہ

خالق کا کرم ہے کہ اس نے اعمال پر

جزا اور ثواب کا وعدہ کر کے بندوں

کو صاحب حق بنا دیا ہے اور اس طرح

نظام حقوق کو اس قدر عادلانہ بنا دیا

ہے کہ خالق بھی اس وقت تک سہنے

حق کا مطالبہ نہیں کرتا ہے جب تک

مخلوقات کے حق کو ادا نہیں کر دیتا

ہے تو اب مخلوقات کو بھی اس امر

کی اجازت نہیں ہے کہ دوسروں

کا حق ادا کئے بغیر اپنے حق کا مطالبہ

شروع کریں

یہ نظام عدل کی صبر کی

خلاف ورزی ہے اور اسے خدا کے عادل و حکیم کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتا ہے

مُرْتَدًّا عَنِ دِينِي، وَلَا مُنْكَرًا لِرَبِّي، وَلَا مُسْتَوْجِبًا مِنْ إِيْتَانِي، وَلَا مُلْتَبِسًا  
عَظْلِي، وَلَا مُعْدِبًا بِعَذَابِ الْأَتَمِّ مِنْ قَبْلِي. أَصْبَعْتُ عَبْدًا تَمَلُّوكَا ظَالِمًا لِنَفْسِي،  
لَكَ الْمَجْئَةُ عَلَيَّ وَلَا حُجَّةَ لِي. وَلَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَخْذَ إِلَّا مَا أَعْطَيْتَنِي، وَلَا أُلْفِي  
إِلَّا مَا وَفَيْتَنِي.

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمْتَقِرَ فِي عِثَاكَ، أَوْ أُضِلَّ فِي هُدَاكَ، أَوْ أُضَامَ فِي  
سُلْطَانِكَ، أَوْ أُضْطَهَدَ وَالْأَمْرُ لَكَ

اللَّهُمَّ اجْعَلْ نَفْسِي أَوَّلَ كَرِيمَةٍ تَنْزِعُهَا مِنْ كَرَامَتِي، وَأَوَّلَ وَدِيعَةٍ تَرْجِعُهَا  
مِنْ وَدَائِعِ نِعْمِكَ عِنْدِي، اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نَذْهَبَ عَنْ قَوْلِكَ، أَوْ أَنْ نُفْتَنَ  
عَنْ دِينِكَ، أَوْ تَتَابَعِ بِنَا أَمْوَانَنَا دُونَ الْهُدَى الَّذِي جَاءَ مِنْ عِشْوِكَ!

۲۱۶

## و من خطبة له ﴿۱﴾

خطبہا بصنبن

أَمَا بَعْدُ، فَسَقَدَ جَعَلَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ لِي عَلَيْكُمْ حَقًّا بِوَلَايَةِ أَمْرِكُمْ، وَأَلَيْكُمْ  
عَلَيَّ مِنْ الْمَسْقِ يُثَلُّ الَّذِي لِي عَلَيْكُمْ، فَالْحَقُّ أَوْسَعُ الْأَشْيَاءِ فِي الشَّوَاصِبِ،  
وَأَضْيَقُهَا فِي التَّنَاصِبِ، لَا يَجْرِي لِأَحَدٍ إِلَّا جَرَى عَلَيَّ، وَلَا يَجْرِي عَلَيَّ  
إِلَّا جَرَى لَهُ. وَلَوْ كَانَ لِأَحَدٍ أَنْ يَجْرِيَ لَهُ وَلَا يَجْرِيَ عَلَيَّ، لَكَانَ ذَلِكَ  
خَالِصًا لِلَّهِ سُبْحَانَهُ دُونَ خَلْقِهِ، لِيُقَدِّرَ عَلَيَّ عِبَادِي، وَلِيَعْدِلَ فِي كُلِّ مَا جَرَتْ  
عَلَيْهِ صُرُوفُ قَضَائِهِ، وَلِيَكُنَّ سُبْحَانَهُ جَعَلَ حَقَّهُ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يُطِيعُوهُ، وَجَعَلَ  
جَزَاءَهُمْ عَلَيْهِ مُضَاعَفَةَ الثَّوَابِ تَفَضُّلاً مِنْهُ، وَتَوْشِعاً بِمَا هُوَ مِنَ الْمَزِيدِ أَهْلُهُ.

## حَقُّ الْوَالِيِّ وَ حَقُّ الرَّعِيَّةِ

لَمْ يَجْعَلْ - سُبْحَانَهُ - مِنْ حَقَّقِيهِ حَقُّوًّا إِفْتَرَضَهَا لِبَغْضِ النَّاسِ عَلَى بَغْضِي،  
فَجَعَلَهَا تَسْكَافًا فِي وُجُوهِهَا، وَيُوجِبُ بَغْضَهَا بَغْضًا، وَلَا يُسْتَوْجَبُ بَغْضَهَا إِلَّا  
بِبَغْضِي، وَأَعْظَمُ مَا افْتَرَضَ - سُبْحَانَهُ - مِنْ تِلْكَ الْحَقَّقِي حَقُّ الْوَالِيِّ عَلَى الرَّعِيَّةِ،  
وَ حَقُّ الرَّعِيَّةِ عَلَى الْوَالِيِّ، فَرِيضَةٌ قَرَضَهَا اللَّهُ - سُبْحَانَهُ - لِكُلِّ عَلَى كُلِّ،  
فَجَعَلَهَا نِسْطًا لِأَلْفِيهِمْ، وَعِزًّا لِدِينِهِمْ، فَلَيْسَتْ تَصْلُحُ الرَّعِيَّةُ إِلَّا  
بِصَلَاحِ الْوَالِيِّ، وَلَا تَصْلُحُ الْوَالِيَّةُ إِلَّا بِاسْتِقَامَةِ الرَّعِيَّةِ، فَإِذَا أَدَّتْ  
الرَّعِيَّةُ إِلَى الْوَالِيِّ حَقَّهُ، وَأَدَّى الْوَالِيُّ إِلَيْهَا حَقَّهَا عَرَّ الْمَسْقِ بَيْنَهُمْ،  
وَقَامَتْ مَنَاصِحُ الدِّينِ، وَاعْتَدَلَتْ مَعَالِمُ الْعَدْلِ، وَجَرَتْ عَلَى أَذْلَافِ الشُّنَنِ،  
فَصَلَحَ بِذَلِكَ الرِّمَانُ، وَطَمَعُ فِي بَقَاءِ الدَّوْلَةِ، وَتَبَسَّتْ مَطَامِعُ الْأَعْدَاءِ، وَإِذَا

ہو جانے  
جیسا  
ہے  
اور

ہو جا

رو

ہو جا

کا حق

پر کسی

ہے

نہ ہو

اس

جن کا

بھی تو

کے لئے

جبر

و

انہ

بقا

پنے دین سے مرتد ہوں اور نہ اپنے رب کا منکر۔ نہ اپنے ایمان سے متوحش اور نہ اپنی عقل کا منحوط اور نہ مجھ پر گزشتہ امتوں  
کی کوئی عذاب ہوا ہے۔ میں نے اس عالم میں صبح کی ہے کہ میں ایک بندہ مملوک ہوں جس نے اپنے نفس پر ظلم کیا  
ہے۔ خدایا! تیری حجت مجھ پر تمام ہے اور میری کوئی حجت نہیں ہے۔ تو جو دیدے اس سے زیادہ لے نہیں سکتا  
اور جس چیز سے تو نہ بچائے اس سے بچ نہیں سکتا۔

خدایا! میں اس امر سے پناہ چاہتا ہوں کہ تیری دولت میں رہ کر فقیر ہو جاؤں یا تیری ہدایت کے باوجود گمراہ  
ہو جاؤں یا تیری سلطنت کے باوجود ستایا جاؤں یا تیرے ہاتھ میں سارے اختیارات ہونے کے باوجود مجھ پر باؤ ڈالا جائے۔  
خدایا! میری جن نفسی چیزوں کو مجھ سے واپس لینا اور اپنی جن امانتوں کو مجھ سے پلٹانا۔ ان میں سب سے پہلی چیز میری  
روح کو قرار دینا۔

خدایا! میں اس امر سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں تیرے ارشادات سے بہک جاؤں یا تیرے دین میں کسی فتنہ میں مبتلا  
ہو جاؤں یا تیری آئی ہوئی ہدایتوں کے مقابلہ میں مجھ پر خواہشات کا غلبہ ہو جائے۔

۲۱۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جسے مقام صفین میں ارشاد فرمایا)

اما بعد۔ پروردگار نے ولی امر ہونے کی بنا پر تم پر میرا ایک حق قرار دیا ہے اور تمہارا بھی میرے اوپر ایک طرح  
کا حق ہے اور حق مدح سرائی کے اعتبار سے تو بہت وسعت رکھتا ہے لیکن انصاف کے اعتبار سے بہت تنگ ہے۔  
یہ کسی کا اس وقت تک ساتھ نہیں دیتا جب تک اس کے ذمہ کوئی حق ثابت نہ کر دے اور کسی کے خلاف فیصلہ نہیں کرتا  
ہے جب تک اسے کوئی حق نہ دلوادے۔ اگر کوئی ہستی ایسی ممکن ہے جس کا دوسروں پر حق ہو اور اس پر کسی کا حق  
نہ ہو تو وہ صرف پروردگار کی ہستی ہے کہ وہ ہر شے پر قادر ہے اور اس کے تمام فیصلے عدل و انصاف پر مبنی ہیں لیکن  
اس نے بھی جب بندوں پر اپنا حق اطاعت قرار دیا ہے تو اپنے فضل و کرم اور اپنے اس احسان کی وسعت کی بنا پر  
جس کا وہ اہل ہے ان کا یہ حق قرار دے دیا ہے کہ انھیں زیادہ سے زیادہ ثواب دے دیا جائے۔

پروردگار کے مقرر کئے ہوئے حقوق میں سے وہ تمام حقوق ہیں جو اس نے ایک دوسرے پر قرار دئے ہیں اور ان میں مساوات  
بھی قرار دی ہے کہ ایک حق سے دوسرا حق پیدا ہوتا ہے اور ایک حق نہیں پیدا ہوتا ہے جب تک دوسرا حق نہ پیدا ہو جائے۔

اور ان تمام حقوق میں سب سے عظیم ترین حق رعایا پر والی کا حق اور والی پر رعایا کا حق ہے جسے پروردگار نے ایک کو دوسرے  
کے لئے قرار دیا ہے اور اسی سے ان کی باہمی الفتوں کو منظم کیا ہے اور ان کے دین کو عزت دی ہے۔ رعایا کی اصلاح ممکن نہیں ہے  
جب تک والی صالح نہ ہو اور والی صالح نہیں رہ سکتے ہیں جب تک رعایا صالح نہ ہو۔ اب اگر رعایا نے والی کو اس کا حق  
دے دیا اور والی نے رعایا کو ان کا حق دے دیا تو حق دونوں کے درمیان عزیز رہے گا۔ دین کے راستے قائم ہو جائیں گے  
انصاف کے نشانات برقرار رہیں گے اور پیغمبر اسلام کی سنتیں اپنے ڈھریں پر چل پڑیں گی اور زمانہ ایسا صالح ہو جائے گا کہ  
بقار حکومت کی امید بھی کی جائے گی اور دشمنوں کی تمنایں بھی ناکام ہو جائیں گی۔

اجتہات - ظلم

ادغال - فساد کی فصل اندازی

مخاج - جمع محج - سیدھا راستہ

اجتہام - حقیر بنا دینا

سخت - ضعف عقل

بکلا - زحمت عمل

تقیہ - خوف

بادرہ - غصہ

مصانہ - مدارات

۱۰۰ کا ش انسان اس حقیقت کا

ادراک کر لیتا کہ وہ ساری زندگی چہ

کرنے کے بعد بھی مالک کے حق اطاعت

و عبادت کو ادا نہیں کر سکتا ہے تو

اس طرح ہمیشہ احساس کوتاہی میں

بستلا رہتا اور کبھی عبادتوں کے غور

کا شکار نہ ہوتا

۱۰۱ کہاں ہیں دنیا میں وہ افراد

جن کی نگاہ میں عظمت آہی کا وہ جلوہ

ہو جس کے سامنے ساری دنیا خیر

ہو جائے اور وہ ایک لمحہ کے لئے بھی

اس دنیا کو عزت و افتخار کی نگاہ

سے نہ دیکھیں اور ہر آن یہ تصور

رکھیں کہ یہ دنیا قابل توجہ نہیں ہے

اور انسان کا علم و ادراک اور سبکی

نگاہ بصیرت اس سے بلند تر ہے کہ

اس کام کو اس حقیر دنیا کو قرار دیا

جائے۔

۱۰۲ یہ احساس ذمہ داری علی کے علاوہ کس میں پیدا ہو سکتا ہے اور اس شان بے نیازی سے مولا کے کلمات کے علاوہ کون کلام کر سکتا ہے

"یا نبیت قومی یعلمون"

عَلَيْتِ الرَّعِيَّةِ وَالسَّيِّئَةِ، أَوْ أَجْحَفَ السَّوَالِي بِرَعِيَّتِهِ، إِخْتَلَفَتْ هُنَاكَ الْكَلِمَةُ  
وَوَظَهَرَتْ مَعَالِمُ الْجَوْرِ، وَكَثُرَ الْأَدْعَالُ فِي الدِّينِ، وَتُرِكَتْ مَخَاجُ السُّنَنِ، فَمُيْلٌ  
بِأَهْوَى، وَعَطَلَتْ الْأَحْكَامُ، وَكَثُرَتْ عِلَلُ النَّفُوسِ، فَلَا يُسْتَوْحَشُ لِعَظِيمِ حَقِّ عَطَلٍ،  
وَلَا لِعَظِيمِ سَاطِلِ فِعْلٍ! فَهَذَاكَ تَسْدِلُ الْأَبْرَارِ، وَتَعْرِضُ الْأَشْرَارِ، وَتَعْظُمُ تَبِعَاتُ  
اللَّهِ سُبْحَانَهُ عِنْدَ الْعِبَادِ، فَعَلَيْكُمْ بِالتَّوَّاصِحِ فِي ذَلِكَ، وَحُسْنِ التَّعَاوُنِ عَلَيْهِ،  
فَلَيْسَ أَحَدٌ - وَإِنْ اشْتَدَّ عَلَى رِضَى اللَّهِ حِرْصُهُ، وَطَالَ فِي الْعَمَلِ اجْتِهَادُهُ - يَبَالِغُ  
حَقِيقَةَ مَا اللَّهُ سُبْحَانَهُ أَهْلُهُ مِنَ الطَّاعَةِ لَهُ، وَلَكِنْ مِنْ وَاجِبِ حُقُوقِ اللَّهِ عَلَى  
عِبَادِهِ النَّصِيحَةَ بِبَلَّغِ جَهْدِهِمْ، وَالتَّعَاوُنَ عَلَى إِقَامَةِ الْحَقِّ بَيْنَهُمْ، وَلَيْسَ أَمْرٌ  
- وَإِنْ عَظُمَتْ فِي الْحَقِّ مَزَلَّتُهُ، وَتَقَدَّمَتْ فِي الدِّينِ فَضِيلَتُهُ بِفُوقِ أَنْ يُعَانَ عَلَى  
مَا حَمَلَهُ اللَّهُ مِنْ حَقِّهِ، وَلَا أَمْرٌ - وَإِنْ صَغُرَتْ (الصَّغْرَةُ) النَّفُوسُ، وَاقْتَصَحَتْهُ  
النَّعْيُونَ - يَدُونَ أَنْ يُعِينَ عَلَى ذَلِكَ أَوْ يُعَانَ عَلَيْهِ.

فأجابه ﴿﴾ رجل من أصحابه بكلام طويل، يكثر فيه الثناء عليه، ويذكر سمعه و  
طاعته له، فقال ﴿﴾:

إِنَّ مِنْ حَقِّ مَنْ عَظُمَ جَلَالُ اللَّهِ سُبْحَانَهُ فِي نَفْسِهِ، وَجَلَّ مَوْضِعُهُ مِنْ قَلْبِهِ،  
أَنْ يُصَغَّرَ عِنْدَهُ - لِعَظَمِ ذَلِكَ - كُلُّ مَا سِوَاهُ، وَإِنْ أَحَقَّ مَنْ كَانَ كَذَلِكَ لَمَنْ  
عَظُمَتْ نِعْمَتُهُ اللَّهُ عَلَيْهِ، وَتَطَفَّ إِحْسَانُهُ إِلَيْهِ، فَإِنَّهُ لَمْ نَعْظُمْ نِعْمَتَهُ اللَّهُ  
عَلَى أَحَدٍ إِلَّا أَرَادَ أَنْ حَقَّ اللَّهُ عَلَيْهِ عَظْمًا، وَإِنْ مِنْ أَسْفَلِ حَالَاتِ الْوُلَاةِ  
عِنْدَ صَالِحِ النَّاسِ، أَنْ يُظَنَّ بِهِمْ حُبُّ الْفَخْرِ، وَيُوضَعَ أَمْرُهُمْ عَلَى الْكِبَرِ،  
وَقَدْ كَرِهَتْ أَنْ يَكُونَ جَلَالُ فِي ظَنِّكُمْ أَنْ أَحَبُّ الْأَطْرَافِ، وَاشْتِيَاعُ الشَّنَاءِ،  
وَلَسْتُ - بِحَمْدِ اللَّهِ - كَذَلِكَ، وَلَوْ كُنْتُ أَحِبُّ أَنْ يُقَالَ ذَلِكَ لَتَرَكْتُهُ الْمُحْطَاطًا  
لِلَّهِ سُبْحَانَهُ، مَنْ تَنَاوَلَ مَا هُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنَ الْعَظَمَةِ وَالْكِبَرِيَاءِ، وَرُبَّمَا اسْتَحَلَّ  
النَّاسُ الشَّنَاءَ بَعْدَ الْبَلَاءِ، فَلَا تُشْتَوَى عَلَى بِحَمِيلِ نِنَاءٍ، لِإِخْرَاجِي نَفْسِي إِلَى  
اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَإِلَيْكُمْ مِنَ النَّفِيَّةِ (الْبَقِيَّةِ) فِي حُقُوقِ لَمْ أَفْرَعُ مِنْ آدَاءِهَا،  
وَقَرَأْتُ لَمْ يَأْتِ مِنْ إِسْطِئَانِهَا، فَلَا تُكَلِّمُونِي بِمَا تُكَلِّمُونَ بِهِ الْجَبَابِرَةَ،  
وَلَا تَحْتَفِظُوا مِنِّي بِمَا يُحْتَفِظُ بِهِ عِنْدَ أَهْلِ السَّبَادِرَةِ، وَلَا تُخَالِطُونِي  
بِالْمُضَاعَفَةِ، وَلَا تَسْطِنُوا بِي اسْتِيقَالًا فِي حَقِّ قَيْلٍ لِي، وَلَا التَّجَسُّسَاتِ  
إِعْظَامِ لِنَفْسِي، فَإِنَّهُ مِنْ اسْتِثْقَالِ الْحَقِّ أَنْ يُقَالَ لَهُ أَوْ الْعَدَلِ أَنْ  
يُغْرَضَ عَلَيْهِ، كَمَا كَانَ الْعَمَلُ يَهْمًا أَثْقَلَ عَلَيْهِ، فَلَا تُكَلِّمُوا عَنِّ مَقَالَةَ بِحَقِّ، أَوْ

بیکر  
ن میں  
س کی  
سردار  
ایک  
راخدار  
ہائے  
لیکن  
دوسر  
ہے  
س مدد  
سی تدبیر  
داس  
کا کیا تو  
یاد رکھ  
کی نظر  
ت ہوں  
کردار  
بھی یہ بار  
شہر میں  
سلطنت  
مخبر داد تم  
میں ہو سکتے  
کی جاتی ہے

اور سن  
اگر ان  
ت

ہن اگر رعایا حاکم پر غالب آگئی یا حاکم نے رعایا پر زیادتی کی تو کلمات میں اختلاف ہو جائے گا، ظلم کے نشانات ظاہر ہو جائیں گے۔  
 ہ مکاری بڑھ جائے گی۔ سنتوں کے راستے نظر انداز ہو جائیں گے۔ خواہشات پر عمل ہو گا۔ احکام معطل ہو جائیں گے اور  
 ان بیماریاں بڑھ جائیں گی۔ نہ بڑے سے بڑے حق کے معطل ہو جانے سے کوئی وحشت ہوگی اور نہ بڑے سے بڑے باطل  
 و آدم سے کوئی پریشانی ہوگی۔

ایسے موقع پر نیک لوگ ذلیل کر دئے جائیں گے اور شریر لوگوں کی عزت ہوگی اور بندوں پر خدا کی عقوبتیں عظیم تر ہو جائیں گی۔  
 دارا آپس میں ایک دوسرے کے مخلص رہیں اور ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں اس لئے کہ تم میں کوئی شخص بھی کتنا ہی  
 نے خدا کی طبع رکھتا ہو اور کسی قدر بھی زحمت عمل برداشت کرے اطاعت خدا کی اس منزل تک نہیں پہنچ سکتا ہے جس کا وہ اہل  
 لیکن پھر بھی مالک کا یہ حق واجب اس کے بندوں کے ذمہ ہے کہ اپنے اسکان بھر نصیحت کرتے رہیں اور حق کے قیام میں  
 دوسرے کی مدد کرتے رہیں اس لئے کہ کوئی شخص بھی حق کی ذمہ داری ادا کرنے میں دوسرے کی امداد سے بے نیاز نہیں ہو سکتا  
 ہے حق میں اس کی منزلت کسی قدر عظیم کیوں نہ ہو اور دین میں اس کی فضیلت کو کسی قدر تقدم کیوں نہ حاصل ہو اور نہ کوئی  
 مدد کرنے یا مدد لینے کی ذمہ داری سے کتر ہو سکتا ہے چاہے لوگوں کی نظر میں کسی قدر چھوٹا کیوں نہ ہو اور چاہے انکی نگاہوں  
 ہی قدر کیوں نہ کر جائے۔

داس گفتگو کے بعد آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے ایک طویل تقریر کی جس میں آپ کی مدح و ثناء کے ساتھ اطاعت کا وعدہ  
 لیا تو آپ نے فرمایا کہ :

یاد رکھو کہ جس کے دل میں جلال الہی کی عظمت اور جس کے نفس میں اس کے مقام الہیت کی بلندی ہے اس کا حق یہ ہے کہ تمام کائنات  
 کی نظر میں چھوٹی ہو جائے اور ایسے لوگوں میں اس حقیقت کا سب سے بڑا اہل وہ ہے جس پر اس کی نعمتیں عظیم اور اس کے احسانات  
 عظیم ہوں۔ اس لئے کہ کسی شخص پر اللہ کی نعمتیں عظیم نہیں ہوتیں مگر یہ کہ اس کا حق بھی عظیم تر ہو جاتا ہے اور احکام کے حالات میں  
 کہ کردار افراد کے نزدیک بدترین حالت یہ ہے کہ ان کے بارے میں غرور کا لگان کیا جائے اور ان کے معاملات کو کبر پر مبنی سمجھا جائے  
 اور مجھے یہ بات سخت ناگوار ہے کہ تم میں سے کسی کو یہ لگان پیدا ہو جائے کہ میں رؤسا کو دوست رکھتا ہوں یا اپنی تعریف سنا چاہتا ہوں اور  
 اللہ میں ایسا نہیں ہوں اور اگر میں ایسی باتیں پسند بھی کرتا ہوتا تو بھی اسے نظر انداز کر دیتا کہ میں اپنے کو اس سے کتر سمجھتا ہوں کہ  
 عظمت و کبریائی کا اہل بن جاؤں جس کا پروردگار حقدا رہے۔ یقیناً بہت سے لوگ ایسے ہیں جو ابھی کارکردگی پر تعریف کو دوست رکھتے ہیں  
 ان خبردار تم لوگ میری اس بات پر تعریف نہ کرنا کہ میں نے تمہارے حقوق ادا کر دئے ہیں کہ ابھی بہت سے ایسے حقوق کا خوف باقی ہے جو  
 انہیں ہو سکے ہیں اور بہت سے فرائض ہیں جنہیں بہر حال نافذ کرنا ہے۔ دیکھو مجھ سے اس لہجہ میں بات نہ کرنا جس لہجہ میں جاہل بادشاہوں سے  
 ت کی جاتی ہے اور نہ مجھ سے اس طرح بچنے کی کوشش کرنا جس طرح طیش میں آنے والوں سے بچا جاتا ہے۔ نہ مجھ سے خوشامدیکہ تعلقات  
 سنا اور نہ میرے بارے میں یہ تصور کرنا کہ مجھے حق گراں گزرے گا اور نہ میں اپنی تعظیم کا طلبگار ہوں۔ اس لئے کہ جو شخص بھی حرف حق  
 نے کو گراں سمجھتا ہے یا عدل کی پیشکش کو ناپسند کرتا ہے وہ حق و عدل پر عمل کو یقیناً مشکل تر ہی تصور کرے گا۔ لہذا خبردار حرف حق کہنے میں  
 تلف نہ کرنا اور منصفانہ مشورہ دینے سے گریز نہ کرنا۔

آنک - زیادہ صاحب اختیار  
استعدی طلب ادا کرتا ہوں  
آفتار - اس دینا  
انار - برتن  
رافد - درکار  
ذات - دفاع کرنے والا  
فصنت - بخل سے

قدیمی - آنکھوں میں غاشاک  
شجی - گلے میں پھندہ  
شفار - تلوار کی دھار  
غض سیوت - مسلسل تیغ آزما کر  
کرتے رہنا

۱۷۰) یہ بعینہ وہی انداز کلام ہے جو جاب  
ہوسف نے اختیار کیا تھا کہ زمین کے  
فتنہ سے بچ جانے کے بعد بھی فرمایا  
کہ "میں اپنے نفس کو بری نہیں قرار  
دیتا جب تک پروردگار کی رحمت  
شامل حال نہ ہو جائے۔ انسان  
کا کمال کروا رہی ہے کہ سب کے  
سامنے اپنی عظمت کا احساس بھی  
پیدا کرے تو پروردگار کی بارگاہ میں  
اپنی حقارت و ذلت کا سلسلہ عترت  
کرتا رہے اور اس احساس و عترت  
سے محروم نہ ہونے پائے۔

مشوَرَةٌ بِعَدَلٍ، فَإِنِّي لَنَسِي فِي نَفْسِي بِفَوْقِي أَنْ أُحْطِيَهُ، وَلَا آمَنُ ذَلِكَ مِنْ يَسْئَلِ  
إِلَّا أَنْ يَكْفِي اللَّهُ مِنْ نَفْسِي مَا هُوَ أَشَدُّكَ بِهِ مِنِّي، فَإِنَّمَا أَنَا وَأَنْتُمْ عِبِيدٌ  
تَمَلُّوْكُمْ لِسَرِّ لَا رَبَّ غَيْرُهُ، يَمْلِكُ مِنَّا مَا لَا تَمْلِكُ مِنْ أَنْفُسِنَا، وَأَخْرَجْتَنَا بِمَا  
كُنَّا فِيهِ إِلَى مَا صَلَحْنَا عَلَيْهِ، فَأَبْدَلْنَا بِسَعَةِ الطَّلَاقِ بِالْمَدَى، وَأَعْطَانَا  
الْبَصِيرَةَ بَعْدَ الْعَمَى.

و من کلام له ﴿۲۱۷﴾

في النظم والتشكي من قريش

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَدِينُكَ عَلَى قُرَيْشٍ وَمَنْ أَعَانَهُمْ، فَإِنَّهُمْ قَدْ قَطَعُوا رَحِمِي  
وَأَكْفَرُوا إِنبَائِي، وَأَجْتَمَعُوا عَلَيَّ مُنَازَعَتِي حَقًّا كُنْتُ أَوْلَى بِهِ مِنْ غَيْرِي،  
وَقَالُوا: أَلَا إِنَّ فِي الْحَقِّ أَنْ تَأْخُذَهُ، وَفِي الْحَقِّ أَنْ تُنْتَمِعَهُ، فَاصْبِرْ مَسْغُومًا،  
أَوْ مَثُ مُتَأَسِّفًا، فَتَطَرْتُ فَإِذَا لَيْسَ لِي رَايِدٌ، وَلَا ذَاكٌ وَلَا مُسَاعِدٌ، إِلَّا أَهْلُ  
بَيْتِي، فَضَنَنْتُ بِهِمْ عَنِ الْمَيْبَةِ، فَأَعْضَيْتُ عَلَى الْقَدَى، وَجَرَعْتُ رَيْبِي عَلَى  
الشُّجَا، وَصَبَرْتُ مِنْ كَطْمِ الْغَيْظِ عَلَى أَمْرِ مِنَ الْعَلَقَمِ، وَالْمِ لِقَلْبِ  
مِنْ وَخْرِ الشُّقَارِ.

قال الشريف (رضي الله عنه): وقد مضى هذا الكلام في أثناء خطبة مستقدمة، إلا  
أنني ذكرته هاهنا لاختلاف الروايتين.

و من کلام له ﴿۲۱۸﴾

في ذكر السائرين إلى البصرة لحربه ﴿۲۱۸﴾

فَقَدِّمُوا عَلَيَّ عَسَائِي وَخُزَّانَ بَيْتِ الْمُسْلِمِينَ الَّذِي فِي يَدَيْ، وَعَلَى أَهْلِ  
مِصْرٍ، كُنْتُمْ فِي طَاعَتِي وَعَلَى بَيْعَتِي فَتَسَبَّحُوا كَلِمَتِي، وَأَفْسَدُوا عَلَيَّ  
جَمَاعَتَهُمْ، وَوَسَّجُوا عَلَيَّ شَيْعَتِي، فَتَمَلَّوْا طَائِفَةً مِنْهُمْ غَدْرًا، وَطَائِفَةً  
عَضُّوا عَلَيَّ أَشْيَانَهُمْ، فَضَارَبُوا بِهَا حَتَّى لَقُوا اللَّهَ صَادِقِينَ.

اس لئے  
سیرا پرورد  
دیکھ  
کاتنا اخت  
لگا یا ہے

خدا  
نہیں کیا اد  
جس کا میں  
روک دیا  
ایسے  
آئیں نے ا  
گلے میں پھند  
سے زیاد  
درا

یہ لوگ  
سب کی طرف  
اور ان میں  
باقاعدہ مقاب

لے حیرت انگیز  
سی بن ابیطا  
دو ایک طر  
درجو دوا

مصادر خطبہ ۲۱۷ رسائل کلینی، کشف المحجرات ابن طاووس ص ۳۳، الغارات ثقفی، الامامة والسياسة ۱ ص ۱۵۳ - المسترشد طبری ص ۱۵۳  
جہرۃ رسائل العرب احمد زکی - الجمل المفید ص ۶۱، العقد الفرید ص ۲۲۴  
مصادر خطبہ ۲۱۸ رسائل کلینی - الغارات، المسترشد ص ۹۵، الامامة والسياسة ۱ ص ۱۵۳، جہرۃ رسائل العرب

لئے کہ میں ذاتی طور پر اپنے کو غلطی سے بالاتر نہیں تصور کرتا ہوں اور نہ اپنے افعال کو اس خطرہ سے محفوظ سمجھتا ہوں مگر یہ کہ  
 پروردگار میرے نفس کو بچالے کہ وہ اس کا مجھ سے زیادہ صاحب اختیار ہے۔  
 دیکھو ہم سب ایک خدا کے بندے اور اس کے مملوک ہیں اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا خدا نہیں ہے۔ وہ ہمارے نفوس  
 انا اختیار رکھتا ہے جتنا خود ہمیں بھی حاصل نہیں ہے اور اسی نے ہمیں سابقہ حالات سے نکال کر اس اصلاح کے راستے پر  
 لایا ہے کہ اب گمراہی ہدایت میں تبدیل ہو گئی ہے اور اندھے بن کے بعد بصیرت حاصل ہو گئی ہے۔

۲۱۷۔ آپ کا ارشاد گرامی

(قریش سے شکایت اور فریاد کرتے ہوئے)

خدا یا! میں قریش سے اور ان کے مددگاروں سے تیری مدد چاہتا ہوں کہ ان لوگوں نے میری قربت داری کا خیال  
 نہیں کیا اور میرے ظن عظمت کو الٹ دیا ہے اور مجھ سے اس حق کے بارے میں بھگڑا کرنے پر اتحاد کر لیا ہے  
 جس کا میں سب سے زیادہ حقدار تھا اور پھر یہ کہنے لگے ہیں کہ آپ اس حق کو لے لیں تو یہ بھی صحیح ہے اور آپ کو اس سے  
 روک دیا جائے تو یہ بھی صحیح ہے۔ اب چاہیں ہم و غم کے ساتھ صبر کریں یا رنج و الم کے ساتھ مرجائیں۔  
 ایسے حالات میں میرے دیکھا کہ میرے پاس نہ کوئی مددگار ہے اور نہ دفاع کرنے والا سوائے میرے گھر والوں کے  
 اور میں نے انھیں موت کے منہ میں دینے سے گریز کیا اور بالآخر آنکھوں میں خس و خاشاک کے ہوتے ہوئے چشم پوشی کی اور  
 گے میں پھندہ کے ہوتے ہوئے لعاب دہن نکل لیا اور غصہ کو پینے میں خنظل سے زیادہ تلخ ذائقہ پر صبر کیا اور پھر لوگوں کے زخموں  
 سے زیادہ تکلیف دہ حالات پر خاموشی اختیار کر لی۔

(سید رضیؒ۔ گذشتہ خطبہ میں یہ مضمون گذر چکا ہے لیکن روایتیں مختلف تھیں لہذا میں نے دوبارہ اسے نقل کر دیا)

۲۱۸۔ آپ کا ارشاد گرامی

(بصرہ کی طرف آپ سے جنگ کرنے کے لئے جانے والوں کے بارے میں)

یہ لوگ میرے عالموں۔ میرے زبردست بیت المال کے خزانہ داروں اور تمام اہل شہر جو میری اطاعت و بیعت میں تھے  
 سب کی طرف وارد ہوئے۔ ان کے کلمات میں افتراق پیدا کیا۔ ان کے اجتماع کو برباد کیا اور میرے چاہنے والوں پر حملہ کر دیا  
 اور ان میں سے ایک جماعت کو دھوکے سے قتل بھی کر دیا لیکن دوسری جماعت نے تلواریں اٹھا کر دانت بھینچ لئے اور  
 باقاعدہ مقابلہ کیا یہاں تک کہ حق و صداقت کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔

لے حیرت انگیز بات ہے کہ مسلمان ابھی تک ان دو گروہوں کے بارے میں حق و باطل کا فیصلہ نہیں کر سکا ہے جن میں ایک طرف نفس رسولؐ  
 علی بن ابیطالبؑ جیسا انسان تھا جو اپنی تعریف کو بھی گوارا نہیں کرتا تھا اور ہر لمحہ عظمت خالق کے پیش نظر اپنے اعمال کو خیر و معمولی ہی تصور کرتا تھا  
 اور ایک طرف طلحہ و زبر جیسے وہ دنیا پرست تھے جن کا کام فتنہ پردازی۔ شرانگیزی۔ تفرقہ اندازی اور قتل و غارت کے علاوہ کچھ نہ تھا  
 اور جو دولت و اقتدار کی خاطر دنیا کی ہر بُرائی کر سکتے تھے اور ہر جرم کا ارتکاب کر سکتے تھے۔

و من کلام له ﴿۲۱۹﴾

لما مر بطلحة بن عبد الله وعبد الرحمن بن عتاب بن أسيد وها قتيلان يوم الجمل:  
لَقَدْ أَضْحَجَ أَبُو مُحَمَّدٍ بِهَذَا الْمَكَانِ غَرِيبًا أَمَا وَاللَّهِ  
لَقَدْ كُنْتُ أَكْرَهُ أَنْ تَكُونَنَّ فُرَيْشُ قَتْلَى تَحْتَ بُطُونِ الْكُفْرَانِ  
أَذْرَكْتُ وَثَرِي مِنْ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، وَأَفْلَسْتُ أَعْيَانُ بَنِي جُمَحٍ،  
لَقَدْ أَثْلَعُوا أَعْنَاقَهُمْ إِلَى أَمْرِ لَمْ يَكُونُوا أَهْلَهُ فَوَقِصُوا دُونَهُ.

و من کلام له ﴿۲۲۰﴾

في وصف السالك الطريق إلى الله سبحانه

قَدْ أَحْيَا عَقْلَهُ وَأَمَاتَ نَفْسَهُ حَتَّى دَقَّ جَلِيلُهُ، وَلَطَفَ غَلِيظُهُ  
وَسَرَقَ لَهُ لَأْيَعَ كَثِيرُ الْبَرِّ، فَأَبَانَ لَهُ الطَّرِيقَ، وَتَلَّكَ بِدِ السَّبِيلِ،  
وَتَدَافَعَتْهُ الْأَبْوَابُ إِلَى بَابِ السَّلَامَةِ، وَدَارَ الْأَقَامَةِ، وَتَبَيَّنَتْ  
رَجُلَاهُ بِطَمَأْنِينَةٍ بَدِيهِ فِي قَرَارِ الْأَمْنِ وَالرَّاحَةِ، بِمَا اسْتَعْمَلَ  
قَلْبُهُ، وَأَرْضَى رَبَّهُ.

و من کلام له ﴿۲۲۱﴾

قال بعد تلاوته: «أَلَمْ أَكُمُ التَّكَاثُرُ \* حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ»

يَا لَوْ مَرَّ مَا أَبْعَدَهُ، وَزُورًا مَا أَعْفَلَهُ، وَخَطْرًا مَا أَفْظَمَهُ  
لَقَدْ اسْتَحْلَوْا مِنْهُمْ أَيْ مُدَكِّرٍ وَتَنَاوَسُوهُمْ مِنْ تَكَاثُرٍ بِعَيْلٍ  
أَفْ-يَمْصَارِعِ آبَائِهِمْ يَفْخَرُونَ! أَمْ يَعْدِيدُوا الْهَلْكَى يَتَكَاثَرُونَ  
يَسْرَجِعُونَ مِنْهُمْ أَجْسَادًا خَوْتًا، وَحَرَكَاتٍ سَكَنَتْ، وَلَئِنْ يَكُونُوا عَمِلًا  
أَحَقُّ مِنْ أَنْ يَكُونُوا مُفْتَحِرًا، وَلَئِنْ يَهْطِلُوا بِهِمْ جَنَابٌ ذَلِكَ  
أَحَجُّ مِنْ أَنْ يَقُومُوا بِهِمْ مَقَامَ عِرَّةٍ! لَقَدْ نَظَرُوا إِلَيْهِمْ  
بِأَبْصَارِ الْعَشْوَةِ، وَضَرَبُوا بِرُؤُوسِهِمْ فِي غَمْرَةِ جَهَنَّمَ، وَلَسُوا

وتر - بدل

أثْلَعُوا - سرانجام کردیها  
وَقِصُّوا - گردن توڑدی گئی  
أَحْيَا عَقْلَهُ - فکر و نظر سے کام لینا  
أَمَاتَ نَفْسَهُ - خواہش کو پامال کر دینا  
دَقَّ جَلِيلُهُ - جسم لاغر ہو گیا  
لَطَفَ غَلِيظُهُ - نفس پاکیزہ ہو گیا  
تَدَافَعَتْ أَبْوَابُ سِلْسِلِ مَقَامَاتِ  
کمال کی طرف رخ کرنا

تکاثر - کثرت کا مقابلہ

مرام - مطلوب

زور - زیارت کرنے والے

استحلا - خالی پانا

مدکر - عبرت

تناوش - حرفت میں لے لیا

خوت - خالی ہو گئے

اجحی - مطابق عقل

عشوہ - ضعف بصارت

مصادر خطبہ ۲۱۹ - اغانی ابوالفرج اصفہانی ۲۱ ص ۲۲۳، کمال سبردا ص ۱۳۶، القدا الفرید ص ۲۹۹، المجاسن والمساوی ص ۲ ص ۵۳،  
ابن اثیر ص ۱۹۴، انساب الاشراف ص ۲ ص ۲۶۱، مروج الذهب ص ۳ ص ۳۴۱

مصادر خطبہ ۲۲۰ - غرر الحکم آمدی ص ۲۳۳

مصادر خطبہ ۲۲۱ - عیون الحکم والمواعظ ابن شاکر اللیثی، النہایتہ ابن اثیر ص ۳۹۸، حلیۃ الاولیاء ص ۲ ص ۱۳۲



۲۱۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب روزِ جملِ طلحہ بن عبد اللہ اور عبد الرحمن بن عتاب بن اُسید کی لاشوں کے قریب سے گذر ہوا)  
ابو محمد (طلحہ) نے اس میدان میں عالمِ غربت میں صبح کی ہے۔ خدا گواہ ہے کہ مجھے یہ بات ہرگز پسند نہیں تھی کہ قریش کے  
نئے تاروں کے نیچے زیرِ آسمان پڑے رہیں لیکن کیا کروں۔ بہر حال میں نے عبد مناف کی اولاد سے ان کے لئے کا بدلہ لے لیا  
انہوں نے کہہ دیا کہ حجِ بقیع کر نکل گئے، ان سب نے اپنی گردنیں اس امر کی طرف اٹھائی تھیں جس کے یہ ہرگز اہل نہیں تھے۔ اسی لئے  
مذبح پہنچنے سے پہلے ہی ان کی گردنیں توڑ دی گئیں۔

۲۲۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

(خداہ کی راہ میں چلنے والے انسانوں کے بارے میں)

ایسے شخص نے اپنی عقل کو زندہ رکھا ہے اور اپنے نفس کو مردہ بنا دیا ہے۔ اس کا جسم باریک ہو گیا ہے اور اس کا بھاری بھرکا  
پرہیز ہو گیا ہے اس کے لئے بہترین ضویا پاش فوراً باریت چمک اٹھا ہے اور اس نے راستہ کو واضح کر کے اسی پر چلا دیا ہے۔ تمام  
دواؤں نے اسے سلامتی کے دروازہ اور ہمیشگی کے گھر تک پہنچا دیا ہے اور اس کے قدم طمانینتِ بدن کے ساتھ امن و راحت  
مَنْزِل میں ثابت ہو گئے ہیں کہ اس نے اپنے دل کو استعمال کیا ہے اور اپنے رب کو راضی کر لیا ہے۔

۲۲۱۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جسے الملک الکاشر کی تلاوت کے موقع پر ارشاد فرمایا)

ذرا دیکھو تو ان آبارِ واجداد پر فخر کرنا لوں کا مقصد کس قدر بعید از عقل ہے اور یہ زیارت کرنے والے کس قدر غافل ہیں اور خطرہ بھی  
کس قدر عظیم ہے۔ یہ لوگ تمام عبرتوں سے خالی ہو گئے ہیں اور انہوں نے مردوں کو بہت دور سے لے لیا ہے۔ آخر یہ کیا اپنے آبارِ واجداد کے لاشوں  
پر فخر کر رہے ہیں؟ یا مردوں کی تعداد سے اپنی کثرت میں اضافہ کر رہے ہیں؟ یا ان جسموں کو واپس لانا چاہتے ہیں جو روحوں سے خالی ہو چکے  
ہیں اور حرکت کے بعد ساکن ہو چکے ہیں۔ انہیں تو فخر کے بجائے عبرت کا سامان ہونا چاہئے تھا اور ان کو دیکھ کر انسان کو عزت کے  
بجائے ذلت کی منزل میں اتارنا چاہئے تھا مگر انہوں نے ان لوگوں نے ان مردوں کو چندھیائی ہوئی آنکھوں سے دیکھا ہے اور  
ان کی طرف سے جہالت کے گڑھے میں گر گئے ہیں۔

یہ سلسلہ تباہی و تخریب اور آج بھی برقرار ہے کہ انسان سامانِ عبرت کو وجہِ فضیلت قرار دے رہا ہے اور اس طرح  
سلسلہِ وادیِ غفلت میں منزل سے دور تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ کاش اسے اس قدر شعور ہوتا کہ آبارِ واجداد کی بوسیدہ لاشیں یا قبریں  
باعثِ افتخار نہیں ہیں۔ باعثِ افتخار انسان کا اپنا کردار ہے اور درحقیقت کردار بھی اس قابل نہیں ہے کہ اسے سرمایہٴ افتخار قرار دیا  
جاسکے۔ انسان کے لئے وجہِ افتخار صرف ایک چیز ہے کہ اس کا مالک پروردگار ہے جو ساری کائنات سے بالاتر ہے جیسا کہ خود بولائے  
کائنات نے اپنی مناجات میں اشارہ کیا ہے کہ "خدا یا! میری عزت کے لئے یہ کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں اور میرے فخر کے لئے یہ کافی  
ہے کہ تو میرا رب ہے۔ اب اس کے بعد میرے لئے کسی شے کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ صرف التجا یہ ہے کہ جس طرح تو میری مرضی کا خدا  
ہے۔ اسی طرح مجھے اپنی مرضی کا بندہ بنالے۔"

نارویہ - افتادہ

پوع - مکانات

تسأل - جمع ضال

ہام - کھوپڑی

تستنبتون - گھاس اگاتے ہو

ترتعون - چرتے ہو

بواک - جمع باکیہ

نواح - جمع ناجیہ

سلف غایہ - سبقت کرنے والے

قراط - جمع فارط - پان ک طرف

بڑھنے والے

منابل - جمع منہل (چشمہ)

مقاوم - جمع مقام

صلبات - جمع صلبہ

سوق - جمع سوتہ (رعایا)

برزخ - قبر

فجوات - جمع فجوہ (شکاف)

یتنون - اضافہ کرتے ہیں

ضمار - ناقابل برگشت مال

لا یسفلون - پرواہ نہیں کرتے ہیں

رواجت - زلزلے

لایا ذنون - سنتے نہیں ہیں

قواصع - گرج

آلات - مجمع

صمت - بے صدا ہو گئے

ارتجال الصفہ - جبکہ توصیف

صرعی - ہلاک

سبات - خوابیدہ

بیت - بوسیدہ ہو گئی

عی - کنڈے

جدیدین - دن رات

ان تَنْطِقُوا عَنْهُمْ عَصْرَاتِ يَلْكَ الدَّيَارِ الْخَاوِيَةِ، وَالرُّسُوعِ  
الْمَقَالِيَةِ، لَقَالَتْ: ذَهَبُوا فِي الْأَرْضِ ضُلَّالًا وَذَهَبْتُمْ فِي  
أَعْنَاقِهِمْ جُثَالًا، تَطْوُونَ فِي هَامِيهِمْ، وَتَسْتَنْبِتُونَ فِي  
أَجْسَادِهِمْ، وَتَرْتَعُونَ فِيهَا لَطْوًا، وَتَشْكُتُونَ فِيهَا عَسْرَتًا،  
وَأَيْمَانُ الْأَيْمَامِ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ بَسْوَكَ وَتَوَائِيحُ عَلَيْكُمْ

أَوْلَانِكُمْ سَلَفُ غَايَتِكُمْ، وَفَرَّاطُ مَنَاهِلِكُمْ، الَّذِينَ كَانَتْ لَهُمْ  
مَسَاوِمُ السَّيْرِ، وَحَلَبَاتُ (جملبات) السَّخْرِ، مُلُوكًا وَسُوقًا، سَلَكُوا فِي  
بُطُونِ الْبَرْزَخِ سَبِيلًا (طريقاً) سَلَطَتِ الْأَرْضُ عَلَيْهِمْ فَيَبِي،  
فَأَكَلَتْ مِنْ لُحُومِهِمْ، وَشَرِبَتْ مِنْ دِمَائِهِمْ، فَأَضَاعُوا فِي  
فَجَوَاتِ بُيُوتِهِمْ جَمَادًا لَا يَسْتَمُونَ، وَضَمَارًا لَا يُسَوِّدُونَ،  
لَا يُفْرِعُهُمْ وَرُودُ الْأَنْفُسِ وَالْأَنْفِ، وَلَا يَنْفِرُهُمْ تَنْكُرُ الْأَخْشَالِ،  
وَلَا يَنْفِلُونَ بِالسَّرِّ وَالْوَاجِبِ، وَلَا يَأْذَنُونَ لِقَوَاصِعِ غِيَا  
لَا يُنْتَظَرُونَ، وَشُهُودًا لَا يَحْضُرُونَ، وَأَيْمَانًا كَانُوا جَمِيعًا  
فَسْتَشْتُوا، وَأَلْفًا قَافِرَتُوا، وَمَاعِنَ طَوْلِ عَهْدِهِمْ، وَلَا يَسْتَعِينُوا  
عَمَلِهِمْ، عَمِيَّتْ أَعْنَاقُهُمْ، وَصَمَّتْ دِيَارُهُمْ، وَلَكِنَّهُمْ سَلُّوا  
كَأَسَا بَسَدَتْهُمْ بِالسَّلْطَنِ خَرَسًا، وَبِالسَّنْعِ صَمَمًا، وَبِالسَّرَّكَاتِ  
سُكُونًا فَكَأَنَّهُمْ فِي أَرْتَجَالِ (ارتجال) الصَّفَةِ صَرَغِينَ سُبَاتِ  
جَبْرَانٍ لَا يَسْتَأْذِنُونَ، وَأَجْرِبَاءَ (احياء) لَا يَسْتَأْذِنُونَ،  
بَسَلِيَّتِ بَيْنَهُمْ عُرَا الثَّقَافِ، وَانْقَطَعَتْ رِيَّتُهُمْ أَنْسَابُ  
الْإِخْلَاءِ، فَكُلُّهُمْ وَجِيدٌ وَهُمْ جَمِيعٌ، وَبِحَبَابِ الْمَجْرِي  
وَهُمْ أَخْلَاءٌ، لَا يَسْتَعَارِفُونَ لِسَلِيلِ صَبَاحًا، وَلَا لِتَهَارِ مَسَاءً.  
أَيُّ الْجَسَدِ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ كَانَ عَلَيْهِمْ سَرْمَدًا، شَاهِدًا وَابْنَ

المان

م جبال

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

م جودہ

ان کے بائیں گے پڑے مکاؤں اور خالی گھروں سے دریافت کیا جائے تو یہی جواب ملے گا کہ لوگ گمراہی کے عالم میں زیر زمین چلے گئے  
جہالت کے عالم میں ان کے پیچھے چلے جا رہے ہو۔ ان کی کھوپڑیوں کو روند رہے ہو اور ان کے جسموں پر عمارتیں کھڑی کر رہے  
ہو وہ چھوڑ گئے ہیں اسی کو چر رہے ہو اور جو وہ برباد کر گئے ہیں اسی میں سکونت پذیر ہو۔ تمہارے اور ان کے درمیان کے دن  
سے حال پر رو رہے ہیں اور تمہاری بربادی کا ڈھر پڑھ رہے ہیں۔

یہ ہیں تمہاری منزل پر پہلے پہنچ جانے والے اور تمہارے چٹوں پر پہلے وارد ہو جانے والے۔ جن کے لئے عزت کی منزلیں تھیں  
مخرد مہابت کی فراوانیاں تھیں۔ کچھ سلاطین وقت تھے اور کچھ دوسرے درجہ کے منصب دار۔ لیکن سب رزخ کی گہرائیوں میں راہ پائی  
ہے ہیں۔ زمین ان کے اوپر مسلط کر دی گئی ہے۔ اس نے ان کا گوشت کھا لیا ہے اور خون پی لیا ہے۔ اب وہ قبر کی گہرائیوں میں ایسے جاد  
ہے ہیں جن میں نمونہ نہیں ہے اور ایسے گم ہو گئے ہیں کہ ڈھونڈنے نہیں مل رہے ہیں۔ نہ ہونک مہتاب کا درود انہیں خوفزدہ بنا سکتا ہے اور نہ بدلتے  
ت انہیں رنجیدہ کر سکتے ہیں۔ نہ انہیں زلزلوں کی پرواہ ہے اور نہ گرج اور کڑک کی اطلاع۔ ایسے غائب ہوئے ہیں کہ ان کا انتظار نہیں  
جا رہا ہے اور ایسے حاضر ہیں کہ سامنے نہیں آتے ہیں۔ کل سب یکجا تھے اب منتشر ہو گئے ہیں اور سب ایک دوسرے کے قریب تھے اور  
بچھا ہو گئے ہیں۔ ان کے حالات کی بے خبری اور ان کے دیار کی خاموشی طول زمان اور بگور مکان کی بنا پر نہیں ہے بلکہ انہیں موت کا وہ  
بلا دیا گیا ہے جس نے ان کی گویائی کو گونگے پن میں اور ان کی سماعت کو بہرے پن میں اور ان کی حرکات کو سکون میں تبدیل کر دیا ہے۔  
کی سرسری تعریف یہ ہو سکتی ہے کہ جیسے نیند میں بے خبر پڑے ہوں کہ ہمایہ میں لیکن ایک دوسرے سے مانوس نہیں ہیں اور احباب ہیں  
ان ملاقات نہیں کرتے ہیں۔ ان کے درمیان باہمی تعارف کے رشتے بوسیدہ ہو گئے ہیں اور برادری کے اسباب منقطع ہو گئے ہیں۔ اب  
تجمع ہونے کے باوجود اکیلے ہیں اور دست ہونے کے باوجود ایک دوسرے کو چھوڑے ہوئے ہیں۔ نہ کسی رات کی صبح سے آشنا  
اور نہ کسی صبح کی شام پہناتے ہیں۔

دن و رات میں جس ساعت میں بھی دنیا سے گئے ہیں وہی ان کی ابدی ساعت ہے اور دارِ آخرت کے خطرات کو اس سے زیادہ  
گہرا ہے۔

یہ صورت حال کسی سکون اور اطمینان کا اشارہ نہیں ہے بلکہ دراصل انسان کی مدہوشی اور بدحواسی کا اظہار ہے کہ صاحب عقل و شعور بھی جمادات کی شکل اختیار  
کر گیا ہے اور صورت حال یہ ہو گئی ہے کہ ادھر کے جملہ حالات سے بے خبر ہو گیا ہے لیکن ادھر کے حالات سے بے خبر نہیں ہے۔ صبح و شام ارواح کے سلسلے جہنم  
میں نظر کیا جاتا ہے اور بے عمل اور بدکردار انسان ایک نئی مصیبت سے دوچار ہو جاتا ہے۔

درحقیقت مولائے کائنات نے ان فقرات میں مرنے والوں کے حالات کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ زندہ افراد کو اس صورت حال سے بچانے کا انتظام  
رہا ہے کہ انسان اس انجام سے باخبر رہے اور چند روزہ دنیا کے بجائے ابدی عاقبت اور آخرت کا انتظام کرے جس سے ہر حال دوچار ہونے اور  
اس سے فرار کا کوئی امکان نہیں ہے!

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

أَخْطَارِ دَارِهِمْ أَفْطَحَ بِمَا خَافُوا، وَرَأَوْا مِنْ آيَاتِنَا أَسْمَاءَ  
بِمَا قَدَرُوا، فَكَلَّمْنَا الْغَائِبِينَ مُدَّتْ لَهُمْ إِلَى مَسَاءٍ  
ثَلَاثَ مَبَالِغِ الْخَوْفِ (فوت) وَالرَّجَاءِ، فَلَوْ كَانُوا يَسْتَظْفِرُونَ  
بِهَذَا عَمَلًا بِصِفَةِ مَا شَاهَدُوا وَمَا عَابَتُوا.

وَلَمَّا بَلَغَ أَسْرَهُمْ، وَأَنْقَطَعَتْ أَخْبَارُهُمْ، لَمَّا رَجَعَتْ  
فِيهِمْ أَنْبَارُ السَّيْرِ، وَتَمَيَّعَتْ عَنْهُمْ آذَانُ الْمُعْتَمِلِ، وَتَكَسَّلُوا  
مِنْ غَيْرِ جِهَاتِ الشُّطُوقِ، فَقَالُوا: كَلَمَحَتِ الْوُجُوهُ الشَّوَاحِرُ،  
وَخَسَوَتِ الْأَجْنَاسُ، النَّوَاعِمُ، وَلَمَّا أَمَدَّ السَّبِيلَ،

وَتَكَسَّاهُ دَنَا ضَيْقُ الْمَضْجِعِ، وَتَوَارَتْ نَا الْوَحْشَةُ، وَتَهَيَّأَتْ  
عَلَيْنَا الرُّبُوعُ الشُّمُوتُ، فَأَتَمَحَّتْ مَحَايِنُ أَجْسَادِنَا،  
وَتَنَكَّرَتْ مَعَارِفُ صُورِنَا، وَطَالَتْ فِي مَسَاكِينِ الْوَحْشَةِ  
إِقَامَتُنَا، وَلَمْ نَجِدْ مِنْ كَرْبٍ فَرَجًا، وَلَا مِنْ ضَيْقٍ مُسْتَمًا،

فَلَوْ مَسَّكُنَهُمْ بِمَقْلَقِ، أَوْ كَشِيفَ عَنْهُمْ مَحْجُوبِ الْغِيَاءِ لِلَّهِ  
وَقَدِ ارْتَمَحَتْ أَسْمَاءُهُمْ بِالْمَوَامِّ فَاسْتَكَّتْ، وَأَنْتَحَلَتْ  
أَبْصَارُهُمْ بِالتَّرَابِ فَخَسَفَتْ، وَتَنَقَّطَتْ الْأَلْبَابُ  
فِي أَفْوَاجِهِمْ بِمَعْدَا ذَلَالَتِنَا، وَهَمَدَتِ الْقُلُوبُ فِي

صُدُورِهِمْ بِمَعْدَا تَنَقُّطِنَا، وَعَمَّتْ فِي كُلِّ جَارِحَةٍ مِنْهُمْ  
جَدِيدٌ بَلِيٌّ سَمَّ جَهَنَّمَ، وَسَهَّلَ طُرُقَ الْآفَةِ إِلَيْهَا  
مُتَشَلِّياتٍ فَلَا أَيْدِي تُدْفِعُ، وَلَا قُلُوبٌ تُجْرِعُ، لَمَّا رَأَيْنَا  
أَشْجَانِ قُلُوبٍ، وَأَفْدَاءَ عُيُونٍ، هُمْ فِي كُلِّ قَطَاعَةٍ صِنْفٌ

حَالٍ لَا تَنْتَقِلُ، وَغَمْرَةٌ لَا تَسْجَلِي، فَكَلِمَتِ الْأَرْزَامِ  
مِنْ عَزِيرِ جَسَدٍ، وَأَنْبِقِ لَوْنٍ، كَمَا فِي الدُّنْيَا غَدِيٌّ تُسْرِقُ  
وَرَبِيبٌ شَرَفًا يَسْتَعْلَلُ بِالسُّرُورِ فِي سَاعَةِ حُرَّتِهِ، وَتَفْرَعُ إِلَى

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

تاریخ - ص ۱۰۰

دن دنیا میں اندیشہ تھا اور اس کی نشانیوں کو اس سے زیادہ مشاہدہ کر لیا ہے جس کا اندازہ کیا تھا۔ اب اچھے بُرے دونوں طرح کے  
 پہنچ کر آخری منزل تک پہنچا دیا گیا ہے جہاں آخر درجہ کا خوف بھی ہے اور دوسری ہی امید بھی ہے۔ یہ لوگ اگر بولنے کے لائق بھی  
 اور ان حالات کی توصیف نہیں کر سکتے تھے جن کا مشاہدہ کر لیا ہے اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔

اب اگر ان کے آثار گم بھی ہو گئے ہیں اور ان کی خبریں منقطع بھی ہو گئی ہیں تو عبرت کی نگاہیں بہر حال انہیں دیکھ رہی ہیں اور  
 کے کان بہر حال ان کی داستانِ غم سن رہے ہیں اور وہ زبان کے بغیر بھی بول رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ شاداب چہرے  
 ہو چکے ہیں اور نرم و نازک اجسام مٹی میں مل گئے ہیں۔ بوسیدگی کا لباس زیب تن ہے اور تنگی مرتد نے تھکا ڈالا ہے۔ وحشت  
 دوسرے کی دراخت ہے اور خاموش منزلیں ویران ہو چکی ہیں۔ جسم کے محاسن محو ہو چکے ہیں اور جانی پہچانی صورت بھی  
 ہو گئی ہے۔ منزل وحشت میں قیام طویل ہو گیا ہے اور کسی کرب سے راحت کی امید نہیں ہے اور نہ کسی تنگی میں وسعت کا  
 اسکان ہے۔

اب اگر تم اپنی عقلوں سے ان کی تصویر کشی کرو یا تم سے غیب کے پردے اٹھادے جائیں اور تم انہیں اس عالم میں دیکھ لو کہ  
 ان کا وجہ سے ان کی قوتِ سماعت ختم ہو چکی ہے اور وہ بہرے ہو چکے ہیں اور ان کی آنکھوں میں مٹی کا سرمہ لگا دیا گیا ہے اور وہ  
 ہو چکی ہیں اور زبانیں دہن کے اندر روانی کے بعد ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی ہیں اور دل سینوں کے اندر بیداری کے بعد سو چکے ہیں اور  
 کو ایک نئی بوسیدگی نے تباہ کر کے بدہیئت بنا دیا ہے اور آفتوں کے راستوں کو سہوار کر دیا ہے کہ اب سب مہاراجے لئے  
 تسلیم ہیں نہ کوئی ہاتھ دفاع کرنے والا ہے اور نہ کوئی دل پیچین ہونے والا ہے۔ تو یقیناً وہ مناظر دیکھو گے جو دل کو  
 بردہ بنا دیں گے اور آنکھوں میں خس و خاشاک ڈال دیں گے۔ ان غریبوں کے لئے ہر مصیبت میں وہ کیفیت ہے جو بدلتی نہیں  
 اور وہ سختی ہے جو ختم نہیں ہوتی ہے۔

اُف! یہ زمین کتنے عزیز ترین بدن اور حسین ترین رنگ کھا گئی جن کو دولت و راحت کی غذا مل رہی تھی اور جنہیں شرف کی  
 بخش میں پالا گیا تھا۔ جو حزن کے اوقات میں بھی مسرت کا سامان کر لیا کرتے تھے اور اگر کوئی مصیبت آن پڑتی تھی تو اپنے عیش کی تازگیوں

البر المؤمنین کی تصویر کشی پر ایک لفظ کے بھی اضافہ کی گنجائش نہیں ہے اور اب تو اس سے بہتر زیر زمین کا نقشہ کون کھینچ سکتا ہے۔ بات صرف یہ  
 ہے کہ انسان اس سنگین صورت حال کا اندازہ کرے اور اس تصویر کو اپنی نگاہِ عقل و بصیرت میں مجسم بنائے تاکہ اسے اندازہ ہو کہ اس دنیا کی حیثیت  
 و اوقات کیا ہے اور اس کا انجام کیا ہونے والا ہے۔

حقیقت امر یہ ہے کہ زیر زمین خاک کا ڈھیر بن جانے والے کسی کسی زندگیاں گزار گئے ہیں اور کس کس طرح کی راحت پسند یوں سے گذر چکے ہیں  
 ان آج موت ان کی حیثیت کا اقرار کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اور قبر ان کے کسی قسم کے احترام کی قابل نہیں ہے۔ یہ تو صرف ایمان و کردار یا  
 جب قبر و بارگاہ کے جوار کا اثر ہے کہ انسان فشاں قبر اور بوسیدگی جسم سے محفوظ رہ جائے۔ ورنہ زمین اپنے ٹکڑے کو اصل سے ملا دینے میں کسی  
 ان کے تکلف سے کام نہیں لیتی ہے۔

السَّلْوَةَ إِن مُصِيبَةً نَزَلَتْ بِهِ، ضَلْنَا بِفَضَارَةِ عَيْنَيْهِ، وَشَحَاخَةَ  
بِلَهْوِهِ وَأَلْعِيهِ فَبَيَّنَّا هُوَ يَضْحَكُ إِلَى الدُّنْيَا وَتَضْحَكُ إِلَيْهِ  
فِي ظِلِّ عَيْنَيْهِ عَقُولٍ، إِذْ وَطِئَ الدَّهْرُ بِهِ حَسَكَهُ وَتَمَضَّتْ الْأَيَّامُ  
قُوَاهُ، وَتَطَّرَتْ إِلَيْهِ الْمُشْتَوُّفُ مِنْ كَتَبٍ، فَخَالَطَهُ بَثٌّ لَا يَسْرِفُهُ،  
وَتَجَبُّ هَمٌّ مَا كَانَ يَجِدُهُ، وَتَوَلَّدَتْ فِيهِ فَتْرَاتٌ عِجَلٌ، أَسَسَ مَا كَانَ  
بِصِحَّتِهِ، فَفَرَعَ إِلَى مَا كَانَ عَوْدَةَ الْأَطِبَّاءِ مِنْ تَشْكِينِ الْمَسَارِ  
بِالْقَارِ، وَتَحْرِيكِ الْبَارِدِ بِالْمَاءِ، فَلَمْ يُطْفِئْ بِبَارِدٍ إِلَّا نَوَزَ  
حَرَارَةً، وَلَا حَرَّكَ بِمَاءٍ إِلَّا هَوَّجَ بُرُودَةً، وَلَا اغْتَسَلَ بِمَسَاوِجِ  
لَيْلِكَ الطَّبَّانِغِ إِلَّا أَمَدَّ مِنْهَا كُلَّ ذَاتِ دَاءٍ؛ حَسْبِيَ فَتْرٌ مُعَلَّلٌ،  
وَذَهْلٌ مُمَرَّضٌ، وَتَعَايَا أَهْلُهُ بِصِفَةِ دَائِهِ، وَخَرِسُوا عَنْ  
جَوَابِ السَّائِلِينَ عَنْهُ، وَتَنَازَعُوا دُونَهُ شَجِي خَيْرٌ يَكْتُمُونَهُ؛  
فَقَائِلٌ يَقُولُ: هُوَ لِمَا بِهِ، وَمَنْ لَمْ يَأْتِ عَافِيَتِهِ، وَ مُصَبِّرٌ  
هُمْ عَلَى فَتْرِهِ، يُذَكِّرُهُمُ أَسَى الْمَاضِينَ مِنْ قَبْلِهِ. قَبِيَّتَا هُوَ  
كَذَلِكَ عَلَى جَنَاحِ مِنْ فِرَاقِ الدُّنْيَا، وَتَرْكِ الْأَجِيَّةِ، إِذْ عَرَضَ  
لَهُ عَارِضٌ مِنْ غُصْبِهِ، فَتَحَيَّرَتْ تَوَافِذُ فِطْنَتِهِ، وَيَسَّتْ رُطُوبُهُ  
بَسَائِهِ. فَكَمَ مِنْ مُنْهَمٍّ مِنْ جَوَابِهِ عَرَفَهُ قَعِي عَنْ رَدِّهِ، وَدَعَا  
مُؤَلِّمٌ بِقَلْبِهِ سَمِعَهُ فَتَصَامَ عَنْهُ، مِنْ كَيْبِرٍ كَانَ يُعْظَمُهُ،  
أَوْ صَغِيرٍ كَانَ يَسُرُّهُ؛ وَإِنْ لِيَلْمُوتَ لَمَمَرَاتٍ هِيَ أَفْطَحُ  
مِنْ أَنْ تُسْتَفْرَقَ بِصِفَةِ، أَوْ تَعْتَدِلَ عَلَى عُقُولِ أَهْلِ الدُّنْيَا.

۲۲۲

و من كلامه له ﴿﴾

قاله عند تلاوته:

«يَتَسَبَّحُ لَهُ فِيهَا بِالْقُدُّوِّ وَالْأَصَالِ رِجَالٌ لَا تُلْهِمُهُمْ بَيِّنَاتٌ  
وَلَا يَسْبَعُ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ.»  
إِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى جَعَلَ الذُّكْرَ جَلَاءً لِلْقُلُوبِ، تَسْتَعْبِقُ

سَلْوَهُ - تَسَلَّى

ضَمٌّ - يَحْكُ

غَضَارَتُ - وَسَعَتُ

عُقُولُ - بَاعَثَ غَفَلَتُ

حَكٌ - خَارَ دَارِجَهَارِي

حَقُوفٌ - مَوْتُ

كُتِبَ - قَرِبَ

بَثٌّ - انْتِشَارٌ

سَجِي - رَاذِلٌ

فَتْرَاتٌ - كَمْزُورِيَا

قَارٌ - سَرْدٌ

مُعَلَّلٌ - تَسْكِينٌ دِينِي دَالَا

مَرِيضٌ - تِيَارِدَارِي كَرَسِي دَالَا

تَعَايَا - اظْهَارُ عَاجِزِي

أَسَى - رَجْحٌ وَغَمٌ

عَمَرَاتٌ - شِدَائِدٌ

غُصْبَةٌ - أُجْحُو

فَطْنَتٌ - هَوَشِيَارِي

عَمِي - عَاجِزٌ هَوِيَا

تَصَامٌ - بَهْرَا هَوِيَا

جَلَاءٌ - رُوسِي

کے رہنے اور اپنے لہو و لعب پر فریفتہ ہونے کی بنا پر تسلی کا سامان فراہم کر لیا کرتے تھے۔ یہ ابھی غفلت میں ڈال دینے والے عیش کے  
 پر دنیا کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے اور دنیا انھیں دیکھ کر ہنس رہی تھی کہ اچانک زمانے نے انھیں کانٹوں کی طرح روند دیا اور روزگار  
 کا سارا زور توڑ دیا۔ موت کی نظریں قریب سے ان پر پڑنے لگیں اور انھیں ایسے رنج میں مبتلا کر دیا جس کا اندازہ بھی نہ تھا اور  
 جن کا شکار ہو گئے جس کا کوئی سابقہ بھی نہ تھا۔ ابھی وہ صحت سے مانوس تھے کہ ان میں مرض کی کڑوریاں پیدا ہو گئیں اور انھوں نے  
 سبب کی پناہ ڈھونڈنا شروع کر دی جن کا اطباء نے عادی بنا دیا تھا کہ گرم کا سرد سے علاج کریں اور سردی میں گرم دوا کی  
 پیداکریں لیکن سرد دواؤں نے حرارت کو اور بھر کا دیا اور گرم دوا نے حرکت کے بجائے برودت میں اور ہیمان پیدا  
 رہا اور کسی مناسب طبیعت دوا سے اعتدال نہیں پیدا ہوا بلکہ اس نے مرض کو اور طاقت بخش دی۔ یہاں تک کہ تیمار دار  
 صحت ہو گئے اور علاج کرنے والے غفلت برتنے لگے۔ گھر والے مرض کی حالت بیان کرنے سے عاجز آ گئے اور مزاج پرسی  
 نے والوں کے جواب سے خاموشی اختیار کر لی اور دردناک خبر کو چھپانے کے لئے آپس میں اختلاف کرنے لگے۔ ایک کہنے  
 لگا جو بے وہ ہے۔ دوسرے نے امید دلائی کہ صحت پلٹ آئے گی۔ تیسرے نے موت پر صبر کی تلقین شروع کر دی اور گذشتہ  
 دن کے مصائب یاد دلانے لگا۔

ابھی وہ اسی عالم میں دنیا کے فراق اور احباب کی جدائی کے لئے پر تول رہا تھا کہ اس کے گلے میں ایک پھندہ بڑا گیا جس سے  
 ان کی ذہانت و ہوشیاری پریشانی کا شکار ہو گئی اور زبان کی رطوبت خشکی میں تبدیل ہو گئی۔ کتنے ہی مبہم سوالات تھے جن کے  
 اب اسے معلوم تھے لیکن بیان سے عاجز تھا اور کتنی ہی دردناک آوازیں ان کے کان سے ٹکرائی تھیں جن کے سننے سے  
 رہ ہو گیا تھا وہ آوازیں کسی بزرگ کی تھیں جن کا احترام کیا کرتا تھا یا ان بچوں کی تھیں جن پر رحم کیا کرتا تھا۔ لیکن موت کی سختی  
 سی ہی ہیں جو اپنی شدت میں بیان کی حدود میں نہیں آسکتی ہیں اور اہل دنیا کی عقلوں کے اندازوں پر پوری نہیں آسکتی

## ۲۲۲۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جسے آیت کریمہ "یسیم لہ فیہا بالغدو والاصال رجال..." ان گھروں میں صبح و شام تسبیح پروردگار کرنے  
 والے وہ افراد میں جنھیں تجارت اور کاروبار یا دھڑا سے غافل نہیں بنا سکتا ہے۔ کی تلاوت کے موقع پر ارشاد فرمایا :)  
 پروردگار نے اپنے ذکر کو دلوں کے لئے صیقل قرار دیا ہے جس کی بنا پر وہ بہرے پن کے بعد سننے لگتے ہیں اور

لے ہائے وہ بیکسی کا عالم کہ نہ مرنے والا درد دل کی ترجمانی کر سکتا ہے اور نہ رہ جانے والے اس کے کسی درد کا علاج کر سکتے ہیں۔ جب کہ  
 دونوں آنسو سارے زندہ موجود ہیں تو اس کے بعد کسی سے کیا توقع رکھی جائے جب ایک موت کی آغوش میں سوجائے گا اور دوسرا کبھی لمحہ کے حالات  
 سے بھی بے خبر ہو جائے گا اور اسے مرنے والے کے حالات کی بھی اطلاع نہ ہوگی۔

کیا یہ صورت حال اس امر کی دعوت نہیں دیتی ہے کہ انسان اس دنیا سے عبرت حاصل کرے اور اہل دنیا پر اعتماد کرنے کے بجائے اپنے  
 ایمان و کردار اور اولیاء الہی کی نصرت و حمایت حاصل کرنے پر توجہ دے کہ اس کے علاوہ کوئی سہارا نہیں ہے

بِهِ بَعْدَ السُّؤْفَرَةِ، وَ تُبْصِرُ بِهِ بَعْدَ الْعَشْوَةِ، وَ تَنْقَادُ بِهِ بَعْدَ  
 الْمَعَانِدَةِ، وَ مَا بَسْرِحَ لَيْلُهُ - عَزَّتْ آوَاهُ - فِي الْبُرْهَةِ بَعْدَ الْبُرْهَةِ،  
 وَ فِي أَرْزَانِ الْفَتْرَاتِ، عِبَادُ نَاجَاهُمْ فِي فِكْرِهِمْ، وَ كَلَّمْتُهُمْ فِي  
 ذَاتِ عُنُوقِهِمْ، فَاسْتَضَبُّوا بِنُورِ يَمْنَانِي فِي الْأَبْصَارِ وَ الْأَسْمَاعِ  
 وَ الْأَفْسَادِ، يُذَكِّرُونَ بِأَيَّامِ اللَّهِ، وَ يُخَوِّفُونَ مَقَامَهُ، بِمَنْزِلَةِ  
 الْأَدْلَى فِي الْفَلَوَاتِ (القلوب). مَنْ أَخَذَ الْقَصْدَ حَمَدُوا إِلَيْهِ طَرِيقَهُ،  
 وَ بَشَّرُوهُ بِالنَّجَاةِ، وَ مَنْ أَخَذَ يَمِينًا وَ شِمَالًا ذَكُّوا إِلَيْهِ الطَّرِيقَ،  
 وَ حَذَّرُوهُ مِنَ الْهَلَاكَةِ، وَ كَانُوا كَذَلِكَ مَصَابِيحَ تِلْكَ الظُّلُمَاتِ،  
 وَ أَدْلَى تِلْكَ الشُّبُهَاتِ، وَ إِنَّ لِلذِّكْرِ لِأَهْلًا أَخَذُوهُ مِنَ الدُّنْيَا  
 بَدَلًا، فَلَمْ تَشْعَلْهُمْ تَجَارَةٌ وَ لَا بَيْعٌ عَلَيْهِ، يَفْطَعُونَ بِهِ أَيَّامَ  
 الْحَيَاةِ، وَ يَهْتَفُونَ بِالزَّوْجِ عَنِ حِمَارِ اللَّهِ، فِي أَسْمَاعِ  
 الْغَافِلِينَ، وَ يَأْتِرُونَ بِالْقِسْطِ وَ يَأْتِمِرُونَ بِهِ، وَ يَنْتَوُونَ عَنِ  
 الْمُنْكَرِ وَ يَسْتَتَهُونَ عَنْهُ، فَكَانُوا قَطْعُوا الدُّنْيَا إِلَى الْآخِرَةِ  
 وَ هُمْ فِيهَا، فَسَاهَدُوا مَا وَرَاءَ ذَلِكَ، فَكَانُوا أَطْلَعُوا غُيُوبَ أَهْلِ  
 الْبُرْزُخِ فِي طَوْلِ الْإِقَامَةِ فِيهِ، وَ حَقَّقَتِ الْقِيَامَةُ عَلَيْهِمْ عِدَاتِهِا،  
 فَكَانُوا غِيَاةَ ذَلِكَ لِأَهْلِ الدُّنْيَا، حَتَّى كَانَتْهُمْ يَسْرُونَ مَا لَا  
 يَرَى النَّاسُ، وَ يَسْمَعُونَ مَا لَا يَسْمَعُونَ، فَلَوْ مَاتَتْهُمْ لِسْمَعَلِكَ  
 فِي مَقَامِهِمْ الْمَسْخُودَةِ، وَ بَجَالِ سِيَمِهِمُ الْمَشْهُودَةِ، وَ قَسَمَ  
 نَشَرُوا دَوَائِبَ أَعْمَالِهِمْ، وَ قَسَرَعُوا لِمُحَاسَبَةِ أَنْفُسِهِمْ عَلَى  
 كُلِّ صَغِيرَةٍ وَ كَبِيرَةٍ أَمْرًا بِهَا فَصَرُّوا عَنْهَا، أَوْ نُهِوا عَنْهَا  
 فَفَرَّطُوا فِيهَا، وَ حَمَلُوا نَقْلَ أَوْزَارِهِمْ ظُهُورَهُمْ، فَضَعُفُوا  
 عَنِ الْإِسْتِقْلَالِ بِهَا فَتَشَجُّوا تَشِيجًا، وَ تَجَاوَبُوا تَجَابًا، يَمِجُّونَ  
 إِلَى رَبِّهِمْ مِنْ مَقَامِ نَدَمٍ وَ اعْتِرَافٍ، لَسَرَأَيْتَ أَعْلَامَ هُدًى، وَ مَصَابِيحَ  
 دُجَى، قَدْ حَقَّتْ بِهِمُ الْمَسْلَابَةُ، وَ تَبَزَّلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ،  
 وَ فُتِحَتْ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَ أُعِدَّتْ لَهُمْ مَقَاعِدُ الْكَرَامَاتِ،

و قره - بہرہ بن

عشو - ضعف بصر

برہہ - طویل مدت

فترات - اوقات ہلکت

عدات - وعدے

مقاوم - مقامات

دواوین - جمع دیوان (نامہ اعمال)

اوزار - جمع وزر (بوجھ)

نشجوا - ہچکیاں بندھ گئیں

تخب - نگرہ

عج - فریاد

۱۰ اس کا یہ مطلب بہرہ نہیں ہے

کہ اہل ذکر کا دوبارہ جات سے بالکل

الگ رہتے ہیں اور صرف مصلیٰ پر

بیٹھ کر تسبیح پڑھتے رہتے ہیں۔ کہ یہ

بات دین الہی کے مزاج کے خلاف

ہے اور اسلام اس قسم کے تقدس

اور اس طرح کی رہبانیت کو برداشت

نہیں کر سکتا ہے۔ مقصد صرف یہ ہے

کہ یہ افراد ایسے اللہ والے ہیں کہ

انہیں کوئی کاروبار یا دُعا سے

غافل نہیں کر سکتا ہے اور یہ کاروبار

جیات میں بھی یاد خدا پر ایسی نگاہ

رکھتے ہیں کہ جیسے ہی اذان کی آواز

کانوں میں آتی ہے۔ کاروبار بند

کر کے یاد خدا کے لئے دوڑ پڑتے ہیں

اور پھر جب نماز تمام ہو جاتی ہے تو دوبارہ رزق خدا کی تلاش میں مغل پڑتے ہیں (سورہ جمعہ)

ان کے  
جمع  
جا  
نہ  
ذکر  
دا  
ہیں  
بر  
ہیں  
ان  
ہر  
تقص  
بند  
کی  
ان  
کرا

لے اور  
بھی

جو  
ملا  
اور



مردے پن کے بعد دیکھنے لگتے ہیں اور عذاب اور صدمہ کے بعد مطیع و فرمانبردار ہو جاتے ہیں اور خدائے عزوجل (جس کی نعمتیں عظیم و جلیل ہیں) کے لئے ہر دور میں اور ہر عہد قدرت میں ایسے بندے رہے ہیں جن سے اس نے ان کے انکار کے ذریعہ رازدارانہ گفتگو کی ہے اور ان کی عقول کے وسیلے ان سے کلام کیا ہے اور انھوں نے اپنی بصارت، سماعت اور فکر کی بیداری کے نور سے روشنی حاصل کی ہے۔ انھیں اللہ کے مخصوص دنوں کی یاد عطا کی گئی ہے اور وہ اس کی عظمت سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ ان کی مثال بیابانوں کے راہنماؤں جیسی ہے کہ جو صحیح راستہ پر چلتا ہے اس کی روش کی تعریف کرتے ہیں اور اسے نجات کی بشارت دیتے ہیں اور جو داہنے بائیں چلا جاتا ہے اس کے راستہ کی مذمت کرتے ہیں اور اسے ہلاکت سے ڈراتے ہیں اور اسی انداز سے یہ ظلمتوں کے چراغ اور شہادت کے رہنما ہیں۔

بیشک ذکر خدا کے بھی کچھ اہل ہیں جنھوں نے اسے ساری دنیا کا بدل قرار دیا ہے اور اب انھیں تجارت یا خرید و فروخت اس ذکر سے غافل نہیں کر سکتی ہے۔ یہ اس کے سہارے زندگی کے دن کاٹتے ہیں اور غفلوں کے کانوں میں محرمات کے روکنے والی آوازیں داخل کر دیتے ہیں۔ لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور خود بھی اسی پر عمل کرتے ہیں۔ برائیوں سے روکتے ہیں اور خود بھی باز رہتے ہیں۔ گویا انھوں نے دنیا میں وہ کر آخرت تک کا فاصلہ طے کر لیا ہے اور پس پردہ دنیا جو کچھ ہے سب دیکھ لیا ہے اور گویا کہ انھوں نے برزخ کے طویل و عریض زمانہ کے مخفی حالات پر اطلاع حاصل کر لی ہے اور گویا کہ قیامت نے ان کے لئے اپنے وعدوں کو پورا کر دیا ہے اور انھوں نے اہل دنیا کے لئے اس پردہ کو اٹھا دیا ہے۔ کہ اب وہ ان چیزوں کو دیکھ رہے ہیں جنھیں عام لوگ نہیں دیکھ سکتے ہیں اور ان آوازوں کو سن رہے ہیں جنھیں دوسرے لوگ نہیں سن سکتے ہیں۔ اگر تم اپنی عقل سے ان کی اس تصویر کو تیار کر دو جو ان کے قابل تعریف مقامات اور قابل حضور مجالس کی ہے۔ جہاں انھوں نے اپنے اعمال کے دفتر پھیلانے ہوئے ہیں اور اپنے ہر چھوٹے بڑے عمل کا حساب دینے کے لئے تیار ہیں جن کا حکم دیا گیا تھا اور ان میں کوتاہی ہو گئی ہے یا جن سے رد کیا گیا تھا اور تقصیر ہو گئی ہے اور اپنی پشت پر تمام اعمال کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں لیکن اٹھانے کے قابل نہیں ہیں اور اب روتے روتے ہچکیاں بندھ گئی ہیں اور ایک دوسرے کو رو رو کر اس کے سوال کا جواب دے رہے ہیں اور ندامت اور اعترافِ گناہ کے ساتھ پروردگار کی بارگاہ میں فریاد کر رہے ہیں۔ تو وہ تمھیں ہدایت کے نشان اور تاریکی کے چراغ نظر آئیں گے جن کے گرد ملائکہ کا گھیرا ہو گا اور ان پر پروردگار کی طرف سے سکون و اطمینان کا مسلسل نزول ہو گا اور ان کے لئے آسمان کے دروازے کھول دئے گئے ہوں گے اور کراستوں کی منزلیں مہیا کر دی گئی ہوں گی۔

لے ان حقائق کا صحیح اظہار وہی انسان کر سکتا ہے جو یقین کی اس آخری منزل پر فائز ہو جس کے بعد خود یہ اعتراف کرتا ہو کہ اب اگر پردے ہٹا بھی دئے جائیں تو یقین میں کسی طرح کا اضافہ نہیں ہو سکتا ہے۔

اور حقیقت امر یہ ہے کہ اسلام میں اہل ذکر صرف صاحبانِ علم و فضل کا نام نہیں ہے بلکہ ذکر الہی کا اہل ان افراد کو قرار دیا گیا ہے جو تقویٰ اور پرہیزگاری کی آخری منزل پر ہوں اور آخرت کو اپنی نگاہوں سے دیکھ کر ساری دنیا کو راہ و چاہ سے آگاہ کر رہے ہوں۔ ملائکہ مقربین ان کے گرد گھیرے ڈالے ہوں لیکن اس کے بعد بھی عظمت و جلال الہی کے تصور سے اپنے اعمال کو بے قیمت سمجھ کر لڑ رہے ہوں اور سلسل اپنی کوتاہیوں کا اقرار کر رہے ہوں۔!

فِي مَقَامٍ (مقام) اَطَّلَعَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ فِيهِ، فَرَضِيَّ سَعْتِيَهُمْ، وَحَمَدَ مَقَاتَهُمْ،  
يَتَنَسَّمُونَ بِسُدْعَائِهِ رُوحَ النَّجَاوَةِ، رَهَائِنُ فِئَاةٍ اِلَى قَضِيَّتِهِ، وَاسَارِي دَلِيَّةٍ  
لِعَظَمَتِهِ، جَرَحَ طَوْلُ الْاَسْنَى قُلُوبَهُمْ وَطَوْلُ الْبِكَاةِ عِيُونَهُمْ، لِكُلِّ بَابٍ رَغِيْبَةٌ  
اِلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ بِدَفْعَارَةٍ (فارغة)، يَسْأَلُونَ مَنْ لَا تَضِيْقُ لَدَيْهِ الْمَنَادِحُ،  
وَلَا يَجِيْبُ عَلَيْهِ الرَّاغِبُونَ.

فَحَاسِبْ نَفْسَكَ لِنَفْسِكَ، فَإِنَّ غَيْرَهَا مِنَ الْاَنْفُسِ لَهَا حَاسِبٌ غَيْرُكَ لَهُ

۲۲۳

### و من کلام له ﴿﴾

قاله عند تلاوته:

«يا أيها الإنسان ما غرّك بربك الكريم»

أَذْحَضُ مَنْوُولٍ حُجَّةً، وَأَقْطَعُ مُفْتَرًا مُفْتِرَةً، لَمَقْدَ  
أَبْرَحَ جَهَالَةً بِنَفْسِهِ.

يَا أَيُّهَا الْاِنْسَانُ، مَا جَرَّأَكَ عَلَى ذَنْبِكَ، وَمَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ،  
وَمَا أَتَيْتَكَ بِهَلَكَةٍ نَفْسِكَ؟ أَمَا مِنْ دَانِكَ بُلُولٌ، أَمْ لَيْسَ  
مِنْ نَوْمِكَ يَسْقُطُ؟ أَمَا تَرَحَّمُ مِنْ نَفْسِكَ مَا تَرَحَّمُ مِنْ غَيْرِكَ؟  
فَلَوْ بِنَا تَرَى الضَّاحِي مِنْ حَرِّ الشَّمْسِ فَتُطْلَهُ، أَوْ تَرَى الْبَيْتَ  
بِالْمِ يَمْضُ جَسَدُهُ فَتَبْكِي رَحْمَةً لَهُ! قَا صَبْرَكَ عَلَى دَانِكَ،  
وَجَلْدَكَ عَلَى مُصَابِكَ، وَغَرَّكَ عَنِ الْبِكَاةِ عَلَى نَفْسِكَ وَهِيَ  
أَعَزُّ الْاَنْفُسِ عَلَيْكَ! وَكَيْفَ لَا يُوَقِّظُكَ خَوْفُ بَنَاتِ نَفْسِكَ،  
وَكَدُّ تَوَرُّطَتْ بِعَاصِيهِ مَدَارِحَ سَطَوَاتِهِ! فَتَدَاوِ مِنْ دَاءِ الْفِتْرَةِ  
فِي قَلْبِكَ بِعَزِيمَةٍ، وَمِنْ كَرَرِ الْغَفْلَةِ فِي نَاطِرِكَ بِسِقْطَةٍ، وَكُنْ  
لِلّٰهِ مُطِيعًا، وَبِذِكْرِهِ اِنْسَاءً، وَتَمَثَّلْ فِي خَالِ تَوَلِيكَ عَنْهُ اِقْبَالَه  
عَلَيْكَ، يَسْأَلُكَ اِلَى عَفْوِهِ، وَيَسْتَعْمِدُكَ بِفَضْلِهِ، وَأَنْتَ مُتَوَلِّئُ عَنْهُ  
اِلَى غَيْرِهِ، فَتَقَالِي مِنْ قَسْوَى مَا اَكْرَمَهُ (اِحْكَمَهُ) وَتَوَاضَعْتَ  
مِنْ ضَعِيفٍ مَا اَجْرَأَكَ عَلَى مَعْصِيَتِهِ! وَأَنْتَ فِي كَتَفِ يَسْتَرُو مَقِيمٌ،  
وَفِي سَعَةِ فَضْلِهِ مُتَقَلِّبٌ. فَلَمْ يَنْتَعِكَ فَضْلُهُ، وَلَمْ يَهْتِكْ عَنْكَ

يَتَنَسَّمُونَ - سانس لیتے ہیں

رَهَائِنُ - رہن شدہ

اَسَارِي - قیدی

اَسَى - رنج و غم

قَارِعَةٌ - کھٹکھٹانے والا

مَنَادِحٌ - دعائیں

اَدْحَضٌ - بالکل بیکار

اَقْطَعٌ - بالکل بے

اَبْرَحٌ - حیرت انگیز ہو گیا

بُلُولٌ - شفا

ضَاحِي - آفتاب زدہ

مِيضٌ - تکلیف دے رہا ہے

جَلْدَكَ - صابر بنا دیا ہے

تَوَرُّطَتْ - گدھے میں گر پڑا ہے

كَرِيْمٌ - ادبگھ

تَمَثَّلٌ - تصور کر

تَوَلَّى - پیٹھ پھیرنا

كَتَفٌ - پہلو - زیر سایہ

﴿﴾ یوں تو امیر المومنین کا ہر فقرہ آیت

سے لکھنے کے قابل ہے لیکن انسانی

سماجیات میں اس سے زیادہ حسین فقرہ

کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے کہ

انسان صرف اپنے نفس کا حساب

کرے اور دوسروں کی فکر چھوڑے

کہ ان کا حساب کرنے والا موجود ہے۔

آپ کو زحمت کرنے کی ضرورت نہیں

ہے۔ سہانہ کا سارا عجب یہی ہے کہ ہر شخص دوسرے کا حساب کرنا جانتا ہے اور اپنے حساب سے یکسر غافل رہتا ہے اور یہی ہے نساہات

سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

مقام پر چہاں مالک کی نگاہ کرم ان کی طرف ہو اور وہ ان کی سعی سے راضی ہو اور ان کی منزل کی تعریف کر رہا ہو۔ وہ مالک کو نے کی فرحت سے بخشش کی موادوں میں سانس لیتے ہوں۔ اس کے فضل و کرم کی احتیاج کے ہاتھوں رہیں ہوں اور اس کی ت کے سامنے ذلت کے اسیر ہوں۔ غمِ نمدہ کے طول زمان نے ان کے دلوں کو مجروح کر دیا ہو اور مسلسل گریہ نے ان کی لہوں کو زخمی کر دیا ہو۔ مالک کی طرف رغبت کے ہر دروازہ کو کھٹکھٹا رہے ہوں اور اس سے سوال کر رہے ہوں جس کے و کرم کی دستوں میں تنگی نہیں آتی ہے اور جس کی طرف رغبت کرنے والے کبھی باؤس نہیں ہوتے ہیں۔

دیکھو اپنی بھلائی کے لئے خود اپنے نفس کا حساب کر دو کہ دوسروں کے نفس کا حساب کرنے والا کوئی اور ہے (۱۷)

۲۲۳۔ آپ کا ارشاد گرامی

”جسے آیت شریفہ ”ما غرنا بربک الکرمیہ...“ اسے انسان تجھے خدائے کریم کے بارے میں کس شے نے دھوکہ

میں ڈال دیا ہے؟ [ کے ذیل میں ارشاد فرمایا ہے: )

دیکھو یہ انسان جس سے یہ سوال کیا گیا ہے وہ اپنی دلیل کے اعتبار سے کس قدر کمزور ہے اور اپنے فریب خوردہ ہونے کے اعتبار سے کس قدر ناقص معذرت کا حامل ہے۔ یقیناً اس نے اپنے نفس کو جہالت کی سختیوں میں مبتلا کر دیا ہے۔

اے انسان! سچ بتا۔ تجھے کس شے نے گناہوں کی جرات دلائی ہے اور کس چیز نے پروردگار کے بارے میں دھوکہ میں رکھا ہے اور کس امر نے نفس کی ہلاکت پر بھی مطمئن بنا دیا ہے۔ کیا تیرے اس مرض کا کوئی علاج اور تیرے اس خواب کی کوئی بیداری نہیں ہے اور کیا اپنے نفس پر اتنا بھی رحم نہیں کرتا ہے جتنا دوسروں پر کرتا ہے کہ جب کبھی آفتاب کی حرارت میں کسی کو تپتا دیکھتا ہے تو سارے رو دیتا ہے یا کسی کو درد و رنج میں مبتلا دیکھتا ہے تو اس کے حال پر رونے لگتا ہے تو آخر کس شے نے تجھے خود اپنے مرض پر صبر لا دیا ہے اور اپنی مصیبت پر سامان سکون فراہم کر دیا ہے اور اپنے نفس پر رونے سے روک دیا ہے جب کہ وہ تجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔ اور کیوں راتوں رات غذاب الہی کے نازل ہو جانے کا تصور تجھے بیدار نہیں رکھتا ہے جب کہ تو اس کی نافرمانیوں کی بنا پر اس کے قہر و غلبہ کی راہ میں پڑا ہوا ہے۔

ابھی غنیمت ہے کہ اپنے دل کی سستی کا عزم راسخ سے علاج کر لے اور اپنی آنکھوں میں غفلت کی نیند کا بیدردی سے مداوا کر لے اللہ کا اطاعت گزار بن جا۔ اس کی یاد سے انس حاصل کر اور اس امر کا تصور کر کہ کس طرح وہ تیرے دوسروں کی طرف منہ موڑ لینے کے باوجود وہ تیری طرف متوجہ رہتا ہے۔ تجھے معافی کی دعوت دیتا ہے۔ اپنے فضل و کرم میں ڈھانپ لیتا ہے حالانکہ تو دوسروں کی طرف رخ کئے ہوئے ہے۔ بلند و بالا ہے وہ صاحب قوت جو اس قدر کم کرتا ہے اور ضعیف و ناتواں ہے تو انسان جو اس کی مصیبت کی اس قدر جرات رکھتا ہے جب کہ اسی کے عیب پوشی کے ہمسایہ میں مقیم ہے اور اسی کے فضل و کرم کی دستوں میں کہیں بدل رہا ہے وہ نہ اپنے فضل و کرم کو تجھ سے روکتا ہے اور نہ تیرے پردہ راز کو فاش کرتا ہے۔

لے حقیقت امر یہ ہے کہ انسان آخرت کی طرف سے بالکل غفلت کا مجسم بن گیا ہے کہ دنیا میں کسی کو تکلیف میں نہیں دیکھ پاتا ہے اور اس کی داد رسی کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور آخرت میں پیش آئے خود اپنے مصائب کی طرف سے بھی کبیر غافل ہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی آفتابِ محشر کے سایہ دروں سے تنگ نہ کی کا انتظام نہیں کرتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات اس کا مذاق بھی اڑاتا ہے۔ انا للہ....

عظمت - مواخذ

آذنتک - باخبر کر دیا ہے  
تغرفت - طلب معرفت کر  
کم یوطنہا - اسے وطن دینا  
راجفہ - زلزلہ  
حقت - ثابت ہو جائے  
منک - عبادت گاہ  
علاق - جمع علاقہ  
نظر - بہترین امر کی تلاش کرو  
شم - نظر کرو  
ارحل - سامان سفر بار کر لیا  
تشمیر - تیاری

۱۷۰ یہ ہے اہلبیت علیہم السلام کا  
انداز تربیت کہ انسان میں ذمہ داری  
کا احساس پیدا کر دیا جائے اور  
اسے خود اپنے اعمال و کردار کے  
بارے میں حکم قرار دیا جائے تاکہ اسے  
یہ اندازہ ہو کہ اگر ایسا برتاؤ کوئی  
دوسرا میرے ساتھ کرتا تو میرا  
رد عمل کیا ہوتا اور میں بھی برتاؤ  
اپنے مالک کے ساتھ کر رہا ہوں اور  
پھر بھی اپنے کو مسلمان اور مومن  
تصور کر رہا ہوں۔ کیا یہی عدل و  
انصاف کا تقاضا ہے اور کیا اسی  
طرح انسان مسلمان، مومن اور  
شریف و عزیزین جاتا ہے

مصادر خطبہ ۲۲۷

سأثره، بل لم تحل من لطفه مطرف عين في نعمة يحدها لك،  
أو سببته ينسرها عليك، أو بليتة يضرها عنك. فساظنك به  
لو أظفنته، وإيم الله لو أن هذه الصفة كانت في مستحقين  
في القوة، متوازين في القدرة، لكنت أول حاكم على  
نفسك بسديم الأخلاق، و مساوي الأغصان. و حقا أقول،  
ما الدنيا غيرك، و لكن بها اغتررت، و لقد كاشفتك العضاة،  
و آذنتك على سوء. و لمسي بما تبعدك من نزول البلاء  
بجسمك، و النقص (النقص) في قوتك أضدق و أوفى من أن  
تكذبك، أو تكفرك. و لرب تصاح لها عندك منهم، و صادق  
من خبرها مكذب و لمن تعرفتها في الديار الحاربية،  
و الرئوس الخالية، لتجدتها من حنن تذكيرك، و بلاغ  
مؤعطيتك، بمحلة الشفيق عليك، و الشحيح بك، و لينم  
دار من لم يرض بها داراً، و تحل من لم يوطنها محلاً  
و إن السعداء بالدنيا غدا هم الماريون منها اليوم.

إذا رجفت الراجفة، و حنقت بحلالها القيتامة،  
و لحقت بكل منسك أهله، و بكل مسمود عبده،  
و بكل مطاع أهل طاعته، فلم يجز في عذبه  
و قسطنه يميز خرق بصير في الهواء، و لا هنس  
قدم في الأرض إلا بحقه، فكم حجة يوم ذاك داجفة  
و علايق عذر منقطعة!

فستحرو من أمرك ما يقرم به عذرك، و تثبت به حجتك،  
و خذ ما يبقى لك بما لا تبقى له، و تيسر لفرقة  
و شيم بزرق النجاة، و ازحل مطايا التشمير.

۲۲۴

و من كلام له ﴿﴾

يتبرأ من الظلم

و اللہ لأن أبیت علی حسک السعدان مسہداً، أو أجزو

تو پیک چھکنے کے برابر بھی اس کی مہربانیوں سے خالی نہیں ہے۔ کبھی نئی نئی نعمتیں عطا کرتا ہے۔ کبھی برائیوں کی پردہ پوشی دیتا ہے اور کبھی بلاؤں کو رد کرتا ہے جب کہ تو اس کی معصیت کر رہا ہے تو سوچ اگر تو اطاعت کرتا تو کیا ہوتا؟

خدا گواہ ہے کہ اگر یہ برتاؤ دو برابر کی قوت و قدرت والوں کے درمیان ہوتا اور تو دوسرے کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ دیتا تو تو خود ہی سب سے پہلے اپنے نفس کے بد اخلاق اور بد عمل ہونے کا فیصلہ کر دیتا لیکن افسوس!

میں سچ کہتا ہوں کہ دنیا نے تجھے دھوکہ نہیں دیا ہے تو نے دنیا سے دھوکہ کھایا ہے۔ اس نے تو نصیحتوں کو کھول کر سامنے رکھ دیا ہے اور تجھے ہر چیز سے برابر سے آگاہ کیا ہے۔ اس نے جسم پر جن نازل ہونے والی بلاؤں کا وعدہ کیا ہے اور قوت میں جس کمزوری کی خبر دی ہے۔ اس میں وہ بالکل سچی اور وفائے عہد کرنے والی ہے۔ نہ جھوٹ بولنے والی ہے اور نہ دھوکہ دینے والی۔ بلکہ بہت سے اس کے بارے میں نصیحت کرنے والے ہیں جو تیرے نزدیک ناقابل اعتبار ہیں اور سچ سچ بولنے والے ہیں جو تیری نگاہ میں جھوٹے ہیں۔

اگر تو نے اسے گرے پڑے مکانات اور غیر آباد منزلوں میں پہچان لیا ہوتا تو دیکھتا کہ وہ اپنی یاد دہانی اور مبلغ تری نصیحت میں تجھ پر کس قدر مہربان ہے اور تیری تباہی کے بارے میں کس قدر بخل سے کام لیتی ہے۔

یہ دنیا اس کے لئے بہترین گھر ہے جو اس کو گھر بنانے سے راضی نہ ہو۔ اور اس کے لئے بہترین وطن ہے جو اسے وطن بنانے پر آمادہ نہ ہو۔ اس دنیا کے رہنے والوں میں کل کے دن نیک بخت وہی ہوں گے جو آج اس سے گریز کرنے پر آمادہ ہوں۔

دیکھو جب زمین کو زلزلہ آجائے گا اور قیامت اپنی عظیم مصیبتوں کے ساتھ کھڑی ہو جائے گی اور ہر عبادت گاہ کے ساتھ اس کے عبادت گزار۔ ہر معبود کے ساتھ اس کے بندے اور ہر قابل اطاعت کے ساتھ اس کے مطیع و فرمانبردار ملحق کر دئے جائیں گے تو کوئی ہوا میں شگاف کرنے والی نگاہ اور زمین پر پڑنے والے قدم کی آہٹ ایسی نہ ہوگی جس کا عدل و انصاف کے ساتھ پورا بدلہ نہ دے دیا جائے۔ اس دن کتنی ہی دلیلیں ہوں گی جو نکال دیا جائیں گی اور کتنی ہی معذرت کے رشتے ہوں گے جو کٹ کے رہ جائیں گے۔

لہذا مناسب ہے کہ ابھی سے ان چیزوں کو تلاش کر لو جن سے عذر قائم ہو سکے۔ ان میں توبت بہتے۔ جن دنائیں تم کو نہیں رہنا ہے اس میں سے وہ لے لو جس کو تمہارے ساتھ رہنا ہے۔ سفر کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔ جات کی رہنمائی کی چمک دیکھ لو اور آمادگی کی سواریوں پر سامان بار کر لو۔

۲۲۴۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں ظلم سے برائت و بیزاری کا اظہار فرمایا گیا ہے)

خدا گواہ ہے کہ میرے لئے سعدان کی خار دار جھاڑی پر جاگ کر رات گزار لینا یا زنجیروں میں قید ہو کر کھینچنا جانا اس امر سے زیادہ عزیز ہے



اور ذر قیامت پر دروکار سے اس عالم میں ملاقات کروں کہ کسی بندہ پر ظلم کر چکا ہوں یا دنیا کے کسی معمولی مال کو غضب کیا ہو بھلا  
کسی شخص پر بھی اُس نفس کے لئے کس طرح ظلم کروں گا جو فنا کی طرف بہت جلد پلٹنے والا ہے اور زمین کے اندر بہت دنوں  
بنے والا ہے۔

خدا کی قسم میں نے عقیل کو خود دیکھا ہے کہ انھوں نے فقر و فاقہ کی بنا پر تمہارے حصہ گندم میں سے تین کیلو کا مطالبہ کیا تھا  
کہ ان کے بچوں کے بال غربت کی بنا پر پرانگندہ ہو چکے تھے اور ان کے چہروں کے رنگ یوں بدل چکے تھے جیسے انھیں تیل  
رنگ کر سیاہ بنایا گیا ہو اور انھوں نے مجھ سے بار بار تقاضا کیا اور مکررا اپنے مطالبہ کو دہرایا تو میں نے ان کی طرف کان دھردئے  
اور وہ یہ سمجھے کہ شاید میں دین بیچنے اور اپنے راستہ کو چھوڑ کر ان کے مطالبہ پر چلنے کے لئے تیار ہو گیا ہوں۔ لیکن میں نے ان کے لئے  
اگرم کرایا اور پھر ان کے جسم کے قریب لے گیا تاکہ اس سے عبرت حاصل کریں۔ انھوں نے لوہا دیکھ کر یوں فریاد شروع کر دی جیسے  
میں بیمار اپنے درد و الم سے فریاد کرتا ہو اور قریب تھا کہ ان کا جسم اس کے داغ دینے سے جل جائے۔ تو میں نے کہا روتے دایا  
سے کے غم میں روئیں اے عقیل!۔ آپ اس لوہے سے فریاد کر رہے ہیں جسے ایک انسان نے فقط ہنسی مذاق میں تپایا ہے  
اور مجھے اس آگ کی طرف کھینچ رہے ہیں جسے خدا نے اپنے غضب کی بنیاد پر بھڑکایا ہے۔ آپ اذیت سے فریاد کریں  
میں جہنم سے فریاد نہ کروں۔

اس سے زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ ایک رات ایک شخص (اشعث بن قیس) میرے پاس شہد میں گندھا ہوا حلوہ برتن  
لا کر لایا جو مجھے اس قدر ناگوار تھا جیسے سانپ کے تھوک یا قے سے گندھا گیا ہو۔ میں نے پوچھا کہ یہ کوئی انعام ہے  
کو کون یا صدقہ جو ہم اہلبیت پر حرام ہے؟۔ اس نے کہا کہ یہ کچھ نہیں ہے۔ یہ فقط ایک ہدیہ ہے! میں نے کہا کہ پسر مردہ عورتیں  
کو گورویں۔ تو دین خدا کے راستہ سے اگر مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ تیرا داغ خواب ہو گیا ہے یا تو پاگل ہو گیا ہے یا ہڈیاں  
سٹ رہا ہے۔ آخر ہے کیا؟

خدا گواہ ہے کہ اگر مجھے ہفت اقلیم کی حکومت تمام زیر آسمان دولتوں کے ساتھ دے دی جائے اور مجھ سے یہ مطالبہ کیا جائے  
میں کسی چیز کو ہر صفت اسفند ظلم کروں کہ اس کے منہ سے اس تھلکے کو چھین لوں جو وہ چاہ رہی ہے تو ہرگز ایسا نہیں کر سکتا ہوں۔ یہ  
سادہ دنیا میری نظر میں اس پستی سے زیادہ بے قیمت ہے جو کسی مٹی کے منہ میں ہو اور وہ اسے چاہ رہی ہو۔  
بھلا علیؑ کو ان نعمتوں سے کیا واسطہ جو فنا ہو جانے والی ہیں اور اس لذت سے کیا تعلق جو باقی رہنے والی نہیں ہے۔ میں خدا کی  
اہ چاہتا ہوں عقل کے خواب غفلت میں پڑ جانے اور لغزشوں کی برائیوں سے

حاجب عقیل آپ کے بڑے بھائی اور حقیقی بھائی تھے لیکن اس کے باوجود آپ نے یہ عادلانہ برتاؤ کر کے واضح کر دیا کہ دین الہی میں رشتہ و قرابت کا گز نہیں  
ہے۔ دین کا ذمہ دار وہی شخص ہو سکتا ہے جو مال خدا کو مال خدا تصور کرے اور اس مسئلہ میں کسی طرح کی رشتہ داری اور تعلق کو شامل نہ کرے۔  
پیر المؤمنین کے کردار کا وہ نمایاں امتیاز ہے جس کا اندازہ دوست اور دشمن دونوں کو تھا اور کوئی بھی اس معرفت سے بیگانہ نہ تھا۔

العقل، وقسبح الزلزل. وبه نستعين.

۲۲۵

و من دعاء له ﴿﴾

يلتجى الى الله ان يغنيه

اللَّهُمَّ صُنْ وَجْهِي بِعَالِيَسَارٍ، وَلَا تَبْذُلْ (تَسْتَدِلْ) جَسَامِي  
بِالْإِقْتَارِ، فَأَنْتَ تَرْزُقُ طَالِبِي رِزْقَكَ (رِفْدَكَ)، وَأَنْتَ تَطْفِئُ  
شِرَارَ خَلْقِكَ، وَأَنْتَ تَلِي بِحَسْبِ مَنْ أَعْطَانِي، وَأَنْتَ تَنْ  
بِذَمِّ مَنْ مَنَعَنِي، وَأَنْتَ مِنْ وَرَاءِ ذَلِكَ كُلِّهِ وَلِيُّ  
الْإِعْطَاءِ وَالْمَنْعِ، «إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ».

۲۲۶

و من خطبة له ﴿﴾

في التنفير من الدنيا

دَارُ بِالْبَلَاءِ مَخْرُوفَةٌ، وَبِالْعَذْرِ مَعْرُوفَةٌ، لَا تَدْعُوهُمْ أَهْوَالَهُمْ،  
وَلَا تَسَلِّمْ نَزَاهَتَهُمْ  
أَخْوَالٌ مُخْتَلِفَةٌ، وَتَسَارَاتٌ مُتَصَرِّفَةٌ، الْعَيْنُ فِيهَا سَدُومٌ،  
وَالْأَمَانُ فِيهَا مَعْدُومٌ، وَإِنَّمَا أَهْلُهَا فِيهَا أَعْرَاضٌ مُشْتَهَدَةٌ،  
تَرْمِيهِمْ بِسَيِّئَاتِهَا، وَتُغْنِيهِمْ بِجَمَالِهَا.  
وَاعْلَمُوا عِبَادَ اللَّهِ أَنَّكُمْ وَمَا أَنْتُمْ فِيهِ مِنْ هَذِهِ الدُّنْيَا عَلَى  
سَبِيلٍ مَنْ قَدْ مَضَى قَبْلَكُمْ، بِمَنْ كَانَ أَطْوَلَ مِنْكُمْ أَعْيَارًا، وَأَعْتَمَرَ  
دِيَارًا، وَأَبْعَدَ آثَارًا؛ أَصْبَحَتْ أَصْوَاتُهُمْ هَامِدَةً، وَرِيَاخُهُمْ زَاكِدَةً،  
وَأَجْسَادُهُمْ تَالِيَةً، وَدِيَارُهُمْ خَالِيَةً، وَأَنْزَاهُهُمْ عَافِيَةً، فَاسْتَبَدُّوا  
بِالْفُضُورِ الْمَشِيدَةِ، وَالسُّنْمَارِ الْمَهْدَةِ، الصُّخُورَ وَالْأَخْجَانِ  
الْمُنْدَةِ، وَالْقُبُورَ الْأَطْيَنَةَ الْمَلْحَدَةَ، الَّتِي قَدْ بُنِيَ عَلَى الْمَسْرَابِ  
فَسَاوَاهَا، وَشَيْدَ بِالتَّرَابِ بِسَائِهَا فَحَلَّهَا مُسْتَقْرَبٌ، وَسَاكِنُهَا مُسْتَقْرَبٌ  
بَيْنَ أَهْلِ مَحَلَّةٍ مُوجِبِينَ، وَأَهْلٍ قَسْرَاحٍ مُتَسَاغِلِينَ، لَا يَنْتَابُونَ  
بِالْأَوْطَانِ، وَلَا يَتَوَاصَلُونَ تَوَاصِلَ الْمِيرَانِ، عَلَى مَا بَسْتَبَهُمْ

نیسار۔ بالداری

اقتار۔ غربت و افلاس

نزال۔ نازل ہونے والے

متصرف۔ بدلنے والے

مشہدہ۔ جس کا قصد کیا جائے

حام۔ موت

راکدہ۔ ٹھہری ہوئی

تاریق۔ سند

لاطمہ۔ چپکی ہوئی

ملحدہ۔ جس کے اندر کھربندی چلے

فنا۔ صحن

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مال

و دولت کی انسانی دنیا میں کوئی حقیقت

نہیں ہے لیکن اس کے باوجود غربت

ایک ایسی بلا ہے جو انسان کے دین

اور دنیا دونوں کو خطرہ میں ڈال دیتی

ہے۔ دنیا میں انسان کا وقار اور اعتبار

ختم ہو جاتا ہے اور آخرت میں غیر مستحق

کی مدح یا مذمت والے کی خدمت کی

بنا پر عذاب الہی کا حقدار ہو جاتا ہے

دولت انسان کو تکبر بناتی ہے

لیکن اسکے بعد بھی انسان اپنے دروازہ

پر "ہذا من فضل ربی" کا بورڈ

لگا دیتا ہے لیکن غربت عدل الہی پر

اعراض کرنے پر آمادہ کر دیتی ہے اور

اس طرح انسان سرحد اسلام سے

باہر نکل جاتا ہے۔ گویا دولت باغی و طاغی بناتی ہے اور غربت کافر و بیدین اور انسان کا فریضہ ہے کہ دونوں ہی سے ہوشیار رہے اور خدا کی پناہ مانگے۔

اور اسی

خدا

دوڑی مانا

تقریباً

برے ہی

یہ ایک

ن نازل ہو

اس

درد و

میں فنا

بندگا

تم سے

ان کی آواز

کے ہیں۔ وہ

ن کے معنوں

ان کے رہنے

جاں کے کا

سایوں سے

یہ فقرات بہ

یاں ہمیشہ ایک

لہ اس خطب

اس کے

ن دامن



ی سے مدد کا طلبگار ہوں۔

۲۲۵۔ آپ کی دعا کا ایک حصہ

(جس میں پروردگار سے بے نیازی کا مطالبہ کیا گیا ہے)

خدا یا۔ میری ابرو کو مالدار کی کے ذریعہ محفوظ فرما اور میری منزلت کو غربت کی بنا پر نہ لگا ہوں سے نہ گرنے دینا کہ مجھے تجھ سے  
کی مانگنے والوں سے مانگنا پڑے یا تیری بدترین مخلوقات سے رحم کی درخواست کرنا پڑے اور اس کے بعد میں ہر عطا کرنے والے  
رہت کروں اور ہر انکار کرنے والے کی خدمت میں مبتلا ہو جاؤں جب کہ ان سب کے پس پردہ عطا و انکار دونوں کا اختیار  
تو ہی ہاتھ میں ہے اور تو ہی ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

۲۲۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں دنیا سے نفرت دلانی گئی ہے)

یہ ایک ایسا گھر ہے جو بلاؤں میں گھرا ہوا ہے اور اپنی غداری میں مشہور ہے۔ نہ اس کے حالات کو دوام ہے اور نہ اس  
انزل ہونے والوں کے لئے سلامتی ہے۔  
اس کے حالات مختلف اور اس کے اطوار بدلنے والے ہیں۔ اس میں پر کیف زندگی قابلِ خدمت ہے اور اس میں امن و امان  
درد و ریتہ نہیں ہے۔ اس کے باشندے وہ نشانے ہیں جن پر دنیا اپنے تیر چلاتی رہتی ہے اور اپنی بدت کے سہارے  
ن فنا کے گھاٹ اتارتی رہتی ہے۔

بندگانِ خدا! یاد رکھو اس دنیا میں تم اور جو کچھ تمہارے پاس ہے سب کا وہی راستہ ہے جس پر پہلے والے چل چکے ہیں جنکی  
تم سے زیادہ طویل اور جن کے علاقے تم سے زیادہ آباد تھے۔ ان کے آثار بھی دور دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ لیکن اب  
کی آوازیں دے گئی ہیں ان کی ہوائیں اکٹری گئی ہیں۔ ان کے جسم بوسیدہ ہو گئے ہیں۔ ان کے مکانات خالی ہو گئے ہیں اور ان کے آثار مٹ  
ہیں۔ وہ مستحکم قلعوں اور زنجی ہوئی مسندوں کو پتھروں اور زنجی ہوئی سلوں اور زمین کے اندر لحد والی قبروں میں تبدیل کر چکے ہیں  
کے صحنوں کی بنیاد تباہی پر قائم ہے اور جن کی عمارت مٹی سے مضبوط کی گئی ہے۔ ان قبروں کی جگہیں تو قریب قریب ہیں لیکن  
ان کے رہنے والے سب ایک دوسرے سے غریب اور اجنبی ہیں۔ ایسے لوگوں کے درمیان ہیں جو بول کھلائے ہوئے ہیں اور  
ان کے کاموں سے فارغ ہو کر وہاں کی فکر میں مشغول ہو گئے ہیں۔ نہ اپنے وطن سے کوئی انس رکھتے ہیں اور نہ اپنے  
سایوں سے کوئی ربط رکھتے ہیں۔

یہ فقرات بعینہ اسی طرح امام زین العابدین کی مکالمہ اخلاق میں بھی پائے جاتے ہیں جو اس بات کی علامت ہے کہ اہلبیت کا کردار اور ان کا  
ان ہمیشہ ایک انداز کا ہوتا ہے اور اس میں کسی طرح کا اختلاف و انتشار نہیں ہوتا ہے۔  
۱۔ یہ مکان بلاؤں میں گھرا ہوا ہے ۲۔ اس کی غداری معروف ہے  
۳۔ اس کے حالات ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں ۴۔ اس کی زندگی کا انجام موت ہے ۵۔ اس کی زندگی قابلِ خدمت ہے ۶۔ اس میں  
امن و امان نہیں ہے ۷۔ اس کے باشندے بلاؤں اور مصیبتوں کا ہدف ہیں۔

کھل - سینہ

پانی - بوسیدگی

جنادل - پتھر

شری - خاک

بُعثرت - باہر نکال لئے گئے

تَبَلُّوْا - آزمایا جائے گا

آنس - سب سے زیادہ انس رکھنے والا

لَمَّهْوَةٌ - نگران

فَہِيت - عاجز ہو گیا

طَلِبْہ - مطلوب

مراشد - مقامات صلاح و فلاح

مکرم - عجیب و غریب

برع - بدیہ

قوم - سیدھا کر دیا

آود - کچی

عمر - مرض

خَلَقْت - پیچھے چھوڑ گیا

لما زین العابدین سے کہا گیا کہ

حسن بصری کا یہ مقولہ مشہور ہے کہ

ہلاک ہونے والے کے بارے میں تعجب

نہیں کر کیسے ہلاک ہو گیا۔ نجات پانے

والے کے بارے میں تعجب ہے کہ کیسے

نجات پا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ہمارا

فلسفہ اس کے بالکل برعکس ہے۔

ہیں تعجب ہلاک ہونے والے پر ہوتا ہے

کہ رحمت خدا کی بے پناہ دستوں کے

باوجود کس طرح ہلاک ہو گیا۔

مِنْ قُرْبِ الْجَوَارِ، وَدُئِىَ الدَّارِ، وَكَفَيْتَ يَكُونُ بَيْنَهُمْ تَسْرَاوُزًا،  
وَ قَدْ طَخَّحْتَهُمْ بِكَ لِكَلِّهِ السَّيْلِ، وَأَكَلْتَهُمْ الْجَسَادِيلُ وَالْعَرَىٰ  
وَكَأَنَّ قَدْ صِرْتُمْ إِلَىٰ مَا صَارُوا إِلَيْهِ، وَارْتَهَتْكُمْ ذَلِكَ الْمَضْجَعُ،  
وَظَمَّتْكُمْ ذَلِكَ الْمَشْتَوِدْعُ. فَكَفَيْتَ بِكُمْ لَوْ تَنَاهَتْ بِكُمْ الْأُمُورُ،  
وَبُعْثَرَتْ الْقُبُورُ: «هُنَا لِكَ تَبَلُّوْا كُلُّ نَفْسٍ مَا أَشْلَفَتْ وَرُدُّوْا  
إِلَىٰ اللَّهِ مَوْلَاهُمْ الْحَقُّ، وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ.» طه

۲۲۷

و من دعاء له ﴿﴾

يلجأ فيه إلى الله ليهديه إلى الرشاد

اللَّهُمَّ إِنَّكَ آتَى الْأَتْبَاعِ لِأَوْلِيَانِكَ، وَأَخْضَرْتَهُمْ بِسَائِغَاتِكَ  
لِلْمُتَوَكِّلِينَ عَلَيْكَ، تَشَاهِدُهُمْ فِي سَرَائِرِهِمْ، وَتَطَّلِعُ عَلَيْهِمْ  
فِي صَمَائِرِهِمْ، وَتَعْلَمُ مَبْلَغَ بَصَائِرِهِمْ، فَاسْتَرَاهُمْ لَكَ مَكْمُوفَةً،  
وَقُلُوبُهُمْ إِلَيْكَ مَلْهُوفَةً، إِنْ أَوْحَشْتَهُمْ الْقُرْبَةَ أَنْسَهُمْ ذِكْرَكَ،  
وَإِنْ صُوبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَصَائِبُ لَجُّوْا إِلَى الْإِسْتِجَارَةِ بِكَ،  
عِلْمًا بِأَنَّ أَرْوَاقَ الْأُمُورِ بِسَيْدِكَ، وَمَصَادِرُهَا عَنْ قَضَائِكَ.  
اللَّهُمَّ أَنْ فَهَيْتُ عَنْ مَسْأَلَتِي، أَوْ عَمِيتُ عَنْ طَلِبَتِي،  
فَدَلَّنِي عَلَىٰ مَصَالِحِي، وَخُذْ بِقَلْبِي إِلَىٰ مَرَاشِدِي، فَلَيْسَ  
ذَلِكَ بِمُنْكَرٍ مِنْ هِدَايَاتِكَ، وَلَا بِسِدْعٍ مِنْ كِفَايَاتِكَ.  
اللَّهُمَّ اخْمِلْنِي عَلَىٰ عَفْوِكَ، وَلَا تَحْمِلْنِي عَلَىٰ عَذَابِكَ.

۲۲۸

و من كلام له ﴿﴾

يريد به بعض اصحابه

لِلَّهِ بِلَاءٌ (بِلَاد) فُلَانٍ، فَلَقَدْ قَوْمَ الْأَوْدِ، وَكَأْوَىٰ مَعْمَدَةَ،  
وَأَقَامَ الشُّنَّةَ، وَخَلَّفَ الْبَيْتَةَ ذَهَبَ نَسِيءِ النَّوْبِ، قَلِيلِ الْعَيْبِ،

حالانکہ  
اپنے سید  
جہاں  
اس وقت  
آنے والے

کرنے والے  
اسرار پر  
شیری بار  
انڈیل دے  
جس ہے  
خ  
کی رہنمائی  
راجت

ان  
زیادے

عابن ابی الع  
اس کا کوڑ  
خطبہ  
کر رہے

کی بالکل قرب و جوار اور نزدیک ترین دیار میں ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اب ملاقات کا کیا امکان ہے جب کہ بوسیدگی نے انھیں سینے سے دبا کر میس ڈال دیا ہے اور پتھروں اور مٹی نے انھیں کھا کر برابر کر دیا ہے اور گویا کہ اب تم بھی وہیں پہنچ گئے ہو مادہ پہنچ چکے ہیں اور تمہیں بھی اسی قبر نے گرد رکھ لیا ہے اور اسی امانت گاہ نے جکڑ لیا ہے۔ سو جو اس وقت کیا ہو گا جب تمہارے تمام معاملات آخری حد کو پہنچ جائیں گے اور دوبارہ قبروں سے نکال لیا جائے گا۔ وقت ہر نفس اپنے اعمال کا خود محاسب کرے گا اور سب کو مالک برحق کی طرف پلٹا دیا جائے گا اور کسی کی کوئی انتہا پر دازی کام لے والی نہ ہوگی (۱۷)

۲۲۷۔ آپ کی دعا کا ایک حصہ

(جس میں نیک راستہ کی ہدایت کا مطالبہ کیا گیا ہے)

پروردگار تو اپنے دوستوں کے لئے تمام انس فراہم کرنے والوں سے زیادہ سب انس اور تمام اپنے اوپر بھروسہ کرنے والوں کے لئے سب سے زیادہ حاجت روائی کے لئے حاضر ہے۔ تو ان کے پوشیدہ امور پر نگاہ رکھتا ہے۔ ان کے بار پر اطلاع رکھتا ہے اور ان کی بصیرتوں کی آخری حدود کو بھی جانتا ہے۔ ان کے اسرار تیرے لئے روشن اور ان کے قلوب کی بارگاہ میں فریادی ہیں۔ جب غربت انھیں متوحش کرتی ہے تو تیری یاد انس کا سامان فراہم کر دیتی ہے اور جب مصائب ان پر بریل دئے جاتے ہیں تو وہ تیری پناہ تلاش کر لیتے ہیں اس لئے کہ انھیں اس بات کا علم ہے کہ تمام معاملات کی زمام تیرے ہاتھ میں ہے اور تمام امور کا فیصلہ تیری ہی ذات سے صادر ہوتا ہے۔

خدا یا اگر میں اپنے سوالات کو پیش کرنے سے عاجز ہوں اور مجھے اپنے مطالبات کی راہ نظر نہیں آتی ہے تو تیرے مصالحت اور ہمنائی فرما اور میرے دل کو ہدایت کی منزلوں تک پہنچا دے کہ یہ بات تیری ہدایتوں کے لئے کوئی افواہی نہیں ہے اور تیری رحمت روائیوں کے سلسلہ میں کوئی زحالی نہیں ہے۔

خدا یا میرے معاملات کو اپنے عفو و کرم پر محمول کرنا اور عدل و انصاف پر محمول نہ کرنا۔

۲۲۸۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں اپنے بعض اصحاب کا تذکرہ فرمایا ہے)

اللہ فلاں شخص کا بھلا کرے کہ اس نے کجی کو سیدھا کیا اور مرض کا علاج کیا۔ سنت کو قائم کیا اور فتنوں کو چھوڑ کر چلا گیا۔ یہ اسے اس عالم میں گیا کہ اس کا لباس حیات پاکیزہ تھا اور اس کے عیب بہت کم تھے۔

ابن ابی الحدید نے ساتویں صدی ہجری میں یہ انکشاف کیا کہ ان فقرات میں فلاں سے مراد حضرت عمر ہیں اور پھر اس کی وضاحت میں ۸۷ صفحے سیاہ کر ڈالے حالانکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور نہ سید رضی کے دور کے نسخوں میں اس کا کوئی تذکرہ ہے اور پھر اسلامی دنیا کے سربراہ کی تعریف کے لئے لفظ فلاں کے کوئی معنی نہیں ہے۔ خطبہ رشتہ شنقیہ میں لفظ فلاں کا اسکان ہے لیکن مدح میں لفظ فلاں عجیب و غریب معلوم ہوتا ہے۔ اس لفظ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ کسی ایسے صحابی کا تذکرہ ہے جسے عام لوگ برداشت نہیں کر سکتے ہیں اور امیر المؤمنین اس کی تعریف ضروری تصور فرماتے ہیں۔

مَشْعِبَةٌ - شَاخٌ دَرِّ شَاخٍ

تَمَّا لَكُنْتُمْ - ثَوْتُ پَرْتِ

بِهَيْمٍ - پِیَا سَے

هَدَجٌ - آہستہ آہستہ چل کر آگیا

حَسْرَتٌ - نَقَابُ الثَّوْبِ

كَعَابٌ - دَرَشِيْزَةٌ حَوْرَتِيْنَ

نَاكِسٌ - اَلشَّيْءِ

خَالِسٌ - مَانِعٌ عَمَلٌ

خَالِسٌ - اِيْكَانِيْنِ دَالٌ

طِيَّاتٌ - مَنَازِلُ سَفَرٍ

قَرْنٌ - كَفْرٌ

وَاتِرٌ - جَنَائِزُ كَارِ

جَبَالِكٌ - جَالٌ

غَوَائِلٌ - مَهْلَكَاتٌ

﴿سبحان قرآن مجید نے امت کا معیار

بی بیان کیا تھا کہ عہدِ اہلِ ظالمین تک

نہیں جاسکتا ہے۔ گویا کہ عہدہ خود

اپنے ہمدار کی تلاش میں رہتا ہے۔

ہمدار عہدہ کے پیچھے نہیں رہتا

ہے اور نہ جوڑ توڑ اور سازش میں مبتلا

ہوتا ہے۔

امیر المومنین نے اپنی ہی حیثیت

کا اعلان کیا ہے جو عالمِ اسلام میں

کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔

أَصَابَ خَيْرَهَا، وَسَبَقَ شَرَّهَا. أَدْنَى إِلَى اللَّهِ طَاعَتُهُ.  
وَأَتَقَاهُ بِحَقِّهِ. رَحَلَ وَتَرَكَهُمْ فِي طَرْقِيْ مُشْتَعِبَةٍ.  
لَا يَهْتَدِيْ بِهَا الضَّالُّ، وَلَا يَسْتَعِينُ الْمُهْتَدِيْ.

۲۲۹

و من کلام له ﴿سبحان﴾

في وصف بيعته بالخلافة

قال الشريف: وقد تقدم مثله بالفاظ مختلفة.

وَبَسَطْتُمْ يَدِيْ فَكَفَّيْتُمَا، وَمَدَدْتُمُوْهَا فَتَبَضُّيْتُمَا.  
ثُمَّ تَدَاكُكْتُمْ عَلَيَّ تَدَاكَ الْأَيْلِ الْأَيْمِ عَلَيَّ جِيَاضِيْهَا  
بِسُوْمٍ وَرُذْهَانًا، حَتَّىٰ أَنْقَطَعَتِ السُّلُوكُ، وَسَقَطَ الرِّدَاءُ،  
وَوُطِئَتِ الضَّعِيْفُ، وَبَلَغَ مِنْ سُرُوْرِ النَّاسِ بِتَبِعْتِهِمْ  
إِيَّايَ أَنْ أَبْتَدَعَ بِهَا الصَّغِيْرُ، وَهَدَجَ إِلَيْهَا الْكَبِيْرُ.  
وَتَحَامَلَتْ حَوْرَتُهَا الْغَلِيْلُ، وَحَسْرَتَ إِلَيْهَا الْكَعَابُ لَهُ

۲۳۰

و من خطبة له ﴿سبحان﴾

في مقاصد أخرى

فَإِنَّ تَقْوَى اللَّهِ مِفْتَاحُ سَدَادٍ، وَذَخِيْرَةٌ مَسَاوِيْءِ.  
وَعَشْقٌ مِنْ كُلِّ مَلَكَتَيْهِ، وَنَجَاةٌ مِنْ كُلِّ هَلَاكَةٍ بِهَا  
يَسْتَجِجُ الطَّالِبُ، وَيَسْجُوْهُ الْمَهَارِبُ، وَتُنَالُ الرِّغَائِبُ.

فضل الصل

فَاعْمَلُوا وَالْعَمَلُ يُرْفَعُ، وَالتَّوْبَةُ تَنْفَعُ، وَالدُّعَاءُ يُسْمَعُ.  
وَالْحَمَالُ هَادِيَةٌ، وَالْأَقْلَامُ جَارِيَةٌ. وَبَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ عُمَرَا  
نَاكِسًا، أَوْ مَرَضًا خَالِسًا، أَوْ مَوْتًا خَالِسًا. فَإِنَّ الْمَوْتَ هَادِيٌ  
لِذَاتِكُمْ، وَمُكَدِّرٌ شَهْوَانِكُمْ، وَمُبَاعِدٌ طَيِّبَاتِكُمْ. زَائِرٌ غَيْرُ  
مُحْبُوْبٍ (مَحْبُوْبٍ) وَقَرْنٌ غَيْرُ مَغْلُوْبٍ، وَوَاتِرٌ غَيْرُ مَطْلُوْبٍ.  
فَسَدِّغُوا غُلَّتِكُمْ حَبَانِلَهُ، وَتَكْتَفِكُمْ غَوَائِلَهُ، وَأَقْصِدْكُمْ

نہیں  
دہ  
دل

تر  
س طرح  
ن گیا  
را کرا  
سے با

ب  
بیلے  
لیا  
سے  
جوان

نصاری  
دیا  
راکتوں

کے  
دور

لا  
ت  
ر

دنیا کے خیر کو حاصل کر لیا اور اس کے شر سے آگے بڑھ گیا۔ اللہ کی اطاعت کا حق ادا کر دیا اور اس سے مکمل طور پر خوفزدہ رہا۔ وہ دنیا سے اس عالم میں رخصت ہوا کہ لوگ متفرق راستوں پر تھے جہاں نہ گمراہ ہدایت پاسکتا تھا اور نہ ہدایت یافتہ یقین تک جاسکتا تھا۔

۲۲۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

(اپنی بیعت خلافت کے بارے میں)

تم نے بیعت کے لئے میری طرف ہاتھ پھیلانا چاہا تو میں نے روک لیا اور اسے کھینچنا چاہا تو میں نے سیرٹ لیا۔ لیکن اس کے بعد تم نے طرح بچھ پر ٹوٹ پڑے جس طرح پانی پینے کے دن پیاسے اونٹ تالاب پر گر پڑتے ہیں۔ یہاں تک کہ میری جوتی کا تسمہ نکل گیا اور عبا کا بندھے سے گر گئی اور کمزور افراد کچل گئے۔ تمہاری خوشی کا یہ عالم تھا کہ بچوں نے خوشیاں منائیں۔ بڑھے کو کھاتے ہوئے قدموں سے آگے بڑھے۔ بیمار اٹھتے بیٹھے پہنچ گئے اور میری بیعت کے لئے نوجوان لڑکیاں بھی پردہ سے باہر نکل آئیں (۱۵)

۲۳۰۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

یقیناً تقویٰ الہی ہدایت کی کلید اور آخرت کا ذخیرہ ہے۔ ہر گرفتاری سے آزادی اور ہر تباہی سے نجات کا ذریعہ ہے۔ اس کے بدلے طلبکار کامیاب ہوتے ہیں۔ عذاب سے فرار کرنے والے نجات پاتے ہیں اور بہترین مطالب حاصل ہوتے ہیں۔ لہذا عمل کرو کہ ابھی اعمال بلند ہو رہے ہیں اور توبہ فائدہ مند ہے اور دعائیں جا رہی ہیں۔ حالات پر سکون ہیں۔ قلم اعمال چل رہا ہے۔ اپنے اعمال کے ذریعہ آگے بڑھ جاؤ جو اگلے پاؤں چل رہی ہے اور اس مرض سے جو اعمال سے روک دیتا ہے اور اس موت سے جو اچانک چھپٹتی ہے۔ اس لئے کہ موت تمہاری لذتوں کو فنا کر دینے والی۔ تمہاری خواہشات کو بد مزہ کر دینے والی اور تمہاری منزلوں کو دور کر دینے والی ہے۔ وہ ایسی زائر ہے جسے کوئی پسند نہیں کرتا ہے اور ایسی مقابل ہے جو مغلوب نہیں ہوتی ہے اور ایسی قاتل ہے جس سے خون بہا کا مطالبہ نہیں ہوتا ہے۔ اس نے اپنے پھندے تمہارے گلوں میں ڈال رکھے ہیں اور اس کی لاکھوں نے تمہیں گہرے میں لے لیا ہے اور اس کے تیروں نے تمہیں نشانہ بنا لیا ہے۔

۱۵۔ کس قدر فرق ہے اس بیعت میں جس کے لئے بڑھے بچے عورتیں سب گھر سے نکل آئے اور کمال اشتیاق میں صاحب منصب کی بازگاہ کی طرف دوڑ پڑے اور اس بیعت میں جس کے لئے بنت رسولؐ کے دروازہ میں آگ لگائی گئی۔ نفس رسولؐ کو گلے میں رسی کا پھندہ ڈال کر گھر سے نکالا گیا اور صحابہ کرام کو زرد و کوب کیا گیا۔

کیا ایسی بیعت کو بھی اسلامی بیعت کہا جاسکتا ہے اور ایسے اعزاز کو بھی جو از خلافت کی دلیل بنایا جاسکتا ہے؟ امیر المؤمنینؑ نے اپنی بیعت کا تذکرہ اسی لئے فرمایا ہے کہ صاحبان عقل دشمن اور ارباب عدل و انصاف بیعت کے معنی کا ادراک کر سکیں اور ظلم و جور جبر و استبداد کو بیعت کا نام نہ دے سکیں اور نہ اسے جواز حکومت کی دلیل بنا سکیں۔

معابل - جمع معبلہ - طویل عریض تیر  
 عدوہ - تعدی  
 نبوہ - دار کا اچٹ جانا  
 پوشک - قریب ہے  
 تعشاکم - تم پر غالب آجانے  
 دوا جی - جمع داجیہ - تاریک  
 ظلل - جمع ظلہ - بادل  
 احتدام - شدت  
 حنادس - جمع خدرہ - انتہائی تاریک  
 غمرات - شدائد  
 ارباق - اچانک دبیج لینا  
 وجو - تاریکی  
 اطباق - جمع طبق - تیرتہ  
 جشوبہ - ہدمزگی  
 بنجی - ہمزاز  
 ندی - ہمنشین  
 عنفی الآثار - آثار شا دیے  
 تراش - میراث  
 حمیم - دوست  
 ودرہ - دودھ  
 غرہ - غفلت  
 اخلقوا - پرانا کر دیا  
 اجداث - قبریں  
 لایخفلون - پرواہ نہیں کرتے ہیں  
 لمیسہ پنھانے والی  
 نزوع - اتار لینے والی  
 لایرکد - ٹھہرتی نہیں ہے  
 یادروا - آگے بڑھ کر روک دیا

مَعَابِلُهُ وَعَظَمْتُمْ فِيكُمْ سَطَوْتَهُ، وَتَاتَبْتُمْ عَلَيْنَا عَسَدَوْتَهُ،  
 وَقُلْتُمْ عَنْكُمْ نَبَوْتَهُ قَبِيضِكُمْ أَنْ تَغْشَاكُمْ دَوَاجِسِي ظَلَمْتُمْ  
 وَأَخْتَدَامُ عِلَلِيهِ، وَحَنَادِسُ غَمْرَاتِيهِ، وَغَوَاشِي سَكْرَاتِيهِ،  
 وَالسُّيْمُ إِذْ هَمَاتِيهِ، وَدُجُوُّ أَطْبَاقِيهِ، وَجُشُوبَةُ مَدَاقِسِيهِ،  
 فَكُنَّا نَقْدُ أَنْتَاكُمْ بِنَفْتَةٍ فَأَشَكَّتْ نَجْمِيكُمْ، وَفَرَّقَتْ نَدْوِيكُمْ،  
 وَعَيَّى أَنْتَارَكُمْ، وَعَطَّلَ دِيَارَكُمْ، وَبَعَثَ وَرَثَانَكُمْ، يَسْتَفِيمُونَ  
 تُرَاتَانَكُمْ، بَيْنَ حَمِيمٍ خَاصٍّ لَمْ يَنْفَعِ، وَقَرِيبٍ مَحْزُونٍ لَمْ يَنْتَفِعْ،  
 وَآخِرَ شَامِتٍ لَمْ يَجْتَرِعْ.

فصل الجد

فَمَتَيْنَكُمْ بِالْجِدِّ وَالْأَجْبُوتِ، وَالتَّأَهُبِ وَالْإِنْشَادِ،  
 وَالتَّرْوُدِ فِي مَنْزِلِ الرَّادِ، وَلَا تَمُرُّنَّكُمُ الْمَيَاةُ الدُّنْيَا  
 كَمَا غَرَّتْ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ الْمَاضِيَةِ، وَالْقُرُونِ  
 الْمُنْتَالِيَةِ، الَّذِينَ أَخْلَبُوا دِرَّتَهَا، وَأَصَابُوا غِرَّتَهَا،  
 وَأَفْتَنُوا عِدَّتَهَا، وَأَخْلَقُوا جِدَّتَهَا، وَأَضْبَعَتْ مَسَاكِينَهُمْ  
 أَجْبُدَانًا، وَأَسْوَأَ الْمَمِّ مِيرَانًا، لَا يَغْرِفُونَ مَنْ أَنْتَاهُمْ،  
 وَلَا يَحْتَفِلُونَ مَنْ بَكَاهُمْ، وَلَا يُجِيبُونَ مَنْ دَعَاهُمْ،  
 فَأَخَذَرُوا الدُّنْيَا قَابِلًا غَدَارَةً غَرَّارَةً خَدُوعٌ مُخْطِئَةٌ  
 مَسْنُوعٌ، مُلْبِئَةٌ نَزُوعٌ، لَا يَسُدُّومُ رَحَاؤُهَا، وَلَا يَنْتَفِعِي  
 عَنَاؤُهَا، وَلَا يَزُكُّدُ بِلَاؤُهَا.

ومنها في صفة الزهاد: كَانُوا قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا وَلَيْسُوا  
 مِنْ أَهْلِهَا، فَكَانُوا فِيهَا كَمَنْ لَيْسَ بِسِنَا، عَمِلُوا فِيهَا  
 بِمَا يُبْصِرُونَ، وَبَادَرُوا فِيهَا مَا يَحْذَرُونَ، تَقَلَّبَ أَبْدَانُهُمْ  
 بَيْنَ ظَنَنِ الْهَرَاتِي الْأَخْرَقِ، وَبَرَزُونَ أَهْلَ الدُّنْيَا  
 يُنْظَمُونَ مَمْرُوتَ أَجْسَادِهِمْ وَهُمْ أَشَدُّ إِعْظَامًا لِمَمْرُوتِ  
 قُلُوبِ أَحْسَانِهِمْ.

اس کی  
 کی تیر  
 جا جا  
 وارہ  
 ان کو آ  
 رجمیدہ  
 نہیں  
 اب تم  
 باتھیں  
 لادودھ  
 دہ بنا دیا  
 ہے اور  
 اس دن  
 کی آسان  
 بر انھیں  
 گویا  
 کے رہتے  
 ہوتے کا عجیب  
 اور موت  
 کی لذتوں  
 کی اس  
 کی تیر  
 کی تیر  
 کی تیر

اس کی سلطنت تمہارے بارے میں عظیم ہے اور اس کی تعدیاں مسلسل ہیں اور اس کا دار اُچھٹا بھی نہیں ہے۔ قریب ہے کہ اس کے  
کی تیرگیاں۔ اس کے مرض کی سختیاں۔ اس کی جاں کنسی کی اذیتیں۔ اس کی دم اکھڑنے کی پہوشیاں۔ اس کے ہر طرف  
جانے کی تاریکیاں اور بد مزگیاں۔ اس کی سختیوں کے اندھیرے تھیں اپنے گھیرے میں لے لیں۔ گویا وہ اچانک اس  
رد ہو گئی کہ تمہارے داد زاروں کو خاموش کر دیا، ساتھیوں کو منتشر کر دیا، آثار کو محو کر دیا، دیار کو معطل کر دیا اور  
ان کے آدہ کر دیا۔ اب وہ تمہاری میراث کو تقسیم کر رہے ہیں ان خاص عزیزوں کے درمیان جو کام نہیں آئے اور  
عیدہ رشتہ داروں کے درمیان جنہوں نے موت کو روکا نہیں اور ان خوش ہونے والوں کے درمیان جو ہرگز  
نہیں ہیں۔

اب تمہارا فرض ہے کہ سہمی کر دو۔ کوشش کر دو۔ تیاری کر دو۔ آمادہ ہو جاؤ، اس زاد راہ کی جگہ سے زاد سفر لے لو اور خبردار  
تھیں اس طرح دھوکہ نہ دے سکے جیسے پہلے والوں کو دیا ہے جو استیں گذر گئیں اور جو نسلیں تباہ ہو گئیں۔ جنہوں نے اس  
ادودھ دوہا تھا۔ اس کی غفلت سے فائدہ اٹھایا تھا۔ اس کے باقی ماندہ دنوں کو گزارا تھا اور اس کی تازگیوں کو  
وہ بنا دیا تھا اب ان کے مکانات قبرین گئے ہیں اور ان کے اموال میراث قرار پا گئے ہیں۔ نہ انہیں اپنے پاس آنے والوں  
ہے اور نہ روٹنے والوں کی پرواہ ہے اور نہ پکارنے والوں کی آواز پر لبیک کہتے ہیں۔

اس دنیا سے بچو کہ یہ بڑی دھوکہ باز۔ فریب کار۔ غدار۔ دینے والی اور چھیننے والی اور لباس پنھا کر اتار لینے والی ہے  
ان آسائشیں رہنے والی ہیں اور نہ اس کی تکلیفیں ختم ہونے والی ہیں اور نہ اس کی بلائیں ٹھننے والی ہیں۔

### کچھ زاہدوں کے بارے میں

یہ انہیں دنیا والوں میں تھے لیکن اہل دنیا نہیں تھے۔ ایسے تھے جیسے اس دنیا کے نہ ہوں۔ دیکھ بھال کر عمل کیا اور خطرات آگے  
لے گویا ان کے بدن اہل آخرت کے درمیان کر دیں بدل رہے ہیں اور وہ یہ دیکھ رہے ہیں کہ اہل دنیا ان کی موت کو بڑی  
ناپے رہے ہیں حالانکہ وہ خود ان زندوں کے دلوں کی موت کو زیادہ بڑا حادثہ قرار دے رہے ہیں۔

موت کا عجیب و غریب کاروبار ہے کہ مالک کو دنیا سے اٹھائے جاتی ہے اور اس کا مال ایسے افراد کے حوالے کر دیتی ہے جو زندگی میں کام  
اور نہ موت کے مرحلہ ہی میں ساتھ دے سکے۔ کیا اس سے زیادہ عبرت کا کوئی مقام ہو سکتا ہے کہ انسان ایسی موت سے غافل رہے اور چند روز  
کی لذتوں میں مبتلا ہو کر موت کے جلا خطرات سے بے خبر ہو جائے۔

سبکی اس سے بہتر کوئی تعریف نہیں ہو سکتی ہے کہ یہ ایک دن بہترین لباس سے انسان کو آراستہ کرتی ہے اور دوسرے دن اسے اتار کر سر راہ  
کر دیتی ہے۔ یہی حال ظاہری لباس کا بھی ہوتا ہے اور یہی حال معنوی لباس کا بھی ہوتا ہے۔ حسن دے کہ بد شکل بنا دیتی ہے۔ جوانی دے کہ  
گردیتا ہے۔ زندگی دے کہ مُردہ بنا دیتی ہے۔ تخت و تاج دے کہ کنج قبر کے حوالے کر دیتی ہے اور صاحب دربار و بارگاہ بنا کر قبرستان کے  
تکدہ میں چھوڑ آتی ہے۔

اوتار۔ کان  
 رشیما۔ غلات میں رکھ لو  
 ولاج۔ پناہ گاہ  
 نصاب۔ اصل  
 انزاح۔ زائل ہو گیا  
 منبت۔ اصل

وعایہ۔ محفوظ کرنا  
 رعایہ۔ خیال رکھنا

عبداللہ بن قیس۔ ابوموسیٰ  
 اشعری کے نام سے مشہور ہے اور یہ  
 روز اول سے منافق اور غدار تھا۔  
 پہلے جنگ جمل میں لوگوں کو جاد سے  
 روکا۔ اس کے بعد صفین میں معاویہ  
 سے کھلم کھلا گیا

یہی حال عمرو عاص کا بھی تھا  
 کہ وہ کسی قیمت پر حضرت کا ٹھکانہ نہیں  
 تھا اور اس کا مقابلہ ابن عباس کے  
 علاوہ کوئی نہیں کر سکتا تھا لیکن قوم  
 نے ابن عباس کو ہٹا کر ابوموسیٰ کو  
 معین کر دیا اور اس طرح دونوں  
 شاطر غدار ایک نقطہ پر جمع ہو گئے اور  
 اسلام کو اس کے واقعی مرکز سے ہٹا دیا  
 واضح رہے کہ حکیم کا قصہ جنگ کے  
 بعد کا ہے لہذا یہ حصہ دوسرے خطبہ  
 کا ہے یا اس میں قدیم و تانیخ ہو گئی  
 - ۶ -

مصاد خطبہ ۲۳۹، روضہ کافی ص ۳۸۶، تحف العقول ص ۱۶۳

بْنِ قَيْسٍ بِالْأَمْسِ يَقُولُ: «إِنَّمَا فَتْنَةُ قَطْمُوا أَوْ تَارَكُمْ، وَتَسْتَمُوا  
 سُيُوفَكُمْ» فَإِنْ كَانَ صَادِقًا فَقَدْ أَخْطَأَ بِسَيْرِهِ غَيْرَ مُسْتَكْرِبٍ، وَإِنْ  
 كَانَ كَاذِبًا فَقَدْ لَزِمَتْهُ التُّهْمَةُ. فَادْفَعُوا فِي صَدْرِ عَمْرٍو بِنِ الْقَوَاصِ  
 بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْعَبَّاسِ، وَخُذُوا مَهْلَ الْأَكْبَامِ، وَحُطُّوا قَسَاصِي الْأَنْسِلَامِ  
 أَلَا تَرَوْنَ إِلَى بِلَادِكُمْ تُغْرَى، وَإِلَى صَفَائِكُمْ تُرْمَى؟ سَلِّ

۲۳۹

و من کلام له

یذکر فیہا آل محمد

هُم عَشِيرَةُ الْعِلْمِ، وَنَسَبُ الْجَهْلِ. يُخْبِرُكُمْ جِلْمُهُمْ عَنِ عِلْمِهِمْ،  
 وَظَاهِرُهُمْ عَنِ بَاطِنِهِمْ، وَصَمْتُهُمْ عَنِ حِكْمِهِمْ مَنْطِقُهُمْ. لَا يُخَالِفُونَ  
 الْحَقَّ وَلَا يُخْتَلِفُونَ فِيهِ. وَهُمْ دَعَائِمُ الْأَنْسِلَامِ، وَوَلَانِجُ الْأَعْيَاصِ،  
 بِهِمْ عَادَ الْحَقُّ إِلَى نِصَابِهِ، وَانْزَاحَ الْبَاطِلُ عَنِ مُقَامِهِ، وَأَنْتَقَعَ  
 لِسَانُهُ عَنِ مَنَابِتِهِ. عَقَلُوا الَّذِينَ عَقَلُوا وَعَايَةَ وَرِعَايَةَ، لَاعَقَلُ سَمَاعٍ  
 وَرَوَايَةَ. فَإِنَّ رِوَاةَ الْعِلْمِ كَثِيرٌ، وَرِعَايَتُهُ قَلِيلٌ.

یہ جنگ ایک فتنہ ہے لہذا  
 اٹھ بلا جبر واکراہ چلنے میں  
 عبداللہ بن عباس ہیں۔ دیکھ  
 تمہارے شہروں پر حملے؟

یہ لوگ علم کی زندگی  
 موشی ان کے کلام سے باخ  
 کے ستون اور حفاظت کا  
 اور اس کی زبان جڑ سے کا  
 لاتیجہ نہیں ہے۔ اس کے

لہ ابن ابی الحدید نے  
 دو گراہ حکم تھے اسی طرز  
 اور اس کے بعد جب وقت  
 حیرت کی بات ہے  
 لیکن اس کے باوجود نہ  
 اس صورت حال

لے مرکار و دعا لہنے  
 اس کی ناز باطل اور  
 ناز نہیں ہے تو اس



”یہ جنگ ایک فتنہ ہے لہذا اپنی کمانوں کو توڑ ڈالو اور تلواروں کو نیام میں رکھ لو۔“ اب اگر یہ اپنی بات میں سچا تھا تو میرے ساتھ بلا جبر و اکراہ چلنے میں غلط کار تھا اور غلط کہتا تھا تو اس پر الزام ثابت ہو گیا تھا۔ اب تمہارے پاس عمرو بن العاص کا توڑ کھد اللہ بن عباس ہیں۔ دیکھو ان دنوں کی جہلت کہ عنیت جاؤ اور اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرو۔ کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ تمہارے شہروں پر حملے ہو رہے ہیں اور تمہاری طاقت و قوت کو نشانہ بنایا جا رہا ہے (۱۷)

۲۳۹۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں آل محمد علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے)

یہ لوگ علم کی زندگی اور جہالت کی موت ہیں۔ ان کا علم ان کے علم سے اور ان کا ظاہر ان کے باطن سے اور ان کی عموشی ان کے کلام سے باخبر کرتی ہے۔ یہ نہ حق کی مخالفت کرتے ہیں اور نہ حق کے بارے میں کوئی اختلاف کرتے ہیں۔ یہ اسلام کے ستون اور حفاظت کے مراکز ہیں۔ انھیں کے ذریعہ حق اپنے مرکز کی طرف واپس آیا ہے اور باطل اپنی جگہ سے اٹھ گیا ہے اور اس کی زبان جڑ سے کٹ گئی ہے۔ انھوں نے دین کو اس طرح پہچانا ہے جو سمجھ اور نگرائی کا نتیجہ ہے۔ صرف سننے اور روایت کا نتیجہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ علم کی روایت کرنے والے بہت ہیں اور اس کا خیال رکھنے والے بہت کم ہیں۔

لے ابن ابی الحدید نے اس مقام پر خود ابو موسیٰ اشعری کی زبان سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ سرکارِ دو عالم نے فرمایا کہ جس طرح بنی اسرائیل میں دو گراہ حکم تھے اسی طرح اس امت میں بھی ہوں گے۔ تو لوگوں نے ابو موسیٰ سے کہا کہ کہیں آپ ایسے نہ ہو جائیں۔ اس نے کہا یہ ناممکن ہے۔ اور اس کے بعد جب وقت آیا تو طبعِ دنیا نے ایسا ہی بنا دیا جس کی خبر سرکارِ دو عالم نے دی تھی۔

حیرت کی بات ہے کہ حکمین کے بارے میں روایت خود ابو موسیٰ نے بیان کی ہے اور جو اب کے سلسلہ کی روایت خود ام المومنین عائشہ نے نقل کی ہے لیکن اس کے باوجود نہ اس روایت کا کوئی اثر ابو موسیٰ پر ہوا اور نہ اس روایت کا کوئی اثر حضرت عائشہ پر۔

اس صورت حال کو کیا کہا جائے اور لے کیا نام دیا جائے۔ انسان کا ذہن صحیح تعبیر سے عاجز ہے۔ اور ناطقہ سرنگریاں ہے اسے کیا کہئے ” لے سرکارِ دو عالم نے ایک طرف نماز کو اسلام کا ستون قرار دیا ہے اور دوسری طرف اہلبیت کے بارے میں فرمایا ہے کہ جو مجھ پر اور ان پر صلوات پڑھے اس کی نماز باطل اور بیکار ہے (سنن دارقطنی ص ۱۳۶) جس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ نماز اسلام کا ستون ہے اور محبت اہلبیت نماز کا ستون اکبر ہے۔ نماز نہیں ہے تو اسلام نہیں ہے اور اہلبیت نہیں ہیں تو نماز نہیں ہے۔

وجیفت - تیز رفتاری  
صد آواز - اونٹ ہنکانے کی آواز  
دارالہجرہ - مدینہ منورہ  
قلعوں ابہا - ترک سکونت کر دیا  
چاشت - جوش کھا رہا ہے  
مرجل - دیگ  
شاخص - کوچ کرنے والا

وَأَوَّلُ عِتَابِهِ، وَكَانَ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ أَهْوَى سَبْرِهِمَا  
فِيهِ الْوَجِيفُ، وَأَرْفَقُ حِدَانِيهَا الْعَنِيفُ. وَكَانَ عَائِشَةَ فِيهِ فَلْتَةً غَضِبَ، فَأَتَيْحَ لَهُ قَوْمٌ قَتَلُوهُ،  
وَبَا يَعْنِي النَّاسَ غَيْرَ مُسْتَكْرَهِينَ وَلَا مُجْبَرِينَ، بَلْ طَائِعِينَ مُخْتَارِينَ. وَأَعْلَمُوا أَنَّ دَارَ الْمَجْرَى قَدْ  
قَلَعَتْ بِأَهْلِهَا وَقَلَعُوا بِهَا، وَجَاسَتْ جَيْشُ الْمَرْجَلِ، وَقَامَتِ الْفِتْنَةُ عَلَى الْقُطْبِ، فَأَسْرَعُوا،  
إِلَى أَمِيرِكُمْ، وَبَادَرُوا جِهَادَ عَدُوِّكُمْ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

۲

### و من کتاب لہ ﴿﴾

إلہم، بعد فتح البصرة

وَجَزَاكُمُ اللَّهُ مِنْ أَهْلِ مِصْرٍ عَنْ أَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ أَحْسَنَ مَا يَجْزِي الْعَالَمِينَ  
بِطَاعَتِهِ، وَالشَّاكِرِينَ لِنِعْمَتِهِ، فَقَدْ سَمِعْتُمْ وَأَطَعْتُمْ، وَدُعِيْتُمْ فَأَجَبْتُمْ. ﷺ

۳

### و من کتاب لہ ﴿﴾

لشرح بن الحارث قاضیہ

و روى أن شريح بن الحارث قاضي أمير المؤمنين ﴿﴾، اشترى على عهد دار  
بشلمين ديناراً، فبلغه ذلك، فاستدعى شريحاً، وقال له:  
بَلِّغْنِي أَنَّكَ ابْتَعْتَ دَاراً بِبِشْلَمِينَ دِينَاراً، وَكَتَبْتَ لَهَا كِتَاباً، وَأَشْهَدْتَ فِيهِ شُهُوداً.  
فقال له شريح: قد كان ذلك يا أمير المؤمنين، قال: فنظر إليه نظر المغضب ثم قال له:  
يَا شَرِيحُ، أَمَا إِنَّهُ سَيَأْتِيكَ مَنْ لَا يَنْظُرُ فِي كِتَابِكَ، وَلَا يَسْأَلُكَ عَنْ بَيْتِكَ، حَتَّى يُخْرِجَكَ  
مِنْهَا شَاخِصاً، وَ يُسَلِّمَكَ إِلَى قَبْرِكَ خَالِصاً، فَانظُرْ يَا شَرِيحُ لَا تَكُونَ ابْتَعْتَ هَذِهِ الدَّارَ مِنْ  
غَيْرِ مَالِكَ، أَوْ تَقَدَّتِ السَّمَنُ مِنْ غَيْرِ حَلَالِكِ فَإِذَا أَنْتَ قَدْ خَسِرْتَ دَارَ الدُّنْيَا وَدَارَ الْآخِرَةِ!  
أَمَا إِنَّكَ لَوْ كُنْتَ أَنْتَ بِنِي عِنْدَ شِرَائِكَ مَا اشْتَرَيْتَ لَكَ كِتَاباً عَلَى هَذِهِ الشُّنْحَةِ، فَلَمْ  
تَرْغَبْ فِي شِرَاءِ هَذِهِ الدَّارِ بِدُرْهِمٍ فَمَا قُوٌّ.

اس لفظ سے یہ غلط نہیں نہ ہونے  
پائے کہ اس خطبہ کا کوئی تعلق اہل بصرہ  
سے ہے۔ اس لئے کہ اہل بصرہ ہمیشہ  
مولائے کائنات کے مخالف رہے ہیں  
اور انھوں نے جل کے موقع پر لشکر  
عائشہ کا ساتھ دیا ہے

اس خطاب کا تعلق اہل کوفہ  
سے ہے اور انھیں افزائے حضرت  
کا مکمل ساتھ دیا ہے اور اطاعت کا  
حق ادا کیا ہے۔

شرح نے پیغمبر اسلام کا زمانہ  
درک کیسے لیکن آپ کی زیارت نہیں  
کی ہے اس لئے اس کا شمار صحابہ میں  
نہیں ہوتا ہے اسے حضرت عمرؓ نے  
کوفہ میں قاضی بنا دیا تھا اور اس  
منصب پر ۶۰ سال تک قابض  
رہا

صادر کتاب التصریح فی ۲۱۵ھ، الجبل واقدی، انساب الاشراف بلاذری ۲ ص ۶۳، ارشاد مفیدہ ۱۳۳، الجبل مفیدہ، تاریخ طبری ۳ ص ۲۰۳  
البيان والتبيين جاحظ، کتاب صفین نصر بن مزاحم  
مصادر کتاب ۳۱ مالی صدوق ۱۸۶، تذکرۃ الخواص ۱۸۵، دستور معالم الحکم ۱۳۵، اربعین شیخ بہائی ص ۴۴، بحار الانوار ۱ ص ۴۴

اور ط  
میں ہے  
جبریت  
کی طرف  
سبق

اور اس  
پر لیک

کتاب

اس گھر

اشی در

لے صاحب

آپ پرورد

امام حسن

کے بارے

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

و ظم و زہری کی ہلکی رفتار بھی ان کے بارے میں تیز رفتاری کے برابر تھی اور نرم سے نرم آواز بھی سخت ترین تھی اور عائشہ تو ان کے پاس  
 بیحد غضب ناک تھیں۔ چنانچہ ایک قوم کو موقع فراہم ہو گیا اور اس نے ان کو قتل کر دیا۔ جس کے بعد لوگوں نے میری بیعت کی جس میں نہ کوئی  
 ہتھیار تھا اور نہ اکراہ۔ بلکہ سب کے سب اطاعت گزار تھے اور خود مختار۔

اور یہ بھی یاد رکھو کہ اب مدینہ رسول اپنے باشندوں سے خالی ہو چکا ہے اور اس کے رہنے والے وہاں سے اکٹھے کیے ہیں۔ وہاں کا ماحول دیگر  
 طرح اہل رہا ہے اور وہاں فتنہ کی چکی چلنے لگی ہے لہذا تم لوگ فوراً اپنے امیر کے پاس حاضر ہو جاؤ اور اپنے دشمن سے جہاد کرنے میں  
 سبقت سے کام لو۔ انشاء اللہ

### مکتوب ۲

(جسے اہل کوفہ کے نام بصرہ کی فتح کے بعد لکھا گیا ہے)

شہر کوفہ والو! خدا تمہیں تمہارے پیغمبر کے اہلبیت کی طرف سے جزائے خیر دے۔ ایسی بہترین جزا جو اس کی اطاعت پر عمل کرنے والوں  
 اور اس کی نعمتوں کا شکر یہ ادا کرنے والوں کو دی جاتی ہے۔ کہ تم نے میری بات سنی اور اطاعت کی اور تمہیں بکا را گیا تو تم نے میری آواز  
 لیا۔ (۱)

### مکتوب ۳

(۲) اپنے قاضی شریح کے نام لے

کہا جاتا ہے کہ امیر المؤمنین کے ایک قاضی شریح بن الحارث نے آپ کے درمیں اشقی دینار کا ایک مکان خرید لیا تو حضرت نے خبر پاتے ہی اسے  
 طلب کر لیا اور فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ تم نے اشقی دینار کا مکان خریدا ہے اور اس کے لئے میاں بھی لکھا ہے اور اس پر گوہی بھی لے لی ہے؟  
 شریح نے کہا کہ ایسا تو ہوا ہے۔ آپ کو غصہ آگیا اور فرمایا:  
 شریح! عنقریب تیرے پاس وہ شخص آئے والا ہے جو نہ اس خرید کو دیکھے گا اور نہ تجھ سے گوہوں کے بارے میں سوال کرے گا بلکہ تجھے  
 اس گھر سے نکال کر تنہا قبر کے حوالہ کر دے گا۔

اگر تم نے یہ مکان دوسرے کے مال سے خریدا ہے اور غیر حلال سے قیمت ادا کی ہے تو تمہیں دنیا اور آخرت دونوں میں خسارہ ہوا ہے۔  
 یاد رکھو اگر تم اس مکان کو خریدتے وقت میرے پاس آتے اور مجھ سے دستاویز لکھواتے تو ایک درہم میں بھی خریدنے کے لئے تیار نہ ہوتے۔  
 اشقی درہم تو بہت بڑی بات ہے۔ میں اس کی دستاویز اس طرح لکھتا:

اے صاحبِ اغانی! اس واقعہ کو نقل کیجے کہ امیر المؤمنین کا اختلاف ایک یہودی سے ہو گیا جس کے پاس آپ کی زرہ تھی۔ اس نے قاضی سے فیصلہ کرنے پر اصرار کیا۔  
 آپ یہودی کے ساتھ شریح کے پاس آئے۔ اس نے آپ سے گوہ طلب کیے۔ آپ نے قنبر اور امام حسنؑ کو پیش کیا۔ شریح نے قنبر کی گوہی قبول کر لی۔ اور  
 امام حسنؑ کی گوہی فرزند ہونے کی بنا پر رد کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اکرمؐ نے انہیں سردار جو انان جنت قرار دیا ہے اور تم ان کی گوہی کو رد کر لے  
 ہو، لیکن اس کے باوجود آپ نے فیصلہ کا خیال کرتے ہوئے زرہ یہودی کو دے دی۔ اس نے واقعہ کو نہایت درجہ حیرت کی نگاہ سے دیکھا اور پھر  
 اگلے شہادتین پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ آپ نے زرہ کے ساتھ اسے گھوڑا بھی بے دیا اور ۹۰۰ درہم وظیفہ مقرر کر دیا۔ وہ تنقل آپ کی خدمت میں حاضر ہوا  
 یہاں تک کہ صفین میں درجہ شہادت پر فائز ہو گیا۔

اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام علیہ السلام کا کردار کیا تھا اور شریح کی نفسی کا کیا عالم تھا اور یہودی کے ظن میں کس قدر صلاحیت پائی جاتی تھی!۔

یشریح - کھلتا ہے

ضراء - ذلت

مبئیل - بھلک امراض پیدا

کرنے والا

شہید - مستحکم بنایا

نجد - آراستہ کیا

اعتقد - ذخیرہ کیا

اشخاص - رخصت کرنا

توانی - جمع ہو گئے

متکارہ - سستی کرنے والا

طعمہ - لقمہ

تفتات - مستقل طور پر حکم دے

۴۔ یہ ملک الموت کا بہترین تعارف

ہے کہ ان کے قبضے سے کوئی شخص

بچ کر نہیں جاسکتا ہے اور ان کا سبک

بہر شخص کے ساتھ حسب حیثیت ہوتا ہے

تا کہ ہر ایک اپنی اوقات کا اندازہ

کرتے اور اسے یہ محسوس ہو جائے

کہ حکومت کرنا سخت و تاج پر قبضہ

کر لینا اور خدائی کا دعویٰ کر دینا

آسان ہے لیکن موت کے چنگل سے

آزاد ہو جانا آسان نہیں ہے۔

و النسخة هذه: «هَذَا مَا اشْتَرَيْتَ عَبْدًا ذَلِيلًا، مِنْ مَيْتٍ قَدْ أُرْعِجَ لِلرَّجِيلِ،  
اشْتَرَيْتَ مِنْهُ دَارًا مِنْ دَارِ الْغُرُورِ، مِنْ جَنَابِ السَّقَانِ، وَ خِطَّةَ الْهَالِكِينَ،  
وَ تَجَمُّعَ هَذِهِ الدَّارِ حُدُودَ أَرْبَعَةٍ: الْحَدُّ الْأَوَّلُ يَنْتَهِي إِلَى دَوَاعِي  
الْآقَاتِ، وَ الْحَدُّ الثَّانِي يَنْتَهِي إِلَى دَوَاعِي الْمَصِيبَاتِ، وَ الْحَدُّ الثَّلَاثُ  
يَنْتَهِي إِلَى الْهَوَى الْمَسْرُودِ، وَ الْحَدُّ الرَّابِعُ يَنْتَهِي إِلَى الشَّيْطَانِ  
الْمَغْوِيِّ، وَ فِيهِ يُشْرَعُ بِأَبْهَةِ هَذِهِ الدَّارِ: اشْتَرَيْتَ هَذَا الْمَغْتَرَّ بِالْأَمَلِ، مِنْ هَذَا  
الْمُسْرَعِ بِالْأَجْلِ، هَذِهِ الدَّارُ بِالْمَخْرُوجِ مِنْ عِزِّ الْقَنَاعَةِ، وَ الدُّخُولِ فِي ذُلِّ  
الطَّلَبِ وَ الضَّرَاعَةِ، قَدْ أَدْرَكَ هَذَا الْمَشْتَرِي فِيمَا اشْتَرَى مِنْهُ مِنْ دَرَكٍ،  
فَعَلَى مُبْتَلٍ (مُتَبَلِي) أَجْتَامِ الْمَلُوكِ، وَ سَلَابِ نُسُوبِ الْجِسْبَانِ، وَ مُزِيلِ  
مُلْكِ الْفِرَاعِيَّةِ، مِثْلِ كِشْرَى وَ قَيْصَرَ، وَ تُسَيْعَ وَ حَنْبَرَ، وَ مَنْ جَمَعَ الْمَالَ  
عَلَى الْمَالِ فَأَكْتَرَّ، وَ مَنْ بَسَى وَ شَيْدَ، وَ زَخْرَفَ وَ تَجَدَّ، وَ ادَّخَرَ وَ اعْتَقَدَ،  
وَ نَظَرَ بِرُؤْيَاهِ لِلْوَالِدِ، إِشْخَاصَهُمْ جَمِيعًا إِلَى مَوْقِفِ الْعَرَضِ وَالْحِسَابِ،  
وَ مَوْضِعِ الثَّوَابِ وَ الْعِقَابِ: إِذَا وَقَّعَ الْأَمْرُ بِفَضْلِ الْقَضَاءِ (وَ خَيْرِ  
هُنَالِكَ الْمُبْتَطُونَ) شَهِدَ عَلَى ذَلِكَ الْعَقْلُ إِذَا أَخْرَجَ مِنْ أَسْرِ الْهَوَى،  
وَ سَلِمَ مِنْ عِلَاقِ الدُّنْيَا»

۴

و من کتاب لہ ﴿﴾

إلى بعض أمراء جيشه

فَإِنْ عِبَادُوا إِلَى ظِلِّ الطَّاعَةِ فَذَلِكَ الَّذِي مُحِبٌّ، وَ إِنْ تَوَاقَّتِ الْأُمُورُ بِالْقَوْمِ  
إِلَى الشَّقَاقِ وَ الْعِصْيَانِ فَانْتَهَدَ بِمَنْ أَطَاعَكَ إِلَى مَنْ عَصَاكَ، وَ اسْتَعْنِ بِمَنْ  
انْقَادَ مَعَكَ عَمَّنْ تَقَاعَسَ عَنْكَ، فَإِنَّ الْمُنْكَارَةَ مَغْيِبُهُ خَيْرٌ مِنْ مَشْهَدِهِ (شهوده)،  
وَ قَعُودُهُ أَغْنَى مِنْ نُهُوضِهِ.

۵

و من کتاب لہ ﴿﴾

إلى أشعث بن قيس عامل أذربيجان

وَ إِنْ عَمَلْتَ لَيْسَ لَكَ بِطُعْمَةٍ (مطعمه) وَ لَيْسَ لَكَ فِي عُنُقِكَ أَمَانَةٌ  
وَ أَنْتَ مُشْتَرَعٌ لِمَنْ فُوقَكَ، لَيْسَ لَكَ أَنْ تَسْتَفَاتَ فِي رَعِيَّتِهِ، وَ لَا تَخَاطِبُوهُ

یہ وہ مکان ہے

میں واقع ہے جہاں ذ

ایک حد اسباب

کی طرف ہے اور جو تھا

اس مکان کو

افہام کی ذلت میں

کے جسوں کا تو بالا کر

زیادہ سے زیادہ مال چ

کرنے والوں اور جاگ

و عذاب میں حاضر کر

اس سوسے پر

اگر دشمن اطاع

راہیں تو تم اپنے اطا

خزائن کرنے والو

بٹھ جانا ہی اٹھ جا۔

یہ تمہارا منصب

ہو گا کہ معاملہ میں اس

یہ جہاں اصحاب جبل بصرہ

لڑا کرتا تھا۔ آپ نے ا

لاعت امام پر آمادہ

بردار جنگ کے معاملہ

ان سے قربانی کے

رہتے ہیں جس کا بجر

مصادر کتاب ۱۱۹، تذکرۃ النخاس ص ۶۶، ۱۲۹

مصادر کتاب ۱۱۹، کتاب صفین ص ۲، العقد الفرید ص ۲۸۳، الامامہ والسیاستہ ص ۲، عیون الاخبار ابن قتیبہ ص ۱۵۱

یہ وہ مکان ہے جسے ایک بندہ ذلیل نے اس مرنے والے سے خریدا ہے جسے کوچ کے لئے آبادہ کر دیا گیا ہے۔ یہ مکان دیکھ کر فریب میں واقع ہے جہاں فنا ہونے والوں کی بستی ہے اور ہلاک ہونے والوں کا علاقہ ہے۔ اس مکان کے حدود اربعہ یہ ہیں:

ایک حد اسباب آفات کی طرف ہے اور دوسری اسباب مصائب سے ملتی ہے۔ تیسری حد ہلاک کر دینے والی خواہشات کی طرف ہے اور چوتھی گمراہ کرنے والے شیطان کی طرف اور اسی طرف اس گھر کا دروازہ کھلتا ہے۔

اس مکان کو امیدوں کے فریب خوردہ نے اجل کے راہ گیر سے خریدا ہے جس کے ذریعہ قناعت کی عزت سے نکل کر طلب و خواہش کی ذلت میں داخل ہو گیا ہے۔ اب اگر اس خریدار کو اس سو سے میں کوئی خسارہ ہو تو یہ اس ذات کی ذمہ داری ہے جو بارگاہوں کے جسموں کا تہ و بالا کرنے والا۔ جاہلوں کی جان نکال لینے والا۔ فرعونوں کی سلطنت کو تباہ کر دینے والا۔ کسریٰ و قیصر۔ تیج و حمیر اور زیادہ سے زیادہ مال جمع کر لیا۔ مستحکم عمارتیں بنا کر انھیں سہلنے والوں۔ ان میں بہترین فرش پھیلانے والوں اور اولاد کے خیال سے ذخیرہ کرنے والوں اور جاگیریں بنانے والوں کو فنا کے گھاٹ اتار دینے والا ہے کہ ان سب کو قیامت کے موقع حساب اور منزل ثواب و عذاب میں حاضر کرے جب حق و باطل کا حتمی فیصلہ ہو گا اور اہل باطل یقیناً خسارہ میں ہوں گے۔

اس سو سے پر اس عقل نے گواہی دی ہے جو خواہشات کی قید سے آزاد اور دنیا کی وابستگیوں سے محفوظ ہے۔

مکتوب ۴

بعض امراء لشکر کے نام

اگر دشمن اطاعت کے زیر سایہ آجائیں تو یہی ہمارا مدعا ہے اور اگر معاملات افتراق اور نافرمانی کی منزل ہی کی طرف راہیں تو تم اپنے اطاعت گزاروں کو لے کر نافرمانوں کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہو اور اپنے فرمانبرداروں کے وسیلہ سے اخراجات کرنے والوں سے بے نیاز ہو جاؤ کہ بادل ناخواستہ حاضری دینے والوں کی حاضری سے غیبت بہتر ہے اور ان کا بٹھ جانا ہی اٹھ جانے سے زیادہ مفید ہے۔

مکتوب ۵

آذر بایجان کے عامل اشعث بن قیس کے نام

یہ تمہارا منصب کوئی نعمت نہیں ہے بلکہ تمہاری گردن پر امانت الہی ہے اور تم ایک بلندستی کے زیر نگرانی حفاظت پر مامور ہو۔ تمہیں رعایا کے معاملہ میں اس طرح کے اقدام کا حق نہیں ہے اور خبردار کسی مستحکم دلیل کے بغیر کسی بڑے کام میں ہاتھ مت ڈالنا۔

جب اصحاب جبل بصرہ میں وارد ہوئے تو وہاں کے حضرت کے عامل عثمان بن حنیف نے آپ کے نام ایک خط لکھا جس میں بصرہ کی صورت حال کا ذکر کیا گیا تھا۔ آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ جنگ میں پہل کرنا ہمارا کام نہیں ہے لہذا تمہارا پہلا کام یہ ہے کہ ان پر اتمام حجت کرو پھر اگر اطاعت امام پر آبادہ ہو جائیں تو بہترین بات ہے ورنہ تمہارے پاس فرمانبردار قسم کے افراد موجود ہیں۔ انھیں ساتھ لے کر ظالموں کا مقابلہ کرنا اور خبردار جنگ کے معاملہ میں کسی پر کسی قسم کا جبر نہ کرنا کہ جنگ کا میدان قربانی کا میدان ہے اور اس میں وہی افراد ثابت قدم رہ سکتے ہیں جو جان و دل سے قربانی کے لئے تیار ہوں۔ ورنہ اگر بادل ناخواستہ فوج اکٹھا بھی کر لی گئی تو یہ خطرہ بہر حال رہے گا کہ یہ عین وقت پر چھوڑ کر فرار کر سکتے ہیں جس کا تجربہ تاریخ اسلام میں بار بار ہو چکا ہے اور جس کا ثبوت خود قرآن حکیم میں موجود ہے۔!

إِلَّا بِوَيْثِقَةٍ، وَفِي يَدَيْكَ مَسَالٍ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَأَنْتَ مِنْ خُرَائِبِهِ  
حَتَّى تُسَلِّمَهُ إِلَيَّ، وَلَعَلِّي أَلَا أَكُونَ شَرًّا وَلَا تَيْكَ لَكَ، وَالسَّلَامُ

۶

### و من کتاب له ﴿۱۱۱﴾

الی معاویة

إِنَّهُ بَايَعَنِي الْقَوْمَ الَّذِينَ بَايَعُوا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلَى مَا  
بَايَعُوهُمْ عَلَيَّ، فَلَمْ يَكُنْ لِمُشَاهِدِي، أَنْ يَخْتَارَ، وَلَا لِسَلْغَانِي أَنْ يَرُدَّ،  
وَإِنَّمَا الشُّورَى لِمُتَهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، فَإِنْ اجْتَمَعُوا عَلَى رَجُلٍ وَسَمَوْهُ  
إِسْمًا كَانَ ذَلِكَ لِسُلْهُ رِضَى، فَإِنْ خَسَرَ عَنْ أَمْرِهِمْ خَارِجٌ بِطَعْنٍ أَوْ بِدَعْوَةٍ  
رَدُّوهُ إِلَيَّ مَا خَرَجَ مِنْهُ، فَإِنْ أَتَى قَاتِلُوهُ عَلَى اتِّبَاعِهِ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ،  
وَوَلَاةُ اللَّهِ مَا تَوَلَّى.

وَلَعَمْرِي، يَا مُعَاوِيَةُ، لَنْ نَنْظُرَكَ بِعَقْلِكَ دُونَ هَوَاكَ لَسْتِجِدِّي أَبْرَأَ  
النَّاسِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ، وَلَسْتَعْلَمَنَّ أَنِّي كُنْتُ فِي عُزْلَةٍ عَنْهُ إِلَّا أَنْ تَسْتَجِيئِي،  
فَتَجْعَنَ مَا بَدَأَ لَكَ! وَالسَّلَامُ

۷

### و من کتاب له ﴿۱۱۲﴾

الیہ ایضاً

أَمَا بَعْدُ، فَسَقَدَ أَتَشْنِي بِسُوءِ مَوْعِظَةٍ مُوَصَّلَةٌ، وَرِسَالَةٌ مُخَبَّرَةٌ، تَمَقَّتْهَا  
بِضَلَالِكَ، وَأَمَضَّتْهَا بِسُوءِ رَأْيِكَ، وَكِتَابٌ انْمَرِي بِهِ لَيْسَ لَهُ بَصَرٌ يَهْدِيهِ،  
وَلَا قَائِلٌ يُرْشِدُهُ، قَدْ دَعَاكَ الْهَوَى فَأَجَابَهُ، وَقَادَهُ الضَّلَالُ فَهَجَرَ لَا غِيْطًا،  
وَضَلَّ خَائِبًا.

وَمِنْهُ: لِأَنَّهَا بَسِيئَةٌ وَاحِدَةٌ لَا يُشْنِي فِيهَا النَّظَرُ، وَلَا يُسْتَأْنَفُ فِيهَا الْحَيَاةُ،  
الْمَخْرُجُ مِنْهَا طَائِعِينَ، وَالْمَرْوِيُّ فِيهَا مُدَاهِنٌ.

خزان - جمع خازن

وَلَاة - جمع وال

تَسْتَجِيئِي - جنایت کا رہن جاؤ

مَوْصَلَةٌ - جو جمع کیا ہوا

مُخَبَّرَةٌ - خوبصورت

تَسْتَجِيئِي - حسین کتابت

ہجر - یہودہ کلام

لا غِيْطٌ - بے معنی جمع آوری

لا شَيْئِي - نظر ثانی نہیں کی جاتی ہے

مَرْوِي - سوچ بچا کر کے والا

مداہن - منافق

۱۱۱ چونکہ معاویہ خلفاؤ ثلاثہ کی خلافت کا قائل تھا لہذا حضرت نے م نہیں خلافتوں کے اصول کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جس طرح ان خلافتوں سے اختلاف جائز نہیں تھا اور ان پر نظر ثانی کی گنجائش نہیں تھی اور ان کا مخالف قابل قتل و قتال تھا اسی طرح میری خلافت کے بارے میں بھی تیرا طرز عمل ہونا چاہیے کہ نہیں افراد نے میری بیعت کی ہے اور نہیں اصولوں پر کی ہے جن اصولوں پر پہلے ہوئی تھی بلکہ مجھ پر اتفاق ان خلافتوں سے بھی زیادہ ہے کہ یہاں ہی ہاشم بھی شریک بیعت ہیں

ہمارے ہاتھوں

دیکھ میرا

نہ تھی کہ نہ کسی

شوری کا

نہ رضائے الہ

میں اور اگر ا

ی پھیر دے گا

معاویہ ا

الکدامن پائے

ازام ہی لگانا

ابا بعد -

نے لکھا ہے اور

درد نہ راستہ بنا

س کے نتیجہ میں ا

دیکھ یہ

ماننے والا اسلا

لہجاس محمود عقاد

ہا جتا تو اس

ہام لیا جاسکا

امام علی

مردوں کیا جا

مالات میں ہ

مصادر کتاب ۱۱۱ کتاب صفین نصر بن حزام ص ۲۹، الامامة والسياسة ۱ ص ۹۳، العقد الفرید ۲ ص ۲۸۳، ۴ ص ۳۲۲، تاریخ طبری ۵ ص ۲۳۵،  
تاریخ دمشق ابن عساکر، بحار الانوار کتاب الفتن والحق، تذکرة الخواص ص ۸۲  
مصادر کتاب ۱۱۲ فتوح اعظم کوئی ۲ ص ۳۳۱، کامل سیر و اسرار ص ۱۹۳، کتاب صفین ص ۶۱، العقد الفرید ۲ ص ۲۸۳، عیون الاخبار ابن قتیبہ ص ۲۳۴،  
جہرۃ رسائل العرب احمد زکی صفوت، الامامة والسياسة ص ۱۰۶ - تذکرة الخواص ص ۸۳،  
مصادر کتاب ۱۱۳ کتاب صفین ص ۸۵، العقد الفرید ۲ ص ۲۳۲، الامامة والسياسة ص ۹۵، بحار الانوار ۸ ص ۳۰۴

نے ہاتھوں میں جو مال ہے۔ یہ بھی پروردگار کے احوال کا ایک حصہ ہے اور تم اس کے ذمہ دار ہو جب تک میرے حوالہ نہ کرو  
تاہم اس نصیحت کی بنا پر میں تمہارا بڑا والی نہ ہوں گا۔ والسلام

مکتوب ۷

معاویہ کے نام

دیکھ میری بیعت اسی قوم نے کی ہے جس نے ابو بکر و عمر و عثمان کی بیعت کی تھی اور اسی طرح کی ہے جس طرح ان کی بیعت  
تھی کہ نہ کسی حاضر کو نظر ثانی کا حق تھا اور نہ کسی غائب کو رد کر دینے کا اختیار تھا۔

شوری کا اختیار بھی صرف ہاجرین و انصار کو ہوتا ہے لہذا وہ کسی شخص پر اتفاق کر لیں اور اسے امام نامزد کر دیں تو گویا کہ اسی  
رضائے الہی ہے اور اگر کوئی شخص تنقید کر کے یا بدعت کی بنیاد پر اس امر سے باہر نکل جائے تو لوگوں کا فرض ہے کہ اسے واپس  
لیا اور اگر انکار کر دے تو اس سے جنگ کریں کہ اس نے مومنین کے راستہ سے ہٹ کر راہ نکالی ہے اور اللہ بھی اسے ادھر  
پھیر دے گا جہرہ پھر گیا ہے۔

معاویہ! میری جان کی قسم۔ اگر تو خواہشات کو چھوڑ کر عقل کی نگاہوں سے دیکھے گا تو مجھے سب سے زیادہ خون عثمان علیہ  
السلام پائے گا اور تجھے معلوم ہو جائے گا کہ میں اس مسئلہ سے بالکل الگ تھلگ تھا۔ مگر یہ کہ تو حقائق کی پردہ پوشی کر کے  
ام ہی لگانا چاہے تو تجھے مکمل اختیار ہے۔ (یہ گذشتہ بیعتوں کی صورت حال کی طرف اشارہ ہے ورنہ اسلام میں خلافت شوری سے طے نہیں ہوتی ہے۔ جوادی)

مکتوب ۸

معاویہ ہی کے نام

اما بعد۔ میرے پاس تیری بے جوڑ نصیحتوں کا مجموعہ اور تیرا خوبصورت سجا یا بنا یا ہوا خط وارد ہوا ہے جسے تیرے گراہی کے قلم  
نے لکھا ہے اور اس پر تیری بے عقلی نے امضا کیا ہے۔ یہ ایک ایسے شخص کا خط ہے جس کے پاس نہ ہدایت دینے والی بصارت ہے  
اور نہ راستہ بتانے والی قیادت۔ اسے خواہشات نے پکارا تو اس نے لٹیک کہہ دی اور گراہی نے کھینچا تو اس کے پیچھے چل پڑا اور  
اس کے نتیجے میں اول فول بکنے لگا اور راستہ بھول کر گمراہ ہو گیا۔

دیکھ یہ بیعت ایک مرتبہ ہوتی ہے جس کے بعد نہ کسی کو نظر ثانی کا حق ہوتا ہے اور نہ دوبارہ اختیار کرنے کا۔ اس سے باہر نکل  
انے والا اسلامی نظام پر معترض شمار کیا جاتا ہے اور اس میں سوچ بچار کرنے والا منافق کہا جاتا ہے۔

ابن عباس محمود عقاد نے عبقریہ الامام میں اس حقیقت کا اعلان کیا ہے کہ خون عثمان کی تمام ذمہ داری خود معاویہ پہ ہے کہ وہ ان کا تحفظ کرنا  
چاہتا تو اس کے پاس تمام امکنات موجود تھے۔ وہ شام کا حاکم تھا اور اس کے پاس ایک عظیم ترین فوج موجود تھی جس سے کسی طرح کا  
کام لیا جاسکتا تھا۔

امام علی کی یہ حیثیت نہیں تھی۔ آپ پر دونوں طرف سے دباؤ پڑ رہا تھا۔ انقلابیوں کا خیال تھا کہ اگر آپ بیعت قبول کر لیں تو عثمان کو باسانی  
مزدول کیا جاسکتا ہے اور عثمان کا خیال تھا کہ آپ چاہیں تو انقلابیوں کو ہٹا کر میرے منصب کا تحفظ کر سکتے ہیں اور میری جان بچا سکتے ہیں۔ ایسے  
حالات میں حضرت نے جس ایمانی فراست اور عرفانی حکمت کا مظاہرہ کیا ہے اس سے زیادہ کسی فرد بشر کے امکان میں نہیں تھا۔

## و من کتاب له ﴿۸﴾

الی جریر بن عبداللہ البجلی لما أرسله إلی معاویة

أَتَابَعُهُ، فَإِذَا أَتَاكَ كِسْتَانِي فَأَحْمِلْ مُعَاوِيَةَ عَلَى الْفَضْلِ، وَخُذْهُ بِأَلْيَمِي  
الْجَزْمِ (الْجَزْم) ثُمَّ خَيْرُهُ بَيْنَ حَرْبٍ مُجَلِيَّةٍ، أَوْ سَلْمٍ مُخْزِيَّةٍ (بجزیہ) فَإِنْ اخْتَارَ  
الْحَرْبَ فَاتَّبِدْ إِلَيْهِ، وَإِنْ اخْتَارَ السَّلْمَ فَخُذْ بِنِعْتِهِ وَالسَّلَامَ.

## و من کتاب له ﴿۹﴾

إلی معاویة

فَأَرَادَ قَوْمُنَا قَتْلَ نَسِيتَنَا، وَاجْتِيَا حِمْيَرَ، وَهَمُّوا بِنَا الْهَمُومَ وَفَعَلُوا  
بِنَا الْأَقْسَاعِيلَ، وَسَنَعُونَا الْأَعْدَبَ، وَأَخْلَسُونَا الْحَسُوفَ، وَأَضْطَرُّوْنَا إِلَى جَبَلِ  
وَعُورٍ، وَأَوْقَدُوا لَنَا نَارَ الْحَرْبِ، فَعَزَمَ اللَّهُ لَنَا عَلَى الذَّبِّ عَنْ حَوْزَتَيْهِ  
وَالرُّشِيِّ مِنْ وَرَاءِ حُرْمَتَيْهِ. مُؤَمِّتَنَا يَنْبِي بِذَلِكَ الْأَجْرَ، وَكَافَرْنَا بِحَسَامِي  
عَنِ الْأَصْلِ. وَمَنْ أَسْلَمَ مِنْ قُرَيْشٍ خَلُوْ (خلق) بِمَا نَحْنُ فِيهِ بِحَلْبٍ يَنْتَهَمُهُ  
أَوْ عَشِيرَةٍ تَقُومُ دُونَهُ، فَهُوَ مِنَ الْقَتْلِ بِكَانٍ أَمْنٍ.

وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - إِذَا أَحْمَرَ النَّبَأُ (النَّاسَ)  
وَ أَحْبَمَ النَّاسَ، قَدَّمَ أَهْلَ بَيْتِهِ فَوْقَ بِهِمْ أَصْحَابَهُ حَرَّ السُّيُوفِ وَالْأَيْدِي  
فَقَتِلَ عُيَيْنَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ يَوْمَ بَدْرٍ، وَقُتِلَ حَمْرَةُ يَوْمَ أُحُدٍ، وَقُتِلَ  
جَسْفَرُ يَوْمَ مُؤْتَةَ. وَأَرَادَ مَنْ لَوْ يَنْتُ ذَكَرْتُ اسْمَهُ مِثْلَ الَّذِي أَرَادُوا  
مِنَ الشَّهَادَةِ، وَلَكِنْ أَجَاهَهُمْ عَجَلَتْ، وَمَنْ يَنْتُ أَجَلَتْ قَنَا عَجَبًا  
بِلَدِّهَا إِذْ حُرِّ. يُفْتَرْنَ بِي مَنْ لَمْ يَنْشَعْ بِقَدَمِي، وَلَمْ تَكُنْ لِي  
كَسَابِقَتِي الَّتِي لَا يُذِلُّ (يدن) أَحَدٌ بِمِثْلِهَا، إِلَّا أَنْ يَدَّعِيَ مُدَّعٍ بِنَا

فصل - قطعی حکم  
حرب مجلیہ - آوارہ وطن کر دینے  
والی جنگ

فانہذا الیر - عہد و پیمان کو پھینک کر  
اجتبیاح - استیصال  
ہم تو اپنا - ہم دغم نازل کر دیے  
افاحیل - مختلف حرکات  
عذب - خوشگوار  
أخلسونا - لازم کر دیا  
اضطرونا - مجبور کر دیا  
حوزه - مجمع  
جبل وعر - دشوار گزار  
احمر الباس - شدید جنگ  
حرا لاسنہ - نیزوں کی تیزی  
موتہ - شام میں ایک علاقہ ہے  
سابقہ - نصیحت

حضرت کے اصحاب کا خیال تھا  
کہ جریر کے شام پہنچتے ہی جنگ کا آغاز  
کرنا چاہتے لیکن حضرت نے مزید جلدی  
اور جب کوئی نتیجہ نہ نکلا تو آخری فیصلہ  
کے لئے یہ خط روانہ کیا جس کے بعد  
جنگ کے نالے کا کوئی جواز نہ رہ  
جائے گا۔

اما  
کر دینا کہ  
اب  
بیت

ہا  
بارے میں  
لئے منخلہ  
ی - لیک  
م میں صا  
ہ ان مش  
رو جانا تھا

اور  
تھے تھا  
اسے گئے  
ایک  
رت پیچھے  
کس  
ان کا کوئی کا

قریش کی ز  
تم ہو گیا  
کو بجا  
رد عید  
یہ

مصادر کتاب ۹ کتاب صفین ص ۵۵، العقد الفرید ص ۳۳۵، انساب الاشراف ص ۲۸۲، العیون والجالس مفید ص ۲۵۳، مناقب  
ص ۱۶۱، بحار الانوار ص ۵۴۴، الاخبار الطوال ص ۱۵۳



## مکتوب ۸

(جریر بن عبداللہ بھلی کے نام جب انھیں معاویہ کی فہمائش کے لئے روانہ فرمایا)  
 ابا بعد۔ جب تمہیں یہ میرا خط مل جائے تو معاویہ سے حتمی فیصلہ کا مطالبہ کر دینا اور ایک آخری بات طے کر لینا اور ایسے خبردار  
 دینا کہ اب دو ہی راستے ہیں۔ یا فنا کر دینے والی جنگ یا رسوا کن صلح۔  
 اب اگر وہ جنگ کو اختیار کرے تو بات چیت ختم کر دینا اور جنگ کی تیاری کرنا اور اگر صلح کی بات کرے تو فوراً اس  
 صحت لے لینا۔ والسلام

## مکتوب ۹

(معاویہ کے نام)

ہماری قوم (قریش) کا ارادہ تھا کہ ہمارے پیغمبر کو قتل کر دے اور ہمیں جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دے۔ انھوں نے ہمارے  
 رے میں رنج و غم کے اسباب فراہم کئے اور ہم سے طرح طرح کے تناؤ کئے۔ ہمیں راحت و آرام سے روک دیا اور ہمارے  
 لئے مختلف قسم کے خوف کا انتظام کیا۔ کبھی ہمیں ناہموار پہاڑوں میں پناہ لینے پر مجبور کیا اور کبھی ہمارے لئے جنگ کی آگ بھڑکا  
 دی۔ لیکن پروردگار نے ہمیں طاقت دی کہ ہم ان کے دین کی حفاظت کریں اور ان کی حرمت سے ہر طرح سے دفاع کریں۔  
 ہم میں صاحبانِ ایمان اجرا آخرت کے طلبکار تھے اور کفار اپنی اصل کی حمایت کر رہے تھے۔ قریش میں جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے  
 وہ ان مشکلات سے آزاد تھے یا اس لئے کہ انھوں نے کوئی حفاظتی معاہدہ کر لیا تھا یا ان کے پاس قبیلہ تھا جو ان کے سامنے کھڑا  
 رہتا تھا اور وہ قتل سے محفوظ رہتے تھے۔

اور رسول اکرم کا یہ عالم تھا کہ جب جنگ کے شعلے بھڑک اٹھتے تھے اور لوگ پیچھے ہٹنے لگتے تھے تو آپ اپنے اہلبیت کو آگے بڑھا  
 دیتے تھے اور وہ اپنے کو سپر بنا کر اصحاب کو تلوار اور نیزوں کی گرمی سے محفوظ رکھتے تھے۔ چنانچہ بدر کے دن جناب عبیدہ بن الحارث  
 نے آگے۔ احد کے دن حمزہ شہید ہوئے اور موتہ میں جعفر کام آگے۔

ایک شخص نے جس کا نام میں بتا سکتا ہوں انھیں لوگوں جیسی شہادت کا قصد کیا تھا لیکن ان سب کی موت جلدی آگئی اور اس کی  
 موت پیچھے نال دی گئی۔

کس قدر تعجب خیز ہے زمانہ کا یہ حال کہ میرا مقابلہ ایسے افراد سے ہوتا ہے جو کبھی میرے ساتھ قدم ملا کر نہیں چلے اور نہ اس دین میں  
 ان کا کوئی کارنامہ ہے جو مجھ سے موازنہ کیا جاسکے مگر یہ کہ کوئی مدعی کسی ایسے شرف کا دعویٰ کرے جس کو نہ میں جانتا ہوں

لے قریش کی زندگی کا سارا نظام قبائلی بنیادوں پر چل رہا تھا اور ہر قبیلہ کو کوئی نہ کوئی حیثیت حاصل تھی لیکن اسلام کے آنے کے بعد ان تمام حیثیتوں کا  
 خاتمہ ہو گیا اور اس کے نتیجے میں سب سے اسلام کے خلاف اتحاد کر لیا اور مختلف معرکے بھی سامنے آ گئے لیکن پروردگار عالم نے رسول اکرم کے گھرانے کے ذریعے اپنے  
 دین کو بچا لیا اور اس میں کوئی قبیلہ بھی ان کا شریک نہیں ہے اور نہ کسی کو یہ شرف حاصل ہے۔ نہ کسی قبیلہ میں کوئی ابوطالب جیسا محافظ پیدا ہوا ہے  
 اور نہ عبیدہ جیسا مجاہد۔ نہ کسی قبیلہ نے حمزہ جیسا سید الشہداء پیدا کیا ہے اور نہ جعفر جیسا طیار۔  
 یہ صرف نبی ہاشم کا شرف ہے اور اسلام کی گردن پر ان کے علاوہ کسی کا کوئی احسان نہیں ہے!۔

لم تنزع - باز نہ آیا

شِقَاق - اخلاص

زور - ملاقات

جلالیب - چادریں

تہجرت - آراستہ ہو گئی

مجن - سپر

فائقس - دور ہوجا

غواة - گمراہ

مترن - جسے نعمت سرکش بنا دے

ساستہ - منتظم

باسق - بلند و بالا

امنیۃ - امید

قرین - رنگ آلود

لَا أَعْرِفُهُ، وَلَا أَظُنُّ اللَّهَ يَعْرِفُهُ، وَالْمَسْتَدَلُّ عَلَى كُلِّ حَالٍ  
وَأَمَّا مَا سَأَلْتَ مِنْ دَفْعِ قَتْلَةِ عُمَانَ إِلَيْكَ، فَإِنِّي نَظَرْتُ فِي هَذَا الْأَمْرِ،  
فَلَمْ أَرَهُ يَسْمَعُنِي دَفْعُهُمْ إِلَيْكَ وَلَا إِلَيَّ غَيْرِكَ، وَأَعْتَرِي لَسِنٍ لَمْ تَسْفِرْ  
عَنْ غَيْبِكَ وَشِقَاقِكَ لَتَعْرِفَهُمْ عَنْ قَلِيلٍ يَطْلُبُونَكَ، لَا يَكْفُونَكَ طَلَبُهُمْ فِي  
بَسْرٍ وَلَا بَحْسٍ، وَلَا جَسَلٍ وَلَا سَهْلٍ، إِلَّا أَنَّهُ طَلَبُ يَسُوءُكَ وَجَدَانُهُ، وَزُورٌ  
لَا يَشْرُكَ لِقِيَانَهُ، وَالسَّلَامُ لِأَهْلِهِ.

۱۰

## و من کتاب له ﴿۱۰﴾

إليه أيضاً

وَ كَيْفَ أَنْتَ صَانِعٌ إِذَا تَكَلَّفْتَ عَنْكَ جَلَالِيْبُ مَا أَنْتَ فِيهِ مِنْ دُنْيَا  
قَدْ تَبَهَّجْتَ بِرِيَّتِيهَا، وَ خَدَعْتَ بِلَذَّتِيهَا، دَعَاكَ فَأَجَبْتِيهَا، وَقَادَتَكَ  
فَاتَّبَعْتِيهَا، وَأَمَرْتَكَ فَأَطَعْتِيهَا، وَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يَقْفَكَ وَأَقْفَ عَلَن  
مَا لَا يُسْجِيكَ مِنْهُ مَجْنٌ (منج) فاقف عن هذا الأمر، وخذ أهنئة  
المسائب، وشمز لما قد نزل بك، ولا تمكس الغواة من سمك، وإلا  
تفعل أغلثك ما أغلثت من نفسك، فإنك متعرف قد أخذ الشيطان  
منك مأخذة، وبلغ فيك أملة، وجرى منك بجرى الروح والدم،  
و متى كنتم بما معاوية ساسة الرعية، و ولادة أمر الأمة؟  
بغير قدم سابق، ولا شرف سابق، و نموذ بالله من لزوم  
سوابق الشقاء، و أخذ ذلك أن تكون متادياً في غيرة الأمينية،  
مختلف الغلانية و الشريعة.

وَ قَدْ دَعَوْتُ إِلَى الْمَرْبِ، فَدَعِ النَّاسَ جَانِباً وَاخْرُجْ إِلَيَّ، وَأَعْصِبِ  
الْمَفْرِقَيْنِ مِنَ الْقِتَالِ، لِيَتَلَمَّ أَبْنَا الْمَرِيئِ عَلَى قَلْبِي، وَالْمَقْطَنُ  
عَلَى بَصْرِهِ! فَأَنَا أَبُو حَسَنِ قَاتِلُ جَدِّكَ وَ أَخِيكَ وَ خَالِكَ

۱۰ عقاد نے عبقریۃ الایام میں اس  
نکتہ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ  
معاویہ نے امیر المومنین کے مقابلہ  
میں خون عثمان کا ہنگامہ کھرا کر کے  
حکومت پانے کے بعد پھر کبھی خون  
عثمان کا نام بھی نہیں لیا جو اس بات  
کی علامت ہے کہ اسے خون عثمان  
سے نہیں بلکہ صرف حکومت اور اقتدار  
سے دلچسپی تھی اور اس راہ میں کچھ بھی  
کر سکتا تھا۔

بہ شامہ خدا کی  
رہ گیا تھا  
ہمارے حوالہ کر  
میں بھی دھونڈ  
کا پالینا باعث

اس وقت  
میں کی لذت  
نے اور اس کے  
نے والی نہیں  
ہستے ہو جاؤ اور  
خائف ہو۔ تم عین  
ہمارے رگد  
معاویہ! آ  
اور نہ کوئی بلکہ  
اور ظاہر و باطن  
تم نے مجھے  
حالت کر دو اور  
رہے پڑے ہو  
میں وہی ہوا

اس مقام پر سار  
راہی اور غدار  
کو نظر انداز نہ  
حضرت کا یہ وہ  
اور پھر میدان

شائد "خدا ہی جانتا ہے۔ مگر بہر حال ہر حال میں خدا کا شک ہے۔

وہ گیا تھا راہِ مطالبہ کہ میں قاتلانِ عثمانؓ کو تمہارے حوالے کر دوں تو میں نے اس مسئلہ میں کافی غور کیا ہے۔ میرے امکان میں انہیں  
رے حوالہ کرنا ہے اور نہ کسی اور کے۔ میری جان کی قسم اگر تم اپنی گراہی اور عداوت سے باز نہ آئے تو عنقریب انہیں دیکھو گے کہ  
میں بھی ڈھونڈ لیں گے اور اس بات کی زحمت نہ دیں گے کہ تم انہیں خشکی یا تری۔ پہاڑ یا صحرا میں تلاش کرو۔ البتہ یہ وہ طلب ہوگی  
کا پالینا باعث مسرت نہ ہوگا اور وہ ملاقات ہوگی جس سے کسی طرح کی خوشی نہ ہوگی۔ اور سلام اس کے اہل پر۔

مکتوب عطا

معاویہ ہی کے نام

اس وقت کیا کرو گے جب اس دنیا کے یہ سارے لباس تم سے اتر جائیں جس کی زینت سے تم نے اپنے کو آراستہ کر رکھا ہے  
جس کی لذت نے تم کو دھوکہ میں ڈال دیا ہے۔ اس دنیا نے تم کو آرازی تو تم نے لیک کہہ دی اور تمہیں کھینچنا چاہا تو تم کھینچنے چلے  
اور اس کے احکام کی اطاعت کستے رہے۔ قریب ہے کہ کوئی بتانے والا تمہیں ان چیزوں سے آگاہ کرے جن سے کوئی سپر  
نے والی نہیں ہے لہذا مناسب ہے کہ اس دعویٰ سے باز آ جاؤ اور حساب و کتاب کا سامان تیار کر لو۔ آنے والی مصیبتوں کے لئے  
ستہ ہو جاؤ اور گراہوں کو اپنی سماعت پر حادی نہ بناؤ ورنہ ایسا نہ کیا تو میں تمہیں ان تمام چیزوں سے باخبر کر دوں گا جن سے  
اقل ہو۔ تم عیش و عشرت کے دلدادہ ہو۔ شیطان نے تمہیں اپنی گرفت میں لے لیا ہے اور اپنی امیدوں کو حاصل کر لیا ہے اور  
اسے رگ دپے میں روح اور خون کی طرح سرایت کر گیا ہے۔

معاویہ! آخر تم لوگ کب رعایا کی نگرانی کے قابل اور امت کے مسائل کے والی تھے جب کہ تمہارے پاس نہ کوئی سابقہ شرف  
اور نہ کوئی بلند و بالا عزت۔ ہم اللہ سے تمام دیرینہ بد بختیوں سے پناہ مانگتے ہیں اور تمہیں باخبر کرتے ہیں کہ خبردار امیدوں کے دھوکہ  
اور ظاہر و باطن کے اختلاف میں مبتلا ہو کر گراہی میں دو دن تک مت چلے جاؤ۔

تم نے مجھے جنگ کی دعوت دی ہے تو بہتر یہ ہے کہ لوگوں کو الگ کر دو اور بذات خود میدان میں آ جاؤ۔ فریقین کو جنگ سے  
ات کر دو اور ہم تم براہ راست مقابلہ کر لیں تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ کس کے دل پر زنگ لگ گیا ہے اور کس کی آنکھوں پر  
سے بڑے ہوئے ہیں۔

میں وہی ابوالحسن ہوں جس نے روز بدر تمہارے نانا (عبید بن ربیعہ) مامون (ولید بن عقبہ) اور بھائی حنظلہ کا سر توڑ کر خاتمہ کر دیا ہے۔

اس مقام پر سیاست سے مراد سیاست عادلہ اور رعایت کاملہ ہے کہ اس کام کا انجام دینا ہر کس ذنا کس کے بس کا نہیں ہے ورنہ سیاست سے معاری  
ہری اور عداری مراد لی جائے تو بسن امیر ہمیشہ سے سیاست عار تھے اور ابو سفیان نے ہر محاذ پر اسلام کے خلاف لشکر کشی کی ہے اور اس راہ میں کسی بھی  
کو نظر انداز نہیں کیا ہے۔ کبھی میدانوں میں مقابلہ کیا ہے اور کبھی بیعت کر کے اسلام کا صفا یا کیا ہے۔

حضرت کا یہ وہ مطالبہ تھا جس کی عمرو عاص نے بھی تائید کر دی تھی لیکن معاویہ فوراً تار تار گیا اور اس نے کہا کہ تو خلافت کا امیدوار دکھائی دے رہا  
اور پھر میدان کا رخ کرنے کا ارادہ بھی نہیں کیا کہ علی کی تلوار سے بچ کر نکل جانا محالات میں سے ہے۔!

شَدْحًا يَوْمَ تَدْرِي، وَ ذَلِكَ السَّيْفُ مَسْمِي، وَ يَذَلِكُ الْقَلْبُ أَلْسَى عَدُوِّي،  
مَا اسْتَبَدْتُكَ دِيْنَا، وَ لَا اسْتَحْدَثْتُ نَسِيْنَا، وَ إِنِّي لَسَعْلَى الْمِسْهَاجِ الَّذِي  
تَرَكْتُمُوهُ طَائِعِينَ، وَ دَخَلْتُمْ فِيهِ مُكْرَهِينَ.

وَ زَعَمْتَ أَنَّكَ جِئْتَ نَسِيرًا بِدَمِ عُمَيْيَانَ، وَ لَقَدْ عَلِمْتَ حَيْثُ وَجَّعَ  
دَمُ عُمَيْيَانَ فَاطْلُبْهُ مِنْ هُنَاكَ إِنْ كُنْتَ طَائِلِيَا، فَكَأَنِّي قَدْ رَأَيْتُكَ  
تَضِجُ مِنَ الْحَرْبِ إِذَا عَصَيْتَكَ حَاجِجَ الْجِبَالِ بِالْإِتْقَانِ، وَ كَأَنِّي  
بِحَسَابَتِكَ تَدْعُوْنِي جَسْرًا مَسْنِ الضَّرْبِ الْمَسْتَابِعِ، وَ الْقَضَاءِ الْوَاقِعِ،  
وَ مَصَارِعَ بَعْدَ مَصَارِعِ، إِلَى كِتَابِ اللَّهِ، وَ هِيَ كَافِرَةٌ جَاحِدَةٌ،  
أَوْ مَبَايَعَةٌ حَائِدَةٌ.

۱۱

### و من وصية له ﴿١١﴾

وصى بها جيشاً بعنه إلى العدر

فَإِذَا تَرَلْتُمْ بِعَدُوِّ أَوْ تَسْرَلْ بِكُمْ، فَلْيَكُنْ مَعَكُمْ كُمْ فِي قُبُلِ  
الْأَشْرَافِ، أَوْ سِفَاحِ الْجِبَالِ، أَوْ أُنْجَاءِ الْأَهْتَارِ، كَمَا يَكُونُ  
لَكُمْ رِدَاءً، وَ دُونَكُمْ مَرْدًا، وَ لْيَكُنْ مُقَاتَلَتُكُمْ مِنْ وَجْهِ وَاحِدٍ  
أَوْ اثْنَيْنِ، وَ اجْعَلُوا لَكُمْ رُقَبَاءَ فِي صَيَاحِي الْجِبَالِ، وَ مَنَاقِبِ  
الْمِضَابِ، لِئَلَّا يَأْتِيَكُمْ الْعَدُوُّ مِنْ مَكَانٍ مَخَافَةٍ أَوْ أَمْنٍ،  
وَ اعْلَمُوا أَنَّ مُقَدِّمَةَ السُّقُومِ عُمُيُونُهُمْ، وَ عُيُونَ الْمُقَدِّمَةِ طَلَانُهُمْ،  
وَ إِيسَاكُكُمْ وَ التَّفَرُّقُ، فَإِذَا تَسْرَلْتُمْ فَانزِلُوا جَمِيعًا، وَ إِذَا  
ارْتَحَلْتُمْ فَارْتَحِلُوا جَمِيعًا، وَ إِذَا عَشِيَتْكُمْ اللَّيْلُ فَاجْعَلُوا الرِّمَاحَ  
كَفَّةً، وَ لَا تَدُوقُوا النَّوْمَ إِلَّا غِرَارًا أَوْ مَضْمَضَةً.

۱۲

### و من وصية له ﴿١٢﴾

وصى بها معقل بن قيس الرياحي حين أنفذه إلى الشام في ثلاثة آلاف مقدمة له  
إِنِّي اللَّهُ الَّذِي لَا بُدَّ لَكَ مِنْ لِقَائِي، وَ لَا مُنْتَهَى لَكَ دُونَهُ،  
وَ لَا تُقَاتِلْنِي إِلَّا مِنْ قَاتِلِكَ، وَ بِيْرِ الْبَرْدَيْنِ، وَ غَوْرِ بِالنَّاسِ،

لم تنزع - بائع

شِقَاق - اخية والا

نور - طخت

جلان - سلت

اشراف - جمع شرف - بلند

سِفَاح - دامن کوہ

أَشْرَاف - موڑ

رود - مددگار

مرد - محل دفاع

صياصي - بلندياں

مناكب - چوٹیاں

هضاب - ٹیلے

كف - دائرہ کی شکل میں

غرار - ہلکی نیند

مضمضہ - جھپکی

بروان - ٹھنڈے اوقات

غور - شدید گرمی کے وقت تيام

یہ حالات کا اندازہ یا تخمینہ نہیں

ہے بلکہ ایسی خبر ہے جس کا مدرک

الہام خداوندی یا اخبار غیبی کے

علاوہ کچھ نہیں ہو سکتا ہے

مصادر کتاب ۱۱ کتاب صفین ص ۱۲، تحت المعقول ص ۱۹، الاخبار الطوال ص ۱۶۶، سجاد الانوار ص ۴۴ ص ۲۱ ص ۹۵

مصادر کتاب ۱۲ کتاب صفین ص ۱۹

در اجمو  
مناكب  
ناب  
کرا  
کتاب

برون  
کرا  
در  
ن  
کتاب

۲۱  
کے کرا  
رے دین

برود  
کتاب  
کا

یادہ تلوار میرے پاس ہے اور میں اسی ہمت قلب کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کروں گا۔ میں نے نہ دین تبدیل کیا ہے اور نہ نیا نبی  
لا ہے میں اسی راستہ پر چل رہا ہوں جسے تم نے اختیار ہی حدود تک چھوڑ رکھا تھا اور پھر مجھ کو داخل ہو گئے تھے۔  
متمارا خیال ہے کہ تم خون عثمان کا بدلہ لینے آئے ہو۔ تو تمہیں تو معلوم ہے کہ اس خون کی جگہ کہاں ہے۔ اگر واقعی مطالبہ

ہے تو وہیں جا کر کہو (۱۱)  
مجھے تو یہ منظر نظر آ رہا ہے کہ جنگ تمہیں دانتوں سے کاٹ رہی ہے اور تم اس طرح فریاد کر رہے ہو جس طرح اونٹ سامان  
انی سے بیلانے لگتے ہیں اور تمہاری جماعت سلسل تلوار کی ضرب اور موت کی گرم بازاری اور کشتوں کے پشٹے لگ جانے کی بنا پر مجھے  
خدا کی دعوت دے رہی ہے جب کہ خود اس کتاب کی دیدہ و دانستہ منکر ہے یا بیعت کرنے کے بعد بیعت شکنی کرنے والی ہے۔

### ۱۱۔ آپ کی نصیحت

(جو اپنے لشکر کو دشمن کی طرف روانہ کرتے ہوئے فرمائی ہے)

جب تم کسی دشمن پر وارد ہو نایا اگر وہ تم پر وارد ہو تو دیکھو تمہارے پڑاؤ ٹیلوں کے سامنے یا پہاڑوں کے دامن میں یا  
ان کے موٹے پہاڑوں تاکہ یہ تمہارے لئے وسیلہ حفاظت بھی رہیں اور دشمن کو روک بھی سکیں۔ اور جنگ ہمیشہ ایک یاد و محاذوں  
نا اور اپنے نگرانوں کو پہاڑوں کی چوٹیوں اور ٹیلوں کی بلند سطحوں پر معین کر دینا تاکہ دشمن نہ کسی خطرناک جگہ سے حملہ کر سکے  
مخفوناً جگہ سے اور یہ یاد رکھنا کہ فوج کا ہر اول دستہ فوج کا نگران ہوتا ہے اور اس کی اطلاعات کا ذریعہ مخبر افراد ہوتے  
ہے خبردار آپس میں منتشر نہ ہو جانا۔ جہاں اتنا سب ایک ساتھ اتنا اور جب کوچ کرنا تو سب ایک ساتھ کوچ کرنا۔ اور جب  
ناہولے تو نیزوں کو اپنے گرد گھاڑ دینا اور خبردار زیند کامزہ چکھنے کا ارادہ نہ کرنا مگر یہ کہ ایک آدھ جھپکی لگ جائے۔

### ۱۲۔ آپ کی نصیحت

(جو معقل بن قیس ریاحی کو اس وقت فرمائی ہے جب انھیں تین ہزار کا لشکر لے کر شام کی طرف روانہ فرمایا ہے)

اس اللہ سے ڈرتے رہنا جس کی بارگاہ میں بہر حال حاضر ہونا ہے اور جس کے علاوہ کوئی آخری منزل نہیں ہے۔ جنگ اسی  
رنا جو تم سے جنگ کرے۔ ٹھنڈے اوقات میں صبح و شام سفر کرنا اور گرمی کے وقت میں قافلہ کو روک کر لوگوں کو آرام  
لے دینا۔

یادہ ہدایات ہیں جو ہر دور میں کام آنے والی ہیں اور قائد اسلام کا فرض ہے کہ جس دور میں جس طرح کا میدان اور جس طرح کے اسلحہ ہوں۔  
سب کی تنظیم انھیں اصولوں کی بنیاد پر کرے جن کی طرف امیر المؤمنین نے دور نیزہ و شمشیر میں اشارہ فرمایا ہے۔  
حالات اور اسلحوں کے بدل جانے سے اصول حرب و ضرب اور قوانین جہاد و قتال میں فرق نہیں ہو سکتا ہے۔

رقم - سہولت سے کام لے

ظعن - سفر

منبسط - پھیل جانے

شان - عداوت

اعذار - تقدیم عذر

حیتر - مکان

درع - زرد

مجن - سپر

وہن - ضعف

سقط - لغزش

احرم - مطابق ہوش مندی

امثل - بہترین

معور - عاجز

لا شجر و ا - حمل نہ کرنا

ان دونوں سے مراد زیادہ بن

نضر اور شریح بن ہانی ہیں جنہیں

آپ نے بارہ ہزار کے دستہ کے ساتھ

روانہ کیا تھا اس کے بعد حبیب سوارزم

کے نزدیک ابو الاعدر اسلمی سے ٹھیکر

ہو گئی تو مالک اشتر کو سردار بنا کر

بھیج دیا اور دونوں سرداروں کے

نام یہ ہدایت نامہ ارسال فرما دیا۔

وَرَقْمَهُ فِي السَّيْرِ، وَلَا تَبْرُزْ أَوَّلَ اللَّيْلِ، فَإِنَّ اللَّهَ جَسَمَهُ  
 سَكَنًا، وَقَدْرَهُ مُقَامًا لَا ظَنَمًا، فَأَرْحُ فِيهِ بَدَنَكَ، وَرَوْحُ ظَهْرِكَ.  
 فَإِذَا وَقَفْتَ حَيْثُ يَنْبَطِحُ السَّحَرُ، أَوْ حَيْثُ يَنْفَجِرُ السَّجَرُ، فَسِرْ  
 عَلَى بَرَكَاتِ اللَّهِ. فَإِذَا لَقِيتَ الْعَدُوَّ فَخَفْ مِنْ أَضْعَابِكَ وَسَطًا،  
 وَلَا تَدْنُ مِنَ السَّقُومِ دُنُو مَنْ يُرِيدُ أَنْ يُنْثِبَ الْحَرْبَ. وَلَا  
 تَبَاعِذْ عَنْهُمْ تَبَاعُذَ مَنْ يَتَابَسُ السَّبَاسَ، حَتَّى يَأْتِيكَ أَسْرَى،  
 وَلَا يَخْلِبَنَّكُمْ سَنَانُهُمْ عَلَى قِسَالِهِمْ، فَمَنْ دَعَا إِلَيْهِمْ وَالْإِعْذَارَ  
 إِلَيْهِمْ.

۱۳

## و من کتاب له ﴿﴾

الی امیرین من أمراء جيشه

وَقَدْ أَتَرْتُ عَلَيْكُمَا وَعَلَى مَنْ فِي حَيْزِ كُنَا مَسَالِكِ ابْنِ الْحَارِثِ  
 الْأَشْجَرِ فَاسْتَمِعْنَا لَهُ وَأَطِيعًا، وَاجْتَلَاهُ دِرْعًا وَجَسَدًا، فَسَاءَ  
 بِمَنْ لَا يَخَافُ وَهَيْئُهُ وَلَا تَسْفِطُهُ وَلَا يَطْوُهُ عَمَّا الْإِسْرَاعِ إِلَيْهِ  
 أَحْزَمُ، وَلَا إِسْرَاعُهُ إِلَى مَا الْبَطْءُ عَنْهُ أَمْتَلُ.

۱۴

## و من وصية له ﴿﴾

للسكره قبل لقاء العدو بصفتين

لَا تُقَاتِلُوهُمْ حَتَّى يَبْدُووكُمْ، فَإِنَّكُمْ بِحَمْدِ اللَّهِ عَلَى حُسْبِيَّةٍ  
 وَتَرْكُكُمْ إِثْمًا حَتَّى يَبْدُووكُمْ حُجَّةٌ أُخْرَى لَكُمْ عَلَيْهِمْ.  
 فَإِذَا كَانَتِ الْهَرَبُ بِإِذْنِ اللَّهِ فَلَا تَقْتُلُوا مُذْرِبًا،  
 وَلَا تُصِيبُوا مُعَوَّرًا، وَلَا تُجْهِزُوا عَلَى جَرِيحٍ، وَلَا تَهَيِّجُوا النِّسَاءَ  
 بِأَذَى، وَإِنْ سَمِعْتُمْ أَعْرَاضَكُمْ، وَسَبَّيْنِ أَمْرَاءِكُمْ، فَإِنَّهُمْ  
 ضَمِيمَاتُ أَلْمُؤَى وَالْأَنْفُسِ وَالْمُسْؤُولِ؛ إِنْ كُنَّا لَنُؤْمَرُ

مصادر کتاب ۱۳ - تاریخ طبری ۵ ۲۳۸، کتاب صفین ص ۱۳۵، تاریخ یعقوبی ۲ ص ۱۴، بحار الانوار ۸ ص ۲۴۵

مصادر کتاب ۱۴ - تاریخ طبری حوادث ص ۳۴، کتاب صفین ص ۲۰۳، فروع کافی ۵ ص ۳۸، مرآة الذهب ص ۳۱، فتوح اعظم کوئی ص ۳

وافی فیض کا شان ۹ ص ۱۸، اجل المفید ص ۱۶۹، تاریخ یعقوبی ۳ ص ۵۱۵، عیون الاخبار ابن قتیبہ ص ۲۳۱، ارشاد مفید ص ۱۱۱

سزا  
 کے لئے  
 درہم  
 کے درہم  
 و فرزدہ  
 اور محبت

یہ  
 اور ان  
 ہیں ہے  
 زیادہ

خبر  
 اور وقت  
 ہو جائے  
 اذیت  
 عقل کے

لے یہ سار  
 سلج فرما  
 لے مالک

سہا بن

کے یہ  
 اعنی

سفر کرنا اور اول شب میں سفر مت کرنا کہ پروردگار نے رات کو سکون کے لئے بنایا ہے اور اسے قیام کے لئے قرار دیا ہے۔ سفر  
لئے نہیں۔ لہذا رات میں اپنے بدن کو آرام دینا اور اپنی سواری کے لئے سکون فراہم کرنا۔ اس کے بعد جب دیکھ لینا کہ محل وقوع  
یہ ہے اور صبح روشن ہو رہی ہے تو برکتِ خدا کے سہارے اٹھ کھڑے ہونا۔ اور جب دشمن کا سامنا ہو جائے تو اپنے اصحاب  
پر بیان ٹھہرنا اور دشمن سے اس قدر قریب ہو جانا کہ جیسے جنگ چھیڑنا چاہتے ہو۔ اور نہ اس قدر دور ہو جانا کہ جیسے جنگ سے  
دور ہو۔ یہاں تک کہ میرا حکم آجائے اور دیکھو خبردار دشمن کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ اسے حق کی دعوت دینے  
میں تمہیں سے پہلے جنگ کا آغاز کر دو۔

۱۳۔ آپ کا مکتوب شریف

(اپنے سردارانِ لشکر میں ایک سردار کے نام)

میں نے تم پر اور تمہارے ماتحت لشکر پر مالک بن الحارث الاشرک کو سردار قرار دے دیا ہے لہذا ان کی باتوں پر توجہ دینا  
ان کی اطاعت کرنا اور انہیں کو اپنی ذمہ اور سپر قرار دینا کہ مالک ان لوگوں میں ہیں جن کی کمزوری اور لغزش کا کوئی خطرہ  
نہ ہے اور نہ وہ اس موقع پر سستی کر سکتے ہیں جہاں تیزی زیادہ مناسب ہو۔ اور نہ وہاں تیزی کر سکتے ہیں جہاں سستی  
زیادہ قرین عقل ہو۔

۱۴۔ آپ کی نصیحت

(اپنے لشکر کے نام صفین کی جنگ کے آغاز سے پہلے)

خبردار! اس وقت تک جنگ شروع نہ کرنا جب تک وہ لوگ پہل نہ کر دیں کہ تم بجز اللہ اپنی دلیل رکھتے ہو اور انہیں  
وقت تک موقع دینا جب تک پہل نہ کر دیں ایک دوسری جت ہو جائے گی۔ اس کے بعد جب حکمِ خدا سے دشمن کو شکست  
جائے تو کسی بھاگنے والے کو قتل نہ کرنا اور کسی عاجز کو ہلاک نہ کرنا اور کسی زخمی پر قاتلانہ حملہ نہ کرنا۔ اور عورتوں کو  
بیت مت دینا چاہے وہ تمہیں گالیاں ہی کیوں نہ دیں اور تمہارے حکام کو برا بھلا ہی کیوں نہ کہیں۔ کہ یہ قوتِ نفس اور  
دل کے اعتبار سے کمزور ہیں اور ہم پیغمبرِ صمد کے زمانے میں بھی ان کے بارے میں ہاتھ روک لینے پر مامور تھے۔

یہ ساری ہدایات معقل بن قیس کے بارے میں ہیں جنہیں آپ نے تین ہزار افراد کا سردار لشکر بنا کر بھیجا تھا اور ایسے ہدایات سے  
سلیح فرمادیا تھا جو صبح قیامت تک کام آنے والی ہوں اور ہر دور کا انسان ان سے استفادہ کر سکے۔  
کہ مالک اشتر ان لوگوں میں ہیں جنہوں نے ابوذر کے غسل و کفن کا انتظام کیا تھا۔ جن کے بارے میں رسول اکرم نے فرمایا تھا کہ میرا ایک  
سہیلی عالمِ غربت میں انتقال کرے گا اور صاحبانِ ایمان کی ایک جماعت اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام کرے گی۔

(استیعاب ترجمہ جندب)

یہ یہ دلیل سورہ حجرات کی آیت ۹ سے جس میں باغی سے قتال کا حکم دیا گیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ معاویہ اور اس کی جماعت  
باغی تھی جس کی تصدیق جناب عمار یا سر کی شہادت سے ہو گئی جن کے قاتل کو سرکارِ دو عالم نے باغی قرار دیا تھا۔

بَالَكْفِ عَنَّهُمْ وَإِنَّهُمْ لَمُشْرِكَاتٌ، وَإِنْ كَانِ الرَّجُلُ لَيَسْتَأْوِي  
الْمَرْأَةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بِالنَّهْرِ أَوْ الْمِرَاوَةِ فَيُعَيَّرُ بِهَا وَعَسِيئَةٌ  
مِنْ بَعْدِهِ.

۱۵

### وَمِنْ دَعَائِهِ لَهُ ﴿﴾

كان ﴿﴾ يقول إذا لقي العدر محارباً:

اللَّهُمَّ إِلَيْنِكَ أَفْضَتِ الْقُلُوبُ، وَتَشَدَّتِ الْأَعْصَانُ، وَتَشَخَّصَتِ  
الْأَبْصَارُ، وَتَوَقَّلتِ الْأَقْدَامُ، وَأَنْضَيْتِ الْأَبْدَانُ. اللَّهُمَّ  
قَدْ صَرَخَ مَكْنُونُ الشَّنَانِ، وَجَاسَتْ مَسَاجِلُ الْأَضْغَانِ. اللَّهُمَّ  
إِنَّا نَشْكُو إِلَيْنِكَ غَيْبَةَ نَبِيِّنَا، وَكَثْرَةَ عَدُوِّنَا، وَتَشَكُّبَتِ  
أَهْلُوَانِنَا «رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ، وَأَنْتَ  
خَيْرُ الْفَاتِحِينَ».

۱۶

### وَكَانَ يَقُولُ ﴿﴾

لاصحابه عند الحرب:

لَا تَشْتَدَّنَّ عَلَيْنَا كَمَا كَرِهْتُمْ، لَا جَوْرَةَ بَعْدَهَا حَمَلَةٌ،  
وَأَغْطُوا السُّيُوفَ حُفُوقَهَا، وَوَطَّنُوا لِجُنُوبِ مَسَارِعِهَا، وَأَدْمَسُوا  
أَنْفُسَكُمْ عَلَى الطَّنْفِ الدَّغِيبِيِّ، وَالضَّرْبِ الطَّلْحِيِّ، وَأَمْسِكُوا  
الْأَضْوَاتِ، فَإِنَّهُ أَطْرَدُ لِنَفْسِي. فَسَوَّالِيذِي فَسَلِّقَ الْمَجْبَةَ، وَبَسْرَأُ  
النَّسَمَةَ، مَا أَسْلَمُوا وَلَكِنْ ائْتَسَلَمُوا، وَأَسْرُوا الْكُفْرَ، فَلَمَّا  
وَجَدُوا أَعْوَانًا عَلَيْهِ أَظْهَرُوهُ.

فہر - پتھر

ہراہ - عصا

انقضت - پہنچ گئے

انضیت - لاغر ہو گئے

مکنون الشنان - پوشیدہ عداوت

جاست اجوش کھانے لگی

مزاجل - دگیں

اضغان - کینے

کرة - حمل

مصارع - مقاتل

ازمروا - آمادہ کرو

وعسی - شدید نیرہ بازی

طلحی - شدید ضرب

﴿﴾ اس امر کی طرت اشارہ ہے

کہ رسول اکرم کی زندگی تک لوگ

دشمن ضرور تھے لیکن ان میں دشمنی

کے اظہار کی ہمت نہیں تھی اور پہلا

ظاہری احترام برقرار تھا لیکن آپ کے

بعد عداوتیں منظر عام پر آئیں اور اب

ان معرکوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

مصادر کتاب ۱۵ کتاب صفین ص ۲۳۱، کتاب صفین جلودی، کتاب النصر المفید ص ۱۸۲، الجبل الواقدی ص ۱۶۵، بحار الانوار ۲۱ ص ۱۰۱،  
الجبل المفید ص ۱۶۱، التذکرۃ الشہید الاول

مصادر کتاب ۱۶ فروع کافی ۵ ص ۱۰۱، کتاب صفین نصر بن مزاحم ص ۲۱۵، بحار الانوار ۸ ص ۶۲۶، ارشاد مفید ص ۱۲۱



ب کہ وہ مشرک تھیں اور اس وقت بھی اگر کوئی شخص عورتوں سے پتھر یا لکڑی کے ذریعہ تعرض کرتا تھا تو اسے اور اس کی نسلوں  
مطہون کیا جاتا تھا۔

### ۱۵۔ آپ کی دعا

(جسے دشمن کے مقابلہ کے وقت دہرایا کرتے تھے)

خدا یا تیری ہی طرف دل کھینچ رہے ہیں اور گردنیں اٹھی ہوئی ہیں اور آنکھیں لگی ہوئی ہیں اور قدم آگے بڑھ رہے  
ہیں اور بدن لاغر ہو چکے ہیں۔

خدا یا چھپے ہوئے کینے سلنے آگے ہیں اور عداوتوں کی دیکھیں جوش کھانے لگی ہیں۔

خدا یا ہم تیری بارگاہ میں اپنے رسول کی غیبت اور دشمنوں کی کثرت کی اور خواہشات کے تفرقہ کی فریاد کر رہے ہیں۔  
خدا یا ہمارے اور دشمنوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دے کہ تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

### ۱۶۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جو جنگ کے وقت اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے)

خبردار تم پر وہ فرار گراں نہ گذرے جس کے بعد حملہ کرنے کا امکان ہو اور وہ پسپائی پریشان کن نہ ہو جس کے بعد دوبارہ  
واپس کا امکان ہو۔ تلواروں کو ان کا حق دے دو اور پہلو کے بھل گرنے والے دشمنوں کے لئے مقتل تیار رکھو۔ اپنے نفس  
کو شدید نیزہ بازی اور سخت ترین شمشیر زنی کے لئے آمادہ رکھو اور آوازوں کو مڑوہ بنا دو کہ اس سے کمزوری دور ہو جاتی ہے  
قسم ہے اس ذات کی جس نے دان کو شگافتہ کیا ہے اور جامہ چیزوں کو پیدا کیا ہے کہ یہ لوگ اسلام نہیں لائے ہیں بلکہ  
حالات کے سامنے سپر انداختہ ہو گئے ہیں اور اپنے کفر کو چھپائے ہوئے ہیں اور جیسے ہی مددگار مل گئے ویسے ہی اظہار  
کر دیا۔

لے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میدان جنگ میں ایسے حالات آجاتے ہیں جب سپاہی کو اپنی جگہ چھوڑنا پڑتی ہے اور ایک  
طرح سے فرار کا راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ بشرطیکہ حوصلہ جہاد برقرار رہے اور جذبہ قربانی  
میں فرق نہ آنے پائے۔

میدان احد کا سب سے بڑا عیب یہی تھا کہ ”صحابہ کرام“ جذبہ قربانی سے عاری ہو گئے تھے اور رسول اکرم کے پکارنے کے باوجود پلٹ کر  
آنے کے لئے تیار نہ تھے۔ ایسی صورت حال یقیناً اس قابل ہے کہ اس کی مذمت کی جائے اور یہ ننگ و عار نسلوں میں باقی رہ جائے۔  
اور نہ فرار کے بعد حملہ یا پسپائی کے بعد واپسی کوئی ایسی بات نہیں ہے جس پر مذمت یا ملامت کی جائے۔

## و من کتاب له ﴿۱۷﴾

الی معاویہ، جواباً عن کتاب منه إلیہ

وَأَنَا طَلَبْتُكَ إِلَى الشَّامِ قَبْلِي لَمْ أَكُنْ لِأَعْطِيكَ السُّيُومَ مَا مَتَعْتُكَ أَمْسِي  
وَأَمَّا قَوْلُكَ: إِنَّ الْمَرْبَ قَدْ أَكَلَتِ الْعَرَبَ إِلَّا حُشَاشَاتِ أَنْفُسٍ بَقِيَتْ، أَلَا  
وَمَنْ أَكَلَهُ الْحَقُّ قَبْلِي الْجَنَّةَ، وَمَنْ أَكَلَهُ الْبَاطِلُ قَبْلِي النَّارَ. وَأَمَّا  
اسْتِوَاؤُنَا فِي الْمَرْبِ وَالرِّجَالِ فَلَمَّشْتُ بِأَمْضَى عَلَى الشُّكِّ مِنِّي عَلَى الْبَقِيَّةِ  
وَلَيْسَ أَهْلُ الشَّامِ بِأَحْرَصَ عَلَى الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ عَلَى الْآخِرَةِ.  
وَأَمَّا قَوْلُكَ: إِنَّا بَنُو عَبْدِ مَنَافٍ، فَكَذَلِكَ نَحْنُ، وَلَكِنْ لَيْسَ أُمِّيَّةً كَهَاتِمِ،  
وَلَا حَزْبٌ كَعَبْدِ الطَّلِبِ، وَلَا أَبُو سُفْيَانَ كَأَبِي طَالِبٍ، وَلَا الْمُهَاجِرُ كَالطَّلِيقِ،  
وَلَا الصَّرِيحُ كَالصَّبِيحِ، وَلَا الْحَقُّ كَالْبَاطِلِ، وَلَا الْمُؤْمِنُ كَالْمُذْغِلِ وَلَيْسَ  
الْحَلْفُ خَلْفَ يَتْبَعُ سَلْفًا هَوَى فِي نَارِ جَهَنَّمَ.

وَفِي أَيْدِينَا بَعْدُ فَظَلُّ الشُّجُورِ الَّتِي أَدَلَّنَا بِهَا الْعَرَبِيْنَ، وَنَعَشْنَا  
بِهَا الذَّلِيلَ، وَمَا أَدْخَلَ اللَّهُ الْعَرَبَ فِي دِينِهِ أَفْوَاجًا، وَأَسَلَمَتْ لَهُ  
هَذِهِ الْأُمَّةُ طَوْعًا وَكَرْهًا، كُنْتُمْ بِمَنْ دَخَلَ فِي الدِّينِ: إِثْمًا رَغْبَةً  
وَإِثْمًا رَهْبَةً، عَلَيَّ جَمِيعِينَ فَارْأَ أَهْلَ السُّبْحِيِّ بِسَبِيحِهِمْ، وَذَهَبَ الْمُهَاجِرُونَ  
الْأَوْأَلُونَ بِمُضَلِّهِمْ، فَلَا تَجْتَلِنَنَّ لِلشَّيْطَانِ فِيكَ نَصِيأً، وَلَا عَلَيَّ نَفْسِكَ  
سَيْلًا، وَالسَّلَامُ.

## و من کتاب له ﴿۱۸﴾

الی عبداللہ بن عباس وهو عامله علی البصرة

وَاعْلَمْتُ أَنَّ الْبَصْرَةَ مَهْبُطُ إِبْلِيسَ، وَمَغْرَسُ الْفِتَنِ، فَحَادِثُ أَهْلِهَا  
بِالْإِحْتِسَانِ إِلَيْهِمْ، وَاحْتَلَلُ عُقْدَةَ الْخَوْفِ عَنْ قُلُوبِهِمْ.  
وَقَدْ بَلَغَنِي تَسْتَرْكُ لِسَانِي تَمِيمٍ، وَغِلْظَتُكَ عَلَيْنِهِمْ، وَإِنِّي بَنِي

ہاجر۔ جو صاحب ایمان ہو کر

ہجرت کرے

طلیق۔ جو گرفتار ہو کر آزاد کر دیا

جائے

صریح۔ صحیح النسب

لصیق۔ جسے کسی نسب سے جوڑ

دیا جائے

مذغیل۔ مفسد

نعشنا۔ بلند کیا

تتمم۔ یہ اخلاقی

۱۷) اس کے بارے میں علامہ مجلسی

نے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ ایک

رومی غلام تھا اور اسے عبدالمشمس

نے اپنا فرزند بنا لیا تھا اور اس کا

نسل عبدمناف سے کوئی تعلق نہیں

تھا (بخاری الاوار ۸ ص ۳۸۳)

۱۸) حرب کے بارے میں یہ روایت

ہے کہ یہ امیہ کا غلام تھا اور فرزند

بن تھا جیسا کہ ابن ابی الحدید نے

کتاب اغانی کے حوالے سے نقل کیا

ہے (شرح ابن ابی الحدید ص ۳۱۳)

۱۹) خود معاویہ کے ہاتھ میں بخسری

نے نقل کیا ہے کہ یہ چار افراد کے

درمیان مشرک تھا اور اس کا

کہ میں مشہور عورتوں میں تھی

(شرح ابن ابی الحدید ص ۱۳۱)

مصادر کتاب ۱۵ کتاب صفین نصر بن مزاحم ص ۴۶۱، المحاسن و المساوی بہیقی ص ۵۳، الامت و السیاستہ ص ۱۱۱، کتاب سلیم بن قیس ص ۱۶۴،  
بخاری الاوار ۸ ص ۵۲، الاخبار الطوال ص ۱۴۴، مروج الذهب ۳ ص ۲۲، کنز العوائد کراچی ص ۲۱، فتوح عثمان کوئی ۱۰ ص ۲۵۹،  
مصادر کتاب ۱۵ الصناعتین ابوہلال عسکری ص ۲۴۴، اعجاز القرآن باقلائی ص ۱۳۱، الطراز السید الغمانی ص ۲۱۹ ص ۳۱۲، انساب الاشراف  
۲ ص ۱۵۵، بخاری الاوار ۹ ص ۶۳۶، کتاب صفین نصر بن مزاحم ص ۵۴

۱۷۔ آپ کا مکتوب گرامی

(معاویہ کے نام۔ اس کے ایک خط کے جواب میں)

تمہارا یہ مطالبہ کہ میں شام کا علاقہ تمہارے حوالے کر دوں۔ تو جس چیز سے کل انکار کر چکا ہوں وہ آج عطا نہیں کر سکتا ہوں اور تمہارا یہ کہنا کہ جنگ نے عرب کا خاتمہ کر دیا ہے اور چند ایک افراد کے علاوہ کچھ نہیں باقی رہ گیا ہے تو یاد رکھو کہ جس کا خاتمہ حق پر ہوا ہے اس کا انجام جنت ہے اور جسے باطل کھا گیا ہے اس کا انجام جہنم ہے۔

وہ گیا ہم دونوں کا جنگ اور شخصیات کے بارے میں برابر ہونا۔ تو تم شک میں اس طرح تیز رفتاری سے کام نہیں کر سکتے ہو جتنا میں یقین میں کر سکتا ہوں اور اہل شام دنیا کے بارے میں اتنے حریف نہیں ہیں جس قدر اہل عراق آخرت کے بارے میں فکر مند ہیں۔

اور تمہارا یہ کہنا کہ ہم سب عبد مناف کی اولاد ہیں تو یہ بات صحیح ہے لیکن نہ امیہ ہاشم جیسا ہو سکتا ہے اور نہ حرب عبد المطلب جیسا۔ نہ ابوسفیان ابوطالب کا ہمسر ہو سکتا ہے اور نہ راہ خدا میں ہجرت کرنے والا آزاد کردہ افراد جیسا۔ نہ واضح نسب والے کا قیاس شجرہ سے چپکائے جانے والے پر ہو سکتا ہے اور نہ حقدار کو باطل نواز جیسا قرار دیا جاسکتا ہے۔ مومن کبھی منافق کے برابر نہیں رکھا جاسکتا ہے۔ بدترین اولاد تو وہ ہے جو اس سلف کے نقش قدم پر چلے جو جہنم میں گر چکا ہے۔

اس کے بعد ہمارے ہاتھوں میں نبوت کا شرف ہے جس کے ذریعہ ہم نے باطل کے عزت داروں کو ذلیل بنا دیا ہے اور حق کے کز دروں کو ادا پڑھا دیا ہے۔ اور جب پروردگار نے عرب کو اپنے دین میں فوج در فوج داخل کیا ہے اور یہ قوم نخوشی یا کبرایت سلمان ہوئی ہے تو تم انہیں دین کے دائرہ میں داخل ہونے والوں میں تھے یا برغت یا برغوت جب کہ سبقت حاصل کرنے والے سبقت حاصل کر چکے تھے اور ہاجرین اولین اپنی فضیلت پا چکے تھے۔ دیکھو خردار شیطان کو اپنی زندگی کا حصہ دار مت بناؤ اور اسے اپنے نفس پر راہ مت دو۔ والسلام

۱۸۔ حضرت کا مکتوب گرامی

(بصرہ کے عامل عبداللہ بن عباس کے نام)

یاد رکھو کہ یہ بصرہ ابلیس کے اترنے اور فتنوں کے ابھرنے کی جگہ کا نام ہے لہذا یہاں کے لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور ان کے دلوں سے خوف کی گرہ کھول دینا۔

مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم بنی تمیم کے ساتھ سختی سے پیش آئے ہو اور ان سے سخت قسم کا برتاؤ کرتے ہو تو یاد رکھو کہ

لے معاویہ نے اپنے خط میں چار نکتے اٹھائے تھے اور حضرت نے سب کے الگ الگ جوابات دئے ہیں اور حق و باطل کا ابدی فیصلہ کر دیا ہے اور آخر میں یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ تمام معاملات میں مساوات فرض کر لینے کے بعد بھی شرف نبوت کا کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا ہے جو پروردگار نے بنی ہاشم کو عطا کیا ہے اور اس کا بنی امیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور ذاتی کردار کے اعتبار سے بھی بنی ہاشم اسلام کی منزل پر فائز تھے اور بنی امیہ نے فتح مکہ کے موقع پر مجبوراً کلمہ پڑھ لیا تھا اور ظاہر ہے کہ استسلام اسلام کے مانند نہیں ہو سکتا ہے۔

غیبت نجم - کردوری

طلوع نجم - طاقت

اربع - نرمی کا برتاؤ کرو

دہا قین - جمع دہقان (زمیندار)

پڑنوا - قریب کے جائیں

یقصوا - دور کے جائیں

یسجفوا - سختی سے معاملہ کیا جائے

شوب - اختلاط

داویل - متوسط رفتار

کور - علاقہ

فی - مال غنیمت و خراج

و فر - مال

ثقیل الظہر - جس کی ذمہ داریاں

زیادہ ہوں

ضئیل - کردور

تَمِيمٌ لَمْ يَغِيْبْ لَمْ نَجْمِ إِلَّا طَلَعَ لَمْ يَخْرُ، وَإِنَّهُمْ لَمْ يُسَبِّحُوا بِسُؤْمٍ  
فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ، وَإِنْ لَمْ يَسْنَا رَجَاءَ مَائَةٍ، وَقَرَابَةَ خَاصَّةٍ، نَحْنُ  
مَأْجُودُونَ عَلَى صَلَاتِهَا، وَمَأْزُودُونَ عَلَى قَطِيعَتِهَا. فَارْتَبِعْ أَبَا الْعَبَّاسِ،  
رَحِمَكَ اللَّهُ، فِيمَا جَرَى عَلَى لِسَانِكَ وَيَسِدُّكَ مِنْ خَيْرٍ وَشَرًّا فَإِنَّا شَرِيكَانِ  
فِي ذَلِكَ، وَكُنْ عِنْدَ صَالِحِ ظَنِّي بِكَ، وَلَا تَفِيلَنَّ رَأْيِي فِيكَ، وَالسَّلَامُ

۱۹

و من کتاب له ﴿﴾

الی بعض عمالہ

أَنَا بَعْدُ، فَإِنَّ دَهَاقِينَ أَهْلَ بَلَدِكَ شَكَّوْا مِنْكَ غِلْظَةً وَقَسْوَةً،  
وَاحْتِقَارًا وَجَفْوَةً، وَتَطَرَّتْ قَلَمُ أَرْهَمُ أَهْلًا لِأَن يَدْتَوُوا لِشِرْكِهِمْ،  
وَلَأَن يُفْضُوا وَيُجَفُّوا لِسَهْدِهِمْ، فَابْتَسَ لَمْ جَلْبَابًا مِنَ اللَّيْنِ تُشَوِّبُهُ  
بِطَرَفٍ مِنَ الشَّدَّةِ، وَدَاوِلَ لَمْ سَيْنَ الْقَسْوَةِ وَالرَّأْفَةِ، وَأَشْرَجَ لَمْ  
سَيْنَ الشَّرِيبِ وَالْإِدْتَاءِ، وَالْإِسْعَادِ وَالْإِقْصَاءِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

۲۰

و من کتاب له ﴿﴾

الی زیاد بن ابیہ و هو خلیفۃ عاملہ عبداللہ بن عباس علی البصرۃ، و عبداللہ عامل  
أمیر المؤمنین یومئذ علیہا و علی کور الأهواز و

فارس و کرمان و غیرہا:

وَإِنِّي أَتَمِيمٌ بِاللَّهِ قَسَمًا صَادِقًا، لَسِنٍ بَلَّغَنِي أَنَّكَ خُنْتَ  
مِنَ فِتْوَى الْمَنْسَلِيَيْنِ شَيْئًا صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا، لِأَنَّكَ لَمْ تَعْنَيْكَ  
شَدَّةٌ تَدْعُكَ قَلِيلَ الْوَفْرِ، ثَقِيلَ الظَّهْرِ، ضئِيلَ الْأَمْرِ، وَالسَّلَامُ

۲۱

و من کتاب له ﴿﴾

الی زیاد ایضاً

فَدَعِ الْإِشْرَافَ مُتَعَمِّدًا، وَادْكُزْ فِي السُّيُومِ غَدًا، وَأَشِيكَ مِنْ

۱۹) ابی تمیم اور بنی ہاشم آگے چل کر  
ایاس بن مضر پر چل جاتے ہیں لہذا  
حضرت نے انھیں اپنا رشتہ دار  
قرار دیا ہے اور حق قرابت کی طرف  
متوجہ فرمایا ہے  
۲۰) بعض حضرات کا خیال ہے کہ  
اس سے مراد جناب ام سلمہ کے فرزند  
عمر بن ابی سلمہ ہیں جو فارس میں  
حضرت کے عامل تھے اور یہ خط  
انھیں کے نام لکھا گیا ہے۔

مصادر کتاب ۱۹ انساب الاشراف ۲ ص ۱۱۱، تاریخ ابن واضح ۲ ص ۱۹، تاریخ یعقوبی ۲ ص ۱۴۹، بحار کتاب الفتن  
مصادر کتاب ۲۰ انساب الاشراف ۲ ص ۱۶۲، تاریخ ابن واضح ۲ ص ۱۹۳، المحاسن والمساوی بہیقی ۲ ص ۲۱۱، تاریخ یعقوبی ۲ ص ۱۴۹  
تاریخ طبری ۳ ص ۱۶۱، فہرست ابن الندیم ص ۱۳۱، الجمل المفید ص ۲۱۱، کتاب صفین نصر بن مزاحم ص ۱۹۲  
مصادر کتاب ۲۱ انساب الاشراف ۲ ص ۱۶۹، جہرۃ رسائل العرب احمد زکی صفوت ۱ ص ۵۸۲

یہ تمیم  
یعنی  
قطع تھا  
والی  
بر احس  
یہ  
دور بھی  
جس میں  
کسی نزدیک  
نیا  
اطرا  
میں  
پر ایسی  
اسرا  
وضوح رہے کہ  
تلا ہے لیکن قر  
دور حرم میں  
تی نہیں رہ  
ن اسلام پر  
وضوح رہ  
اتھا۔ اسی

۱۸) ہم وہ لوگ ہیں کہ جب ان کا کوئی ستارہ ڈوبتا ہے تو دوسرا ابھر آتا ہے۔ یہ جنگ کے معاملہ میں جاہلیت یا اسلام کبھی بھی کسی سے نہیں رہے ہیں اور پھر ہمارا ان سے رشتہ داری اور قرابت کا تعلق بھی ہے کہ اگر ہم اس کا خیال رکھیں گے تو اجر پائیں گے اور تعلق کر لیں گے تو گنہگار ہوں گے لہذا ابن عباس خداتم پر رحمت نازل کرے۔ ان کے ساتھ اپنی زبان یا ہاتھ پر جاری ہونے کی اچھائی یا بُرائی میں سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا کہ ہم دونوں ان ذمہ داریوں میں شریک ہیں۔ اور دیکھو تمہارے بارے میں راسخ ظن برقرار رہے اور میری رائے غلط نہ ثابت ہونے پائے۔

۱۹۔ آپ کا مکتوب گرامی

(اپنے بعض کھمال کے نام)

اب بعد! تمہارے شہر کے زمینداروں نے تمہارے بارے میں سختی۔ سنگدلی۔ تحقیر و تذلیل اور تشدد کی شکایت کی ہے اور رائے ان کے بارے میں غور کر لیا ہے۔ وہ اپنے شرک کی بنا پر قریب کرنے کے قابل تو نہیں ہیں لیکن عہد و پیمان کی بنا پر انہیں اور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے اور ان پر زیادتی بھی نہیں کی جاسکتی ہے لہذا تم ان کے بارے میں ایسی نرمی کا شعار اختیار کرو جس میں قدر سے سختی بھی شامل ہو اور ان کے ساتھ سختی اور نرمی کے درمیان کا برتاؤ کرو کہ کبھی قریب کر لو۔ کبھی دور کر دو۔ یہی نزدیک بناؤ اور کبھی الگ رکھو۔ انشاء اللہ

۲۰۔ آپ کا مکتوب گرامی

زیاد بن ابیہ کے نام جو بصرہ کے عامل بعد اللہ بن عباس کا نائب ہو گیا تھا اور ابن عباس بصرہ اور اہواز کے تمام اطراف کے عامل تھے۔)

میں اللہ کی سچی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر مجھے خبر مل گئی کہ تم نے مسلمانوں کے مال غنیمت میں چھوٹی یا بڑی قسم کی خیانت کی ہے تو میں پر ایسی سختی کروں گا کہ تم نادار۔ بوجھل پیٹھ والے اور بے ننگ و نام ہو کر رہ جاؤ گے۔ والسلام

۲۱۔ آپ کا مکتوب گرامی

(زیاد ہی کے نام)

اسراف کو چھوڑ کر میانہ روی اختیار کرو اور آج کے دن کل کو یاد رکھو بقدر ضرورت مال روک کر باقی روز حاجت کے لئے آگے بڑھا دو۔

دافع رہے کہ کسی کا قریب کر لینا اور ہے اور اس کے ساتھ عادلانہ اور منصفانہ برتاؤ کرنا اور ہے۔ اسلام عادلانہ برتاؤ کا حکم ہر ایک کے بارے میں دیتا ہے لیکن قرابت کا جواز صرف صاحبان ایمان و کردار کے لئے ہے۔ کفار و مشرکین کو تو اس نے حرم خدا سے بھی دور کر دیا ہے اور ان کا داخلہ حرم و حرم میں بند کر دیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ آج عالم اسلام میں کفار و مشرکین ہی قریب بنائے جانے کے قابل ہیں اور کلمہ گو مسلمان اس آئی نہیں رہ گئے ہیں اور ان سے صبح و شام سرد جنگ صرف کفار و مشرکین سے قرابت پیدا کرنے یا برقرار رکھنے کی بنیاد پر کی جا رہی ہے۔ اللہ اس اسلام پر رحم کرے اور اس امت کو عقل سلیم عنایت فرمائے۔

دافع رہے کہ حضرت اختیار کی طور پر کسی ایسے شخص کو عہدہ نہیں دے سکتے ہیں جس کا نسب مشکوک ہو۔ یہ کام ابن عباس نے ذاتی طور پر کیا تھا۔ اسی لئے حضرت نے نہایت ہی سخت لہجہ میں خطاب فرمایا ہے۔

فضل - اضافی مال  
مستخرج - کروٹیں برتنے والا  
کما اسلف - جو پہلے بھیج دیا ہے  
یفتوت - ہاتھ سے نکل جانے  
پدرک - حاصل کرنے  
خلا کم ذم - ہر طرح کی ذمیت سے محفوظ

قارب - بات میں پانی تلاش کرنے والا

۱۷) ایسے جو بزرگیوں کا ٹٹے والے ہر دور میں رہے ہیں اور ان کا خیال یہ رہا ہے کہ بدترین اعمال کے بعد بھی بہترین اجر و ثواب حاصل کر لیں گے اور زندگی بھر کوئی عمل خیر نہ کرنے کے باوجود جنت نعیم پر مکمل قبضہ کر لیں گے ایسے دیوانوں کی دنیا میں کمی نہیں ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ اسلام و پیرائے کا عام نہیں ہے۔ اسلام کے صحیفہ میں پہل کتاب کتاب العقل ہے لہذا اس سے بہتر کہ اسلام دایان کا کوئی تصور نہیں ہے۔

۱۸) انسان کے لئے جو رزق مقدر ہو چکا ہے وہ مل کر رہے گا اور جو مقدر نہیں ہے وہ بہر حال نہیں ملے گا لہذا نہ پہلا موضوع خوشی کا ہے اور نہ دوسرا رنج و غم کا خوشی اور رنج کا تعلق اس آخرت کے لئے اور نہ ملنے سے ہے جسے حاصل کرنا ہے اور وہ مقدر کا سودا نہیں ہے۔

الْمَالِ بِقَدْرِ ضَرُورَتِكَ، وَقَدِّمِ الْفَضْلَ لِيَوْمِ حَاجَتِكَ.  
أَتَسْرَبُونَ أَنْ يُغْفِيَنَّكَ (يُوتِيكَ) اللَّهُ أَجْرَ الْمُتَوَاضِعِينَ وَأَنْتَ عِنْدَهُ مِنَ الْمُتَكَبِّرِينَ! أَوْ تَطْمَعُ - وَأَنْتَ مُسْتَرْغَبٌ فِي السَّعِيرِ، تَمَنُّعُهُ الضَّعِيفِ وَالْأَزْمَلَةَ - أَنْ يُوجِبَ لَكَ ثَوَابَ الْمُتَصَدِّقِينَ؟ وَإِنَّمَا الْكَرَمُ بِعِزِّي بِمَا أَسْلَفَ وَقَادِمٌ عَلَيَّ مَا قَدَّمَ، وَالسَّلَامُ

۲۲

و من کتاب له ﴿﴾

إلى عبد الله بن العباس رحمه الله تعالى وكان عبد الله يقول: «ما انتفعت بكلام بعد كلام رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، كَانْتِفَاعِي بِهَذَا الْكَلَامِ»:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ الْكَرَمَ قَدْ يَسْرُهُ ذَلِكَ مَا لَمْ يَكُنْ لِيَتَوَقَّعْهُ، وَيَسُوؤُهُ قَوْتُ مَا لَمْ يَكُنْ لِيُذِرْكُهُ، فَلْيَكُنْ سُورُوكَ بِمَا نِلْتَ مِنَ آخِرَتِكَ، وَلْيَكُنْ أَسْفُكَ عَلَى مَا قَاتَلْتَ مِنْهَا، وَمَا نِلْتَ مِنْ ذَلِكَ فَلَا تُكْفِرْ بِهِ فَرَحًا، وَمَا قَاتَلْتَ مِنْهَا فَلَا تَأْسَ عَلَيْهِ جَزَعًا، وَلْيَكُنْ هَتَكَ فِيمَا بَعْدَ الْمَوْتِ.

۲۳

و من كلام له ﴿﴾

قاله قبل موته على سبيل الوصية لما ضرب به ابن ملجم لعنه الله

وَصِبِّي لَكُمْ، أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا، وَتَحْسَبُوا أَنَّ  
اللَّهَ عَلَيْهِ وَآلِهِ - فَلَا تُضَيِّعُوا سُنتَهُ، أَوْ يَمُؤْهُ هَذِينَ  
السُّعُودِيْنَ، وَأَوْقِدُوا هَذِينَ الْمُضْطَاحِينَ، وَخَلَاكُمْ ذَمًّا  
أَنْبَا بِالْأَمْسِ صَاحِبِكُمْ، وَالْيَوْمَ عَسِيرَةٌ لَكُمْ، وَعَدَا مُقَارِفُكُمْ  
إِنْ أَبْتَسَقَ فَأَنْبَا وَلِي دَمِي، وَإِنْ أَفْسَنَ فَالْقَاءُ بِمِيَاوِي  
وَإِنْ أَسْفَفَ فَالْقَوْلِي قُرْبَةً، وَهُوَ لَكُمْ حَسَنَةٌ، فَاعْتَمِدُوا  
(أَلَا مَحْسُوبُونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ)، وَاللَّهُ مَا قَبَّأَنِي مِنَ  
الْمَسْئُوتِ وَارْدُ كَرِهْتُهُ، وَلَا طَالِعَ أَنْكَرْتُهُ، وَمَا كُنْتُ إِلَّا  
كَقَارِبٍ وَرَدَّةٍ، وَطَالِبٍ وَجَدَّةٍ (وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِمَنْ جَارَا).

مصادر کتاب ۲۲ کتاب صفین ص ۱۱، روضۃ الکافی ص ۲۴۵، العیاش ثعلب ص ۱۵۱، الامالی ابو علی القالی ۲ ص ۹۹، تاریخ ابن واضح ۶ ص ۱۳۸، العقد الفرید ص ۱۳۲، قوت القلوب ابوطالب المکی ص ۱۵۵، انساب الاشراف ص ۱۱۱، المعاضرات راغب اصفہانی ص ۲۰۰، دستور محال حکم ص ۹۹، تذکرۃ الخواص ص ۱۱، عین الادب والسیاسة ابن ہریر ص ۲۱، الطراز السید الیہانی ص ۲ ص ۲۴۵، اعجاز القرآن باقلائی ص ۱۹۵، کامل مسعود ص ۳۰۳، الوافی فیض ص ۵۵، الحکمة الخالدة ابن مسکویہ ص ۱۹۹، تجتہت حرائق ص ۲، تاریخ یعقوبی ص ۱۵۱، مناقب خوارزمی ص ۲۵

مصادر کتاب ۲۳ اصول کافی ص ۲۹۹، مروج الذهب ص ۴۳۳، اثبات الوصیہ مسعودی ص ۱۰۳، تاریخ ابن عساکر، الوافی ص ۲ ص ۱۸۰، الخراج راوندی ص ۱۵۱، تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۸۰

کتاب  
ج  
اش  
چیز  
اد  
جل  
بر  
نہ  
تو  
کر  
چام  
مان  
میں  
لے  
ج  
م  
د  
ا

یہ تمہارا خیال یہ ہے کہ تم شکروں میں رہو گے اور خدا تمہیں متواضع افراد جیسا جو دے دیگا یا تمہارے واسطے صدقہ و خیرات کرنے والوں کا ثواب لازم قرار دے دیگا اور تم نعمتوں میں کوٹیں بدلتے رہو گے نہ کسی کمزور کا خیال کرو گے اور نہ کسی بیوہ کا جب کہ انسان کو اسی کا اجر ملتا ہے جو اس نے انجام دیا ہے اور وہ اسی پر وارد ہوتا ہے جو اس نے پہلے بھیج دیا ہے۔ والسلام  
۲۲۔ آپ کا مکتوب گرامی

(عبداللہ بن عباس کے نام۔ جس کے بارے میں خود ابن عباس کا مقولہ تھا کہ میں نے رسول اکرمؐ کے بعد کسی کلام سے استفادہ نہ کیا ہے جس قدر اس کلام سے کیا ہے)

ابا بعد! کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان اس چیز کو پا کر بھی خوش ہو جاتا ہے جو اس کے ہاتھ سے جانے والی نہیں تھی اور اس چیز کے چلے جانے سے بھی رنجیدہ ہو جاتا ہے جو اسے ملنے والی نہیں تھی لہذا تمہارا فرض ہے کہ اس آخرت پر خوشی مناد جو حاصل ہو جائے اور اس پر افسوس کرو جو اس میں سے حاصل نہ ہو سکے۔ دنیا حاصل ہو جائے تو اس پر زیادہ خوشی کا اظہار نہ کرو اور ہاتھ سے نکل جانے تو بیقرار ہو کر افسوس نہ کرو۔ تمہاری تامل نہ کر موت کے بعد کے بارے میں ہونی چاہئے (۵۱)

۲۳۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جسے اپنی شہادت سے پہلے بطور وصیت فرمایا ہے)

تم سب کے لئے میری وصیت یہ ہے کہ خبردار خدا کے بارے میں کسی طرح کا شرک نہ کرنا اور حضرت محمدؐ کی سنت کو ضائع اور برباد نہ کرنا۔ ان دونوں ستونوں کو قائم رکھو اور ان دونوں چراغوں کو روشن رکھو۔ اس کے بعد کسی مذمت کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔

میں کل تمہارے ساتھ تھا اور آج تمہارے لئے عبرت بن گیا ہوں اور کل تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد میں باقی رہ گیا تو اپنے خون کا صاحب اختیار میں خود ہوں ورنہ اگر میری مدت حیات پوری ہو گئی ہے تو میں دنیا سے چلا جاؤں گا۔ میں اگر معاف کر دوں تو یہ میرے لئے قربت الہی کا ذریعہ ہو گا اور تمہارے حق میں بھی ایک نیکی ہو گی لہذا تم بھی معاف کر دینا "کیا تم نہیں چاہتے ہو کہ اللہ تمہیں بخش دے"

خدا کی قسم یہ اچانک موت ایسی نہیں ہے جسے میں ناپسند کرتا ہوں اور نہ ایسا سانچہ ہے جسے میں برا سمجھتا ہوں۔ میں تو اس شخص کے مانند ہوں جو رات بھر بانی کی جستجو میں رہے اور صبح کو چشمہ پر وارد ہو جائے اور تلاش کے بعد اپنے مقصد کو پالے اور پھر خدا کی بارگاہ میں جو کچھ بھی ہے وہ نیک کرداروں کے لئے بہتر ہی ہے۔"

لے واضح رہے کہ اس معافی سے مراد دنیا میں انتقام نہ لینا ہے کہ قاتل کے جرم کی دو چینی نہیں ہوتی ہیں۔ وہ انسانی دنیا میں ایک خون کا ذمہ دار ہوتا ہے جس کے نتیجے میں قصاص کا قانون سامنے آتا ہے اور مذہباً دنیا میں حکم الہی کی مخالفت کا مجرم ہوتا ہے جس کا انجام آتش جہنم ہے۔ دنیا کے قصاص انتقام میں فسادات کے اندیشے ہوتے ہیں اور عداوتوں کے شعلے مزید بھڑک اٹھتے ہیں لیکن آخرت کے عذاب میں کوئی خطرہ نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے صاحبان عقل و دانش یہاں کے انتقام کو نظر انداز کر دیتے ہیں تاکہ مزید فساد نہ پیدا ہو سکے اور اس بات سے مطمئن رہتے ہیں کہ مجرم کے لئے عذاب جہنم ہی کافی ہے اور خدا سے بہتر انتقام لینے والا کون ہے۔؟

قال السيد الشريف رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: «وقد مضى بعض هذا الكلام فيما تقدم من الخطاب، إلا أن فيه هاهنا زيادة أوجبت تكريره».

۲۴

### و من وصية له ﴿٢٤﴾

بما يعمل في أمواله، كتبها بعد منصرفه من صفين  
هَذَا مَا أَمَرَ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ  
فِي مَالِهِ، ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ، لِيُؤَلِّجَهُ بِهِ الْجَنَّةَ، وَيُعْطِيَهُ بِهِ  
الْأَمْنَةَ (الْأَمْنِيَّةَ).

منها: فَإِنَّهُ يَسْأَلُ بِذَلِكَ الْمَسْنُونِ عَلِيًّا يَا أَكْلُ مِنْهُ بِالْمَعْرُوفِ،  
وَيُتَّفِقُ مِنْهُ بِالْمَعْرُوفِ، فَإِنْ حَدَثَ بِحَسَنٍ حَدَثٌ وَحُسَيْنٍ حَسِيٌّ،  
قَامَ بِالْأَمْرِ بَعْدَهُ، وَأَصْدَرَهُ مَصْدَرَهُ.

وَإِنْ لَابَسْتِي قَاطِمَةً مِنْ صَدَقَةِ عَلِيٍّ مِثْلَ الَّذِي لَبَسْتِي عَلِيٌّ،  
وَإِنِّي إِنَّمَا جَعَلْتُ الْقِيَامَ بِذَلِكَ إِلَى ابْنِي قَاطِمَةً ابْتِغَاءَ  
وَجْهِ اللَّهِ، وَتُزِيَّةً إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ،  
وَ تَكْرِيمًا لِحُزْمَتِهِ، وَ تَشْرِيفًا لِمَوْضِعِهِ.

وَ تَشْرِيطَ عَلِيٍّ الَّذِي يَجْعَلُهُ إِلَيْهِ أَنْ يَتْرَكَ الْمَالَ عَلَى أَصُولِهِ،  
وَيُتَّفِقُ مِنْ تَمَرِهِ حَيْثُ أَمَرَ بِهِ وَهُدْيِي لَهُ، وَالْأَبْيَعُ مِنْ أَوْلَادِهِ  
تَحْيِلَ هَذِهِ الْقُرْبَى وَدِيَّةً حَتَّى تُشْكَلَ أَرْضُهَا غَرَسًا.

وَ مَنْ كَانَ مِنْ إِمَائِي - اللَّاتِي أَطُوفَ عَلَيْهِنَّ - لَهَا وَتَدُّ أَوْ هِيَ  
خَامِلٌ، فَتُشْتَكَّ عَلِيٌّ وَتَدُّهَا وَ هِيَ مِنْ حَظِّهِ، فَإِنْ مَاتَ وَتَدُّهَا  
وَ هِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ عَيْتَةٌ، قَدْ أُنْفِجَ عَنْهَا الرِّقُّ، وَ حَسْرَتُهَا السَّيِّئُ.

قال الشريف: قوله ﴿٢٤﴾ في هذه الوصية: «و ألا يبيع من نخلها وديئة»، الوديئة:  
القسيلة، وجمعها وديء. وقوله ﴿٢٤﴾: «حتى تشكل أرضها غراساً هو من أنصح الكلام،  
والمراد به أن الأرض يكثر فيها غراس النخل حتى يراها الناظر على غير تلك الصفة التي  
عرفها بها فيشكل عليه أمرها و يحسبها غيرها.

۲۵

### و من وصية له ﴿٢٥﴾

كان يكتبها لمن يستعمله على الصدقات

قال الشريف: وإنما ذكرنا هنا جملاً ليعلم بها أنه ﴿٢٥﴾ كان يقيم عباد الحق، و يشرح

یونج - داخل کر دے  
آمنہ - امن و امان  
حدت - حادثہ (موت)  
اصدرة - اسی روش پر چلائیں گے  
وصلا - قربت  
ترک علی الاصول - اصل مال کا  
محفوظ رکھنا

تودیہ - چھوٹے چھوٹے درخت  
اطوف علیہن - یہ طواف جنس تعلقاً  
کا کیا ہے۔

لے لگا رہے کہ امام حسن اور امام حسین  
بنص پیغمبر امام تھے اور سرکار نے  
ان کے قیام و قعود کی ضمانت لے لی  
تھی لیکن اس کے باوجود امیر المؤمنین  
نے وصیت نامہ میں طریقہ استعمال کی  
وضاحت کر دی ہے تاکہ یہ تمام صاحبان  
اموال اور ان کے ورثہ کے لئے بہترین  
نموز رہے اور کوئی شخص مال و حق  
کو باپ دادا کا ترک سمجھ کر آزادی کے  
ساتھ استعمال نہ کرے جس طرح کہ  
دور حاضر میں ہو رہا ہے اور متول  
اور مالک کا فرق یکسر ختم ہو گیا ہے اور  
اکثر متولی اپنے کو مالک اور مال کو باپ  
دادا کی میراث تصور کرنے لگے ہیں۔

مصادر کتاب ۲۴ فروع کافی ۴۹، تہذیب شیخ طوسی ۲ ص ۳۴۵، بحار الانوار ۹ ص ۶۶۴، جہرہ رسائل العرب اص ۶۶۶  
مصادر کتاب ۲۵ فروع کافی ۳ ص ۵۳۶، الفارات، مستدرک الوسائل اص ۵۱۵، بحار الانوار باب الزکوٰۃ، المقنع المفید ص ۵۲۳،  
تہذیب طوسی ۲ ص ۳۸۶، ریج الابرار زنجبیری باب ۵، بحار الانوار ۸ ص ۶۴۱، الوصایا ابو حاتم السجستانی ص ۱۵۳

من داخل  
ا  
کون کون کا  
اور قرابت  
رہے گا  
من جن کا  
کہ زمین  
من روک  
کہ گیا  
ہوئی ہے  
کہ دیکھے  
یا  
سے جو زمین کا  
ہوئے مسلط  
ہے اد  
ناروا  
عیار  
کھانا  
ہے۔



سید رضیؒ۔ اس کلام کا ایک حصہ پہلے گزر چکا ہے لیکن یہاں کچھ اضافات تھے لہذا مناسب معلوم ہوا کہ اسے دوبارہ نقل کر دیا جائے۔

۲۴۔ آپ کی وصیت

(اپنے اموال کے بارے میں جسے جنگ صفین کی واپسی پر تحریر فرمایا ہے)

یہ بندۂ خدا۔ علی بن ابی طالبؑ امیر المؤمنین کا حکم ہے اپنے اموال کے بارے میں جس کا مقصد رضائے پروردگار ہے تاکہ اس کے ذریعہ جنت داخل ہو سکے اور روز محشر کے ہول سے امان پاسکے۔

ان اموال کی نگرانی حسن بن علیؑ کریں گے۔ بقدر ضرورت استعمال کریں گے اور بقدر مناسب انفاق کریں گے۔ اس کے بعد اگر انھیں کوئی حادثہ پیش آگیا اور جن بانی رہ گئے تو ذمہ دار وہ ہوں گے اور اسی انداز پر کام کریں گے۔

اولاد فاطمہ کا حق علیؑ کے صدقات میں وہی ہے جو دیگر اولاد علیؑ کا ہے۔ میں نے نگرانی کا کام اولاد فاطمہ کو صرف رضائے الہی اور قربت پیغمبر کے خیال سے سونپ دیا ہے کہ اس طرح حضرت کی حرمت کا احترام بھی ہو جائے گا اور آپ کی قربت کا اعزاز بھی برقرار ہے گا۔

لیکن اس کے بعد بھی دالی کے لئے یہ شرط ہے کہ مال کی اصل کو باقی رکھے اور صرف اس کے ثمرات کو خرچ کرے۔ وہ بھی ان راہوں جن کا حکم دیا گیا ہے اور جن کی ہدایت دی گئی ہے اور خبردار اس قریب کے نخلستان میں سے ایک پودا بھی فروخت نہ کرے یہاں تک زمین دوبارہ بونے کے لائق نہ رہ جائے۔

میری وہ کنیزیں جن سے میرا تعلق رہ چکا ہے اور ان کی اولاد بھی موجود ہے یا وہ حاملہ ہیں۔ ان کو ان کی اولاد کے حساب روک لیا جائے اور انھیں کا حصہ قرار دے دیا جائے۔ اس کے بعد اگر بچہ مر جائے اور کنیز زندہ رہ جائے تو اسے آزاد کر دیا جائے گا یا اس کی غلامی ختم ہو چکی ہے اور آزادی حاصل ہو چکی ہے۔

سید رضیؒ۔ اس وصیت میں حضرت کا ارشاد "وہ بھی فروخت نہ کیا جائے" اس میں وہی سے مراد خرد کے چھوٹے درخت ہیں جن کی جمع وہی کہتے ہیں اور حقیقتاً تشکل ارضیہا غراسا "ایک فصیح ترین کلام ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ زمین میں کھجور کی درخت کاری اتنی زیادہ ہو جائے کہ دیکھنے والا اس کی اصل ہیئت کا اندازہ نہ کر سکے اور اس کے لئے مسئلہ شتبہ ہو جائے کہ شاید یہ کوئی دوسری زمین ہے۔

۲۵۔ آپ کی وصیت

(جسے ہر اس شخص کو لکھ کر دیتے تھے جسے صدقات کا عامل قرار دیتے تھے)

سید رضیؒ۔ میں نے یہ چند جملے اس لئے نقل کرے ہیں تاکہ ہر شخص کو اندازہ ہو جائے کہ حضرت کس طرح ستون حق کو قائم رکھتے تھے اور

یہ نو زمین کے بیان کے مطابق امیر المؤمنین نے اپنی زندگی میں صرف اروح و نفوس کی سر زمینوں کو زندہ کرنے کا کام انجام نہیں دیا ہے۔ بلکہ مادی زمینوں میں بھی مسلسل کام کرتے رہے ہیں۔ زمینوں کو قابل کاشت بنایا ہے۔ چشموں کو جاری کیا ہے۔ درختوں کی سبجائی کی ہے اور ایک مزدور جیسی زندگی گزار رہا ہے اور پھر اپنی ساری زحمات اور محنتوں کے نتیجہ کو راہ خدا میں وقف کر دیا ہے تاکہ بندگان خدا استفادہ کر سکیں اور اولاد علیؑ بھی صرف بقدر ضرورت ناکمہ اٹھا سکے۔ ایسا کردار اب صرف کاغذات پر رہ گیا ہے ورنہ اس کا وجود دنیا سے عنقا ہو چکا ہے نہ علیؑ والوں میں دیکھنے میں آتا ہے اور نہ خیال میں۔ سربراہان مملکت فوج لکھنے والے کے لئے ہاتھ میں پھاوڑا اور کدال لے لیتے ہیں ورنہ انھیں زراعت سے کیا تعلق ہے۔ زمینوں کا زندہ رکھنا اب تو تراب کا کام تھا اور انھوں نے اس کا حق ادا کر دیا۔ باقی سب داستانیں ہیں جو صفحہ قرطاس پر محفوظ کر دی گئی ہیں اور ان میں روشنائی کی چمک ہے۔ کردار اور حقیقت کی روشنی نہیں ہے۔!

ترویج - تحریف

اجتياز - گذرنا

لا تخرج - نکل کرنا

انعم لک - ان کہے

تعسف - سختی کرنا

ارهاق - سخت برتاؤ کرنا

صدع - مال کو دو حصوں پر تقسیم کرنا

تخیر - اختیار دینا

استقار - طلب معافی

عود - مسن اونٹ

ہرم - بوڑھے اونٹ

جہلوس - ضعیف

عوار - عیب

مجبف - شدت سے جھکانے والا

ملغب - تھکا دینے والا

أصدر - تیزی سے لے آؤ

فصیل - بچہ نانا

مصر - سارا دودھ دوہ لینا

اس وصیت نامہ میں چند دفعات

بے پناہ اہمیت کی حامل ہیں جن سے

ایک کمل دستور حکومت تیار کیا جاسکتا

ہے اور اسے تمام سربراہان مملکت

کے لئے ایک آئین مل قرار دیا جاسکتا

ہے۔

۱۔ اسلام میں دہشت گردی روا

نہیں ہے۔

۲۔ اسلام میں جبر کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

۳۔ اسلام حقوق میں ایک ذرہ اضافہ کا تحمل نہیں ہے۔

۴۔ اسلام مان و مان میں تیرا جان

مخالف ہے۔

۵۔ اسلام صاحب حق کو حق ادا کرنے میں صاحب اختیار قرار دیتا ہے۔

۶۔ اسلام جانوروں کے امتداد رکھنے والے ہیں۔

۷۔ اسلام جانوروں پر بھی ظلم کو روا نہیں رکھتا ہے۔

أمنلة العدل، في صغير الأمور وكبيرها وديقها وجليلها.

إِنطَلِقُ عَلَى تَقْوَى اللَّهِ وَحَدَهُ لِأَشْرِيكَ لَهُ، وَلَا تُرَوِّعَنَّ مُسْلِمًا وَلَا

تَجْتَازَنَّ (تحتازن) عَلَيْهِ كَارِهًا، وَلَا تَأْخُذَنَّ مِنْهُ أَكْثَرَ مِنْ حَقِّ اللَّهِ فِي مَالِهِ.

فَإِذَا قَدِمْتَ عَلَى الْحَسِيِّ فَانزِلْ بِمَائِهِمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ تُخَالِطَ آبِيائِهِمْ.

ثُمَّ أَنْضِ إِلَيْهِمْ بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ؛ حَتَّى تَقُومَ بَيْنَهُمْ فَسَلِّمْ عَلَيْهِمْ.

وَلَا تُخَدِّجْ بِالشَّجِيحَةِ لَهُمْ، ثُمَّ تَقُولُ: عِبَادَ اللَّهِ، أَرْسَلَنِي إِلَيْكُمْ وَلِيَ اللَّهِ

وَخَلِيفَتُهُ، لِأَخُذِ مِنْكُمْ حَقَّ اللَّهِ فِي أَمْوَالِكُمْ، فَهَلْ لِلَّهِ فِي أَمْوَالِكُمْ مِنْ

حَقٍّ فَتُؤَدُّوهُ إِلَيَّ وَلِيِّهِ؟ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: لَا، فَلَا تُرَاجِعُهُ، وَإِنْ أَنْعَمَ لَكَ

مُسْلِمٌ فَانطَلِقْ مَعَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ تُخَيِّفَهُ أَوْ تُوعِدَهُ أَوْ تُغَيِّبَهُ أَوْ تُزَهِّقَهُ، فَخُذْ

مَا أُعْطَاكَ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ، فَإِنْ كَانَ لَهُ مَائِيَّةٌ أَوْ يَبِلٌ فَلَا تَدْخُلْهَا إِلَّا

بِإِذْنِهِ، فَإِنْ أَكْثَرَهَا لَهُ، فَإِذَا أَتَيْتَهَا فَلَا تَدْخُلْ عَلَيْهَا دُخُولَ مَنْسَلِطٍ (مستلط)

عَلَيْهِ وَلَا عَيْفٍ بِهِ وَلَا تُنْفِرَنَّ بِهِمَةَ وَلَا تُفْرِعَنَّهَا، وَلَا تُسَوِّغَنَّ صَاحِبَهَا فِيهَا،

وَاصْدَعْ الْمَالَ صَدْعَيْنِ ثُمَّ خَيْرُهُ، فَإِذَا اخْتَارَ فَلَا تُعْرِضَنَّ لِمَا اخْتَارَهُ، ثُمَّ اصْدَعْ

الْبَاقِي صَدْعَيْنِ، ثُمَّ خَيْرُهُ، فَإِذَا اخْتَارَ فَلَا تُعْرِضَنَّ لِمَا اخْتَارَهُ، فَلَا تُزَالِ

كَذَلِكَ حَتَّى يَبْقَى مَا فِيهِ وَفَاءٌ لِلْحَقِّ اللَّهُ فِي مَالِهِ؛ فَاقْبِضْ حَقَّ اللَّهِ مِنْهُ

فَإِنْ اسْتَقَا لَكَ فَأَقْلَهُ، ثُمَّ اخلِطْهَا ثُمَّ اصْنَعْ مِثْلَ الَّذِي صَنَعْتَ أَوَّلًا حَتَّى

تَأْخُذَ حَقَّ اللَّهِ فِي مَالِهِ، وَلَا تَأْخُذَنَّ عَوْدًا وَلَا هَرِمَةً وَلَا مَكْشُورَةً وَلَا

مَهْلُوسَةً، وَلَا ذَاتَ عَوَارٍ، وَلَا تَأْمَنَنَّ عَلَيْهَا إِلَّا مَنْ تَسْبِقُ بِدِينِهِ، وَإِنَّمَا

بِمَالِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى يُوصَلَّهُ إِلَى وَلِيِّهِمْ فَيَقْسِمَهُ بَيْنَهُمْ، وَلَا تُؤَكِّلْ

بِهَا إِلَّا نَاصِحًا شَفِيقًا وَأَمِينًا حَفِيفًا، غَيْرَ مُغْنِفٍ وَلَا مُجْحِفٍ، وَلَا مَلْفِبٍ وَلَا

مُسْتَعِيبٍ، ثُمَّ اخذُرْ إِلَيْتَا مَا اجْتَمَعَ عِنْدَكَ نُصَيْرُهُ حَيْثُ أَمَرَ اللَّهُ بِهِ، فَإِذَا

أَخَذَهَا أَمِينُكَ فَأَوْعِزْ إِلَيْهِ أَلَّا يَحُولَ بَيْنَ نَاقَةِ وَبَيْنَ فَصِيلِهَا وَلَا يَتَصَدَّرَ

لَيْبَتِهَا فَيَضُرَّ ذَلِكَ بَوْلَهَا، وَلَا يَجْهَدَنَّهَا رُكُوبًا، وَلْيَتَعَدَّلْ بَيْنَ صَوَابَاتِهَا

طے  
خود  
ہے  
اس  
اس  
ہے  
بارہ  
با اور  
دہ  
ہے  
اور  
ار  
کی  
ہے  
کے  
کے  
اس  
امانت  
ال  
ات  
ہے  
اور  
اور  
اور  
اور